محمد قطب الدین

۱۲۸۸

مشکوٰۃ شریف

دوسری جلد ۴۵ھ

جدید بامحاورہ ترجمہ

اس فصاحت و زبان سے آج تک مشکوٰۃ شریف

کا ترجمہ نہیں ہوا

باہتمام میرزا حیرت دہلوی مینجنگ ڈائرکٹر اسلامیہ

پرنٹنگ پبلشنگ کمپنی لمیٹیڈ دہلی

کرزن اسٹیم پریس دہلی میں طبع

ربیع الاول ۱۳۲۶ھ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب زکوٰۃ کے بیان میں

پہلی فصل (۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو قاضی بناکر یمن بھیجا اور یہ فرمایا کہ تو ایسے لوگوں میں جاتا ہے جو اہل کتاب[1] ہیں۔ لہٰذا تو اوّل اُنہیں کلمۂ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینے کے لئے بلائیو اگر وہ اسمیں تیرا کہا مان لیں تو پھر سکھلائیو کہ اللہ نے رات دن میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر اُسے بھی مان لیں تو پھر یہ کہلائیو کہ تم پر اللہ نے صدقہ بھی فرض کیا ہے جو دولتمند وں سے لیکر فقیروں کو دیا جائے گا۔ اگر وہ اسے بھی مان لیں تو تو پھر اُن کے عمدہ مال[2] لینے سے بچتا رہیو اور مظلوم کی فریاد سے ڈرتا رہیو کیونکہ اُسکی فریاد اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں (بہت جلدی مقبول ہو جاتی ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو چاندی سونے والا اُسکا (یعنی اسکی زکوٰۃ) ادا نکرے تو قیامت کے روز جسکی مقدار پچاس[3] ہزار برس کی ہے وہ سونا چاندی آگ کی تختیاں

[1] یعنے یہود اور نصاریٰ کے پاس اور اسوقت اُس ملک میں مشرک اور ذمی لوگ بھی تھے مگر چونکہ غلبہ اہل کتاب کا اس لیئے آپ نے انہیں کا ذکر کیا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو اسلام کی خبر نہ پہنچی ہو انہیں پہلے اسلام کی طرف بلانا واجب ہے اور اگر خبر پہنچ چکی تو پھر بلانا مستحب ہے۔ [2] یعنے جو چیز اُن پر واجب نہیں ہے اسے زکوٰۃ میں اُنسے نہ لینا۔ [3] یہ دن کافروں پر اسقدر دراز معلوم ہوگا اور باقی لوگوں کو جسقدر جسکے گناہ ہونگے۔ اسیقدر اسکی درازی معلوم ہو گی ۲

اور دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اسکے پہلو اور پیشانی اور پشت پر داغ لگائے جائینگے۔ اور جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہو جائینگی) تو پھر دوبارہ آگ میں ڈالکر گرم کر کے اُسنے داغ دیا جائیگا (غرضکہ) جبتک بندوں کے درمیان فیصلہ اور ہرایک کو اپنا اپنا راستہ بہشت یا دوزخ کی طرف معلوم ہو (انہیں یہی عذاب ہوتا رہیگا) کسی نے پوچھا یا رسول اللہ چاندی سونے والوں کا تو یہ حال ہے۔ اور اونٹوں والوں کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ جو اونٹوں والا اُنکے حقوق (یعنے زکوٰۃ) ادا نکرے اور ایک حق یہ بھی ہے کہ پانی پلانے کے دن انکا دودھ دوھکر مسکینوں کو پلاوے۔ تو قیامت کے دن جسکی مقدار (وہی) پچاس ہزار برس کی ہے۔ ایک ہموار میدان میں اس شخص کو مُونہہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور تمام اونٹ موٹے تازے مع اپنے بچوں کے اُسے اپنے پاؤوں سے روندینگے اور مُونہہ سے کاٹینگے جب ایک جماعت اونٹوں کی کچل کر چلی جائیگی تو دوسری آکر روندنے لگے گی (غرضکہ) جب تک بندوں کے درمیان فیصلہ اور ہرایک کو اپنا راستہ بہشت یا دوزخ کی طرف معلوم نہ ہو (تو جیسا اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا)۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اور گائے بکریوں والے کا (جس نے اُس کی زکوٰۃ نہ دی ہو) کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس شخص گائے بکریوں والے نے اُنکی زکوٰۃ نہ دی ہو وہ بھی قیامت کے دن جسکی مقدار پچاس ہزار برس کے ہے ایک ہموار میدان میں مُونہہ کے بل لٹا دیا جائے گا اور وہ اپنے تمام جانوروں کو وہاں دیکھیگا کہ نہ اُن میں کوئی مُڑے سینگ کا ہوگا اور نہ بے سینگ یا ٹوٹے سینگ کا کہ سب جانور اُسکو اپنے سینگوں سے مارینگے۔ اور کھروں سے کچلیں گے۔ جب ایک قطار چلی جائے گی تو دوسری آکر کچلنے لگے گی۔ جبتک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو کر ہرایک کو اپنا اپنا راستہ بہشت یا دوزخ کی طرف معلوم نہ ہو (یہی حال رہے گا) کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اور گھوڑوں کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں ایک وہ کہ جسکی وجہ سے آدمی کو گناہ ہوتا ہے دوسرا وہ کہ آدمی کے لئے گناہوں سے پردہ بن جاتا ہے تیسرا وہ کہ جسکی وجہ سے آدمی کو اجر و ثواب ملتا ہے۔ اب جس آدمی کو اُسکی وجہ سے گناہ ہوتا ہے وہ آدمی ہے جس نے اپنا گھوڑا فقط دکھلاوے اور فخر[۲] اور مسلمانوں

---

۱ یعنے سب کے سینگ سلامت ہونگے تاکہ اُس شخص کو خوب ماریں ۱۲ منہ ۲ یعنے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ بڑا جنگ کرنے والا اور جاہ و حشمت والا ہے اور اُسنے فی الواقع یہ گھوڑا جنگ کے لئے پالا ہے اور نہ وہ کچھ امیر ہے بلکہ فقط دکھلاوا ہے۔

(۴) حضرت ابوذرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے جو شخص اونٹ یا گائے یا بکریوں والا اُنکے حقوق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہی جانور بڑے اور موٹے ہوکر آئینگے اور اُس شخص کو اپنے کھروں سے کچل کر سینگوں سے ماریں گے دوسری قطار جب روندکر چلی جائے گی تو پھر پہلی آکر مارنے لگیگی (غرضکہ) جب تک لوگوں میں فیصلہ ہو یہی حال رہے گا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵) حضرت جریرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تمہارے پاس مُصَدِّق (یعنی زکوٰۃ لینے والا) آئے تو تمہیں اُسکے ساتھ ایسا معاملہ کرنا چاہیئے کہ وہ تم سے خوش ہوکر جاوے[۱] یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ زکوٰۃ لیکر آتے تو آپ یہ کہتے اے اللہ فلاں کنبہ والوں پر رحم کر۔ جب میرے والد زکوٰۃ لیکر آئے تو آپ نے فرمایا اے اللہ ابو اوفیٰ کے کنبہ پر رحم کر یہ روایت متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاس جب کوئی آدمی زکوٰۃ لیکر آتا تو آپ فرماتے

(۷) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ لانے کیلئے تحصیلدار بنا کر بھیجا اور آپ سے کسی نے کہا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید اور عباس زکوٰۃ نہیں دیتے آپ نے فرمایا ابن جمیل نے جو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا ہے تو وہ پہلے فقیر کنگال تھا اور اب اللہ اور رسول نے اُسے دولتمند کردیا ہے اور خالد پر تم لوگ ظلم اور زیادتی کرتے ہو کیونکہ اُس نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار سب اللہ کی راہ میں وقف کردیئے ہیں رہے عباس اُن کی زکوٰۃ بلکہ اُسکے ساتھ اُسکی برابر اور میرے ذمہ ہے[۲] پھر فرمایا اے عمرؓ تم جانتے نہیں کہ آدمی کا چچا اُسکے باپ[۳] کی مثل ہوتا ہے۔

---

[۱] یعنی خوش ہوکر اُس سے ملو اور پوری زکوٰۃ دیدیا کرو تاکہ وہ خوش ہوکر جاوے ۱۲ لمعات [۲] یعنی اُس نے اپنا کل مال و اسباب مسلمانوں کے لئے وقف کردیا ہے اور تم اُسے سوداگری مال سمجھتے ہو لہذا اُس غریب پر زکوٰۃ نہیں ہے تم اُس پر خواہ مخواہ زیادتی کرتے ہو ۱۲ لمعات [۳] یعنی حضرت عباسؓ کو بجائے میرے والد کے سمجھکر اُنکی تعظیم کرنی چاہیئے اور اُنکی زکوٰۃ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اپنے ذمہ لے لی تھی کہ آپ اُنسے دو سال کی زکوٰۃ پہلے لے چکے تھے ایک اُسی سال کی اور دوسری سال آئندہ کی ۱۲۔

روایت متفق علیہ ہے۔

(۸) حضرت ابو حمیدؓ ساعدی کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ لانے کے لئے خاندان ازد کے ایک آدمی کو جسے ابن اُتبیّہ کہتے تھے عامل بناکر بھیجا۔ جب وہ زکوٰۃ لے کر آیا تو کہنے لگا یہ مال (جو کہ زکوٰۃ کا ہے) آپکا ہے اور یہ باقی مال لوگوں نے مجھکو تحفۃً دیا ہے (آنحضورؐ کو اس بات پر غصہ آیا) آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا اول اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا بعد اسکے واضح ہو کہ میں تم سے بعض لوگوں کو ایسے امور پر عامل بناکر بھیجتا ہوں جنکا اللہ نے مجھکو حاکم بنایا ہے اب بعض اُن میں سے آکر یہ کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ باقی مال مجھے لوگوں نے تحفۃً دیا ہے اگر یہی بات تھی تو اپنے باوا یا میاں کے گھر کیوں نہ بیٹھا رہا تاکہ دیکھتا کہ کون اُسے تحفے دیتا ہے اور کون نہیں دیتا۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے جو کوئی اس مال زکوٰۃ سے [illegible] قیامت کے دن اُسے اپنی گردن پر اُٹھاکر لائیگا اگر وہ [illegible] وہ اپنی آواز سے [illegible] اپنی آواز [illegible] پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے [illegible] کی سفیدی [illegible] فرمایا اے اللہ میں تو [illegible] روایت متفق علیہ ہے

آنحضورؐ کے اس [illegible] اگر کوئی تحفہ دیتا ہے [illegible] خطابی فرماتے ہیں [illegible] حرام [illegible] ہوتو وہ بھی حرام اور ممنوع ہے اور جو امر عقد (یعنے بیع یا ہبہ) [illegible] دیکھنا چاہیئے کہ اس کا حکم اس صورت سے علیحدہ ہوکر بھی ویسا ہی ہوتا ہے جیسا اس صورت [illegible] میں ہے یا کہ نہیں (یعنے بدل جاتا ہے۔ غرضکہ پہلی صورت صحیح ہوگی اور دوسری صحیح نہیں [۱] اسی طرح شرح السنہ میں ہے۔

(۹) حضرت عدیؓ بن عمیرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہم جس شخص کو تم میں سے

سلہ یعنے جس طرح تو نے حکم کیا ہے ویسے پہونچا دیا اور آپنے یہ دعا باواز بلند لوگوں کی تنبیہ کے لئے کی تھی ۱۲ سلہ مثال اسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے پانچ روپیہ کی چیز دس روپیہ میں اسلئے خرید لی تاکہ وہ چیز فروخت کرنیوالا اسکو روپیہ اسے قرض دیدے تو یہ صورت جائز نہیں ہے کیونکہ اگر اُسے قرض کی امید نہ ہوتی تو یہ پانچ روپیہ قیمت سے زیادہ کیوں دیتا ۱۲

ن کام پر حاکم بنادیں اور پھر وہ ایک سوئی یا اُس سے کم یا زیادہ کوئی چیز چھپائے تو یہ بھی خیانت
گی۔ اور قیامت کے دن (ذلیل ہوکر) اُسے لیکر آئیگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۰) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ
الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر اسکا حکم بہت بھاری معلوم ہوا (اور سب فکر
مند ہو گئے) حضرت عمرؓ کہنے لگے میں تمہارے اس فکر کو دور کرونگا چنانچہ وہ (آنحضور کی
خدمت میں) گئے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ آپ کے اصحاب کو اس آیت کا حکم بہت بھاری
معلوم ہوتا ہے آنحضور نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے زکوٰۃ فقط اسلئے فرض کی ہے تاکہ تمہارے
باقی مال کو پاک و صاف کردے اور بعد ذکر وراثت کے آنحضور نے ایک کلمہ ذکر کیا (لیکن مجھے یاد
نہیں رہا) پھر فرمایا کہ وراثت اس لئے فرض کی ہے تاکہ وہ تم سے پیچھے والوں کے لئے رہے۔
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ سنکر) اللہ اکبر کہا۔ پھر آنحضور نے اُنسے فرمایا کہ میں تمہیں وہ شے
خزانہ اکٹھا کرنے سے بھی بہتر ایک چیز بتاتا ہوں۔ اور وہ نیک (چلن اور خوبصورت) عورت ہے
جو مرد کو فقط دیکھنے ہی سے خوش کردے اور اگر وہ کچھ حکم کرے تو اُسکا کہا مان لے اور اگر کہیں
چلا جائے تو اسکے (مال وغیرہ کی) حفاظت کرے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱) حضرت جابرؓ بن عتیک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب تمہارے
پاس چند آدمی بُرے (یعنے زکوٰۃ وصول کرنے والے) آئینگے۔ جب وہ آئیں تو تمہیں چاہیئے کہ اُنہیں
خوش کر کے بھیجو اور جو چیز وہ مانگیں اُنکے سامنے کردیا کرو اگر وہ (زکوٰۃ) انصاف سے لینگے تو اُنہیں
ثواب ہوگا اور اگر ظلم کرینگے تو اُن کی گردنوں پر رہے گا۔ باقی تم اُنہیں راضی کردیا کرو کیونکہ اُنہیں
راضی رکھنا بھی زکوٰۃ ہی کے پورے ہونے میں شمار ہوتا ہے اور اُنہیں چاہیئے کہ تمہارے واسطے
دعا کیا کریں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲) حضرت جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ چند آدمی یعنے گنوار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس زکوٰۃ لینے والے لوگ آکر ہم پر ظلم کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم اپنے

لہ (ترجمہ) جو لوگ چاندی سونا جمع کرتے ہیں اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں درد دینے والے عذاب کی خوشخبری
سنادے ۱۲ سلہ یعنے زکوٰۃ وصول کرنیوالے جنسے کراہیت طبعی ہوتی ہے کیونکہ وہ مال لیتے ہیں ۱۲۔

زکوٰۃ لینے والوں کو خوش کرو۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اگرچہ وہ ہم پر ظلم بھی کریں آپ نے فرمایا اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو خوش کرو اگرچہ تم پر ظلم بھی ہو۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳) حضرت بشیر بن خصاصیہ کہتے ہیں ہم نے یہ عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ زکوٰۃ وصول کرنے والے ہم پر ظلم و سختی کرتے ہیں اگر آپ فرمادیں تو ہم اپنے مالوں میں سے بقدر ان کے ظلم کرنے کے چھپالیا کریں آپ نے فرمایا نہیں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۴) حضرت رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عامل جو (ثواب کے لئے اللہ کے واسطے) زکوٰۃ وصول کرتا ہو تو اُسے مثل اُس شخص کی ثواب ملتا ہے جو اللہ کے راستہ میں جنگ کرنیوالا ہو۔ جبتک کہ وہ اپنے گھر لوٹ کر نہ آئے یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵) عمرو بن شعیب اپنے باپ شعیب سے اور وہ اپنے دادا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ نہ جلب چاہیئے اور نہ جنب۔ بلکہ صدقے لوگوں سے اُن کے مکانوں ہی پر (جاکر) وصول کرلئے جائیں یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جو شخص (کوئی تجارت وغیرہ کرکے) کچھ مال پیدا کرے تو جبتک اس مال پر ایک سال نہ گزر جائے زکوٰۃ لازم نہیں ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور (علماء کی) ایک جماعت نے اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی پر موقوف رکھا ہے۔ یعنے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہیں کیا۔

(۱۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس نے زکوٰۃ جلدی دینے (یعنے سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنے) کی بابت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آنحضور نے اس کی اجازت دیدی۔ یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

ـــلہ یعنے تمہیں محبت مال کی وجہ سے اُن کا لینا اگرچہ ظلم معلوم ہو لیکن اُنہیں ضرور خوش کرنا چاہیئے۔ ــلـہ یعنے آنے جانے کا ثواب اُس شخص کے برابر ملتا ہے جو اللہ کے راستہ میں جنگ کرنے والا ہو یعنے کفار سے لڑتے ۱۲

ــ۵۳ مراد جلب سے یہ ہے کہ عامل زکوٰۃ وصول کرنیوالا زکوٰۃ دینے والے لوگوں سے کہیں دور جا اُترے اور زکوٰۃ کے جانور وغیرہ وہیں منگا بھیجے تاکہ لوگوں کو تکلیف ہو۔ اور جنب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے لوگ اُسے حیران کرنے کے لئے کہیں دور چلے جائیں۔ حضور نے ان دونوں باتوں سے منع فرمایا ہے ۱۲

(۱۸) عمرو بن شعیب اپنے باپ شعیب سے اور یہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ [illegible]
لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور اُسمیں یہ فرمایا کہ جو شخص تم میں سے کسی یتیم کے مال کا [illegible]
کہ اُسے یوں ہی نہ چھوڑ دے بلکہ اُسمیں تجارت کرتا رہے تاکہ وہ مال زکوٰۃ دینے میں [illegible]
یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند میں [illegible]
کیونکہ مثنّیٰ بن صباح (راوی اس میں) ضعیف ہے۔

تیسری فصل

(۱۹) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی اور آپکے
بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ خلیفہ ہو گئے تو عرب کے جن لوگوں کو (زکوٰۃ کا انکار کرنے) کا فر ہونا تھا وہ کافر
ہو گئے (اور زکوٰۃ نہ دی اسلئے حضرت ابو بکرؓ نے اُنسے لڑنا چاہا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکرؓ
سے کہنے لگے تم ان لوگوں (یعنے ایمان والوں) سے کس طرح لڑ سکتے ہو حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ جبتک کلمہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں تو مجھے اُنسے لڑنیکا حکم ہے اور جب وہ یہ کلمہ کہہ لیں تو
وہ اپنے جان و مال کو مجھ سے بچا لینگے۔ ہاں کسی اور حق کی وجہ سے (اگر اُنہیں تکلیف دیجائے تو
وہ جدی بات ہے) اور اسکا حساب اللہ ہی لینے والا ہے (اور یہ لوگ کلمہ گو ہیں) حضرت ابو بکرؓ
(جواب میں) کہنے لگے قسم ہے خدا کی جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں بھی فرق کریگا اُس سے بھی میں جنگ کرونگا
کیونکہ (جیسے نماز حق بدن ہے ایسے ہی) زکوٰۃ حق مال ہے اور قسم ہے خدا کی جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک بکری کا چھوٹا سا بچہ زکوٰۃ میں دیتے تھے اور اب وہ مجھے نہ دیں تو میں اُس بچہ کے نہ دینے
پر بھی اُنسے جنگ کرونگا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے قسم ہے خدا کی سوائے اسکے اور کوئی بات نہیں ہے کہ
لڑائی کیلئے اللہ تعالی نے حضرت ابو بکرؓ کا دل کھولدیا ہے اور میں بھی جان گیا کہ بس یہی حق ہے (متفق علیہ)
[illegible] ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگوں کا خزانہ
(جسمیں زکوٰۃ نہ ادا کی جائے) قیامت کے دن گنجا سانپ بن جائیگا مالک اُس سے (ڈر کر)

سلہ نابالغ [illegible] سے زکوٰۃ دینا امام شافعی اور امام احمد اور امام مالک رحمہم اللہ کا مذہب ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے نزدیک [illegible] زکوٰۃ فرض نہیں ہے کیونکہ دوسری حدیث میں یہ آیا ہے آنحضور فرماتے ہیں کہ بچے اور دیوانے اور یہ
ہوتے [illegible] الہی معاف ہیں۔ اور دوسرے اس حدیث میں ضعف بھی ہے ۱۲
سلہ چونکہ [illegible] نماز کے فرض ہے۔ اور جو شخص امور فرضیہ میں سے کسی کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ اس لئے
[illegible] ۱۲

بھاگے گا اور وہ اُسے ڈھونڈتا پھریگا آخرکار (تلاش کرکے) اُس کی انگلیوں کو منہ میں لقمہ کی طرح لیگا یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۲۱) حضرت ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس مال کو سانپ بنا کر اُس شخص کی گردن میں ڈال دیگا۔ پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے مصداق میں قرآن شریف کی یہ آیت وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ آخر تک پڑھی۔ یہ روایت ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو مال زکوٰۃ کسی ‌[illegible] کا ‌[illegible] مال میں مل جائے تو یہ اُسے ‌[illegible] ہلاک کردیتا ہے یہ روایت امام شافعیؒ نے نقل کی ہے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے اور حمیدی نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ آنحضور (کسی شخص سے) فرماتے تھے جب تجھ پر زکوٰۃ ادا کرنی فرض ہوگئی اور تو نے ادا نہ کی تو یہ مال زکوٰۃ جو (تجھے کھانا) حرام تھا حلال کو بھی خراب کردیگا اور جو لوگ زکوٰۃ کا تعلق بالِ عین پر فرماتے ہیں ‌[illegible] اس حدیث کو اپنی دلیل بناتے ہیں اسی طرح منتقے میں (منقول) ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں امام احمد بن حنبل کی سند سے حضرت عائشہ ہی سے نقل کی ہے اور امام احمد اسکی تفسیر میں کہ مال زکوٰۃ ویسے مال میں ‌[illegible] جائے۔ فرماتے ہیں کہ جو آدمی تونگر اور دولتمند ہو کر زکوٰۃ لیلے (تو اُس کا) اپنا مال بھی ضائع ہوجائے گا کیونکہ مال زکوٰۃ فقراء لوگوں کا حق ہے۔

باب کس کس چیز میں زکوٰۃ دینی واجب ہے

پہلی فصل (۲۳) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کھجوروں کے پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ چاندی کے پانچ اوقیوں سے کم میں ہے اور نہ پانچ

لہ اس پوری آیت کا ترجمہ حدیث ۱۸ میں گذر چکا ہے ۱۲ ۔ ۲ یعنے جس چیز میں زکوٰۃ دینی واجب ہوتی ہے اُسی میں سے بقدر زکوٰۃ دینی چاہیے جائز نہیں کہ اُسکی قیمت کرکے قیمت ہی زکوٰۃ میں دیدے اور یہ مذہب حضرت امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا ہے اور امام اعظم کے نزدیک قیمت بھی دیدینی جائز ہے ۱۲ لمعات ۳ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مُد کا اور ایک مُد ایک رطل اور تہائی رطل کا اور رطل قریب آدھ سیر وزن کے ہوتا ہے ۱۲ لمعات ۴ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے پانچ اوقیوں کے دو سو درہم ہوئے یہی مقدار نصاب زکوٰۃ ہے۔ اور ایک درہم تین ماشے اور ایک رتی اور پانچواں حصہ

اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۴) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ دینی لازم نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ غلام کی طرف سے سوائے صدقۃ الفطر کے اسکی زکوٰۃ دینی لازم نہیں ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے مقام بحرینؓ کی طرف بھیجا تو یہ حکمنامہ مجھے لکھدیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ بیان ہے فرض زکوٰۃ کا جو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کی ہے اور جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا تھا۔ لہٰذا جو زکوٰۃ لینے والا اس حکمنامہ کے مطابق مسلمانوں سے زکوٰۃ طلب کرے تو دیدینی چاہیئے۔ اور اگر اس سے زیادہ طلب کرے تو نہ دینی چاہیئے (بیان یہ ہے) کہ چوبیس اونٹوں سے کم اونٹ ہوں۔ تو ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری زکوٰۃ کی دینی لازم ہے اور پچیس ۲۵ اونٹوں سے پینتیس ۳۵ تک میں ایک بنت مخاض (یعنے اونٹنی کا بچہ مادہ ایک سال کا) دینا لازم ہے اور چھتیس ۳۶ سے لیکر پینتالیس ۴۵ تک ایک بنت لبون (یعنے دو برس کی اونٹنی) دینی لازم ہے اور چھیالیس سے لیکر ساٹھ برس تک ایک حِقّہ (یعنی تین برس کی اونٹنی) جو اونٹ کے جست کرنیکے قابل ہوجائے دینی لازم ہے اور اکسٹھ سے لیکر پچھتر تک میں ایک جذعہ یعنے چار برس کی اونٹنی جسے پانچواں برس لگجائے اور چھتر سے لیکر نوے تک میں دو بنت لبون دینے لازم ہیں اکیانوے سے لیکر ایک سو بیس تک جب پہنچیں تو انمیں دو حِقّے ہیں جو اونٹ کے جست کرنیکے قابل ہوجائیں یہ دینے لازم ہیں اور جب ایک سو بیس سے بھی زیادہ ہوجائیں تو اس حساب سے زکوٰۃ چاہیئے کہ ہر چالیس اونٹوں پر ایک بنت لبونا اور ہر پچاس اونٹوں پر ایک حِقّہ دے۔ اور جسکے پاس فقط چار ہی اونٹ ہوں تو اُسپر زکوٰۃ دینی لازم نہیں۔ مگر جو مالک چاہے (یعنے واسطے اللہ سمجھکر کچھ دیدے) اور جب پانچ اونٹ ہوجائیں تو اُن میں زکوٰۃ کی ایک بکری ہے اور اگر کسی کے اونٹ اسقدر ہیں کہ زکوٰۃ میں جذعہ دینا لازم ہے اور اُسکے پاس جذعہ نہیں ہے بلکہ حِقّہ ہے تو زکوٰۃ لینے والے کو چاہیئے کہ یہ حِقّہ اور دو بکریاں اس سے لیلے اگر دو بکریاں دینی اُسے آسان ہوں ورنہ بیس درہم لیلے۔ اور جسکے اونٹ اسقدر ہیں کہ زکوٰۃ میں حِقّہ دینا ہے اور اُسکے پاس حِقّہ نہیں بلکہ جذعہ ہے تو زکوٰۃ لینے والیکو چاہیئے کہ اُس سے جذعہ لیکر

ؓ بحرین شہر بصرہ کے قریب ایک گاؤں ہے ؓ حِقّہ اسلئے کہتے ہیں کہ اس عمر میں اُسپر سوار ہونے اور بوجھ لادنے کے قابل ہوجاتی ہے

مال زکوٰۃ میں سے بیس درم یا دو بکریاں اُسے دیدے۔ اور جسکے اونٹ اسقدر ہیں کہ زکوٰۃ میں حِقّہ دینا لازم ہے اور اُسکے پاس حِقّہ نہیں ہے بلکہ بنت لبون ہے تو اس سے یہ بنت لبون اور دو بکریاں یا بیس درم لیلئے جائیں اور جسے زکوٰۃ میں بنت لبون دینا لازم ہے اور اُسکے پاس حِقّہ ہے تو زکوٰۃ لینے والے کو چاہئے کہ یہ حِقّہ اُس سے لیکر بیس درم یا دو بکریاں اُسے دیدے۔ اور جسے زکوٰۃ میں بنت لبون دینا لازم ہے اور اُسکے پاس بنت لبون نہیں ہے بلکہ بنت مخاض ہے تو اُس سے بنت مخاض لیلیا جائے اور اُسے چاہیئے کہ بنت مخاض کے ساتھ بیس درم یا دو بکریاں اور دیدے۔ اور جسے بنت مخاض دینا ہے اور اُسکے پاس بنت مخاض نہیں بلکہ بنت لبون ہے تو اِس سے بنت لبون لے لیا جائے۔ اور زکوٰۃ لینے والا بیس درم یا دو بکریاں اُسے دیدے اور اگر (بنت مخاض دینا ہے اور) اسکے پاس بنت مخاض دینے کے قابل نہیں ہے۔ بلکہ اُسکے پاس ابن لبون (یعنے دو برس کا نر ہے) تو اُس سے یہ نر ہی لے لیا جائے۔ اور اسکے ساتھ اور کوئی چیز (دینی لینی) نہیں ہے[1]۔ اور بکریوں کی زکوٰۃ کی بابت جو بکریاں وغیرہ جنگل میں چرنیوالی ہوں[2] (یہ لکھا تھا کہ) جب بکریاں چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک کی زکوٰۃ کی ایک بکری ہے۔ اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو دو سو تک دو بکریاں ہیں اور جب دو سو سے زیادہ ہوجائیں تو تین سو تک تین بکریاں ہیں۔ غرضکہ ہر سینکڑہ پر ایک بکری بڑھے گی۔ اور جب کسی آدمی کی چرنیوالی چالیس بکریوں میں سے ایک بھی بکری کم ہو تو اسپر اُنکی زکوٰۃ ادا کرنی لازم نہیں ہاں اگر مالک چاہے (تو واسطے اللہ کچھ دیدے) اور زکوٰۃ میں کوئی جانور بڑھیا یا عیب دار یا بوک نہ دیا جائے ہاں اگر زکوٰۃ لینے والا چاہے تو خیر اور زکوٰۃ کے اندیشہ کی وجہ سے متفرق بکریاں نہ اکٹھی کی جائیں اور نہ اکٹھی متفرق کیجائیں اور اگر (ایک ریوڑ میں) دو شریک ہیں (اور اُسپر نصاب زکوٰۃ ہے) تو یہ دونوں شریک آپس میں برابر (جسقدر جسپر ہو) رجوع کرلیں[3] (مصدق کو اس تقسیم کی تکلیف نہ دیں) اور چاندی میں چالیسواں

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ مادہ کی افضلیت کا نقصان زیادہ عمر کے نر کے ساتھ دور ہو سکتا ہے ۱۲ [2] یعنے زکوٰۃ اُن جانوروں کی واجب ہے جو ایک سال میں چھ مہینے سے زیادہ جنگل میں چرتے ہوں اور جنہیں گھر میں باندھکر کھلانا پڑتا ہو۔ اُنکی زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے خواہ اونٹ ہوں یا بیل اور بکریاں وغیرہ ۱۲ [3] مثلاً دو سو بکریوں کے ایک ریوڑ میں دو شریک ہیں جس میں ایک شخص کی چالیس بکریاں ہیں اور دوسرے کی ایک سو ساٹھ۔ تو زکوٰۃ لینے والا دونوں سے ایک ایک بکری لے لیگا۔ پھر یہ دونوں اپنے اپنے حِصّہ کے مطابق حساب کرکے ایک دوسرے سے لے دے لیں ۱۲ لمعات

حِصّہ زکوٰۃ کا لازم ہے۔ اگر کسی کے پاس فقط ایک سو ننانویں ہی درم ہیں تو اُس پر زکوٰۃ دینی لازم نہیں ہے (کیونکہ دو سَو درم سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے) ہاں اگر مالک چاہے تو کچھ دیدے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ جن زمینوں میں بارش یا نہر یا حوض سے آبپاشی ہوتی ہے تو اُس میں دسواں حِصّہ زکوٰۃ کا لازم ہے اور جن میں کنوئیں سے (کھینچ کر) پانی دیا جائے تو اُسمیں بیسواں حِصّہ زکوٰۃ کا لازم ہے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۷) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جانور کا[1] کسی کو زخمی کر دینا معاف ہے اور کنواں کھدوانے میں جو گر کر مرجائے (یہ بھی) معاف ہے اور رکاز[2] میں پانچواں حصہ (واسطے اللہ) دینا واجب ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۲۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں نے گھوڑوں[3] اور غلاموں کی زکوٰۃ مُعاف کر دی ہے اب تم لوگ چاندی کی زکوٰۃ دیا کرو (یعنے) ہر چالیس درم میں زکوٰۃ کا ایک درم ہے اور جسکے پاس فقط ایک سو ننانویں ہی درم ہوں اُسپر بالکل زکوٰۃ نہیں۔ اور جب پورے دو سَو ہو جاویں تو اُن میں پانچ درم زکوٰۃ ہے یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت حارث اعور سے نقل ہے (اور) وہ حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں۔ زُہیر (راوی) کہتے ہیں میرے گمان میں حضرت علیؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے (چاندی کی زکوٰۃ) چالیسواں حِصّہ دیا کرو (یعنے) ہر چالیس درم میں ایک درم زکوٰۃ ہے۔ اور جب تک دو سو درم پورے نہ ہو جائیں تو تم پر بالکل زکوٰۃ لازم نہیں اور جب دو سو درم ہو جائیں تو اُن میں پانچ درم زکوٰۃ کے ہیں اور جو دو سو سے زیادہ ہوں اُن کی اسی حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی (اور) بکریوں کی زکوٰۃ یہ ہے) کہ ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے۔ ایک سو بیس تک اور جب ایک سو اکیس ہو جائیں تو دو سو تک دو بکریاں ہیں اور اگر (دو سو سے) ایک بکری بھی زیادہ ہو جائے تو تین سو تک تین بکریاں ہیں اور جب تین سو سے زیادہ ہو جائیں تو چار بکریاں ہیں غرضکہ ہر سینکڑے میں ایک بکری ہے

---

[1] یعنے اگر کوئی جانور کسیکو زخمی کر دے یا جان سے مار دے۔ اور اُسکے ساتھ اُسکا مالک یا چرواہا نہو یا قصدًا ان میں ہو تو اسمیں کسی پر کچھ تاوان یا ضمان نہیں ہے ایسے ہی اگر کسی نے کوئی کنواں یا کان کھدوانے کے لئے کوئی مزدور رکھا اور وہ مزدور وہاں دبکر مرگیا تو اسمیں بھی ضمان نہیں ہے کیونکہ مالک کی اسمیں کوئی خطا نہیں ہے ۱۲ لمعات [2] رکاز سے مراد کان ہے ۱۲ لمعات [3] یعنے جو غلام خدمت کے لئے ہوں۔ اور جو گھوڑے سواری کے لئے ہوں ۱۲۔

اور اگر کسی کی فقط اونتالیس ہی بکریاں ہیں تو اُسپر انہیں بالکل زکوٰۃ نہیں۔ اور بیلوں کی زکوٰۃ یہ ہے کہ ہر تیس بیلوں میں ایک تبیع (یعنے ایک سال کا بچھڑا) اور چالیس میں ایک مُسنہ (یعنے دو سال کی بچھیا) اور کار و بار کے بیلوں پر بالکل زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۲۹) حضرت معاذ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ملک یمن کو بھیجا تو مجھے یہ ارشاد کیا کہ ہر تیس بیلوں میں ایک تبیع یا تبیعہ (زکوٰۃ کا) لینا۔ اور ہر چالیس پر ایک مُسنہ۔ یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۳۰) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے زکوٰۃ میں زیادتی کر کر لینے والا (لوگوں کو زکوٰۃ سے) روک دینے والے کی مثل ہے۔ یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۱) حضرت ابو سعیدؓ خدری سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے غلہ اور کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے جبتک کہ وہ پانچ وَسق نہو جائیں۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۳۲) موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں ہمارے پاس معاذ بن جبل کا خط ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (اُنہیں یہ لکھا تھا) معاذ کہتے ہیں مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ گیہوں اور جَو اور منقیٰ اور کھجوروں میں سے زکوٰۃ لینی چاہیئے (یہ حدیث مُرسل ہے اور شرح سُنہ میں نقل کی ہے۔

(۳۳) حضرت عتابؓ بن اسید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انگوروں کی زکوٰۃ کی بابت فرماتے تھے کہ اوّل اُن کا کھجوروں کی طرح (درختوں ہی پر) تخمینہ کرلیا جائے۔ پھر خشک انگوروں کے (حساب سے)[۱] اُس کی زکوٰۃ دیجائے جیسے کھجوروں کی خشک کے حساب سے زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۴) حضرت سہلؓ بن ابو حثمہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم (زکوٰۃ وصول کرنیوالوں سے) فرماتے تھے کہ جب تم تخمینہ (کھجوروں میں کرلو تو حصّہ زکوٰۃ میں سے بھی) ایک[۲] تہائی چھوڑ دیا کرو۔ اور دو تہائی تم لے لیا کرو اور اگر تہائی نہ چھوڑو تو خیر چوتھائی چھوڑ دیا کرو۔ یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد اور

---

[۱] یعنے جب انگوروں یا کھجوروں میں شیرینی پیدا ہو جائے تو کوئی شخص ماہر اندازہ کرے کہ یہ انگور یا کھجوریں خشک ہو کر کتنے رہینگی۔ خشک کے حساب سے دسواں حصہ زکوٰۃ کا دے ۱۲ [۲] یعنے از راہ احسان اُسپر اسقدر زکوٰۃ معاف کردیا کرو۔ تاکہ اپنے ہمسایوں اور راہگیروں کو کھلائے اور وہ دینے میں بھی خوش رہے ۱۲۔

نسائی نے نقل کی ہے۔

(۳۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو یہود (خیبر) کے پاس بھیجا تاکہ کھجوروں کے کھانیکے قابل ہونیسے پہلے جب ان میں شیرنی آنے لگے تو ان کا تخمینہ کر دے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شہد[۵۱] کی ہر دس مشکوں میں ایک مشک زکوٰۃ کی ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور یہ کہا ہے کہ اس کی سند میں گفتگو ہے کیونکہ اسکے بارہ میں بہت سی روایتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت نہیں ہیں۔

(۳۷) حضرت عبداللہ بن مسعود کی بی بی زینب فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا اور یہ فرمایا کہ اے عورتو تم زکوٰۃ دیتی رہا کرو۔ اگرچہ کچھ زیور ہی دیدیا کرو کیونکہ قیامت کے دن دوزخ والی اکثر عورتیں ہی ہونگی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳۸) عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور دونوں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنی ہوئی تھیں۔ آپنے اُن سے پوچھا تم ان کڑوں کی زکوٰۃ بھی دیتی ہو وہ بولیں نہیں۔ آپنے فرمایا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان کڑوں کی جگہ آگ کے کڑے پہنائے وہ بولیں نہیں۔ آپنے فرمایا تو ان کی زکوٰۃ[۵۲] ادا کیا کرو۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ ایسی حدیث ہے کہ مثنی بن صباح نے بھی عمرو بن شعیب سے اسی طرح نقل کی ہے۔ اور مثنّٰی بن صبّاح اور ابن لہیعہ نقل حدیث میں دونوں ضعیف ہیں۔ اور اس کے بارہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح طور پر ثابت نہیں ہے۔

(۳۹) حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں میں سونے کا زیور پہنا کرتی تھی (ایک روز) مینے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ زیور بھی کنز[۵۳] ہے۔ آپنے فرمایا جو مال زکوٰۃ کی مقدار کو پہونچ جائے اور اُسکی زکوٰۃ دیدیجائے تو وہ

---

[۵۱] علماء کے درمیان شہد کی زکوٰۃ میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہد میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا چاہئے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ دونوں کی دلیلیں فقہ میں مذکور ہیں ۱۲ منہ [۵۲] اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زیور میں زکوٰۃ دینی واجب ہے اور بہت سی حدیثیں اسی کے موافق ہوئی لمعہ بھی آئی ہیں ۱۲ [۵۳] یعنے قرآن شریف میں جو اللہ تعالےٰ وعید فرماتا ہے اور وہ یہ آیت ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ تو اس وعید میں یہ زیور بھی داخل ہے یا نہیں ۱۲۔

[illegible] روایت امام مالک اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۰۳) حضرت سمرہ بن جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ ارشاد فرماتے تھے جو اسباب ہم فروخت کے لئے تیار کریں تو اسمیں سے زکوۃ دیا کریں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۲۰۴) [illegible] ابی عبدالرحمٰن کئی صحابہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے موضع قبل [illegible] کو جاگیر کے طور پر دی تھیں اور یہ موضع قبلی فرع کی جانب ہے اور [illegible] آجتک فقط زکوۃ ہی لیجاتی ہے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۲۰۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہ [illegible] میں زکوۃ ہے اور نہ عرایا میں اور نہ (غلہ کے) پانچ وسق سے کم میں اور نہ کاروبار کے جانوروں [illegible] اور نہ جبہہ میں (صقر راوی) کہتے ہیں کہ جبہہ گھوڑوں خچروں غلاموں کو کہتے ہیں یہ روایت دارقطنی نے نقل کی ہے۔

(۲۰۴) [illegible] طاؤس روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص معاذ بن جبل کے پاس بیلوں کا وقص لایا [illegible] ان میں سے (لینے کے لئے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں ارشاد فرمایا۔ یہ روایت دارقطنی اور امام شافعیؒ نے نقل کی ہے اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ وقص اس قدر بیلوں کو کہتے ہیں جو نصاب زکوۃ کی مقدار کو نہ پہونچیں۔

باب صدقہ فطر کے بیان میں

پہلی فصل (۲۰۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان غلام اور آزاد مرد اور عورت اور چھوٹے اور بڑے سب پر صدقہ فطر کھجوروں یا جو کا ایک صاع فرض کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ عید کی نماز پڑھنے کے لئے جانے سے پہلے یہ ادا کر دیا جائے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۰۵) حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ہم صدقۃ الفطر کا غلہ یا جو یا کھجوروں یا پنیر خشک

[illegible] مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے اور موضع قبل بھی اسی کے نواح میں ہے اور قبل کی طرف منسوب ہے ۱۲ عرایا عریۃ کی جمع ہے۔ عرب کے لوگ کھجوروں کے درخت عاریۃً ایک سال کے لئے محتاجوں کو دیا کرتے تھے۔ یہ کھجوریں مالک کی نہیں رہتی تھیں بلکہ محتاج لوگ مالک ہو جاتے تھے اسلئے مالک کے ذمہ انکی زکوۃ نہیں اور انہیں کھجوروں کو عریۃ کہتے ہیں ۱۲ صاع قریب چار سیر کے وزن کو کہتے ہیں ۱۲

انگوروں سے ایک صاع دیا کرتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۴۶) حضرت ابن عباسؓ (لوگوں سے) فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ رمضان شریف کے اخیر میں اپنے روزوں کا صدقہ دے دیا کرو۔ یہ صدقہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور یا جو سے ایک صاع اور گیہوں سے نصف صاع ہر ایک پر آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا سب پر فرض کیا ہے۔ یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴۷) حضرت ابن عباسؓ ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے روزوں کو بیہودہ اور بُری باتوں سے پاک کرنے اور مسکینوں کو کھلانے کے لئے صدقۃ الفطر فرض کر دیا ہے۔ یہ روایت ابوداؤد نے

تیسری فصل (۴۸) عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کے کوچوں میں ایک ڈھنڈورچیا بھیجا (تاکہ ڈھنڈورہ سے لوگوں کو یہ سنادے) کہ ہر مسلمان مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام[۱] چھوٹا ہو یا بڑا سب پر صدقۃ الفطر واجب ہے گیہوں[۲] وغیرہ کا نصف صاع ہے اور (باقی) غلوں کا ایک صاع ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۹) حضرت عبداللہ ثعلبہ کے بیٹے یا ثعلبہ عبداللہ بن ابوصعیر کے بیٹے نے اپنے باپ سے نقل کی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (صدقۃ الفطر میں) ایک صاع بُر[۳] یا قمح کا دو کی طرف سے ہو سکتا ہے خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ آزاد ہوں یا غلام۔ مرد ہوں یا عورت۔ اگر دولتمند ادا کریگا تو خدا تعالے اُسے (گناہوں سے) پاک کر دیگا۔ اور اگر تم میں سے کوئی فقیر ادا کرے گا۔ تو خدا تعالیٰ اُس سے بھی زیادہ اُسے اور عطا کر دے گا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

باب زکوٰۃ کا مال کھانا کن لوگوں کو حلال نہیں ہے

پہلی فصل (۵۰) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم راستے میں کھجوروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا اگر مجھے ان کھجوروں کے زکوٰۃ کی ہونیکا اندیشہ[۴] نہ ہوتا تو میں ان میں سے کھالیتا۔ یہ روایت متفق

(۵۱) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے صاحبزادے حضرت امام حسن نے زکوٰۃ کی کھجوروں

---

[۱] غلام پر واجب ہونا مجازاً ہے کیونکہ اُسکی طرف سے اُسکے سید کے ذمہ صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔ اور اسی طرح چھوٹے بچوں پر انکے والدین کے ذمہ ہے ۱۲ [۲] یعنے ستوؤں یا گیہوں کا آٹا ہو۔ اُن کا حکم بھی گیہوں جیسا ہے ۱۲ [۳] بُر اور قمح گیہوں کو کہتے ہیں ۱۲ [۴] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور کو زکوٰۃ کا مال کھانا حرام تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ راستہ میں سے اگر تھوڑی سی چیز بھی پڑی ہوئی ملجائے تو اُسکا کھانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پرہیزگاروں کو ایسی چیزوں سے بچنا چاہیئے۔

میں سے ایک کھجور اُٹھا کر اپنے مُونہہ میں ڈال لی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (دیکھکر) فرمایا نکال نکال (پلکہ) اسے پھینکدینی چاہیئے۔ پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ ہم زکوٰۃ کی چیز نہیں کھایا کرتے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۲ ۵) حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ سب صدقے لوگوں کے میل[1] ہوتے ہیں لہذا اُن کا کھانا محمد اور محمد کے کنبہ کے لئے حلال نہیں ہے یہ روایت مسلم نے نقل

(۳ ۵) حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی کھانا لاتا تھا تو آپ اُسے پوچھ لیتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا ہدیہ[2] لائے ہو۔ اگر کسی نے کہدیا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ اپنے صحابہ سے فرمادیتے کہ تم کھالو اور آپ نہیں کھاتے تھے اور اگر کبھی کوئی کہدیتا کہ یہ ہدیہ آیا ہے تو آپ بھی صحابہ کے ساتھ ہاتھ بڑھاکر کھالیتے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴ ۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ کی تین باتیں (مشہور[3]) تھیں اُن میں سے ایک تو یہ کہ وہ (لونڈی تھی پھر) آزاد ہوگئی اور (آزاد ہونیکے بعد) اپنے خاوند سے نکاح رکھنے کی بات وہ خود مختار تھی (یعنے اُسے اختیار مل گیا تھا) دوسری یہ کہ (اسی کے جھگڑے میں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ آزادی کا حق اُسی شخص کا ہے جو (غلام و لونڈی کو) آزاد کرے تیسری یہ کہ (ایک مرتبہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے اور (چولہے پر) گوشت کی ہانڈی پک رہی تھی۔ بعد میں آپکے سامنے روٹی اور گھر کے سالنوں میں سے اور کوئی سالن لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے ہانڈی میں گوشت پکتا ہوا نہیں دیکھا تھا سبھوں نے عرض کیا ہاں لیکن وہ گوشت تو بریرہ کو کسی نے صدقہ کا دیا تھا اور آپ صدقہ کی چیز نہیں کھایا کرتے آپنے فرمایا (لاؤ) صدقہ تو وہ بریرہ ہی تک ہے اور اب ہمارے لئے ہدیہ ہوگیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵ ۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ھدیہ کو قبول کرکے اُسکا کچھہ بدلا دیدیا کرتے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے جیسے میل کے اُتارنے سے بدن صاف ہوتا ہے۔ ایسے ہی زکوٰۃ کے دینے سے مال پاک و صاف ہوجاتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مال کھانا آنحضور کو حرام تھا اور ایسے ہی آپ کی اولاد کو بھی خواہ زکوٰۃ کے وصول کرنے پر عامل ہوں یا محتاج ہوں ۱۲ [2] کیونکہ صدقہ میں لینے والی کی ذلت ہوتی ہے اور ہدیہ میں اُسکا اکرام و اعزاز ہوتا ہے اور ہدیہ بڑے ہی آدمیوں کو دیا جاتا ہے اور صدقہ وہ ہے جو فقیروں کو بہ نیت ثواب دیا جاتا ہے ۱۲ لمعات [3] یعنے تین حکم شرعی اسکی بابت وارد ہوئے اور بریرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی ۱۲

(۵۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر کوئی بکری کی پنڈلی کے گوشت کی میری دعوت کرے تو میں اُسے قبول کروں اور اگر کوئی ہدیۃً میرے پاس دست (کا گوشت) بھیجے تو میں وہ بھی لے لوں۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۷) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مسکین[۱] وہ آدمی نہیں جو ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوروں کے واسطے لوگوں کے دروازوں پر (مانگتا) پھرتا ہے۔ بلکہ مسکین وہ ہے جسکے پاس اتنا نہیں ہے کہ اُسے خرچ سے بے فکر کردے۔ اور نہ کوئی اُسے جانتا ہے تاکہ صدقہ (وغیرہ ہی) دیدے اور نہ وہ خود کھڑا لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۵۸) حضرت ابورافعؓ (آنحضور کے آزاد کئے غلام) سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاندان بنی مخزوم کے ایک آدمی کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا وہ آدمی ابورافعؓ سے مجھ سے کہنے لگا کہ تو بھی میرے ساتھ چل تاکہ کچھ مال تجھے بھی ملجائے۔ میں نے اُس سے کہا جبتک میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لوں میں نہیں چلونگا چنانچہ میں (اسی ارادہ سے) آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ زکوٰۃ ہمارے واسطے حلال نہیں ہے اور قوم کے آزاد کئے غلام بھی اُنہیں لوگوں میں شمار ہوتے ہیں (کہ جنکے وہ غلام تھے) لہذا تجھے بھی زکوٰۃ کھانی جائز[۲] نہیں۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۵۹) حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تونگر آدمی کو زکوٰۃ (کھانی) حلال نہیں ہے اور نہ تندرست[۳] قوی آدمی کو۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے اور امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہؓ سے نقل کی ہے۔

(۶۰) حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیارؓ کہتے ہیں مجھ سے دو آدمیوں نے یہ بیان کیا کہ ہم دونوں حجۃ الوداع[۴] میں آنحضور کی خدمت میں گئے اور آپ زکوٰۃ کا مال تقسیم کر رہے تھے۔ ہم دونوں نے بھی آپ سے کچھ زکوٰۃ کے مال میں سے سوال کیا۔ آپ نے ہمیں نیچے اُوپر سے خوب دیکھا اور ہمیں قوی دیکھ کر فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہیں بھی

---

[۱] یعنے قرآن شریف میں جو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین تو ان مساکین سے یہ فقیر مراد نہیں ہیں بلکہ کامل مسکین جسکو آپ نے فرمایا ہے ۱۲ [۲] اس سے معلوم ہوا کہ بنی ہاشم کے غلاموں کو بھی زکوٰۃ کھانی درست نہیں خواہ وہ غلام ہوں یا آزاد ہوں ۱۲ [۳] صاحب لمعات کہتے ہیں کہ یہ حدیث یا تو منسوخ ہے اور یا یہ مراد ہے کہ جو آدمی مزدوری کرنے پر قادر ہو اسکو ایسی ذلت اختیار کرنی مناسب نہیں ہے ۱۲ منہ [۴] حجۃ الوداع اُس حج کو کہتے ہیں جو آنحضور نے اخیر زمانہ میں کیا تھا اور احکام حج بیان فرمائے تھے اور لوگوں کے

دیدوں۔ لیکن دولتمند اور توی کمانے والے کا حق اسمیں تو ہے نہیں (پھر کیونکر دے دوں) یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۶۱) عطاء بن یسار مرسلاً کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دولتمند آدمی کو زکوٰۃ (کا مال کھانا) حلال نہیں ہے مگر ان پانچ آدمیوں کو جائز ہے ایک وہ کہ جو اللہ کے راستہ میں جنگ کرتا ہو (دوسرا جو زکوٰۃ لانے پر مقرر ہو (تیسرا جو شخص قرضدار ہو۔ چوتھا جو قیمت دیکر اُسے خرید لے۔ پانچواں وہ کہ جسکا ہمسایہ مسکین تھا اور اس مسکین کو کسی نے صدقہ بھیجا اور اُس نے اُس دولتمند کو وہ ہدیۃً دیدیا تو اسے بھی کھانا جائز ہے۔ یہ روایت امام مالک اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ابوسعید سے مسافر کو دینے کا ذکر بھی منقول ہے۔

(۶۲) حضرت زیاد بن حارث صدائی کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور آپ کا مرید ہوا (راوی کہتے ہیں) پھر حارث صدائی نے بہت لمبی حدیث بیان کی اور یہ بھی کہا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آکر کہنے لگا کہ مجھے بھی کچھ صدقہ دلائیے۔ آنحضور نے اُس سے فرمایا کہ صدقوں کی بابت نبی یا کسی اور کے حکم کر دینے سے اللہ خوش نہیں ہوتا بلکہ اُسنے اسمیں خود حکم کردیا ہے اور آٹھ (قسم کے لوگوں کے) حصے مقرر کردیئے ہیں اگر انمیں سے تو بھی ہو تو میں تجھے دیدوں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۶۳) زید بن اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دودھ پیا اور وہ انہیں بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔ پھر پلانیوالے سے پوچھنے لگے کہ یہ دودھ کہاں سے آیا تھا اُس نے ایک پانی (یعنے گھاٹ) کا نام لیکر بیان کیا کہ میں وہاں گیا تھا۔ یکایک وہاں زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے چند اونٹ آکر پانی پینے لگے اور لوگوں نے اُن کا کچھ دودھ نکالنا شروع کیا میں نے بھی (کچھ لے کر) اپنی مشک میں بھر لیا۔ اور یہ وہی دودھ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً (حلق میں) انگلی ڈالکر قے کردی۔ یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

---

۵۱ یعنے کافروں سے لڑتا ہو تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں ۱۲ ۵۲ یعنے فقیر کو کسی نے صدقہ دیا تھا اور امیر نے اُسے قیمت دے کر خرید لیا تو اب اسے بھی کھانا درست ہے ۱۲ ۵۳ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں انما الصدقات للفقراء والمساکین آخر تک میں فرمادیا ہے ۱۲

۵۴ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تقویٰ اور پرہیزگاری تھی ورنہ اگر کوئی فقیر صدقہ کی چیز ہدیۃً کسی کو دیدے تو جائز ہے ۱۲ مرقات

باب کن لوگوں کو سوال کرنا درست نہیں اور کن کو درست ہے

پہلی فصل (۶۴) حضرت قبیصہ بن مخارق کہتے ہیں کہ میں ایک قرض کا ضامن ہو گیا تھا۔ اس لئے انہیں (امداد) مانگنے کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے فرمایا کہ جبتک ہمارے پاس زکوٰۃ کا مال آئے تو ٹھیرا رہ ہم تجھے بھی کچھ زکوٰۃ دلادیں گے پھر آپ نے فرمایا اے قبیصہؓ سوال کرنا سوا تین آدمیوں کے اور کسی کو درست نہیں ہے ایک تو وہ آدمی جو کسی قرض کا ضامن ہو تو یہ قرض جبتک بہم نہ پہونچے سوال کرنا جائز ہے لیکن پھر رک جائے دوسرا وہ آدمی جسپر کوئی آفت آن پڑی اور اسکا مال جاتا رہا تو جبتک اُس کی گزران اور حاجت روائی نہو۔ یا فرمایا کہ گزران اور رفع حاجت کے لائق مال بہم نہ پہونچے تو اُسے سوال کرنا جائز ہے تیسرا وہ آدمی جسکے اسقدر فاقہ ہو کہ اسکی قوم کے تین عقلمند آدمی یہ کہدیں کہ فلاں آدمی فاقہ سے ہے تو ایسے آدمی کو سوال کرنا جائز ہے جبتک کہ اسکی گزران اور حاجت روائی نہو۔ یا فرمایا کہ گزران اور رفع حاجت کے لائق مال بہم نہ پہونچے۔ پھر فرمایا اے قبیصہ انکے سوا اوروں کو سوال کرنا حرام ہے۔ اور وہ سوال کرنیوالا حرام ہی کھاتا ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۵) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص مال جمع کرنے کے لئے لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے تو وہ (گویا) چنگاریاں اکٹھی کرتا ہے۔ اب چاہے زیادہ مانگے اور چاہے کم مانگے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو ہمیشہ لوگوں سے مانگتا پھرا تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں ہو کر آویگا کہ اُسکے مونہہ پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہیں ہوگی یہ روایت متفق علیہ ہے

(۶۷) حضرت معاویہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ مانگنے کے لئے لپٹا مت کرو۔ قسم ہے خدا کی جو کوئی تم میں سے مجھ سے مانگتا ہے اور میں برے دل سے (زبردستی سمجھکر) اُسے کچھ دیدیتا ہوں تو اُس میں برکت ہرگز نہیں ہوتی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

ف۱ یعنے اگر ایک دن کے کھانے کا بھی ہو تب بھی سوال نہ کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر ایک دن کے کھانیکا نہیں ہے یا اتنا کپڑا نہیں ہے جس سے عورت اپنا بدن جو ناف سے لے کر گھٹنوں تک چھپالے تو اُسے سوال کرلینا جائز ہے ۱۲ لمعات ف۲ اس سے مراد مبالغہ ہے کہ اُس آدمی کا فقرو فاقہ یقینی ہو نا کہ مانگنے کو کوئی آسان نہ سمجھے ۱۲ ف۳ یعنے لوگوں کے سامنے اُسے ذلیل اور فضیحت کرنے کے لئے اُس کی سزا یہ ہوگی ۱۲

(۶۸) حضرت زبیرؓ بن عوام کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی تم میں سے ایک رسی لیکر (جنگل سے) اپنی کمر پر ایک گٹھہ لکڑیوں کا لاکر اُسے بیچ لے اور اُس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی آبرو رکھ لے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو لوگوں سے مانگتا پھرے۔ خواہ وہ دیں یا نہ دیں۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۶۹) حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھہ مانگا تھا۔ آپنے مجھے دیدیا میں نے پھر مانگا آپنے پھر دیدیا بعد میں مجھے فرمایا اے حکیم یہ مال تو (نظروں میں) خوشنما (اور دل میں) لذیذ ہوا ہی کرتا ہے لیکن یہ (یاد رکھ کہ) جسے یہ مال بے طمع ملجائے تو اُسمیں تو برکت ہوتی ہے۔ اور جو طمع کرکے لے تو اُسمیں برکت نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ کوئی کھائے اور پیٹ نہ بھرے[۱]۔ اور اونچا ہاتھ[۲] نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق بات دیکر بھیجا ہے۔ میں تو آپکے بعد میں اب مرتے دم تک بھی کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر کررہے تھے۔ اُسی وقت آپنے یہ فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر ہاتھ دینے والے کا ہوتا ہے اور نیچے ہاتھ لینے والے کا ہوتا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۱) حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ چند انصاری آدمیوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا آپنے اُنہیں دیدیا۔ اُنہوں نے پھر مانگا۔ پھر آپنے دیدیا یہانتک کہ جو کچھ آپکے پاس تھا سب ختم ہوگیا۔ پھر آپنے اُنسے فرمایا۔ کہ جو مال میرے پاس ہوتا ہے میں تم سے بچا کر بالکل نہیں رکھتا۔ اور جو شخص سوال سے بچنا چاہتا ہے تو اللہ تعالےٰ[۳] اُسے بچنے کی توفیق دیدیتا ہے اور جو بے پرواہی چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بے پرواہ کردیتا ہے۔ اور جو صبر چاہتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسے صبر کی توفیق دیدیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی چیزوں میں صبر سے بہتر بڑی کوئی چیز[۴] نہیں ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۲) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھہ کو کچھ دینا چاہتے تو میں یہ کہدیتا (کہ یا رسول اللہ) مجھہ سے زیادہ محتاج کو دیدیجئے۔ آپ فرماتے کہ لے (اگر

---

[۱] یعنے بسبب بے برکتی اور کثرت حرص کہ یہ حال ہوجاتا ہے ۱۲ [۲] اونچے ہاتھ سے مراد دینے والے کا ہاتھ ہے کیونکہ دینیوالے کا ہاتھ اونچا ہوتا ہے اور نیچے ہاتھ سے مراد لینے والے کا ہاتھ ہے ۱۲ [۳] یعنے ممنوع چیزوں سے بچنے کی توفیق کردیتا ہے اور کسی کا محتاج اللہ رب العالمین نہیں کرتا ۱۲ [۴] یعنے صبر اللہ تعالیٰ کی سب عطاؤں میں بہتر عطا ہے ۱۲

ضرورت ہو) تو اپنے مال میں ملا لینا (و اگر ضرورت نہو) صدقہ کر دینا۔ اور جو مال تیرے بے مانگے اور بے حرص کے بچھے ملجائے تو اُسے لے لیا کر۔ اور اگر نہ ملے تو خود اُسکے پیچھے نہ پھرا کر۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۳ ـ ۷) حضرت سمرہؓ بن جُندب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لوگوں سے مانگنا (اپنے موںہہ کا) نوچنا ہے۔ اب جو شخص اپنے موںہہ کو اچھا رکھنا[۱] چاہے اچھا رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے نہ رکھے (یعنے سوال کرے) ہاں اگر کوئی حاکم سے سوال کرے یا ایسے امر میں کرے جسمیں بغیر سوال کئے چارہ ہی نہیں ہے (تو جائز ہے) یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴ ـ ۷) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کسی کے پاس اسقدر مال ہے کہ اُسے مانگنے کی حاجت نہیں ہے اور پھر وہ لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئیگا کہ اُسکے موںہہ پر خموش یا خدوش یا کدوح ہونگے (تینوں کے معنے ایک[۲] ہیں) (یعنے اُسکا موںہہ نچا ہوا ہوگا) کسی نے پوچھا یا رسول اللہ وہ مال کتنا ہونا چاہیئے جس سے مانگنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپنے فرمایا پچاس درہم ہوں۔ یا اتنے داموں کا سونا ہو۔ یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۵ ـ ۷) حضرت سہل بن حنظلیہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس کسی کے پاس اسقدر مال ہے کہ اُسے مانگنے کی حاجت نہیں ہے اور وہ پھر بھی مانگتا ہے تو یہ یاد رکھو کہ وہ اپنے واسطے آگ زیادہ کرتا ہے نفیلی[۳] جو اسی حدیث کے راویوں میں سے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں فرماتے ہیں کہ کسی نے آنحضور سے پوچھا کہ وہ مال کسقدر ہونا چاہیئے جسکے ہوتے سوال کرنا جائز نہیں۔ آپنے فرمایا بقدر صبح و شام کے کھانیکے ہونا چاہیئے۔ اور یہی دوسری جگہ کہتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ ایک دن خوراک یا ایک رات و دن کی خوراک ہونی چاہیئے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶ ـ ۷) عطاء بن یسار قبیلہ بنی اسد کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ تم میں سے جس شخص کے پاس ایک اوقیہ (یعنے چالیس درہم) یا اسکے برابر کچھ سونا

---

[۱] یعنے جسے بسبب حیا کے اپنی آبرو رکھنی منظور ہو وہ سوال سے رُک کر اپنی آبرو رکھے اور جسے اپنی بے آبروہی منظور ہو وہ سوال کرے ۱۲ [۲] بعضے علماؤں نے کہا ہے کہ تینوں میں اتنا فرق بھی ہے کہ خدش لکڑی سے کھال چھیلنے کو کہتے ہیں اور خمش ناخنوں سے چھیلنے کو کہتے ہیں۔ اور کدح دانتوں سے چھیلنے کو کہتے ہیں اور اس سے اشارہ اسطرف ہے کہ جیسا کوئی سائل ہوگا ویسے ہی اُسکے موںہہ پر زخم ہونگے [۳] یہ نفیلی ابوداؤد کے اُستاد ہیں ۱۲

ہو اور وہ سوال کرے تو وہ زیادتی کرتا ہے (اُسے سوال کرنا زیبا نہیں ہے) یہ روایت امام مالک اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۷۷) حضرت حُبشی بن جنادہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ دولتمند اور قوی تندرست آدمی کو سوال کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی فاقہ کی وجہ سے خاک پر پڑا ہو[۹۱] یا بڑا بھاری قرضدار ہو تو اُسے جائز ہے) اور جو شخص لوگوں سے اسلئے مانگتا پھرتا ہے تاکہ مال جمع کرے تو قیامت کے دن اُسکے مُونہہ پر نُہٹے لگے ہوئے ہونگے۔ اور دوزخ کے گرم پتھر کھانے کو ملینگے۔ اب جو چاہے کم مانگا کرے اور جو چاہے زیادہ[۹۲] مانگا کرے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۸) حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مانگنے کے لئے آیا۔ آپنے اُس سے پوچھا تیرے گھر میں کچھ ہے وہ بولا ہاں۔ ایک موٹا سا کمل ہے جسے تھوڑا سا اوڑھتا ہوں اور تھوڑا سا بچھا لیتا ہوں۔ اور ایک پیالہ ہے جسمیں ہم سب پانی پیتے ہیں۔ آپنے فرمایا وہ دونوں میرے پاس لے آ۔ وہ دونوں کو آپکے پاس لے آیا۔ آپنے اُن دونوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کوئی ان دونوں کو خریدتا ہے۔ ایک شخص بولا میں انہیں دونوں کو ایک درم میں لیتا ہوں۔ پھر آپنے دو یا تین دفعہ فرمایا کوئی ان پر ایک[۹۳] درم سے زیادہ بڑھتا ہے۔ ایک شخص بولا میں انہیں دو درم میں لیتا ہوں۔ چنانچہ دو درم اُس نے آپ کو دیدئے۔ آپنے دونوں درم لے کر اُس انصاری کو دیدئے اور فرمایا کہ ان میں سے ایک کا کچھ کھانا خرید کر اپنے گھر دیدینا اور دوسرے کی ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آنا چنانچہ وہ آپکے پاس کلہاڑی لے کر آیا۔ آپنے اپنے ہاتھ سے اُس میں ایک مضبوط لکڑی ٹھوکدی۔ پھر فرمایا (اسے لیکر) جا اور اس سے ایندھن لا کر بیچا کر۔ اور (ایسا کر کہ) پندرہ دن تک میں تجھے نہ دیکھوں (یعنے یہاں نہ رہنا بلکہ محنت کرنا چنانچہ وہ گیا اور ایندھن لا کر بیچتا رہا۔ بعد اس کے آنحضور کی خدمت میں آیا۔ اور اُسکے پاس دس درم (نفع میں) بچ گئے تھے۔ اُسنے تھوڑے داموں کا کچھ کپڑا خرید لیا اور باقی کا کھانا (یعنے غلہ وغیرہ) خرید لیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا۔ تیرے سوال کرنے سے قیامت کے

---

۹۱ اس سے اشارہ ہے کہ نہایت ہی تنگدست ہو اور محتاجگی کی وجہ سے خاک پر پڑا ہو کہ اُٹھ بھی نہیں سکتا ۱۲ ۹۲ اس سے آنحضور کی مراد ڈرانا اور تنبیہ کرنا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ یعنے جو چاہے مسلمان ہے اور جو چاہے کافر ہو جائے ۱۲ ۹۳ اس سے معلوم ہوا کہ نیلام کرنا کسی چیز کا اور اُسپر دوسرے کا بڑھنا جائز ہے آنحضور نے یہ نیلام ہی کیا تھا ۱۲

دن تیرے مونہہ پر نشان ہوتے اُس سے یہ بہتر ہوا کہ تو نے خود محنت کر کے اپنا کام چلا لیا اور فرمایا) یاد رکھ کہ سوال کرنا سوا تین شخصوں کے اور کسی کو درست نہیں ہے۔ ایک تو وہ آدمی جسے فاقہ نے زمین پر ڈال رکھا ہو دوسرا وہ جو بڑا بھاری قرضدار ہو۔ تیسرا وہ کہ جسکو خون کی دیت[۱] دینی آجائے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔ اور ابن ماجہ نے قیامت کے دن تک نقل کی ہے۔

(۷۹) حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص فاقہ میں مبتلا ہوا اور اُس نے اپنے لوگوں سے بیان کیا تو اُسکا فاقہ ہرگز نہیں جائے گا۔ اور جس نے اپنے فاقہ کو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اللہ تعالیٰ اُسے جلدی فائدہ دیدیگا (یعنی) یا تو جلدی سے موت آجائیگی ورنہ کچھ دنوں بعد دولتمند ہو جائے گا (غرضکہ اس فاقہ کی تکلیف سے چھوٹ جائیگا) یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۸۰) فراسی کے بیٹے سے روایت ہے کہ فراسی کہتے تھے میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ میں (لوگوں سے کچھ) مانگ لیا کروں آپ نے فرمایا نہیں اور اگر تجھے بہت ہی ضرورت ہے تو خیر نیک بخت[۲] لوگوں سے مانگ لیا کر۔ یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۸۱) ابن ساعدی کہتے ہیں مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ وصول کرنے پر عامل مقرر کیا جب میں زکوٰۃ وصول کر کے فارغ ہو کر آیا اور زکوٰۃ انہیں دیدی تو انہوں نے مجھے مزدوری دینے کے لئے) ارشاد فرمایا۔ میں نے کہا کہ میں نے تو واسطے اللہ کے یہ کام کیا ہے اور میرا ثواب اللہ پر ہے۔ وہ فرمانے لگے کہ جو کچھ تجھے ملے لیلے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی میں عامل تھا اور آپ ہی نے مجھے عامل بنایا تھا اور (جب مجھے مزدوری) دینے لگے تو میں نے بھی تیری طرح آپ سے عرض کیا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تمہارے مانگے بغیر تمہیں کچھ ملے تو لیکر کھا لیا کرو اور (اگر زیادہ ہو تو) صدقہ کر دیا کرو۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرفہ کے دن ایک آدمی کو لوگوں سے سوال کرتے ہوئے سنا تو یہ فرمایا کہ کیا اس[۳] دن میں اور ایسی جگہ میں تو اللہ کے سوا (لوگوں سے) سوال

---

[۱] دیت اُس مال کو کہتے ہیں جو خون کے بدلے میں مارنے والوں سے لیا جاتا ہے اور حدیث میں بھی یہی مراد ہے کہ خواہ اُس نے خون کیا تھا یا کہ کسی کی طرف سے یہ دیت کا ضامن ہو گیا اور اسمیں اشارہ اس طرف ہے کہ اگر کسی کی مقدور نہیں ہے تو بغیر تنگ کئے ادا کر دے ۱۲ [۲] کیونکہ یہ لوگ مخلوق خدا پر مہربان اور بردبار ہوتے ہیں اللہ پردہ دری نہیں کرتے اور ان کا مال بھی بہت عمدہ ہوتا ہے ۱۲ [۳] یعنی دعا کی قبولیت کا دن ہے اور جگہ عرفات ہے کہ جو بابرکت ہے لہذا انکا لحاظ چاہیئے اور ایسے ہی مسجد میں بھی سوال کرنا نہ چاہیئے۔

کرتا ہے۔ پھر اُسے کوڑے سے مارا۔ یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

(۸۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو یاد رکھو کہ طمع ہی محتاجگی ہے اور (لوگوں سے) ناامیدی رکھنا دولتمندی ہے کیونکہ جو آدمی کسی سے ناامید ہو جاتا ہے تو اُس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

(۸۴) حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص مجھ سے اس بات کا عہد کرے کہ لوگوں سے سوال نہیں کریگا تو میں اُس کے لئے بہشت کا وعدہ کرتا ہوں)۔ ثوبان بولے۔ (یا رسول اللہ) میں عہد کرتا ہوں (راوی کہتے ہیں کہ) اسکے بعد ثوبان کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا کرتے تھے[لہ]۔ یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۸۵) حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور مجھ سے یہ شرط کرائی کہ تم لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا میں نے عرض کیا ہاں (بہت اچھا نہیں کرونگا) آپ نے فرمایا اگر (سوار ہو اور) تیرا کوڑا نیچے گر جائے تو اسکے اُٹھوانے کا بھی کسی سے[۵۲] سوال نہ کرنا بلکہ خود اُتر کر اُٹھا لیجیو۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

باب (مال کے) خرچ کرنیکی (فضیلت) اور (اُس میں) بخیلی کرنے کی بُرائی کا (بیان)

پہلی فصل (۸۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ تین دن گذرنے سے پہلے کوئی چیز اس میں سے میرے پاس باقی نہ رہے ہاں اتنا رکھ لوں کہ جس سے اپنا قرض ادا کر لوں۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر روز جب صبح ہوتی ہے۔ تو آسمان سے دو فرشتے اُترتے ہیں ایک اُن میں سے کہتا ہے اے اللہ تو سخی کو[۵۳] بدلہ دے۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ تو بخیل کا ناس کر۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

لہ یعنے اگرچہ اُن پر تنگی بھی ہوتی تھی تب بھی نہ مانگتے تھے ۱۲ ۔ ۵۲ اس میں کمال مبالغہ ہے چونکہ اس میں لفظ مانگنے کا آگیا۔ لہذا اس سے بھی بچنا چاہیئے ۱۲ لمعات۔

۵۳ یعنے دنیا میں مال دے۔ اور آخرت میں ثواب دے ۱۲۔

(۸۸) حضرت اسماء کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (اے اسماء) تو بغیر شمار کئے خرچ کیا کر (ورنہ) تجھے بھی اللہ تعالیٰ شمار کرکے دیگا اور (مال کو تھیلی وغیرہ میں بند کرکے) مت روکا کر ورنہ اللہ تعالیٰ تجھ سے مال و دینار روک لیگا تو اپنی حسب طاقت دیتی رہا کر۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۹) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے اولاد آدمؑ تم خرچ کیا کرو میں تم پر خرچ کروں گا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۰) حضرت ابوامامہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اے اولاد آدمؑ تمہارے واسطے (اپنی حاجت سے) بچے ہوئے مال کو خرچ کردینا بہتر اور اُس کا روک لینا بُرا ہے۔ اور بقدر کفایت (مال) پر کوئی کسی کو ملامت نہیں کرتا اور پہلے اپنے کُنبہ والوں ہی پر خرچ کرنا چاہیئے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال اُن دو آدمیوں جیسی ہے جن کے بدن پر لوہے کی دو زرہیں ہوں اور دونوں کے ہاتھ چھاتی اور گردن پر جکڑے ہوئے ہوں۔ اور جب صدقہ دینے والا کچھ صدقہ دینا چاہتا ہے تو وہ زرہ کھل جاتی ہے اور جب بخیل صدقہ کرنا چاہتا ہے تو وہ زرہ سمٹ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتی ہے [۲] یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۲) حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ ظلم سے بچتے رہا کرو کیونکہ اس ظلم کی قیامت کے دن اندھیریاں بن جائینگی۔ اور بخل سے بھی پرہیز کیا کرو۔ کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کردیا انہیں اس بات پر اُبھارا کہ وہ خونریزی کریں اور حرام کو حلال سمجھیں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۳) حضرت حارثہ بن وہب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ صدقہ کرتے رہا کرو۔ کیونکہ تم پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی اپنا صدقہ لئے پھریگا اور اُسے صدقہ لینے والا کوئی آدمی نہیں ملے گا (بلکہ ہر شخص) لانے کے لئے یہ کہے گا کہ اگر کل لیکر آتے تو میں لے لیتا اور آج تو مجھے [۳] کچھ بھی ضرورت

---

[۱] یعنے اگرچہ کم ہی چیز ہو اُسے حقیر سمجھکر خرچ کرنے سے نہ رکا کر کیونکہ جو یہاں تھوڑی معلوم ہوتی ہے میزان اعمال میں وہ بھی بہت ہو جائے گی ۱۲ [۲] مطلب حدیث کا یہ ہے کہ جب سخی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے وہ آسان ہو جاتی ہے اور جب بخیل برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے دشوار ہو جاتی ہے لہذا بخل سے پرہیز چاہیئے ۱۲ [۳] یعنے اب چونکہ واسطے اللہ کے مال لینے والے بہت ہیں لہذا اُنہیں دیکر ثواب اُخروی جمع کرو اور غنیمت سمجھو ورنہ آگے ایسا بھی زمانہ آنیوالا ہے۔ اور یہ کیفیت حضرت امام مہدی کے زمانہ میں ہوگی جو قریب زمانہ ہے ۱۲

نہیں ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۴) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا یارسول اللہ ثواب کی رو سے کونسا صدقہ بڑا ہے آپنے فرمایا تو اپنی ایسی حالت میں صدقہ دے کہ تو تندرست ہو (مال کی) طمع ہو اور فقر سے اندیشہ اور دولتمندی کی اُمیدواری ہو (تو بڑا ثواب ہوتا ہے اور صدقہ کرنے میں اسقدر دیر مت کر کہ تیری جان حلق میں آجائے (اور اُسوقت) تو کہے فلانے کے لئے اتنا مال ہے اور فلانیکے لئے اتنا ہے (کیونکہ پھر تو) فلانیکے لئے ہو ناہی ہے (تیرے کہنے سے اُسوقت کیا فائدہ ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۵) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں میں آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے جب آپنے مجھے دیکھا تو فرمایا قسم ہے کعبہ کی یہ لوگ بہت ٹوٹے والے ہیں۔ مینے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں۔ آپنے فرمایا وہی ہیں جو زیادہ مال والے ہیں مگر جو اس طرح اور اسطرح دیں (یعنی) اپنے سامنے (والوں پر بھی سخاوت کریں) اور پیچھے (والوں پر بھی) اور اپنے داہنی طرف (والوں پر بھی) اور اپنی بائیں طرف (والوں پر بھی) اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۹۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سخی اللہ اور بہشت سے اور لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ سے دور ہوتا ہے اور بخیل اللہ سے اور بہشت سے اور لوگوں سے دور ہوتا ہے۔ دوزخ کی آگ سے نزدیک ہوتا ہے۔ اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک عابد بخیل سے زیادہ پیارا ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۷) حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی کا اپنی زندگی اور تندرستی میں ایک درہم صدقہ کر دینا اُس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ مرنے کے قریب سو درہم صدقہ[علیہ] کرے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۸) حضرت ابودرداءؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُس شخص کی مثال جو اپنے مرنیکے وقت صدقہ کرتا ہے یا غلام آزاد کرتا ہے ایسی ہے کہ کوئی اپنا پیٹ بھر کر (بچا ہوا کھانا)

لے یعنی مرنیکے وقت وصیت کرنے یا اللہ دینے میں اسقدر ثواب نہیں ہے جتنا حالت تندرستی کے دینے میں ثواب ہوتا ہے
ے یہ حضرت ابوذرؓ صحابی ہیں انہوں نے دولت کو چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی تھی اسلئے انکی تسلی کے لئے آنحضورؐ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ فقیری تونگری سے بہتر ہے۔

کسی کو تحفہ بھیج دے۔ یہ روایت امام احمد اور نسائی اور دارمی اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور ترمذی نے اس کی صحت بھی کی ہے۔

(۹۹) حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ دو عادتیں کسی ایماندار آدمی میں جمع[۵۱] نہیں ہوتیں۔ ایک بخل دوسری بد خلقی۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت میں کوئی مکار یا بخیل یا احسان جتانے والا نہیں جائے گا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ آدمی میں سب عادتوں سے بری (دو عادتیں ہیں) ایک انتہا درجہ کا بخل دوسری انتہا درجہ کی نامردی۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور ابو ہریرہ کی یہ حدیث کہ ایمان اور بخل (ایک آدمی میں) جمع نہیں ہوتے (جو مصابیح میں اسی جگہ مذکور ہے) ہم انشاء اللہ تعالیٰ کتاب الجہاد میں ذکر کرینگے۔

تیسری فصل (۱۰۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعض بیبیوں نے پوچھا کہ ہم میں سب سے جلدی (آپکی وفات کے بعد) آپ سے کون سی ملے گی آپنے فرمایا جو لمبے ہاتھ والی ہو۔ سب نے یہ سُن کر لکڑی سے ہاتھ ناپنے شروع کئے۔ اور سب سے زیادہ لمبے ہاتھ والی اُن میں سے سودہ تھی (غرضکہ اُسوقت یہ مطلب کسی کی سمجھ میں نہیں آیا) آپ کی وفات کے بعد ہم سمجھے کہ لمبے ہاتھ ہونے سے زیادہ صدقہ دینا مراد ہے اور ہم میں سب سے جلدی آپ سے زینب[۵۲] ملی۔ اور وہ صدقہ (اور خیرات) کرنیکو بہت پسند کرتی تھی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم میں جلدی ملنے والی مجھ سے وہ ہے جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہوں۔ حضرت عائشہ ہی فرماتی ہیں کہ سب عورتیں ہاتھ بڑھا کر دیکھنے لگیں کہ کسکے زیادہ لمبے ہاتھ ہیں کہتی ہیں کہ سب سے زیادہ لمبے ہاتھ والی زینب تھی کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے مزدوری[۵۳] کرتی تھی اور اللہ بہت دیتی

(۱۰۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (بنی اسرائیل کے)

---

[۵۱] یعنے مسلمان ایماندار آدمی میں یہ دونوں باتیں جمع نہ ہونی چاہئیں یا یہ کہ دونوں باتیں انتہا درجہ کی مومن میں نہیں ہوتیں ۱۲ [۵۲] کیونکہ حضرت زینب کا آپ کی سب بیبیوں سے پہلے سنہ ۲۰ ہجری میں انتقال ہوگیا تھا تب معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ ہونے سے آپکی یہ صدقہ کرنا مراد تھی ۱۲ منہ [۵۳] یعنے اپنے ہاتھوں سے چمڑے رنگ کر انہیں فروخت کر کے اُن کی قیمت اللہ دیتی

ایک شخص نے (اپنے دل میں یہ) کہا کہ میں کچھ صدقہ دونگا چنانچہ وہ (رات کو) صدقہ لے کر نکلا اور (ایک[1]) چور کے ہاتھ میں دیدیا صبح کو لوگ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ کسی نے آج رات چور کو صدقہ دیا ہے یہ شخص (سنکر تعجب سے) کہنے لگا اے اللہ سب تعریفیں تیرے ہی واسطے ہیں (میرا صدقہ) چور کو دلوایا (خیر) اب میں اور صدقہ دونگا وہ صدقہ لیکر گیا اور ایک زانیہ عورت کو دیدیا صبح کو پھر لوگ کہنے لگے کہ آج ایک زناکار عورت کو صدقہ دیا ہے پھر (تعجب سے) کہنے لگا اے میرے اللہ سب تعریفیں تیرے واسطے ہیں (میرا صدقہ اور) زناکار عورت پر (خیر) میں اور صدقہ دونگا چنانچہ اُسنے صدقہ نکالا اور ایک امیر آدمی کے ہاتھ میں دیدیا صبح کو پھر آدمی کہنے لگے آج رات کو کسی نے امیر آدمی کو صدقہ دیا ہے یہ (تعجب سے) کہنے لگا اے اللہ سب تعریفیں تیرے ہی واسطے ہیں (میرا صدقہ چور اور زناکار اور امیر) آدمی کو دلوایا[2]۔ بعد میں خواب میں کسی نے اُس سے کہا کہ چور کو تیرا صدقہ اس لیئے دلوایا تاکہ شاید وہ چوری کرنے سے بچ جائے۔ اور زناکار عورت (کو اسلیئے دلوایا تاکہ) شاید وہ زناکاری سے بچ جائے اور امیر آدمی (کو اسلیئے) تاکہ اُسے عبرت ہو اور جو کچھ خدا نے اُسے دیا ہے شاید[3] وہ بھی خرچ کرے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور یہ لفظ بخاری کے ہیں۔

(۱۰۴۰) حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایک آدمی جنگل بیابان میں کھڑا تھا وہاں ابر میں سے اُس نے یہ آواز سُنی کہ فلانے آدمی کے باغ میں پانی دے جبھی یہ ابر (اُدھر کو) پھرا اور اسایک پتھرالی زمین میں پانی برسنے لگا اور اُس زمین کی نالیوں میں سے ایک نالی میں پانی بھر کر سارا پانی اودہر کو چلنے لگا۔ یہ شخص بھی پانی کے ساتھ (یہ حال دیکھنے کے لیئے) چلا (آگے جاکر) یکایک کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا بیلچے سے وہی پانی پھیر رہا ہے اس نے اُس سے پوچھا اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے وہ بولا میرا وہی نام ہے جو تونے ابر میں سنا۔ اور پھر اُس نے اُس سے کہا اے اللہ کے بندے تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے اُس نے کہا میں نے اس ابر میں جسکا یہ پانی ہے یہ آواز سُنی ہے کوئی تیرا نام لیکر کہتا تھا کہ فلانیکے باغ میں پانی دے اور تو اس باغ میں کیا کیا کرتا ہے اُس نے کہا (خیر) جب تو پوچھتا ہی ہے تو میں بھی کہدیتا ہوں کہ) جو اس باغ میں (میوہ وغیرہ) ہوتا ہے

---

[1] یعنے اُسے معلوم نہیں ہوا کہ یہ چور ہے مستحق صدقہ کا نہیں ۱۲ [2] آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض اس حدیث سے یہی تھی کہ صدقہ دینا ہر طرح بہتر ہے جسے دیدیگا یہ مستحق ثواب کا ضرور ہوگا خواہ کسی کو دے ۱۲ [3] یعنے تیرے صدقے سب مقبول ہو گئے ہیں اور چور وغیرہ پر بھی تیری خیرات بے فائدہ اور ثواب سے خالی نہیں ہے ۱۲ [4] یعنے تو اپنے اس باغ میں ایسی کونسی بھلائی کرتا ہے جس کی وجہ سے غیبی بندگی کے لائق ہوا ۱۲۔

تو میں اُسے دیکھکر ایک تہائی تو خیرات کر دیتا ہوں اور ایک تہائی میں اپنے کنبہ کو کھلا دیتا اور ایک تہائی پھر اُسی میں لگا دیتا ہوں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵) حضرت ابو ہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔ کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی دوسرا گنجہ تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنکے امتحان کا ارادہ کرکے اُنکے پاس ایک فرشتہ بھیجا اول فرشتہ اس کوڑھی کے پاس آکر کہنے لگا کہ تجھے سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے وہ بولا کہ میرا رنگ اچھا ہو جائے اور بدن کی کھال بھی اچھی ہو جائے اور میری یہ حالت کہ جس سے لوگ گھنیاتے ہیں جاتی رہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اُسپر فرشتے نے ہاتھ پھیر دیا اُس کی تمام گھن جاتی رہی اور اچھا رنگ اور عمدہ کھال بدن کی اُسے دیدی گئی پھر اُس سے پوچھا کہ تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے وہ بولا اُونٹ یا بولا گائیں۔ اسحاق (راوی کو) شک ہے ہاں یہ بات ضرور ہے کہ کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہے اور ایک نے گائیں (شک فقط تعین میں ہے) آنحضور فرماتے تھے کہ اُسے دس مہینے کی گیابھن اونٹنیاں دیکر کہدیا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان میں برکت دے آپ فرماتے ہیں پھر یہ فرشتہ گنجے کے پاس گیا اور کہا کہ تجھے کونسی چیز پیاری ہے وہ بولا میرے اچھے بال (نکل آئیں) اور مجھہ سے جو لوگ گھن کرتے ہیں یہ جاتی رہے آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے اُسپر بھی ہاتھ پھیر دیا اور اُس سے سب گھن جاتی رہی اور اچھے عمدہ بال دیدیئے گئے اور پھر اُس سے پوچھا کہ تجھے کونسا مال زیادہ مرغوب ہے وہ بولا گائیں اُسے گیابھن گائیں دیدی گئیں اور یہ کہدیا کہ اللہ تجھے ان میں برکت دے۔ آنحضور فرماتے ہیں پھر یہ فرشتہ اُس اندھے کے پاس گیا اور اُس سے کہا تجھے کیا چیز پیاری ہے وہ بولا کہ مجھے اللہ تعالیٰ میری بینائی دیدے اور میں لوگوں کو دیکھنے لگوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے اُسپر بھی ہاتھ پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے اُسکی بینائی اُسے دیدی۔ پھر پوچھا کہ تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے وہ بولا بکریاں چنانچہ اُسے بہت بچے دینے والی بکریاں دیدی گئیں اور پھر انہوں نے اور اُنہوں نے سب نے بچے دیئے اور کوڑھی کے لئے ایک جنگل اونٹوں کا بھر گیا اور گنجے کے لئے گایوں کا اور اندھے کے لئے بکریوں کا۔ آنحضور فرماتے ہیں پھر وہی فرشتہ اپنی اُسی شکل (وصورت) میں کوڑھی کے پاس آکر کہنے لگا کہ

ف۱ یعنے مسکین اور فقیری صورت میں (تاکہ لوگوں کو ظاہر ہو) ۱۲ ف۲ یعنے جس صورت اور حالت سے وہ پہلے اُس پاس آیا تھا پھر اُسی صورت میں آیا ۱۲

میں مسکین آدمی ہوں میرا سب اسباب سفر میں جاتا رہا اور آج میں بجز عنایت خداوندی کے اپنے مطلب کو نہیں پہونچ سکتا اور تجھ سے بوسیلہ اس ذات کے جسنے تجھے اچھا رنگ اور عمدہ کھال عطا کی اور مال دیا ایک اونٹ مانگتا ہوں تاکہ اس سفر میں مجھے کفایت کرے وہ بولا (میاں میرے ذمہ تو) بہت حق ہیں[1] فرشتے نے (کہا) میں تو شاید تجھے پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی فقیر نہ تھا کہ تجھ سے لوگ بھی گھن کرتے تھے اب تجھے اللہ نے (یہ دولت) دیدی ہے وہ بولا نہیں یہ مال تو مجھے وراثت میں میرے بڑوں[2] سے پہونچا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھے پھر ویسا ہی کر دے پھر فرشتے نے اپنی اُسی صورت میں آکر اُسی طرح گنجے سے کہا اُس نے بھی اُسے کوڑھی کی طرح جواب دیدیا۔ فرشتے نے کہا اگر تو بھی جھوٹا ہو تو خدا تجھے بھی ویسا ہی کر دے۔ پھر یہ فرشتہ اپنی اُسی صورت اور شکل میں اندھے کے پاس آیا اور کہا کہ میں مسکین آدمی مسافر ہوں میرا سب اسباب سفر میں جاتا رہا اور آج میں بجز عنایت خداوندی کے اپنے مطلب کو نہیں پہونچ سکتا اور تجھ سے[2] بوسیلہ اُس ذات کے جس نے تجھے پھر بینائی دیدی ایک بکری مانگتا ہوں تاکہ اُسکے سبب سے میں سفر میں اپنے مطلب کو پہونچوں وہ بولا واقعی میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے میری بینائی مجھے پھر دیدی اب جو کچھ تو چاہے لیجا اور جو کچھ تو چاہے چھوڑ جا (مجھے کچھ انکار نہیں ہے) قسم ہے خدا کی جو چیز تو واسطے اللہ کے لیگا میں تجھے ہرگز نہیں روکونگا۔ فرشتے نے کہا اپنا مال تو ہی رکھ فقط اتنی بات ہے کہ تمہارا (تینوں کا) امتحان لیا گیا تھا[3] اور اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش اور راضی ہو گیا ہے اور تیرے (اون) دونوں ساتھیوں سے خفا اور ناراض ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۶) بجید کی والدہ کہتی ہیں۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ میرے دروازہ پر مسکین فقیر آکر (مانگنے کے لیے) کھڑا ہو جاتا ہے یہانتک کہ مجھے شرم آتی ہے کیونکہ گھر میں مجھے کوئی چیز نہیں ملتی تاکہ اُسکے ہاتھ میں کچھ دیکر اُسے ٹالوں آپ نے فرمایا اُسکے ہاتھ میں کچھ دیدیا کر اگرچہ کوئی جلا ہوا کھر[4] ہی ہوا کرے۔ یہ روایت امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۰۷) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کیئے ہوئے غلام کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ کے پاس کسی نے

---

[1] یعنے حقدار بہت ہیں تجھے ایک اونٹ نہیں پہونچ سکتا اور یہ جھوٹ اُس نے اُسے ٹالنے کے واسطے کہا تھا ۱۲ [2] اسیطرح کسی سے یہ کہنا بھی جائز ہے کہ میں اپنی حاجت اللہ سے عرض کرتا ہوں پھر تجھ سے اور اسطرح کہنا جائز نہیں کہ میں اپنی حاجت خدا سے اور تجھ سے عرض کرتا ہوں ۱۲ [3] کہ تم اپنی پہلی حالت بھی یاد رکھتے ہو یا نہیں اور شکر خداوندی کرتے ہو یا نہیں [4] اس سے مقصود دینے میں مبالغہ ہے یعنے کچھ نہ کچھ دیدینا چاہئے فقیر کو خالی ہاتھ لوٹانا مناسب نہیں ہے اگرچہ دینے میں کوئی حقیر ہی چیز کیوں نہ ہو ۱۲

ہدیہ میں گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گوشت بہت بھاتا تھا۔ اس لئے حضرت ام سلمہ نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اسے گھر میں رکھدے شاید نبی صلی اللہ علیہ وسلم آکر کھائیں۔ اُسنے گھر کے کسی طاقچہ میں رکھدیا اسیوقت کوئی مانگنے والا دروازہ پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کچھ خیرات بھیجو خدا تمہارے (مال) میں برکت دے گھر والوں نے کہدیا خدا تیرے مال میں بھی برکت دے۔ ۱ اسوقت معاف رکھو مانگنے والا (یہ سنکر) چلا گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان میں تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلمہ تمہارے پاس میری کھانے کی کوئی چیز ہے وہ بولی ہاں لونڈی سے کہا جا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ گوشت لادے۔ وہ گئی اور طاقچہ میں سوائے ایک سفید پتھر کے ٹکڑے کے اور کچھ نہ پایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ ماجرا دیکھکر) فرمایا (وہی) گوشت یہ پتھر ہوگیا ہے کیونکہ یہ تم نے مانگنے والے کو نہیں دیا تھا۔ یہ روایت بیہقی نے دلائل نبوۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۰۸) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے کیا میں تمہیں سب آدمیوں سے مرتبہ میں برا آدمی نہ بتادوں عرض کیا ہاں فرمائیے آپنے فرمایا وہی آدمی ہے جس سے کوئی اللہ واسطے مانگے اور یہ اُسے[۱] نہ دے۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹) حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آنیکی اُنسے اجازت مانگی اُنہوں نے مجھے اجازت دیدی (اور میرے ہاتھ میں میری لاٹھی تھی (جب میں اُنکے پاس پہنچا) تو حضرت عثمان رض فرمانے لگے۔ اے کعب عبدالرحمن کا انتقال ہوگیا ہے اور اُنہوں نے کچھ مال چھوڑا ہے اُسمیں تمہاری کیا رائے ہے کعب بولے اگر عبدالرحمن اُس میں سے زکوٰۃ ادا کرتے تھے تو اب اُنہیں کچھ اندیشہ نہیں ابوذر[۲] (یعنی میں) نے لاٹھی اُٹھا کر کعب کے ماری اور کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے اگر میرے پاس پہاڑ سونیکا ہو اور میں اُسے خرچ کردوں اور میرا خرچ کرنا مقبول (خداوندی) بھی ہو جائے تو اپنے پیچھے چھ اوقیہ بھی چھوڑنے پسند نہیں کرتا بلکہ سب ہی خرچ کردوں۔ ابوذر نے تین مرتبہ یہ کہا اے عثمان رض میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں یہ بات تمنے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے یا نہیں۔ اُنہوں نے فرمایا ہاں (میں نے بھی سُنی ہے)

[۱] یعنے یہ جتا دیا جیسے میاں کہدیتے ہیں کہ شاہ جی برکت ہے ۱۲ [۲] یعنے جسکے پاس اسکی ضرورت سے زیادہ مال ہے اور پھر بھی اللہ واسطے نہیں دیتا۔ (اور) اگر زیادہ نہیں تو پھر گنہگار نہیں ہوگا کیونکہ اُس وقت اسمیں فقیر کا حق نہیں ہے ۱۲ [۳] سیدنا ابوذر غفاری صحابی بڑے جلیل القدر فقیہ و تارک الدنیا تھے ان کا یہ مذہب تھا کہ سب چیزیں چھوڑ کر رہبانی زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اور سب مال راہ خدا میں صرف کردیا جائے اسی خیال سے انہوں نے لاٹھی ماری۔ ورنہ جب مال سے زکوٰۃ دیدی جائے تو اُس میں کچھ حرج نہیں اور نہ اسپر کوئی وعید ہے ۱۲

یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۰) حضرت عقبہ بن حارث فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عصر کی نماز پڑھ رہا تھا جب آنحضور نے سلام پھیرا تو بہت جلدی سے کھڑے ہو کر لوگوں کی گردنوں پر پھلانگتے ہوئے آپ اپنی بیبیوں کے کسی حجرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے جلدی کرنے کی وجہ سے لوگ بھی گھبرائے۔ پھر جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو اپنی جلدی کرنے کی وجہ سے انہیں تعجب میں دیکھ کر فرمایا کہ مجھے ایک سونے کی ڈلی یاد آگئی تھی کہ وہ ہمارے یہاں رکھی ہے اور ہمارے پاس اس کا رکھا رہنا مجھے برا[1] معلوم ہوا اس لئے اسے تقسیم کرنے کیلئے حکم دے آیا ہوں۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں یہ ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مکان پر مال زکوٰۃ میں سے (سونے کی) ایک ڈلی چھوڑ آیا تھا اور اپنے پاس اس کا رات بھر رہنا مجھے برا[2] معلوم ہوا۔

(۱۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہی فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ یا سات اشرفیاں آپ کی بیماری میں میرے پاس تھیں آپ نے مجھے فرمایا کہ انہیں بانٹ دینا اور آپ کی تکلیف کی وجہ سے مجھے ان کا خیال نہ رہا پھر آپ نے ان کی بابت مجھ سے پوچھا کہ وہ چھ یا سات (اشرفیاں) تو نے کیا کیں میں نے کہا اللہ کی قسم مجھے آپ کی تکلیف کی وجہ سے کچھ ان کا خیال نہیں رہا۔ آپ نے وہ منگا کر اپنے ہاتھ میں لے لیں اور فرمایا اللہ کے نبی کے ساتھ تمہارا کیا گمان ہے کہ وہ اللہ سے ملے اور یہ اشرفیاں اس کے پاس ہوں یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس کھجوروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آنحضور نے پوچھا اے بلال یہ کیا ہے وہ بولے کہ میں نے کل کے واسطے اکٹھی کر لی ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا کل کو قیامت کے دن تجھے دوزخ کی آگ کے دھوئیں کا[3] اندیشہ نہیں ہے۔ اے بلال انہیں خرچ کر دے اور اللہ عرش[4] والے کے کم کرنے کا اندیشہ مت کر۔ (وہ پھر دینے والا ہے)

---

[1] یعنی قرب الٰہی سے اور اس سے معلوم ہوا کہ مقربین کو بھی اللہ کے سوا کسی اور چیز پر التفات کرنا مقام قرب سے روک دیتا ہے یا آنحضور نے امت کی تعلیم کے لئے فرمایا ہو ۱۲ [2] یعنی نبی کے پاس ان کا ہونا مقام نبوت کے خلاف ہے ۱۲ [3] یعنی ان کی وجہ سے تو دوزخ کے قریب ہو جائے گا ۱۲ [4] یعنی جس نے اتنا بڑا عرش عظیم پیدا کیا ہے وہ تجھے بھی روزی پہونچانے والا ہے اس حدیث میں آنحضور نے حضرت بلال کو کمال توکل حاصل کرنے کیلئے فرمایا ہے ورنہ ایک سال کے لئے غلہ وغیرہ اکٹھا کر کے اپنے کنبہ وغیرہ کے واسطے رکھ لینا جائز ہے ۱۲

(۱۲) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ سخاوت بہشت میں ایک درخت ہے جو شخص (دنیا میں) سخی ہوگا وہاں اُس درخت کی ایک ٹہنی پکڑ لیگا اور وہ ٹہنی بھی اوسے بہشت میں پہونچائے بغیر نہیں چھوڑے گی اور بخل دوزخ میں ایک درخت ہے جو شخص بخیل ہوگا وہ اُس کی ٹہنی پکڑ لیگا اور وہ ٹہنی بھی اُسے دوزخ میں ڈالے بغیر نہیں چھوڑے گی۔ یہ دونوں روایتیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۱۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ جلدی (جلدیؓ) خیرات کیا کرو کیونکہ بلا خیرات سے آگے نہیں بڑھ سکتی (بلکہ اس سے رُک جاتی ہے) یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

باب صدقہ کی فضیلت کا (بیان)

(۱۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنی حلال کمائی میں سے ایک کھجور کی برابر (کوئی چیز) خیرات کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حلال ہی کمائی کو قبول بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے داہنے ہاتھ سے اُسے قبول کرتا ہے پھر جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہے اسیطرح اُسکی پرورش کرتا ہے یہانتک کہ وہ چیز پہاڑ کی برابر ہو جاتی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۶) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے صدقہ دینے سے کچھ مال کم نہیں ہوتا[۲] اور بندہ اگر کسی کی خطا) معاف کردے اللہ تعالیٰ اُس کی عزت زیادہ کرتا ہے۔ اور جو کوئی اللہ کے سامنے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکا مرتبہ ضرور ہی بلند کر دیتا ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۷) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اللہ کے راستہ میں کسی چیز کا جوڑا[۳] خرچ کرے تو وہ (قیامت کے دن) بہشت کے دروازوں سے بلایا جائیگا۔ اور بہشت کے چند دروازے ہیں جو نماز (زیادہ) پڑھنے والا ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے بلایا جائیگا اور جو (راہ اللہ کے راستہ میں زیادہ) جنگ کرنیوالا ہوگا وہ باب الجہاد سے بلایا جائیگا اور جو زیادہ صدقہ دینے والا ہوگا۔ وہ

---

[۱] یعنے بیماری اور موت سے پہلے صدقہ دینا چاہئے کیونکہ اس سے بلا اور تکلیف دفع بھی ہو جاتی ہے ۱۲ [۲] یعنے ظاہر میں اگرچہ مال کم ہونا معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت مال بڑھتا ہے کیونکہ برکت زیادہ ہوتی ہے اور بلائیں دفع ہوتی ہیں اور ثواب ملتا ہے ۱۲ [۳] جیسے دو [illegible] یا دو گھوڑے وغیرہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک ایسا عمل ہے کہ سب دروازوں سے بلائے جانے کا [illegible] ہو جانے کا ۱۲

باب الصدقہ سے بلایا جائیگا۔ اور جو (زیادہ) روزہ رکھنے والا ہوگا وہ باب الریان سے بلایا جائیگا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے (یارسول اللہ) کچھ ضرورت تو ہے نہیں مگر کوئی ایسا بھی ہوگا جو سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں مجھے تو اُمید یہ ہے کہ اُن میں سے تو ہی ہو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۸) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں (کہ ایک روز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) پوچھا کہ کسی نے آج روزہ رکھا ہے ابوبکر بولے میں نے رکھا ہے۔ آنحضور نے پوچھا کوئی آج جنازہ کے ساتھ گیا تھا پھر وہی بولے کہ میں گیا تھا۔ پھر آپ نے پوچھا کسی نے آج کسی مسکین فقیر کو کھانا کھلایا ہے پھر وہی بولے کہ میں نے کھلایا ہے۔ آنحضور نے پوچھا کوئی آج کسی بیمار کی عیادت کو گیا تھا حضرت ابوبکر ہی بولے کہ میں گیا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی میں یہ سب باتیں جمع ہوں گی وہ ضرور ہی بہشت میں جائے گا یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے مسلمان عورتو (یاد رکھو کہ) پڑوسن اپنی پڑوسن کے پاس (کوئی تحفہ یا اللہ دینے) کو حقیر نہ سمجھا کرے۔ چاہے بکری کا کوئی کھر ہی بھیجدے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۰) حضرت جابر اور حضرت حذیفہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ہر بھلائی صدقہ ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۱) حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (اے ابوذر) تو کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھ اگرچہ اپنے بھائی مسلمان سے کشادہ پیشانی ہی کے ساتھ ملے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲) حضرت ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر مسلمان کے ذمہ صدقہ لازم ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اگر اُسکے پاس نہ ہو آپ نے فرمایا اپنے ہاتھ (پاؤں) سے مزدوری کرے کہ خود بھی نفع اُٹھائے اور صدقہ بھی دے صحابہ بولے اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا وہ کرتا ہی نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کسی حاجتمند غمگین کی مدد کردے۔ انہوں نے پوچھا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا کہ کسی کو کوئی بھلائی کی بات بتادے انہوں نے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے آپ نے فرمایا تو وہ خود برائی

سلے کیونکہ مقصود وہاں یہ ہے کہ بہشت میں پہنچ جائے اور جب ایک دروازہ سے کوئی بلاکر چلا گیا تو یہ مقصود حاصل ہو گیا۔
سلے یعنی یہ بھی صدقہ میں شمار ہوگا ۱۲ مرقات۔

اور نفس سے بچا رہے[1] کیونکہ اُس کے لئے یہی صدقہ ہو جائے گا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۳) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر روز جس میں سورج نکلتا ہے آدمیوں کے ہر ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے اگر دو آدمیوں میں کوئی انصاف کر دے تو یہ بھی صدقہ ہے اور ایک آدمی کو سہارا دیکر اُس کی سواری پر اُسے سوار کر دینا یا کسی کا اسباب اُٹھا کر سواری پر رکھ دینا یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات[2] بتا دینی بھی صدقہ ہے اور ہر قدم جس سے چلکر نماز کے واسطے آئے یہ بھی صدقہ ہے اور راستہ میں سے تکلیف دینے والی چیز کا دور کر دینا بھی صدقہ ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲۴۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اولاد آدم[3] کے تمام آدمی تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا ہوئے ہیں اور جو شخص موافق گنتی تین سو ساٹھ جوڑوں کے یہ کلمات اللہ اکبر اور الحمد للہ اور لا اِلٰہ اِلّا اللہ اور سبحان اللہ اور استغفر اللہ کہے اور لوگوں کے راستہ میں سے کوئی پتھر یا کانٹا یا ہڈی دور کر دے یا کوئی اچھی بات بتا دے یا بُری بات سے روک دے تو وہ اُس دن اپنی جان[4] کو دوزخ کی آگ سے بری کر کے چلے پھریگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۵) حضرت ابو ذر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ہر سبحان اللہ کہنا بھی صدقہ[5] ہے اور اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے اور الحمد للہ کہنا بھی صدقہ ہے اور لا اِلٰہ اِلّا اللہ کہنا بھی صدقہ ہے اور اچھی بات بتا دینی بھی صدقہ ہے اور بُری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے اور اپنی بی بی اور باندی سے صحبت کرنا بھی صدقہ ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ جب کوئی ہم میں سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیا اسمیں بھی اُسے اجر ملے گا آپ نے فرمایا تم ہی بتاؤ کہ اگر وہ حرام کاری کر لیتا تو کیا اُسے گناہ ہوتا۔ اسی طرح جب اُس نے اپنی بی بی سے صحبت کی ہے تو اُسے اجر بھی ملیگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۶) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہت دودھ دینے والی اونٹنی عاریۃً[6] دیدینی اور بہت دودھ دینے والی بکری عاریۃً دیدینی بہت اچھا صدقہ ہے کہ ایک برتن دودھ کا صبح کو

---

[1] یعنی اپنی نفس یا اور لوگوں کو اپنی بُرائی سے بچالے یعنے زبان اور ہاتھ وغیرہ سے کسی کو تکلیف نہ دے ۱۲ [2] یعنی جب تو اچھی بات بتا دیگا ۱۲
[3] یعنے اُس دن میں اگر اس کا انتقال ہو گیا تو دوزخ کی آگ سے بری ہو جائیگا اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یہ امور ہر روز کیا کرتا رہے تاکہ ہر روز کے گناہوں کا کفارہ ہوتا رہے ۱۲ [4] یعنے جیسے صدقہ دینے میں ثواب ملتا ہے ویسے ہی ان تسبیحات وغیرہ کے پڑھنے اور کرنے میں بھی ثواب ہوتا ہے ۱۲ [5] عرب میں یہ دستور تھا کہ جسے خداوند کریم کی توفیق ہوتی تو وہ بیاہی ہوئی اونٹنی یا بکری عاریۃً صدقہ میں دیدیتا تھا اور بعد حاجت روائی کے وہ اونٹنی اُسی کے پاس لوٹ جاتی تھی آنحضور نے اس صدقہ کی تعریف فرمائی ۱۲

بھروسے اور دوسرا شام کو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۷) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مسلمان کوئی پودا لگائے یا کچھ کھیتی بوئے اور اُس سے انسان یا پرند یا چوپائے[ف۱] کھائیں تو اس کے لئے یہ صدقہ ہی شمار ہوتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر سے منقول ہے کہ جو کوئی اُس میں سے کچھ چرا بھی لے تو بھی اس کے لئے یہ صدقہ ہے۔

(۲۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک بدکار عورت کی فقط اس بات پر بخشش ہو گئی کہ وہ ایک کوئیں کے پاس سے جاتی تھی اور وہاں ایک کتا پیاس کی وجہ سے زبان لٹکائے ہوئے تو بہ مرنے کے تھا اُسے پیاسا سمجھ کر اپنی جراب نکالی اور اپنی اوڑھنی میں باندھ کر اُس سے پانی نکالا (اور اُسے پلا دیا) اسی کی وجہ سے اُسکے سب گناہ معاف ہو گئے کسی نے پوچھا (یا رسول اللہ کیا ہمیں چوپایوں پر احسان کرنے) میں اجر ملتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہر جاندار کے کھلانے وغیرہ میں اجر ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۹) حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ دونوں کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک عورت کو فقط ایک بلی کی وجہ سے عذاب[ف۲] دیا گیا ہے اُس نے اُس بلی کو باندھے رکھا یہانتک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مر گئی نہ تو اُسے کچھ کھلایا اور نہ چھوڑا تاکہ وہ خود جا کر زمین کے جانور (چوہے وغیرہ) کچھ کھا لیتی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۳۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ راستہ پر درخت کی ایک ٹہنی لٹکی ہوئی تھی۔ ایک آدمی اُسکے پاس کو گذرا اور کہنے لگا کہ میں اُسے مسلمانوں کے راستہ سے علیحدہ کر دوں تاکہ [illegible] اُنہیں تکلیف نہ دے اور اس نے ایسا ہی کر دی اور یہ شخص (اسیکی وجہ سے) بہشت میں بھیجا گیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۳۱) [illegible] کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں نے ایک آدمی بہشت میں پھرتے ہوئے دیکھا (فقط اس وجہ سے) کہ اس نے راستہ پر سے اُن درختوں کو کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتے تھے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۲) حضرت ابو برزہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے کچھ سکھلا دیجئے تاکہ اُس سے

ف۱ یعنے اگر چوپائے بھی کوئی چیز کھائیں اور یہ صبر کرے تو اُسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے ۱۲ ف۲ مگر جن جانوروں کے مارنے کا حکم ہے جیسے سانپ بچھو وغیرہ تو وہ اس حکم سے خارج ہیں اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہ کو بغیر توبہ کے بھی بخش دیتا ہے چنانچہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے ۱۲ ف۳ یہاں عذاب صغیرہ گناہ پر دیا گیا ہے [illegible] عذاب کا ہونا بیان ہے ۱۲

میں تنف اٹھاؤں آپ نے فرمایا مسلمانوں کے راستہ سے موذی چیز ایک طرف کر دیا کر۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے اور عدی بن حاتم کی حدیث کہ تم لوگ (دوزخ کی) آگ سے بچو۔ انشاء اللہ ہم عنقریب اسے باب علامات النبوۃ میں ذکر کرینگے۔

دوسری فصل (۱۴۳) حضرت عبد اللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا چہرہ مبارک دیکھنے سے پہچان گیا کہ یہ چہرہ انور کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے اور سب سے پہلی بات اول گفتگو جو آپ نے (اس وقت) کی یہ تھی کہ اے لوگو تم سلام کو رواج دو اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔ اور (ایسے وقت) رات کو نماز پڑھو کہ لوگ سوتے ہوں۔ تم بہشت میں سلامتی کے ساتھ چلے جاؤگے۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴) حضرت عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم رحمن کی عبادت کیا کرو اور کھانا کھلاتے رہا کرو اور سلام کو پھیلایا کرو سلامتی کے ساتھ بہشت میں جا داخل ہوگے۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۴۵) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صدقہ اللہ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بری طرح مرنے سے بچا دیتا ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۶) حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی نیکی ہے کہ تو اپنے (مسلمان) بھائی سے کشادہ پیشانی سے ملاقات کرے اور اپنے ڈول سے پانی کھینچکر اسکے برتن میں ڈال دے۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۷) حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرماتے تھے کہ اپنے بھائی کو دیکھکر تیرا مسکرانا بھی صدقہ ہے اور اچھی بات بتا دینی اور بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے اور بے نشان زمین میں کسی کو راستہ بتا دینا اور کم سوجھ کا ہاتھ پکڑ کر (اسکے منزل مقصود پر) پہونچا دینا بھی صدقہ ہے

---

۱ یعنے بقصد پکار کر کہو کہ جس سے سلام علیک کی ہے وہ سن لے۔ اور اپنے بیگانے سب مسلمان بھائیوں سے سلام علیک چاہئے۔ ۲ یعنے دنیا میں عافیت سے رکھتا ہے اور کوئی بلا نہیں آتا ۱۲۔ ۳ یعنی زمین میں بسبب نہونے نشان کے لوگ رستہ بھولتے ہیں تو ایسی جگہ کسی کو رستہ بتانے میں صدقہ کا ثواب ہے

اور راستہ سے پتھر یا کانٹے یا ہڈی (جن سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو) دفع کر دینا بھی صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کا برتن بھر دینا بھی صدقہ ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے

(۱۳۸) حضرت سعد بن عبادہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ام سعد (یعنی میری والدہ) کا انتقال ہو گیا ہے اب اُن کی روح کو ثواب پہونچانے کے لئے کون سا صدقہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا (کہ پیاسوں کے لئے) پانی کا (بندوبست کر دینا چنانچہ) میں نے ایک کنواں کھدوایا اور یہ کہدیا کہ یہ ام سعد کے لئے صدقہ ہے۔ یہ روایت ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۳۹) حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو مسلمان کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہنا دے تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کا سبز لباس پہنائیگا اور جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلا دے تو اللہ تعالےٰ اُسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلا دے تو اُسے اللہ تعالیٰ مُہر کی ہوئی شراب پلائیگا۔ یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰) قیس کی بیٹی فاطمہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مال میں سوائے زکوٰۃ کے اور بھی حق ہے پھر آنحضور نے (اسکے استدلال میں) یہ آیت لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ آخر تک پڑھی۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱) بُہیسہ اپنے والد سے روایت نقل کرکے کہتی ہیں انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ایسی چیز کونسی ہے جسکا سوال کرنے سے انکار کر دینا منع ہے آپ نے فرمایا پانی۔ پھر انہوں نے پوچھا اے اللہ کے نبی کونسی چیز کا (سائل سے) انکار کر دینا منع ہے آپ نے فرمایا نمک وہ پھر بولے اے اللہ کے نبی کونسی چیز کا سائل سے روک لینا درست نہیں آپ نے فرمایا جو تو بھلائی کرے تیرے واسطے بہتر ہی ہے یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۴۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص (افتادہ) زمین میں کھیتی کرے تو اسے اس میں ثواب ہوگا اور جو جانور وغیرہ اُس میں سے کھائیں تو یہ اسکی طرف سے صدقہ ہو جائیگا۔ یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے۔

ــــہ یعنی یہ حدیث غریب کی تعریف ہے جو [illegible]

حفاظت کیجیئو [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱۴۳) حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی کو دودھ کا جانور عاریۃً دیدے یا روپیہ وغیرہ قرض دیدے یا (کسی بھولے ہوئے کو) گلی کوچہ بتادے تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کی برابر ثواب ملے گا یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴) حضرت ابوجری (یعنے) جابر بن سلیمؓ کہتے ہیں میں مدینہ منورہ میں آیا اور لوگوں کو مینے دیکھا کہ ایک شخص کی رائے پر چلتے ہیں (یعنے) کوئی بات وہ کہنے نہیں پاتا مگر یہ کرنے لگتے ہیں مینے (لوگوں سے) پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں وہ بولے کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مینے (یہ سنتے ہی آپ سے جاکر) کہا علیک السلام یا رسول اللہ آپنے فرمایا علیک السلام نہ کہو کیونکہ علیک السلام تو مردوں کو دعا دیتے ہیں بلکہ السلام علیک کہنا چاہیئے (پھر) مینے پوچھا آپ ہی اللہ کے رسول ہیں آپنے فرمایا (ہاں) میں اُس اللہ کا رسول ہوں کہ اگر تجھے کوئی مصیبت پہونچے اور تو اُسے پکارے تو وہ تیری تکلیف دفع کردے اور اگر تجھ پر قحط سالی پڑے اور تو اُس سے دعا کرے تو وہ تیرے لئے (زمین میں) پیداوار کردے۔ اور اگر تو ایسے میدان یا جنگل میں کہ جسمیں (پانی یا درخت نہ ہوں اور تیری سواری گم ہوجائے اور تو اُس سے دعا کرے تو وہ تیری سواری تیری طرف لوٹا دے۔ مینے کہا (یا رسول اللہ) مجھے کچھ اور نصیحت کیجیے آپنے فرمایا کسی کو بُرا نہ کہنا یہ کہتے ہیں مینے اس کے بعد کسی آزاد یا غلام یا اونٹ یا بکری[1] کو بھی بُرا نہیں کہا اور آپنے یہ (بھی) فرمایا (کہ کسی کے) کسی احسان کو حقیر نہ سمجھنا اور اپنے بھائی مسلمان سے خندہ[2] پیشانی کے ساتھ بولنا کیونکہ یہ بھی نیکی ہے اور نصف پنڈلی تک اپنا تہبند اونچا رکھنا۔ اور اگر تو نہ مانے تو ٹخنوں تک رکھ لینا۔ اور ٹخنوں سے نیچے تک لٹکانے سے اپنے تئیں بچاتے رہنا کیونکہ یہ تکبری ہے۔ اور تکبری کو اللہ تعالی پسند نہیں کرتا اور اگر تجھے کوئی آدمی برا کہے اور جو تیرے عیب وہ جانتا ہے اُن سے عار دلائے اور تو بھی اُسکے عیب جانتا ہے تو تو اُسے عار نہ دلائیو کیونکہ اُسکا وبال اُسی پر[3] رہیگا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے اور اُس میں سے فقط سلام کا بیان ترمذی نے نقل کیا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ تجھے اُسکا ثواب ہوگا اور اُسپر اُسکا وبال رہے گا۔

(۱۴۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اہلبیت نے ایک بکری ذبح کی تھی۔ نبی صلے اللہ

---

[1] یعنے آدمیوں کو بُرا کہنا تو درکنار میںنے جانوروں کو بھی بُرا نہیں کہا جیسے ہمارے یہاں کے لوگ آجکل جانوروں کو گالیاں دیتے ہیں ۱۲ [2] یعنے جب تو اپنے بھائی مسلمان سے ملے تو خوشی اور تواضع کے ساتھ مل تاکہ تیری خوش خلقی سے اُسکا دل بھی خوش ہو اور تجھے بھی ثواب ملے ۱۲ [3] یعنے جس کا گناہ آدمی پر ہے گا تو بُرا کہکر کیوں گناہ میں پڑتا ہے ۱۲

علیہ وسلم نے پوچھا کہ کچھ اُسکا گوشت باقی رہا ہے بیٹے کہا نہیں فقط شانہ رہگیا ہے آپنے فرمایا بلکہ سوا شانہ کے کل رہا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے اسے صحیح کہا ہے۔

(۱۴۶) حضرت ابن عباس کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنادے تو جبتک اُسمیں سے اسکے بدن پر ایک چیتھڑا بھی رہے گا تو یہ شخص دینے والا اللہ کے حفظ امان میں رہیگا۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۴۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بہت محبت رکھتا ہے ایک تو وہ آدمی جو رات کو کھڑا ہو کر (تہجد میں) قرآن شریف پڑھے دوسرا وہ آدمی جو اپنے داہنے ہاتھ سے چھپاکر صدقہ دے (راوی کہتے ہیں) میرے گمان میں آپنے یہ فرمایا کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو اور تیسرا وہ آدمی جو لشکر میں تھا اور اُسکے ساتھیوں کو شکست ہوگئی لیکن یہ دشمن کے مقابلہ میں رہا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث محفوظ نہیں کیونکہ اس کے راویوں میں سے ایک راوی ابوبکر بن عیاش ہیں جو اکثر غلطیاں کرتے ہیں۔

(۱۴۸) حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے آدمیوں سے محبت رکھتا ہے اور تین ہی قسم کے آدمیوں سے دشمنی رکھتا ہے اور جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے ایک اُنمیں سے وہ ہے کہ ایک آدمی چند لوگوں کے پاس اللہ واسطے مانگنے کے لئے آیا اور آپس میں کسی رشتہ داری کی وجہ سے اُس نے سوال نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے اُسے ندیا جب یہ چلنے لگا تو انہیں میں سے ایک شخص اُسکے پیچھے ہولیا۔ اور اس طرح پوشیدہ کرکے صدقہ دیا کہ بجز خدا اور اُس لینے والے کے کسی کو اسکے دینے کی خبر نہیں ہوئی اور دوسرا وہ آدمی ہے کہ چند آدمی (اُسکے ساتھی) رات بھر چلے اور جب نیند انہیں سب چیزوں سے پیاری معلوم ہونے لگی تو وہ سب اپنے (تکیوں پر) سر رکھکر سو گئے تو یہ شخص اللہ کے سامنے گڑگڑاتا ہوا اُسکی آیتیں کھڑا ہو کر پڑھنے لگا تیسرا وہ آدمی جو ایک لشکر میں تھا اور جب دشمن سے مُنھ بھیڑ ہوئی تو اُسکے سب ساتھی بھاگ گئے۔ اور یہہ اپنا سینہ دشمن کے مقابلہ کرکے

سلہ یعنے جو اللہ واسطے لوگوں کو دیا گیا ہے وہی باقی سمجھنا چاہیئے کیونکہ اُسکا ثواب ثابت ہو چکا ہے اور جو گھر میں ہے وہ فنا ہونے والی چیز ہے ۱۲ سلہ یعنے اسقدر ثواب اور اجر تو دنیا ہی میں ہے اور آخرت میں جسقدر ہوگا وہ خدا ہی جانے ۱۲ سلہ یعنے صدقہ اسقدر چھپا کردے کہ اگر کوئی آدمی بائیں طرف دوسرا بیٹھا ہو تو اسکو بھی خبر نہو اسمیں ظاہرداری اور ریاکاری سے بچنے کیلئے

استقدر لڑا کہ شہید ہو گیا یا اسکی فتح ہو گئی اور جن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے انمیں ایک شخص وہ ہے جو بوڑھا ہو کر زنا کرے اور دوسرا جو فقیر ہو کر تکبر و غرور کرے اور تیسرا جو امیر دولتمند ہو کر ظلم کرے[۵۱] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور نسائی نے بھی اسی جیسی نقل کی ہے لیکن جن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے انہیں نسائی نے ذکر نہیں کیا ہے۔

(۱۴۹) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالےٰ نے زمین کو پیدا کیا تو زمین پانی کے اوپر ہلنے لگی۔ اللہ تعالےٰ نے (اسے ٹھیرانیکے لئے) پہاڑ پیدا کر کے زمین پر کھڑے کردئے چنانچہ زمین ٹھیر گئی۔ فرشتوں کو پہاڑوں کی سختی سے تعجب ہوا انہوں نے عرض کیا اے پروردگار کیا کوئی اور تیری مخلوق ان پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے جناب باری نے فرمایا ہاں ایک ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا اے ہمارے پروردگار کیا کوئی تیری مخلوق لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے فرمایا ہاں آگ ہے پھر انہوں نے پوچھا اے پروردگار کیا کوئی تیری مخلوق آگ سے بھی زیادہ سخت ہے فرمایا ہاں پانی ہے وہ پھر پوچھنے لگے اے پروردگار کیا کوئی تیری مخلوق پانی سے بھی زیادہ سخت ہے فرمایا ہاں ہوا ہے۔ انہوں نے پھر پوچھا اے پروردگار کیا کوئی تیری مخلوق ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے فرمایا ہاں اولادِ آدم کا اس طرح (پوشیدہ کرکے) صدقہ دینا کہ داہنے ہاتھ سے دیا ہے تو بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں۔ یہ سب سے زیادہ سخت ہے[۵۲]۔ یعنے سب پر غالب ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

اور معاذ کی یہ حدیث کہ صدقہ گناہوں کو بجھا دیتا ہے کتاب الایمان میں مذکور ہو چکی ہے۔

تیسری فصل

(۱۵۰) حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مسلمان بندہ اپنے سارے مال میں سے جوڑا جوڑا فی سبیل اللہ خرچ کردے تو قیامت کے دن بہشت کے دربان اسکا ضرور ہی استقبال کرینگے اور سب کے سب اسے اپنی طرف بلائینگے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ جوڑے کے کیا معنے ہیں یہ کس طرح ہوا آپ نے فرمایا اگر کسی کے پاس اونٹ ہیں تو دو اونٹ خرچ کردے اور جس کے

---

[۵۱] یعنے جو فرض طلو اگرچہ بہنوا لا آدمی ہوا سے بھی فرض نہ دے یا کچھ اور ظلم کرے اور یہ خصلتیں ہر ایک کیلئے بُری ہیں لیکن ان تین آدمیوں کے لئے نہایت ہی بُری ہیں چنانچہ اسکا سبب بھی مذکور ہو چکا کہ یہ لوگ اللہ کے دشمن ہونگے [۵۲] یا تو اسوجہ کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے اور اسکی رضامندی بہت ہی بڑی چیز ہے اور یا اسلئے کہ اسطرح کے دینے نفس اور شیطان کی مخالفت ہوتی ہے کیونکہ یہ دونوں چاہتے ہیں کہ ظاہر کر کے صدقہ دے اور اسکے مخالف پوشیدہ کرکے دینا ہے اور یہ مخالفت بہت دشوار ہے[۵۳] یعنے ایسی جگہ خرچ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رضامندی ہو جیسے حج ہے یا جہاد ہے یا طلب

پاس گلائیں ہیں تو وہ دو گائیں خرچ کر دے۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۵۱) مرثد بن عبداللہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے کسی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن مومن کا صدقہ اُس پر سایہ ہو جائے گا[۱]۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۵۲) حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص عاشورہ کے دن اپنے کنبہ پر خرچ کرنے میں فراخی کرے تو اللہ تعالیٰ تمام سال اُسپر فراخی رکھیگا۔ سفیان فرماتے ہیں ہم نے اسکا تجربہ کر لیا ہے واقعی اسی طرح ہے یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے اور ابوہریرہ اور ابوسعید اور جابر سے نقل کر کے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

(۱۵۳) حضرت ابو اُمامہ کہتے ہیں ابو ذر نے پوچھا اے اللہ کے نبی ہمیں بتائیے کہ صدقہ کا کتنا ثواب ہوتا ہے۔ آپنے فرمایا دوگنا چوگنا اور اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

باب سب صدقوں میں بہتر کونسا صدقہ ہے

پہلی فصل (۱۵۴) حضرت ابوہریرہؓ اور حکیم بن حزام دونوں کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب صدقوں سے بہتر وہ صدقہ ہے جو بے پرواہی سے دیدیا جائے (یعنی اُسکا احسان لینے والوں پر نہ رکھے) اور پہلے اپنے کنبہ والوں کو دے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم نے اکیلے حکیم بن حزام ہی سے نقل کی ہے۔

(۱۵۵) حضرت ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی مسلمان ثواب سمجھکر اپنے کنبہ والوں پر بھی خرچ کرتا ہے تو اسے صدقہ کا ثواب ملجاتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۵۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک تو وہ اشرفی جو تونے فی سبیل اللہ خرچ کی اور ایک وہ اشرفی جو تونے غلام کے آزاد کرانے میں خرچ کی اور ایک وہ اشرفی جو تونے کسی مسکین پر خرچ کی اور ایک وہ اشرفی جو تونے اپنے گھر والوں[۲] پر خرچ کی تو ان سب میں ثواب میں زیادہ

---

[۱] یعنے جیسے دنیا میں گرمی اور دھوپ سے سائبان بچاتا ہے اسیطرح قیامت کے دن یہ صدقہ گناہوں کے عذاب سے بچائیگا اور سبب نجات اور آرام کا ہو جائیگا ۱۲ [۲] یعنے جو گھر کنبہ کے خرچ سے بچا ہوا ہو کیونکہ اُسکے خرچ کرنے میں دلکو زیادہ خیال نہیں ہوتا ۱۲

بڑھی ہوئی یہی اشرفی ہے جو تونے اپنے گھر والوں پر خرچ کی ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۷) حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے آدمی جو اشرفی خرچ کرے اُن سب میں بہتر وہ اشرفی ہے جسے اپنے کُنبہ والوں پر خرچ کرے یا جسے ایسے جانور پر خرچ کرے کہ جو کفار سے جنگ کے لئے پالا ہے یا جو اپنے ایسے دوستوں پر خرچ کرے جو اللہ کے راستہ میں (کفار سے) جنگ کرتے ہوں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵۸) حضرت اُم سلمہؓ کہتی ہیں مینے پوچھا یا رسول اللہ اگر میں ابو سلمہ کی اولاد پر کچھ خرچ کرون تو کیا مجھے ثواب بھی ہوگا کیونکہ وہی میری بھی اولاد ہے۔ آپنے فرمایا تو اُن پر خرچ کر۔ جو کچھ تو اُن پر خرچ کریگی تجھے بھی اُسکا ثواب ہوگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۵۹) زینب حضرت عبداللہ بن مسعود کی بی بی کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے عورتونکی گروہ تم صدقہ دیا کرو اگرچہ کچھ اپنے زیور ہی دیدو۔ زینب کہتی ہیں میں لوٹ کر عبداللہ بن مسعود کے پاس آئی اور مینے کہا کہ تم بھی تنگ دست آدمی ہو اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ دینے کے واسطے ارشاد فرمایا ہے تم آپکے پاس جاکر ذرا آپ سے پوچھ آؤ کہ اگر ہمارا صدقہ تمہیں دیدینا کافی ہو جائے تو ہم تمہیں دیدینگے ورنہ تمہارے سوا اورونکو دینگے۔ کہتی ہیں عبداللہ نے مجھ سے کہا کہ میں تو نہیں جاتا بلکہ تو ہی جا کہتی ہیں میں گئی وہاں جاکر یکایک کیا دیکھتی ہوں کہ ایک عورت انصاری آنحضور کے دروازے پر میری ضرورت جیسی وہ اپنی ضرورت پوچھنے کے لئے کھڑی ہے کیونکہ آنحضور کی خدادا ہیبت ایسی تھی (کہ کوئی یکایک آپکے سامنے نہیں آسکتی تھی) کہتی ہیں پھر (جبھی) ہمارے پاس بلال آئے ہم نے اُنسے کہا کہ تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور آپ سے یہ بیان کرنا کہ دروازہ پر دو عورتیں کھڑی ہوئی یہ پوچھتی ہیں کہ ہم دونوں کا صدقہ اپنے خاوندوں یا جو یتیم بچے ہماری پرورش میں ہیں انہیں دیدینا ہماری طرف سے کافی یعنے ادا ہو جائیگا (یا نہیں) اور یہ نہ بتانا کہ ہم دونوں کون ہیں۔ کہتی ہیں بلال آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے

---

۱ بعض نے کہا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ گھر والوں کا خرچ اس کے ذمہ لازم ہے اور بعض کہتے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں صلہ رحمی ہے ۱۲ مرقات ۲ یعنے ان تین جگہ خرچ کرنا اور جگہ خرچ کرنے سے افضل ہے ۱۲ ۳ حضرت ام سلمہ پہلے ابو سلمہ کی بی بی تھیں اور انسے ان کے کئی بچے تھے۔ اب انکی اولاد کو صدقہ دینے کی بابت پوچھتی ہیں۔ جب ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا تو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح ہو گیا تھا ۱۲ ۴ حضرت زینب نے یہ ریاء سے بچنے کے لئے کہا تھا تاکہ یہ نہ معلوم ہو کہ صدقہ دینے والی کون عورتیں ہیں یا پوشیدگی کو افضل سمجھکر انہوں نے یہ کہا ۱۲ مرقات

اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا وہ دونوں عورتیں کون ہیں بلال بولے ایک انصاری عورت ہے اور ایک زینب ہے آپ نے پوچھا کونسی زینب ہے وہ بولے کہ عبداللہ کی بی بی۔ آنحضور نے فرمایا۔ ان دونوں کو دوہرا ثواب ملے گا۔ ایک ثواب قرابت و رشتہ داری کا اور دوسرا صدقہ دینے کا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور ان لفظوں سے بعینہ مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۶۰) حارث کی بیٹی میمونہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لونڈی آزاد کی اور پھر یہی ذکر میں نے آنحضور سے کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہی لونڈی تو اپنے ماموؤں کو دیدیتی تو تجھے بہت ہی بڑا ثواب ہوتا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی فرماتی ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں۔ اب تحفہ دونوں میں کس کے پاس بھیجوں۔ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ[۱] تجھ سے زیادہ قریب ہو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶۲) حضرت ابوذر رضی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تم شوربا پکایا کرے تو پانی زیادہ کر کے اپنے ہمسایوں کی خبر گیری کیا کر (یعنے کچھ شوربا انہیں بھی دیدیا کر) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۶۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ کونسے صدقہ کا زیادہ ثواب ہے آپ [illegible] جو تنگدست آدمی کوشش کر کے دے اور پہلے اپنے کنبہ والوں کو دینا چاہیئے (جنکا خرچ تیرے ذمہ ہے) یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۶۴) حضرت سلیمان رضی بن عامر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسکین کو صدقہ دینے کا ایک ہی ثواب ملتا ہے اور اپنے رشتہ دار قرابتی کو صدقہ دینے میں دوہرا ثواب ہے ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۶۵) حضرت ابوہریرہ رضی فرماتے ہیں ایک آدمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اشرفی ہے (اور میں خرچ کرنی چاہتا ہوں) آپ نے فرمایا اُسے اپنے پر خرچ کر لے اُس نے عرض کیا میرے پاس دوسری بھی ہے آپ نے فرمایا اُسے اپنی اولاد پر خرچ کر اُس نے عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ نے فرمایا وہ اپنے گھر والوں پر خرچ کر وہ بولا میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ نے فرمایا وہ اپنے خادم پر

[۱] کیونکہ اُس وقت کئی زینبیں تھیں ۱۱ [۲] یعنے ایک ہمسایہ کا مثلاً دروازہ قریب ہے اور دوسرے کی دیوار اگرچہ ملی ہوئی ہے لیکن دروازہ دور ہے تو جسکا دروازہ قریب ہو اُسکو دینا چاہیئے کیونکہ اُس سے اختلاط اور اُسکے حال کی خبر زیادہ ہوتی ہے ۱۲

خرچ کر۔ اُس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ نے فرمایا اب تو جانے۔ یہ روایت ابو داؤد اور نسائی نے نقل
(۱۶۶) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کیا میں تمہیں سب سے بہتر آدمی نہ بتاؤں (اور وہ) وہ آدمی ہے جو اللہ کے راستہ میں (کفار سے لڑنے کے انتظار میں) اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑا ہے اور کیا میں تمہیں ایسا آدمی (جو مرتبہ میں) اسی کی برابر ہے نہ بتادوں۔ (اور وہ) وہ آدمی ہے جو اپنی چند بکریاں (گذارہ کے قابل) لیکر علیحدہ کسی جنگل میں رہتا ہوا اور حقوق خداوندی اُن میں سے ادا کرتا ہے اور کیا میں تمہیں سب سے برا آدمی نہ بتاؤں (اور وہ) وہ ہے جس سے کوئی آدمی اللہ کی قسم دیکے اللہ کے واسطے سوال کرے اور یہ نہ دے۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے
(۱۶۷) بجید کی والدہ کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ سائل کو کچھ نہ کچھ دیکر ٹالا کرو اگرچہ کوئی جلا ہوا کھر ہی ہو۔ یہ روایت امام مالک اور نسائی نے نقل کی ہے اور ترمذی اور ابو داؤد نے یہی روایت بالمعنی نقل کی ہے (یعنے لفظوں میں کچھ فرق ہے)
(۱۶۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی شخص اللہ واسطے تم سے پناہ مانگے تو اُسے پناہ دیدیا کرو اور جو کوئی اللہ واسطے سوال کرے اُسے کوئی چیز دیدنی چاہیئے اور جو دعوت کرے اُسے قبول کرلیا کرو اور جو کوئی تم پر احسان کرے اُسے کچھ بدلا دیدیا کرو اور اگر تمہارے پاس کوئی چیز بدلا دینے کو نہیں ہے تو اُسکے لئے اسقدر دعا کر دیا کرو کہ تمہارا یہ گمان ہوجائے کہ تم بدلا دے چکے ہیں یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔
(۱۶۹) حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ سے سوائے بہشت کے اور کوئی چیز کسی کو مانگنی نہ چاہیئے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۷۰) حضرت انس رضی کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ابو طلحہ کے پاس سب انصار سے زیادہ کھجوروں کے باغ تھے۔

ف۱ یعنے جب تیرے خرچوں سے زیادہ ہے تو جسے تو مستحق سمجھے اُسے دیدے ۱۲ ف۲ یعنے سائل اسطرح کہتا ہے کہ تجھے اللہ کی قسم تو مجھے دیدے۔ تو اس قسم کا خیال کرکے ضرور اُسے کچھ دے دینا چاہیئے ۱۲ ف۳ اسکے حقیقی معنے مراد نہیں بلکہ مقصود دینے کی تاکید ہے یعنے جسقدر کوئی ادنیٰ چیز بھی میسر ہو تو فقیر کو دیدینی چاہیئے اُسے خالی نہ پھیرے ۱۲ ف۴ اُس سے کچھ تعرض نہ کیا کرو۔ بلکہ اُسے پناہ دیکر اُسکی تکلیف رفع کردیا کرو ۱۲ ف۵ یعنے چونکہ دنیا کی چیزیں حقیر اور ذلیل ہیں اور ذات خداوندی بڑی ہے بہذا حقیر چیزوں کا سوال حق تعالیٰ سے نہ کیا کرو۔ بلکہ اُس سے بہشت کا سوال کرنا چاہیئے یعنے ہر وقت اس کا سوال رہے ۱۲۔

اور انہیں سب باغوں سے زیادہ مرغوب باغ بیرحاء[1] تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اسمیں جا کر وہاں میٹھا عمدہ پانی پیا کرتے تھے۔ انس ہی کہتے ہیں جب یہ آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط (ترجمہ) تم لوگ بھلائی کو ہرگز نہیں پہنچ سکتے جبتک کہ اپنی چاہتی چیز نہ خرچ کرو) نازل ہوئی تو ابوطلحہ فوراً آنحضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول خدا اللہ یہ فرماتا ہے کہ تم لوگ ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے جبتک کہ اپنی چاہتی چیز نہ خرچ کرو اور مجھے سارے مال میں مرغوب اور میرا چاہتا باغ بیرحاء ہے لہذا وہی اللہ واسطے صدقہ ہے میں اسکا ثواب اور ذخیرہ اللہ ہی کے پاس رکھنا چاہتا ہوں اب یا رسول اللہ جہاں آپ مناسب سمجھیں وہاں لگا دیں (آپکو اختیار ہے) آنحضور نے فرمایا شاباش شاباش یہ مال تو بڑا نفع کا ہے اور جو کچھ تم نے کہا میں نے سن لیا ہے میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم یہ باغ اپنے رشتہ داروں کو دیدو۔ ابوطلحہ بولے (بہت اچھا) یا رسول اللہ یہی کرونگا چنانچہ ابوطلحہ نے یہی باغ اپنے قرابت اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۷۰۰) حضرت انس ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہترین صدقہ وہ ہے جس سے کسی بھوک کا پیٹ بھر دیا جائے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب بیوی کو خاوند کے مال میں سے (کسقدر صدقہ دیدینا جائز ہے)

پہلی فصل (۱۷۰۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے کچھ خرچ کردے اور اسکی نیت فضول خرچی کی نہو تو اسے خرچ کرنے کا ثواب ملیگا اور اسکے خاوند کو کمانے کا۔ اور انہیں کی برابر جو مال کا خبرگیراں اور محافظ ہو اُسے ملیگا اور ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب کو کچھ کم نہیں کریگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۷۰۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی عورت اپنی خاوند کی کمائی میں سے اُسکے بغیر کہے[2] خرچ کردے تو اسے آدھا ثواب ہوتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۷۰۳) حضرت ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان داروغہ اور ایسا امانت دار کہ جس چیز کا اور جس شخص کو دینے کے لئے اُسے مالک نے حکم دیا تھا وہ اُسے پوری

[1] طیبی کہتے ہیں کہ بیرحاء یا تو باغ ہی کا نام ہے اور یا مدینہ منورہ میں کوئی جگہ ہے یعنے مسجد نبوی کے سامنے ۱۲ منہ
[2] یعنے خاوند نے اگر اُسے خرچ کرنے کی اجازت دے رکھی ہو ۱۲

پوری خوشی سے[۱] دیدے تو یہ بھی صدقہ دینے والوں میں ہو یعنے اُسے بھی اُنکے برابر ثواب ملے گا۔ یہ روایت متفق علیہ

(۱۷۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میری والدہ کا یکایک انتقال ہوگیا ہے۔ اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر وہ کچھ بھی بولتی تو للہ ضرور دیتی لہذا اب اگر میں کچھ دون تو کیا اُسے ثواب ہوگا آپنے فرمایا ہاں (ثواب اُسے بھی ہوگا) یہہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۱۷۶) حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں حجۃ الوداع کے سال میں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ میں فرماتے تھے کوئی عورت اپنے خاوند کے مکان میں سے اُس کی بے اجازت کوئی چیز خرچ نہ کرے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کھانا (کسیکو دے) آپنے فرمایا ہمارے سب مال سے زیادہ نفیس مال تو یہی ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۷) حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عورتونکو مرید کیا تو اُن میں سے ایک عورت لمبے قد کی گویا وہ خاندان مضر[۲] کی کوئی عورت تھی کہڑی ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ ہم اپنے باپوں اور بیٹوں اور خاوندوں سب پر بھاری ہیں (ہمارے خرچ دینے سے سب گھبرلتے ہیں اب فرمایئے کہ) ہمیں اُنکے مال میں سے (پوشیدہ لینا) کچھ حلال ہے یا نہیں آپنے فرمایا ہاں کوئی تازی گیلی[۳] چیز تم کھابھی لیا کرو اور کسیکو تحفۃً بھی دیا کرو یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۱۷۸) آبی اللحم کے آزاد کئے غلام عمیرؓ کہتے ہیں مجھے میرے آقا (آبی اللحم) نے یہ حکم دیا کہ میں گوشت تیار کرون (چنانچہ میںنے تیار کیا اتنے میں) میرے پاس ایک مسکین آگیا میںنے اُسمیں سے اُسے بھی کھلادیا۔ اور اُسکی خبر میرے آقا کو پہنچ گئی اُسنے مجھے (اسبات پر) مارا میںنے یہ سب قصہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپنے اُسے بلوایا اور فرمایا تونے اسے کیوں مارا ہے وہ بولا (یا رسول اللہ) یہ میرا کھانا بغیر میرے کہے جسکو چاہتا ہے دیدیتا ہے آپنے فرمایا کہ ثواب تم دونوں کو ملے گا[۴]۔ اور ایک روایت میں ہے عمیرؓ کہتے ہیں کہ

---

[۱] اور یعنے داروغہ اور خادم جن کی یہ حالت ہوتی ہے کہ مالک نے جس چیز کے صدقہ دینے کو کہا ہے وہ اُسے خوشی دل سے نہیں دیتے یا جسے کہا تھا اُسے نہیں دیتے تو انہیں ایسا ثواب نہیں ہوگا ۱۲ مرقات [۲] مضر عرب میں ایک قبیلہ ہے اسکی عورتیں بہت لمبے قد کی ہوتی تھیں ۱۲ [۳] یعنے جو جلدی بگڑ جاتی ہو جیسے شوربا وغیرہ لہذا انہیں تقسیم کردینا بہتر ہے ۱۲ [۴] طیبی کہتے ہیں آنحضور کا یہ مقصود نہیں تھا کہ آقا کے کل مال میں غلام کو خرچ کردینے کی اجازت ہو بلکہ آقا کے ملنے کو آنحضور نے مکروہ سمجھا یہ فرمایا کہ غلام کے حق میں اچھا تھا اور آقا کو رغبت دلائی تاکہ وہ ثواب کو غنیمت جانکر غلام کی خطا معاف کرے غرضکہ یہ آبی اللحم کو تعلیم اور رہنمائی

میں غلام تھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر میں اپنے آقا کے مال میں سے کوئی چیز صدقہ دے دوں (تو کچھ مجھے ثواب ہوگا یا نہیں) آپ نے فرمایا کہ ثواب تم دونوں کو آدھا آدھا ملے گا۔ یہہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

باب اُس شخص کا (بیان) کہ صدقہ دے کر واپس نہ پھیرے

پہلی فصل

(۱۷۹) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے فی سبیل اللہ ایک شخص کو ایک گھوڑا سواری کے واسطے دیدیا تھا اُس نے اپنے پاس اُسے رکھکر (بسبب بے غوری کے) دُبلا کر دیا پھر میں نے اُسکے خریدنے کا ارادہ کیا مجھے یہ بھی گمان تھا کہ اب یہ شخص بہت سستا فروخت کر دیگا۔ اسلئے میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا تم ہرگز نہ خریدنا اور نہ اپنے صدقہ کو واپس[۵۱] پھیرنا۔ اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم ہی میں دیدے کیونکہ صدقہ کو واپس پھیرنے والا اُس کُتے کی ہے جو قے کر کے پھر کھالے اور ایک روایت میں یہ ہے (آنحضور فرماتے ہیں) تم صدقہ کو واپس نہ پھیرنا کیونکہ صدقہ کو واپس پھیرنے والا مثل قے چاٹنے والے کے ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۸۰) حضرت بُریدہ کہتے ہیں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا یکایک آپکے پاس ایک عورت آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنی والدہ کو صدقہ میں ایک لونڈی دی تھی اور اب والدہ کا انتقال ہو گیا (وہ لونڈی کیا ہونی چاہئے) آپ نے فرمایا تیرا ثواب ثابت ہو چکا اور وہ لونڈی بھی بوجہ وراثت کے تجھے ہی ملے گی۔ یہ عورت بولی یا رسول اللہ اُسکے ذمہ ایک مہینے کے روزے بھی تھے کیا میں اُس کی طرف سے روزے بھی رکھوں آپ نے فرمایا (ہاں) اُس کی طرف سے روزے بھی رکھ پھر یہ بولی اُس نے کبھی کوئی حج بھی نہیں کیا۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج بھی کروں آپ نے فرمایا (ہاں) اُسکی طرف سے حج بھی کر یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۵۱] حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگرچہ قیمت دیکر لیتے تھے۔ لیکن وہ انہیں اپنا محسن سمجھکر سستا دے دیتا۔ اس لئے اُس میں شُبہ واپس پھیرنے کا ہے۔ بعض علماء اس لئے کہتے ہیں کہ نہی تنزیہی ہے۔ یعنے صدقہ کو دے کر واپس لے لینا حرام نہیں ہے۔ بلکہ مکروہ ہے ۱۲۔

کتاب روزہ کے بیان میں

پہلی فصل

(۱۸۱) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب رمضان شریف شروع ہوتا ہے تو آسمان کے سب[1] دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بہشت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردے جاتے ہیں اور شیاطین سب قید کردیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ رحمت (خداوندی) کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۸۲) حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں جنمیں سے ایک دروازے کا نام ریان[2] ہے۔ اُسمیں سے فقط روزہ دار ہی جائینگے۔ یہ حدیث متفق علیہ۔

(۱۸۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص شریعت کو سچی اور ثواب سمجھکر رمضان شریف کے روزے رکھے تو اُسکے (رمضان شریف سے) پہلے گناہ کئے ہوئے سب بخش دیئے جاتے ہیں اور جو شخص شریعت کو سچی اور ثواب سمجھکر رمضان شریف میں نماز[3] زیادہ پڑھے تو اُسکے بھی پہلے سب گناہ بخش دیئے جائینگے۔ اور جو شخص شریعت کو سچی اور ثواب سمجھکر شب قدر میں کھڑا ہوکر نماز پڑھے تو اُسکے بھی پہلے سب گناہ بخش دیئے جائینگے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۸۴) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ اولاد آدمؑ کے تمام نیک عمل دس[4] سے لیکر سات سو تک بڑھائے جاتے ہیں مگر روزہ کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے ہی واسطے ہے اسلئے اسکا بدلہ میں خود ہی دوں گا کیونکہ اولاد آدمؑ نے (روزے میں) فقط میری ہی وجہ سے اپنی خواہشیں اور کھانا پینا چھوڑا ہے اور روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کرنیکے وقت۔ اور روزہ دار کے موہنہ کی بو اللہ کے نزدیک بوئے مشک سے بھی بہتر ہے اور روزہ گناہوں سے بچنے کے لئے ڈھال

---

[1] اس سے اشارہ ہے کہ پے درپے رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے اور اعمال صالحہ بغیر روک ٹوک کے آسمان کو چڑھتے ہیں اور دعائیں مقبول ہوتی ہیں ۱۲ [2] ریان کے معنے سیراب کے ہیں ۱۲ [3] یعنے رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھے اور تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کرے ۱۲ [4] ایک نیکی کی دس نیکیاں ملنی یہ ادنیٰ درجہ ہے اور جسقدر نیک کام میں محنت و ریاضت ہوتی ہے اُسیقدر

ہے لہذا جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو فحش بکے اور شور و غل نہ کیا کرے (بلکہ با ادب رہے) اگر کوئی اُسے جھگڑے یا لڑے تو اُسے یہ کہہ دینا چاہیئے کہ (بھائی) میں روزے دار آدمی ہوں (مجھ سے نہ لڑ) متفق علیہ

دوسری فصل (۱۸۵) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب ماہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو تمام شیاطین[۱] اور سرکش جن قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ انہیں سے کھل نہیں سکتا۔ اور بہشت کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں انہیں سے کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے بھلائی چاہنے والے آگے بڑھ[۲] اور برائی چاہنے والے پیچھے ہٹ۔ اور اس رات میں اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں کو دوزخ کی آگ سے چھوڑ دیتا ہے اور یہی حال سارے (رمضان شریف کی) راتوں میں رہتا ہے۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور امام احمد نے کسی اور آدمی سے نقل کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری فصل (۱۸۶) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تمہارے پاس جو کہ ماہ مبارک ہے (یعنی) رمضان شریف آئے تو اسمیں اللہ تعالیٰ نے تم پر روزے رکھنے فرض کر دیئے ہیں (یعنی تمہارا روزے ضرور رکھنا) اور اسمیں آسمان کے سب دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سب دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور سرکش جن اس میں قید کر دیئے جاتے ہیں اور اسی مہینہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اُسکی بھلائی (اور برکت) سے محروم رہ گیا[۳] تو وہ گویا محروم ہی رہا۔ یہ حدیث امام احمد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۸۷) حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (قیامت کے دن) روزے اور قرآن شریف بندہ کے لئے دونوں شفاعت کرینگے روزہ کہیگا اے میرے پروردگار میں نے اس شخص کو دن میں کھانے اور رغبت کی چیزوں سے روکدیا تھا تو اسکی بابت میری سفارش قبول کر۔ اور قرآن شریف کہیگا (اے میرے پروردگار) میں نے اسکو رات کے سونے سے روک دیا تھا

---

[۱] یعنے شیاطین لوگوں میں فتنے فساد پھیلانے کے لئے نہیں چھوٹتے جیسے کہ اور دنوں میں چھوٹے رہتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اکثر لوگ روزہ دار ہیں قرآن شریف کے پڑھنے اور عبادت کرنے میں مشغول رہتے ہیں ۱۲ مرقات [۲] یعنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں کوشش کر کیونکہ اس وقت تھوڑی عبادت کرنے میں ثواب زیادہ ملتا ہے ۱۲ [۳] یعنے جسے شب بیداری کی توفیق نہ ہوئی تو وہ بڑے ثواب کے ملنے سے محروم رہا ۱۲

اس لئے تو میری سفارش اسکے واسطے قبول کر چنانچہ دونوں کی سفارش مقبول بارگاہ ہو جائیگی۔
یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۱۸۸) حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں (کہ جب) رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر یہ مہینہ ایسا آیا ہے کہ اسمیں ایک رات (یعنے شب قدر) ہزار مہینوں (کے عمل کرنے) سے بہتر ہے جو شخص اس رات سے محروم رہا تو وہ گویا کل خیر (و برکت) سے محروم رہا اور اسکی خیر و برکت سے فقط بے نصیب ہی محروم رہیں[۱] گے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۸۹) حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ شعبان کے اخیر دن رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا اور فرمایا اے لوگو تم پر ایک ایسے بڑے مبارک مہینے نے سایہ[۲] ڈالا ہے کہ جسمیں ایک رات (عمل کرنا) ہزار مہینوں کے عمل کرنے سے بہتر ہے اور اُس مہینے کے روزے رکھنے تم پر اللہ تعالیٰ نے فرض کر دیئے ہیں اور رات کو نماز پڑھنی سنت ہے جو شخص اسمیں کوئی اچھی عادت[۳] (اپنی ڈالکر اللہ تعالیٰ) سے نزدیکی حاصل کرنی چاہے تو اسے ماسوا رمضان کے (اور دنوں میں) فرض ادا کرنے کا ثواب ملے گا اور جو اسمیں فرض ہی[۴] ادا کرے تو اُسے ستر فرض ادا کرنیکا ثواب ملے گا جو اور دنوں میں نہیں ملتا اور یہ مہینہ صبر کا ہے (لہذا صبر کرنا چاہیئے کیونکہ) صبر کا بدلہ بہشت ہی ہے اور یہ مہینہ غمخواری کا ہے اور اس مہینے میں مسلمان آدمی کا رزق بڑھ جاتا ہے اور جو شخص اسمیں ایک روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے تو اُسکے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور دوزخ کی آگ سے وہ چھوٹ جاتا ہے اور روزہ دار کے برابر اسے بھی ثواب ملجاتا ہے بے اسکے کہ اُسکے ثواب میں سے کچھ کمی ہو (بلکہ اُسکا ثواب بھی پورا رہتا ہے) ہم سب ہونے پوچھا یا رسول اللہ ہم سب کے پاس تو کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے روزہ دار کا روزہ افطار کرا دیا جائے۔ (ہاں کسی کسی میں اسقدر وسعت ہے) آپنے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہی ثواب اُس شخص کو بھی دیدیتا ہے جو روزہ دار کا روزہ دودھ کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا تھوڑے پانی ہی کے ساتھ افطار کرا دے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے تو اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض (کوثر) سے اسقدر پانی

---

[۱] یعنے جو سعادتمندی سے بے نصیب ہے اور اُسے عبادت کا مزا معلوم نہیں تو وہی محروم رہے گا ۱۲ [۲] یعنے رمضان شریف کا مہینہ قریب آگیا ہے ۱۲ مرقات [۳] یعنے جس نے نفل نماز زیادہ پڑھنے کی عادت کرلی تو اُسے جیسا اور دنوں میں فرضوں کے پڑھنے کا ثواب ہوتا ہے ویسا ہی ان نوافل کے پڑھنے کا ثواب ہو گا ۱۲ [۴] یعنے خواہ فرض مالی ہو جیسے زکوٰۃ یا بدنی جیسے نماز ۱۲

پلائیگا کہ پھر جنت میں پہونچنے تک کبھی وہ پیاسا نہیں ہوگا اور یہ مہینہ ایسا ہے کہ اسکے اول میں رحمت[۱] خداوندی ہوتی ہے اور درمیان مہینے میں (گناہوں کی) مغفرت[۲] ہوتی ہے اور آخر مہینہ میں دوزخ سے چھٹکارا ہوتا ہے اور جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام پر کچھ آسانی کرے تو اُسے اللہ تعالیٰ دوزخ سے نجات دے گا۔

(۹۰) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب ماہ رمضان المبارک شروع ہوتا تھا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا[۳] کرتے اور ہر سائل کو دیا کرتے تھے۔

(۹۱) حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شروع سال سے دوسرے سال آنے تک رمضان شریف کی وجہ سے بہشت مزین کی جاتی ہے اور جب پہلا دن رمضان شریف کا ہوتا ہے تو ایک ہوا عرشِ (خداوندی) کے نیچے سے بہشت کے پتوں میں ہوکر حورِ[۴] عین پر پہنچتی ہے اور وہ سب کہتی ہیں اے پروردگار اپنے بندوں میں سے ہمارے واسطے خاوند کر جنسے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ اپنی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی[۵] کریں۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۹۲) حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے رمضان شریف کی آخر رات میں میری ساری امت کی بخشش ہوجاتی ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا وہ شب قدر ہے۔ آپنے فرمایا (یہ بات) نہیں بلکہ جب مزدوری کرنے والا کام پورا کر دیتا ہے تو اُسے مزدوری دی ہی جاتی ہے۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

باب چاند دیکھنے کا (بیان)

پہلی فصل (۹۳) ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (رمضان شریف کا) چاند دیکھے بغیر تم روزے رکھنے شروع نہ کیا کرو اور نہ بغیر دیکھے عید کیا کرو اور اگر کبھی ابر ہو جائے تو تیس دن پورے کر لیا کرو۔ اور ایک روایت میں یہ ہے آنحضور فرماتے ہیں مہینے کے انتیس دن ہوتے ہیں اور تم چاند دیکھے بغیر روزے رکھنے نہ شروع کر دیا کرو۔ اور اگر کبھی ابر ہو جائے تو گنتی کے تیس دن پورے کر لیا کرو۔ حدیث متفق

(۹۴) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم چاند دیکھنے پر ہی روزے رکھنے

---

[۱] یعنے رحمتِ عام کے اُترنے کا وقت ہوتا ہے کیونکہ اگر رحمت خداوندی نہ ہو تو کوئی روزہ رکھے اور نہ تراویح پڑھے ۱۲
[۲] یعنے وہ زمانہ مغفرت کا ہے ۱۲ [۳] یعنے اپنی عادت سے بھی زیادہ دیتے تھے ۱۲ [۴] حور عین اسے کہتے ہیں جسکی بڑی بڑی آنکھیں ہوں ۱۲ [۵] یعنے وہ ہم سے لذت اُٹھائیں اور ہم اُن سے ۱۲

شروع کردیا کرو۔ اور چاند دیکھتے ہی عید کرلیا کرو۔ اگر ابر ہو جائے تو شعبان کی گنتی میں تیس دن پورے کرلیا کرو یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۹۵) حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہم اَن پڑھ لوگ ہیں نہ ہم لکھنا جانیں نہ حساب کرنا جانیں (پھر آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر تین مرتبہ اشارہ کیا ہاں) مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا ہوتا ہے اور تیسری دفعہ میں انگوٹھا نیچے کرلیا (جس حساب سے اُنتیس دن ہوئے) پھر اُسی طرح ہاتھ اُٹھا کر فرمایا مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے یعنے پورے تیس دن۔ غرضکہ کبھی مہینے کے اُنتیس دن اور کبھی تیس دن ہوتے ہیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۹۶) حضرت ابوبکرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دونوں عیدوں کے مہینے (یعنے) رمضان شریف اور ذی الحجہ دونوں کم نہیں ہونے (ایک انتیس کا ہے) تو دوسرا تیس[۵۱] کا ضرور ہوگا یہ حدیث متفق

(۱۹۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم میں سے کوئی رمضان شریف سے ایک دو روز پہلے روزہ نہ رکھا کرے ہاں اگر کوئی آدمی پہلے ہی[۵۲] سے روزے رکھ رہا تھا تو خیر وہ اُسدن بھی روزہ رکھ لے یہ حدیث متفق ہے۔

دوسری فصل (۱۹۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب شعبان کا آدھا مہینہ گذر جائے تو تم (باقی میں) روزے نہ[۵۳] رکھا کرو۔ یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل

(۱۹۹) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم رمضان شریف کے واسطے شعبان کے مہینہ کے دن گنتے رہا کرو۔ یہ رعایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۰۰) حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پے در پے دو مہینے کے روزے رکھتے ہوئے سوائے شعبان اور رمضان کے کبھی نہیں دیکھا۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

---

[۵۱] یا یہ معنے ہیں کہ رمضان شریف اور ذی الحجہ کے مہینے اگرچہ گنتی میں (ونتیس) اُنتیس دن کے ہو جائیں لیکن ثواب میں کم نہیں ہوتے ۱۲ [۵۲] یعنے مثلاً کسی شخص کو ہمیشہ سے عادت تھی کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھتا تھا یا ہر پیر جمعرات کو رکھتا تھا۔ اور اتفاق سے وہی دن اخیر شعبان کا ہو گیا تو اُس شخص کو اُسدن روزہ رکھنا جائز ہے اور وں کو جائز نہیں ۱۲ [۵۳] یہ نہی تنزیہی ہے بوجہ شفقت اُمت کے تاکہ اُن دنوں میں روزے رکھنے میں ضعف ہو کر رمضان شریف کے روزے رکھنے دشوار نہ ہو جائیں ۱۲

(۲۰۱) حضرت عمارؓ بن یاسر فرماتے ہیں جس شخص نے شک[۱] کے دن روزہ رکھا اُس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے

(۲۰۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میں نے چاند یعنے رمضان شریف کا چاند دیکھا ہے آپ نے اس سے پوچھا تو اس کی بھی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ بولا ہاں (میں اسکی گواہی دیتا ہوں پھر) آپ نے پوچھا اس بات کی بھی گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں وہ بولا ہاں۔ آپ نے فرمایا اے بلال تم لوگوں کو خبر کردو[۲] کہ کل کو سب روزے رکھیں۔ یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۲۰۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب لوگ چاند دیکھنے کے لئے جمع ہوئے اور میں نے[۳] چاند دیکھکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے آپ نے (میری گواہی پر) روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ یہ روایت ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۲۰۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایسے کسی مہینے کے دن نہیں گنتے تھے جیسے شعبان[۴] کے دن گنتے تھے پھر رمضان شریف کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے تھے۔ اور اگر کبھی ابر ہو جاتا تو (شعبان کے) تیس دن گن کر پھر روزہ رکھتے تھے یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۲۰۵) ابُو البختری کہتے ہیں کہ ہم (اپنے شہر کوفہ سے) عمرہ کرنے کے لئے چلے اور جب بطن نخلہ[۵] میں پہونچے تو ہم نے وہاں چاند دیکھا بعض لوگ کہنے لگے کہ یہ تیسری رات کا ہے اور بعض بولے کہ یہ دوسری رات کا ہے بعد ازیں جب ہم حضرت ابن عباس سے ملے تو ہم نے اُنسے بیان کیا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تیسری رات کا چاند ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ دوسری رات کا ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تم نے کونسی رات کو چاند دیکھا تھا۔ ہم نے کہا کہ فلانی فلانی رات کو وہ کہنے لگے کہ رسول خدا صلی اللہ

---

[۱] اس سے شعبان کی تیس تاریخ مراد ہے یعنے کوئی یہ شک کر کے اس دن روزہ نہ رکھے کہ کہیں کل چاند نہ ہو گیا ہو اور اور آج پہلی ہو بلکہ جب چاند ہونا بخوبی معلوم ہو جاوے جب روزہ رکھے۔ شک کے دن اکثر اہل شیعہ اب بھی روزہ رکھتے ہیں ۱۲ [۲] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف کے لئے ایک آدمی کی گواہی معتبر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گواہی دینے والے کا مسلمان ہونا شرط ہے ۱۲ مرقات وغیرہ [۳] تاکہ رمضان کے چاند میں غلطی نہ ہو جائے ۱۲ [۵] بطن نخلہ مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ ہے ۱۲۔

علیہ وسلم نے رمضان کی مدت چاند دیکھنے پر ٹھیرائی[۹۱] ہے لہذا جس رات تم نے چاند دیکھا تھا بس وہ اسی
رات کا ہے اور ایک اور روایت ابو البختری سے منقول ہے کہتے ہیں کہ ہم نے مقام ذات[۹۲] عرق میں رمضان
شریف کا چاند دیکھا تھا۔ پھر ہم نے ایک آدمی کو ابن عباس کے پاس پوچھنے کے واسطے بھیجا۔ ابن عباس نے
یہ جواب دیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کی مدت چاند دیکھنے
پر ٹھیرائی ہے اگر کبھی ابر ہو جائے تو تم (تیس دن) گنتی کے پورے کر لیا کرو۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

باب (مسائل متعلقہ صیام کے بیان میں)

پہلی فصل (۲۰۶) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سحری کھایا کرو
کیونکہ سحری کھانے میں برکت[۹۳] ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۰۷) حضرت عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہمارے اور اہل کتاب کے
روزے رکھنے میں فقط سحری کھانے کا فرق[۹۴] ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۰۸) حضرت سہل کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر لوگ جلدی[۹۵] روزے افطار کرینگے
تو ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہیں گے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۰۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب سیاہی ادہر
(مشرق) کی طرف سے اُٹھ جائے۔ اور دن ادہر (یعنے مغرب کی) طرف چلا جائے اور سورج چھپ جائے
تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہئیے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم روزوں میں وصال[۹۶] کرنے سے منع فرماتے
تھے۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ آپ بھی تو وصال کرتے ہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا تم میں مجھ جیسا کونسا ہی
کیونکہ جب میں سو جاتا ہوں تو میرا پروردگار مجھے کھلا بھی دیتا ہے اور پلا بھی دیتا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے

---

۹۱ یعنے مدار چاند کے دیکھنے پر ہے اُسکے بڑے چھوٹے ہونیکا اعتبار نہیں ہے بلکہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ پہلی رات کے
چاند کا بڑا ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے ۱۲ ۹۲ ذات عرق بطن نخلہ کے قریب ایک جگہ ہے ۱۲ ۹۳ یعنے بسبب سنت
بجا لانیکے اجر عظیم ہوتا ہے اور بدن میں روزہ رکھنے کی قوت ہوتی ہے ۱۲ ۹۴ اہل کتاب کو ان رات کے سو کر کھانا حرام تھا اور
ابتداء اسلام میں بھی یہی حکم رہا لیکن بعد ازیں سحری کھانا مباح ہو گیا لہذا اس نعمت کی شکر گذاری کیلئے اہل کتاب کی ضرور
مخالفت چاہیئے ۱۲ ۹۵ یعنے آفتاب غروب ہونیکے بعد دیر نہ لگائیں تاکہ اندھیرا ہو جائے بلکہ جلدی افطار کرلیں ۱۲ ۹۶ وصال
اُسے کہتے ہیں کہ پے در پے روزے رکھے جائے اور رات کو بھی افطار نہ کرے۔ اب اس طرح کرنا منع ہے ۱۲ مرقات

دوسری فصل (۲۱۱) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی) کہتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص صبح صادق سے پہلے روزہ رکھنے کی نیت نہ کرے تو اسکا روزہ نہیں ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کہتے ہیں کہ معمر اور زبیدی اور ابن عیینہ اور یونس ایلی سبھوں نے یہ حدیث زہری سے نقل کر کے حضرت حفصہ ہی پر موقوف رکھی ہے (حضرت تک نہیں پہونچائی)

(۲۱۲) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (سحری کے وقت) جب کوئی تم میں سے اذان کی آواز سنے اور (پانی وغیرہ پینے کے لئے) برتن اسکے ہاتھ میں ہو تو بغیر اپنی ضرورت[1] پوری کئے برتن نیچے نہ رکھدے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۱۳) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے میرے نزدیک سب میں پیارا وہ بندہ ہے جو سب میں جلدی روزہ افطار کرے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی

(۲۱۴) حضرت سلمانؓ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے روزہ افطار کرنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ کھجور سے افطار کرے کیونکہ کھجور میں برکت ہے۔ اور اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے افطار کرے کیونکہ یہ (اور چیزوں کو بھی) پاک کردینیوالا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے لیکن سوائے ترمذی کے کسی نے ذکر نہیں کیا کہ کھجور میں برکت ہے

(۲۱۵) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت نماز پڑھنے کے بعد روزہ کھولا .... کرتے تھے اگر گیلی کھجوریں کبھی نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے کھول لیا کرتے اور کھجور خشک بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی کے پی لیتے تھے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے

(۲۱۶) حضرت زید بن خالد کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم فرماتے تھے جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے یا کسی آدمی فی سبیل اللہ لڑنے والے ... سامان درست کردے تو اُسے انہیں جیسا ثواب ملیگا۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہی اور محی السنۃ نے شرح سنۃ میں نقل

---

[1] یعنے بغیر اچھی طرح وغیرہ پانی پئے برتن نیچے نہ رکھے اور یہ حکم اسوقت کا ہے کہ جب یہ معلوم ہو کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی یا اسکا گمان یہی ہو اور اگر صبح ہو جانے کا یقین ہو یا گمان ہو پھر پئے اور بعضوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث میں اذان سے مراد حضرت بلال کی اذان ہے کہ وہ رات سے اذان دے دیتے تھے ۱۲ [2] کیونکہ یہ اہل کتاب کی مخالفت کرتا ہے اور سنت کے موافق کرتا ہے ۱۲

کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۲۱۷) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کر لیتے تو فرمایا کرتے تھے کہ[۱] پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہوگئیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا ثواب ثابت ہوگیا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی۔

(۲۱۸) حضرت معاذ بن زہرہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار کر لیتے (تو یہ دعاء) پڑھتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (ترجمہ) اے اللہ میں نے تیرے واسطے ہی روزہ رکھا تھا اور تیرے ہی دیئے رزق سے افطار کر لیا۔ یہ حدیث ابوداؤد نے مرسلاً روایت کی ہے۔

تیسری فصل

(۲۱۹) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دین اسلام ہمیشہ غالب[۲] رہے گا جبتک کہ لوگ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود اور نصاریٰ (روزہ افطار کرنے میں) بہت دیر کر دیتے ہیں۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۲۰) ابو عطیہ کہتے ہیں میں اور مسروق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے اور ہم نے پوچھا اے امّ المومنین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو آدمی ہیں ایک تو اُنمیں سے روزہ جلدی افطار کر لیتا ہے اور نماز بھی جلدی پڑھ لیتا ہے اور دوسرا افطار بھی دیر میں کرتا ہے اور نماز بھی تاخیر کرکے پڑھتا ہے اُنہوں نے پوچھا وہ کونسا ہے جو افطار بھی جلدی کر لیتا ہے اور نماز بھی جلدی پڑھ لیتا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ وہ حضرت[۳] عبداللہ بن مسعود ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسیطرح کرتے تھے۔ اور دوسرے آدمی ابو موسےٰ تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۲۱) حضرت عرباض بن ساریہ کہتے ہیں کہ رمضان شریف میں مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سحری کھانے کے واسطے بلایا اور یہ فرمایا کہ مبارک کھانے کیلئے آجاؤ۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۲۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مسلمان کیواسطے عمدہ سحری کھجوریں ہیں۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۱] آنحضور کا اس سے مقصود رغبت دلانا ہے عبادت کہ تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے اور پھر وہ بھی بالکل جاتی رہتی ہے ۱۲ [۲] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین کو غلبہ اور اُسکی مضبوطی اُن لوگوں کی مخالفت سے ہوتی ہے۔ جو دین کے دشمن ہیں اور ایسے لوگوں کی موافقت میں دین کا نقصان ہے ۱۲ [۳] حضرت عبداللہ بن مسعود بڑے عالم اور فقیہ تھے انہوں نے سنت پر عمل کیا تھا اور حضرت ابو موسےٰ بھی بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ انہوں نے یا تو بیان جواز کے لئے ایسا کیا اور یا یہ کہ انہیں کوئی عذر تھا۔ واللہ اعلم ۱۲۔

باب روزہ کو پاک (اور عمدہ) کرنے کا (بیان)

پہلی فصل

(۲۲۳) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جو شخص (روزے میں) جھوٹ بولنا اور اُسپر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اُسکے کھانے پینے چھوڑنے کی بابت کچھ پرواہ[۱] نہیں ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۲۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم روزے میں (اپنی بیبیوں کا) بوسہ لے لیتے تھے اور اُن کا بدن اپنے بدن سے بھی لگا دیتے تھے اور آپ اپنی حاجت پر تم لوگوں سے زیادہ قادر تھے (تمہاری طرح آپے سے بے بس نہیں ہو جاتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۲۵) حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں کہ رمضان شریف میں جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو صبح ہو جاتی اور آپ کو بے احتلام[۲] کے نہانے کی ضرورت ہوتی تو آپ (صبح کو) نہا کر روزہ[۳] رکھ لیتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۲۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام اور روزے کی حالت میں بھری ہوئی سینگیاں کھنچوائی ہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۲۷) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو روزے میں بھولکر کچھ کھائے یا پی لے تو اُسے روزہ پورا کر لینا[۴] چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کھلا پلا دیا۔ (اسکا روزہ نہیں ٹوٹا) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۲۸) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے یکایک ایک آدمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں تو تباہ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیوں تجھے کیا ہوا وہ بولا کہ میں نے روزے میں اپنی بی بی سے صحبت کر لی ہے آپنے پوچھا کیا تیرے پاس کوئی غلام آزاد کرنے کو ہے وہ بولا نہیں

---

[۱] یعنے روزہ رکھنے سے مقصود خواہش نفسانی کا چھوڑنا تھا اور جب اسنے ایسا نکیا تو نظر عنایت جناب باری اُسپر نہو گی۔ لہذا ایسا شخص فضول بھوکا اور پیاسا مرتا ہے ۱۲ [۲] احتلام اُسے کہتے ہیں کہ سوتے ہوئے نہانیکی ضرورت ہو جاتی ہے اور حضرت عائشہؓ کا مطلب یہ تھا کہ آپکو نہانے کی ضرورت اپنی بیبیوں سے صحبت کرنیکی وجہ سے ہوتی تھی تب بھی آپ نہا کر روزہ رکھ لیتے تھے اور اگر احتلام ہو گیا ہو یا روزہ میں ہو جائے تب بھی روزہ میں کچھ حرج نہیں ۱۲ [۳] یعنے اس سے روزہ کا ٹوٹنا نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپکا روزہ وہی رہتا تھا [۴] یعنے اسکا روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہی حکم ہر روز کا ہے خواہ فرضی ہو یا نفلی ہو ۱۲۔

آپنے پوچھا تجھ میں دو مہینے کے پے در پے روزے رکھنے کی طاقت ہے اُسنے کہا نہیں پھر آپنے پوچھا تو
ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے وہ بولا نہیں آپنے فرمایا (اچھا) تو بیٹھ جا اور آنحضور بھی ٹھیر گئے
بعد ازیں ہم اسیطرح بیٹھے تھے کہ آنحضرت کے پاس کوئی آدمی ایک عرق کھجوروں کا لایا اور عرق تھیلے کو کہتے ہیں
آپنے پوچھا وہ سائل کہاں ہے اُسی سائل نے عرض کیا میں موجود ہوں آپنے فرمایا یہ تھیلا لے اور صدقہ کر دے اُس
شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے سے بھی زیادہ کسی فقیر کو ڈھونڈھ کر دوں قسم ہے خدا کی مدینے کے دونوں
طرفوں کے درمیان کسی کا گھر میرے گھر سے زیادہ فقیر نہیں ہے اور دو طرفوں سے اُسکی مراد مدینے کے دو پہاڑ تھے (یہ سنکر آنحضور
ایسے ہنسے کہ آپکی کچلیاں دکھائی دینے لگیں پھر آپنے فرمایا جا تو اپنے گھر والوں کو کھلادے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۲۲۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
روزے میں میرا بوسہ لے لیتے اور میری زبان چوس لیتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۳۰) حضرت ابوہریرہ رضی روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روزہ دار کے لئے
مباشرت کو پوچھا آپنے اُسے اجازت دیدی۔ پھر کسی اور نے آکر پوچھا اُسے آپنے منع فرمایا اور جسے آپنے
اجازت دی تھی وہ بوڑھا تھا اور جسے منع فرمایا تھا وہ جوان تھا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۲۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو روزے میں
قے آجائے تو اُسپر روزے کی قضا نہیں اور جو خود جانکر قے کرے اُسپر قضا لازم ہے (ایک روزہ رکھ
لینا چاہیئے) یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی کہتے ہیں
کہ یہ حدیث غریب ہے سوائے (سند) حدیث عیسے بن یونس کے ہم اس حدیث کو اور کسی سے سند نہیں
جانتے اور محمد یعنے بخاری فرماتے میں بھی اس حدیث کو محفوظ نہیں گمان کرتا۔

(۲۳۲) معدان بن طلحہ سے روایت ہے کہ ابودرداء نے مجھسے یہ بیان کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے قے کرکے روزہ افطار کر لیا تھا معدان کہتے ہیں پھر میں دمشق کی مسجد میں حضرت ثوبان سے

۵۱ یعنے آپ بھی افطار کرنے لگے کہ کہیں کچھ آئے تو اسے دیں تاکہ یہ کفارہ ادا کرے ۱۲ ۵۲ علماء نے کہا ہے کہ دوسرے کے
تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم شاید زبان چوس کر تھوک دیتے ہونگے علاوہ ازیں یہ
حدیث بھی ضعیف ہے ۱۲ ۵۳ یعنے مرد کا اپنی عورت سے بدن لگا لینا بوڑھونکو چونکہ چنداں خواہش نہیں ہوتی لہذا اُنہیں
اجازت ہے جوانوں کو جائز نہیں ۱۲ ۵۴ یعنے کسی عذر بیماری یا ضعف کی وجہ سے روزہ افطار کر لیا تھا کیونکہ بغیر عذر روزہ
کا توڑنا جائز نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولا تبطلوا اعمالکم۔ کہ تم اپنے عملوں کو باطل نہ کیا کرو ۱۲

ملا اور مینے کہا کہ مجھ سے ابو درداء نے یہ بیان کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قے کرکے روزہ افطار کرلیا تھا۔ اُنہوں نے کہا ہاں۔ ابو درداء سچ کہتے ہیں پھر وضو آپکو مینے ہی کرایا تھا یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۲۳۳) حضرت عامر بن ربیعہ کہتے ہیں مینے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو روزے میں اسقدر مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۳۴) حضرت انسؓ کہتے ہیں ایک آدمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میری آنکھیں دُکھنی لگیں اور میں روزے سے ہوں کیا میں سرمہ لگاؤں آپنے فرمایا ہاں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ اسکی سند قوی نہیں۔ اسکی سند میں ابو عاتکہ راوی ضعیف شمار کیا جاتا ہی

(۲۳۵) حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کہتے ہیں مینے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو موضع عرج میں دیکھا کہ آپ روزے میں پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر[1] پانی ڈالتے تھے۔ یہ روایت امام مالک اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۳۶) حضرت شداد بن اوس روایت کرتے ہیں کہ رمضان شریف کی اٹھارویں تاریخ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے مقام بقیع میں ایک شخص کے پاس تشریف لیگئے اور وہ پچھنے لگوا رہا تھا آنحضور نے دیکھکر فرمایا کہ پچھنے لگانے اور لگوا لینے والے دونوں نے روزہ توڑ ڈالا۔ یہ روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور شیخ امام محی السنۃ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے روزہ میں پچھنے لگوانے کی اجازت دی ہے وہ اس حدیث کی اس طرح تاویل کرتے ہیں کہ ان دونوں کے روزے ٹوٹنے کے قریب ہوجاتے ہیں کیونکہ پچھنے لگوانے والا تو ضعیف ہوجاتا ہے اور لگانے والا بوجہ سینگیاں چوسنے کے کچھ نہ کچھ (خون وغیرہ) پیٹ میں جانیسے نہیں بچ سکتا۔

(۲۳۷) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان شریف میں بغیر کسی عذر سفر یا مرض وغیرہ کے ایک دن کا بھی روزہ توڑ ڈالے تو اسکی ساری عمر روزے رکھنے سے اسکا بدلہ[2]

---

[1] عرج مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ روزے میں ٹھنڈا پانی سر پر ڈال لینا درست ہے اور اسی پر علما کا فتویٰ ہے ۱۲ مرقات [2] یعنے جو فضیلت فرض روزے کی تھی وہ نفلی روزوں کے رکھنے سے نہیں مل سکتی۔ ہاں نفس روزہ ذمہ سے ادا ہوجاتا ہے ۱۲ طیبی

نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ روزے رکھے ہی جائے ۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور بخاری نے ترجمۃ الباب میں نقل کی ہے اور ترمذی کہتے ہیں میں نے محمد یعنے امام داری سے سنا فرماتے تھے کہ ابو المطوس راوی کی ہم کوئی حدیث سوائے اس حدیث کے نہیں پہچانتے

(۲۳۸) حضرت ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بہت سے آدمی روزے رکھنے والے ایسے ہیں جنکے روزے نہیں ہوتے فقط پیاسے ہی رہتے ہیں[۱] اور بہت سے راتوں کو نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جنکی نماز نہیں ہوتی فقط جاگنا ہی رہتا ہے یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے اور لقیط بن صبرہ کی حدیث باب سنن وضو میں گذر چکی ہے ◆

تیسری فصل

(۲۳۹) حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تین چیزوں سے کسی روزہ دار کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ پچھنے لگوانے اور قے ہو جانے اور احتلام ہو جانے سے ۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث محفوظ نہیں ۔کیونکہ عبدالرحمن بن زید راوی حدیث میں ضعیف مشہور ہیں

(۲۴۰) ثابت بنانی کہتے ہیں حضرت انس بن مالک سے کسی نے پوچھا کہ تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں روزہ دار کے پچھنے لگوانے کو مکروہ سمجھتے تھے اُنہوں نے فرمایا نہیں۔ ہاں ضعف[۲] کی وجہ سے کچھ مکروہ سمجھتے تھے (باقی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے ۔

(۲۴۱) امام بخاری بطور تعلیق فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ روزے میں پچھنے لگوا لیتے تھے پھر آخر میں بوجہ روزہ کے ضعف کے دن میں) پچھنے لگوانے چھوڑ دئے تھے اور رات کو لگوا لیتے تھے ۔

(۲۴۲) حضرت عطاء کہتے ہیں اگر کسی نے (روزے میں) کلی کی اور جو کچھ مونہہ میں پانی تھا وہ نکال دیا تو پھر اپنا تھوک یا جو کچھ مونہہ میں پانی رہگیا تھا اُسکا نگل جانا کچھ روزے کو نقصان نہیں دیگا۔ اور روزے میں مصطگی چبانی نہیں چاہیئے اور اگر کسی نے (روزے ہی میں) مصطگی نگل لی تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُسکا روزہ ٹوٹ[۳] گیا۔ لیکن یہ شخص اُس سے منع ضرور کیا جائے گا۔ یہ روایت بخاری نے ترجمہ باب میں نقل کی ہے

---

[۱] طیبی کہتے ہیں کہ جو روزہ دار گناہ و فحش باتوں اور جھوٹ و بہتان سے نہ بچے تو اُسے روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے اور کچھ حاصل نہیں اور نہ ثواب ملیگا اگرچہ قضا ذمہ سے ساقط ہو جائے ۱۲ مرقات [۲] یعنے چونکہ سینگیاں لگانے سے ضعف ہو جاتا ہے اسلئے کراہیت ہے ورنہ روزہ نہیں ٹوٹتا ۱۲ [۳] یہ اُس صورت میں ہے کہ مصطگی کا حلق میں نہ اُترنے کا یقین ہو اور اگر اُترجانیکا یقین ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ ہاں بچوں کو ضرورت کے لئے مصطگی وغیرہ چبا کر دیدینا جائز ہے ۱۲۔

باب مسافر کے روزے رکھنے کا (بیان)

پہلی فصل (۲۴۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں سفر میں روزے رکھوں یا نہیں اور یہ حمزہ روزے بہت رکھا کرتے تھے آنحضور نے فرمایا اگر تو چاہے روزے رکھ لے اگر چاہے نہ رکھ (تجھے اختیار ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۴۴) حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سولہویں تاریخ رمضان شریف کو جنگ کے لئے جاتے تھے۔ بعض لوگ ہم میں روزے دار تھے اور بعض روزے خور تھے[۵۱]۔ پھر نہ کسی روزہ دار نے روزہ خور پر کچھ طعن کیا اور نہ روزہ خور نے کسی روزہ دار پر طعن کیا (کہ تم نے روزے کیوں رکھے ہیں) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۴۵) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے آنحضور نے ایک مجمع کو دیکھا اور ایک شخص کو (دھوپ سے بچانے کے لئے) سایہ کر رہے ہیں آپ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ روزہ دار تھا بسبب ضعف کے پڑا ہے آنحضور نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی اچھی[۵۲] بات نہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۴۶) حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہ سفر میں تھے بعض لوگ ہم میں روزہ دار تھے اور بعضے روزہ خور۔ پھر ایک مرتبہ گرمی کے دن ہم ایک منزل پر اترے اور روزے دار لوگ (بوجہ ضعف کے) وہیں گر پڑے اور روزہ خوروں نے خیمہ وغیرہ لگا کر سواریوں کو پانی پلایا۔ پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ثواب[۵۳] میں روزہ خور بڑھ گئے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۴۷) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم روزہ رکھکر مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو چلے جب موضع عسفان میں پہونچے تو آپ نے پانی منگوایا اور لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنے ہی ہاتھوں سے پانی اوپر اٹھا کر روزہ افطار کر لیا۔ پھر آپ مکہ معظمہ پہونچ گئے اور یہ سفر رمضان شریف میں ہوا تھا۔ اور

---

۵۱ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں درست ہیں ۱۲ ۵۲ یعنے جس سے ایسی تکلیف اور ضعف ہو جائے تو روزہ رکھنا بہتر نہیں ہے ۱۲ ۵۳ یعنے آج بوجہ خدمت گذاری کے روزہ داروں کی نسبت روزہ خوروں کو زیادہ ثواب ملا ورنہ روزہ دار افضل تھے اور اس سے معلوم ہوا کہ نوافل سے نیکوں کی خدمت کرنی بہتر ہے ۱۲۔

ابن عباس ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (سفر میں) روزہ بھی رکھا ہے اور افطار بھی کیا ہے لہٰذا جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرلے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی ایک روایت میں جابر سے یہ بھی منقول ہے کہ اس روز آنحضور نے بعد عصر کے پانی پیا تھا۔

دوسری فصل (۲۴۸) حضرت انس رضی بن مالک کعبی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے واسطے آدھی نماز معاف کردی ہے اور مسافر اور حاملہ عورت اور دودھ پلانیوالی عورت (تینوں) کو روزے رکھنے میں رخصت[۵۱] دیدی ہے (کہ بعد میں رکھ لیں) یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۴۹) حضرت سلمہ بن محبّق کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسکے پاس ایسی سواری ہو جو اسے منزل پر پہونچا دے اور بھوک نہ معلوم ہو تو جہاں کہیں اسے رمضان آجائے روزے رکھنے چاہئیں[۵۲]۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۲۵۰) حضرت جابر رضی روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رمضان شریف میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مکہ چلے اور آپ اور سب لوگ روزے سے تھے۔ جب آنحضور کراع غمیم[۵۳] میں پہونچے تو آپنے ایک پیالہ پانی کا منگا کر لوگونکو دکھلانیکے لئے اوپر اٹھا کر پی لیا۔ پھر کسینے آپ سے ذکر کیا کہ آپ کے افطار کرنیکے بعد بھی بعضے لوگوں نے روزے رکھے ہیں۔ آنحضور نے فرمایا یہی لوگ نافرمان اور گنہگار ہیں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۵۱) حضرت عبدالرحمٰن رضی بن عوف کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ رمضان شریف میں مسافر روزہ رکھنے والا ایسا ہے جو شہر میں ہو کر روزہ نہ رکھے[۵۴]۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۵۲) حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی کہتے ہیں مینے پوچھا یا رسول اللہ مجھے سفر میں روزے رکھنے کی قوت ہے (اگر میں روزے رکھ لوں) تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے۔ آنحضور نے فرمایا کہ روزہ کا افطار کرنا اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے رخصت ہے جو اسے لے لے اچھا کرے اور جو روزہ رکھنا چاہے تو

[۵۱] یعنے جب یہ تینوں اپنی اس حالت سے فارغ ہو جائیں تو سوائے نماز کے روزوں کی قضا کریں ۱۲ [۵۲] یہ استحبابی امر ہے یعنے ایسے آدمی کو افضل یہ ہے کہ سفر میں روزہ رکھ لے کیونکہ کچھ تکلیف نہیں۔ والا سفر میں روزہ افطار کرنا سب علماء کے نزدیک درست ہے اگرچہ کچھ بھی تکلیف نہو ۱۲ [۵۳] کراع غمیم عسفان کے قریب مکہ مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے ۱۲ [۵۴] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں روزہ رکھنا گناہ ہے جیسے کہ شہر میں نہ رکھنا لیکن اس حدیث کو اکثر علماء نے منسوخ کہا ہے چنانچہ اسکے

اُسپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

باب روزوں کی قضاء کا بیان

پہلی فصل (۲۵۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے ذمہ رمضان شریف کے روزے رہ جاتے تھے تو میں سوائے شعبان کے (اور مہینے میں) انکی قضاء نہیں کرسکتی تھی یحییٰ بن سعید (اسکی تفسیر میں) فرماتے ہیں یعنے حضرت نبیؐ کی خدمت میں مشغول رہتی تھی یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشغول رہتی تھی (اسلئے مہلت نہ ملتی تھی) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۵۴) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جسوقت کسی عورت کا خاوند اُسکے پاس ہو تو اُسے بغیر اسکی اجازت کے روزہ رکھنا حلال نہیں اور نہ اُس کی اجازت بغیر کسی اور کو گھر میں آنے کی اجازت دے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۵۵) مُعاذ عدویہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ حائضہ عورت روزوں کی تو قضا کرتی ہے اور نماز کی قضا نہیں کرتی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ حضرت کے زمانہ میں (جب ہمیں کسی کو حیض (یعنے ناپاکی) آتی تھی تو روزوں کے قضاء کرنے کا ہمیں حکم تھا اور نماز کے قضاء کرنے کا حکم نہیں تھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۵۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مر جائے اور اُسکے ذمے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے اُسکے وارث کو رکھنے چاہئیں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

دوسری فصل (۲۵۷) نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص مرجائے اور اُسکے ذمہ رمضان شریف کے مہینے کے روزے ہوں تو اُسکی طرف سے ہر ایک دن کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دینا چاہئیے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے صحیح یہ بات ہے کہ یہ حدیث ابن عمرؓ پر موقوف ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہونچتی

تیسری فصل (۲۵۸) حضرت امام مالک روایت کرتے ہیں مجھے یہ بات پہونچی کہ حضرت ابن عمرؓ سے

ف۱ اس میں اشارہ ہے کہ روزہ نہ رکھنا اولیٰ ہے ۱۲ ف۲ مقصود حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ ہے کہ جو حکم شارع نے فرمادیا وہ کرنا چاہئیے ہمیں اُس حکم کی علت دریافت کرنیکی حاجت نہیں ۱۲ ف۳ یعنے حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے حدیث مرفوع نہیں۔ لیکن علماء کہتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایسی بات کوئی اپنی عقل سے نہیں کہہ سکتا ۱۲

کسی نے پوچھا کہ کوئی آدمی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے[۱] اور نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ یہ روایت امام مالک نے مؤطا میں نقل کی ہے۔

باب نفلی روزے رکھنے کا (بیان)

پہلی فصل (۲۵۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (بعض اوقات) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزے رکھے ہی جاتے تھے حتے کہ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ اب آپ روزے رکھنے نہیں چھوڑینگے اور جو کبھی روزے رکھنے چھوڑ دیتے تھے (تو چھوڑے ہی رکھتے تھے) تب ہم یہ خیال کرتے تھے کہ اب آپ روزے رکھنے[۲] کے نہیں۔ اور میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سوائے رمضان شریف کے کبھی کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ سوائے شعبان کے کسی مہینے کے اکثر دنوں کے روزے رکھتے ہوئے دیکھا (فقط شعبان ہی میں زیادہ رکھتے تھے) اور ایک روایت میں فرماتی ہیں کہ کبھی سارے شعبان کے روزے رکھ لیتے تھے۔ اور کبھی شعبان کے چند دنوں میں نہیں بھی رکھتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۶۰) حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضؓ سے پوچھا کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کسی سارے مہینے کے روزے رکھتے تھے انہوں فرمایا سوائے رمضان شریف کے مجھے تو ایسا اور کوئی مہینہ یاد نہیں ہے جسمیں پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں اور نہ کسی مہینے میں ایسی روزے چھوڑتے تھے کہ وہ مہینہ سارا گذر جائے اور آپ روزے نہ رکھیں یہانتک کہ آپکی وفات ہوگئی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۱) حضرت عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یا کہ آنحضور نے کسی اور آدمی سے پوچھا اور عمران سن رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے فلانے کے باپ کیا تو نے اخیر[۳] شعبان کے

---

[۱] امام شافعیؒ اور حنفیہ کا یہی مذہب ہے کہ کسیکی طرف سے روزہ رکھنا یا نماز پڑھنی اس خیال سے کہ وہ بری الذمہ ہو جائے یہ درست نہیں ہیں ہاں اگر کچھ نیک عمل کرکے ثواب اسے بخشدے تو جائز ہے ۱۲ [۲] غرضکہ عادت شریفہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی کہ جب روزے رکھنے شروع کردیتے تو رکھے ہی جاتے تھے اور جب چھوڑ دیتے تو چھوڑ ہی رکھتے تھے ۱۲ [۳] صاحب لمعات کہتے ہیں کہ اس شخص نے اپنے اوپر نذر کرلی تھی کہ میں ہر مہینے کے اخیر میں دو روزے رکھا کرونگا یا کہ اسے عادت تھی۔ اور ماہ شعبان کے روزے کسی عذر کی وجہ سے رہگئے تھے اسلئے آنحضور نے فرمایا کہ بعد رمضان شریف کے وہ روزے رکھ لینا۔ اگر نذر تھی تو استحباب کے طور پر فرمایا ادر اگر نذر ہے تو ضروری ادا کرنا ہے ۱۲

روزے نہیں رکھے اُس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب رمضان سے فارغ ہو تو دو روزے رکھ لینا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۶۲) حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ رمضان شریف کے روزوں کے بعد سب سے بڑھیا درجہ اللہ کے مہینے محرم (کے روزوں) کا ہے۔ اور فرض نماز کے بعد سب سے بڑھیا نماز تہجد کی نماز ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک روزے کو دوسرے روزے پر فضیلت دیتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا سوائے اُس دن[۱] عاشورے کے اور اُس مہینے یعنی رمضان شریف کے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۶۴) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول خدا فقط اس دن کی تو یہود اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں آیندہ سال زندہ رہا تو نویں[۲] تاریخ کا بھی روزہ رکھونگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۵) حارث کی بیٹی اُم[۳] فضل روایت کرتی ہیں کہ عرفہ کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روزے میں چند آدمی میرے پاس آکر جھگڑا کرنے لگے بعض کہتے تھے کہ آپ روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ روزے سے نہیں میں نے (اسی بات کے معلوم کرنیکے لئے) ایک پیالہ میں دودھ بھر کر آپکی خدمت میں بھیجا۔ آپ اُسوقت عرفہ کے میدان میں اپنے اونٹ پر سوار تھے آپ نے وہ دودھ[۴] پی لیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۶۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ذی الحجہ کے اول کے دس دنوں میں کبھی روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۷) حضرت ابو قتادہ رضؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکھڑا ہوا

---

[۱] یعنے آپ کسی روزہ کو نہ کہتے تھے کہ یہ روزہ اور روزوں سے افضل ہے ہاں عاشورے کے روزہ اور رمضان کے روزوں کو کہتے تھے کہ یہ تمام روزوں سے افضل ہیں ۱۲ [۲] اس سے معلوم ہوا کہ نویں تاریخ ماہ محرم کو بھی روزہ رکھنا سنت ہے اور عاشورہ دسویں محرم کو کہتے ہیں۔ ابن ہمام کہتے ہیں کہ دسویں محرم کا روزہ رکھنا مستحب ہے اگر ایک روز پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھ لے تو بہتر ہے۔ فقط دسویں کا رکھنا بوجہ مشابہت یہود کے مکروہ ہے ۱۲ مرقات [۳] اُم فضل حضرت عباس کی بیوی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی تھیں ۱۲ [۴] اس سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن حج کرنے والوں کو روزہ رکھنا سنت نہیں اوروں کو سنت ہے ۱۲

کہ آپ کس طرح روزے رکھتے ہیں آنحضور کو اسکے اس کہنے سے غصہ آگیا جب حضرت عمرؓ
نے آپکا غصہ دیکھا تو کئی بار یہ کہا رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ
مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ (ترجمہ) ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد
کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور ہم اللہ کے ساتھ اللہ اور رسول کے غصے سے پناہ مانگتے ہیں۔ یہاں تک کہ
آنحضور کا غصہ رفع ہوگیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ اگر کوئی ساری عمر روزے
رکھے جائے تو کیسا ہے آپنے فرمایا نہ اُس کا روزہ ہوا اور نہ افطار ہی رہا یا آپنے یہ فرمایا کہ نہ اُس نے روزہ
رکھا اور نہ افطار کیا (راوی کو شک ہے کہ آپنے یہ لفظ فرمائے یا یہ) حضرت عمر نے پھر پوچھا اگر کوئی دو دن
روزے رکھے اور ایک دن نہ رکھے تو کیسا ہے آپنے فرمایا اس طرح رکھنے کی کون طاقت رکھتا ہے۔
انہوں نے پھر کہا اگر کوئی ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے آپنے فرمایا اس طرح حضرت داؤدؑ
کے روزے ہوتے تھے (اس طرح رکھنے اچھے ہیں) انہوں نے پھر پوچھا اگر کوئی ایک دن روزہ رکھے اور
دو دن نہ رکھے تو کیسا ہے آپنے فرمایا میں بھی چاہتا ہوں کہ اس طرح کے رکھنے کی مجھے بھی طاقت ہو جائے
پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینے اور ہمیشہ رمضان کے روزے
رکھ لینے ہی ساری عمر اور ہمیشہ کے روزے ہیں (یعنے ساری عمر کے روزے رکھنے کا ثواب بھی ہو جاتا
ہے) اور عرفہ کے دن روزہ رکھنے پر مجھے اللہ سے اُمید ہے کہ اُس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد
تک کے گناہ معاف کردیگا۔ اور عاشورے کے دن بھی روزہ رکھنے پر مجھے اللہ سے اُمید ہے کہ اس سے
ایک سال پہلے کے گناہ معاف کردیگا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۲۶۸) حضرت ابو قتادہ ہی کہتے ہیں کسینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پیر[1] کے دن روزہ رکھنے
کو پوچھا۔ آپنے فرمایا میں اُسی دن پیدا ہوا تھا اور اُسی دن اول مجھپر قرآن شریف اترا ہی یہ روایت مسلم نے نقل کی

(۲۶۹) مُعاذہ عدویہ روایت کرتی ہیں۔ میںنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ
کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھتے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا ہاں
میں نے اُن سے کہا کہ مہینے کے کونسے دنوں میں رکھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ آپ اس کی توپرواہ

[1] یعنے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب پوچھا یا اُسی دن میں روزے کے مستحب ہونیکا سبب پوچھا دونوں تقدیر پر اس کا
سبب یہی ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اُس دن پیدا ہوئے اور دین اُترا۔ لہذا یہ روزہ شکرانہ میں رکھتے ہیں ۱۲ -

روزے نہیں رکھے اُس نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب رمضان سے فارغ ہو تو دو روزے رکھ لینا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۶۲) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ رمضان شریف کے روزوں کے بعد سب سے بڑھیا درجہ اللہ کے مہینے محرم (کے روزوں) کا ہے۔ اور فرض نماز کے بعد سب سے بڑھیا نماز تہجد کی نماز ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک روزے کو دوسرے روزے پر فضیلت دیتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا سوا اُس دن[۱] عاشورے کے اور اُس مہینے یعنے رمضان شریف کے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۲۶۴) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عاشورے کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول خدا فقط اس دن کی تو یہود اور نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں آیندہ سال زندہ رہا تو نویں[۲] تاریخ کا بھی روزہ رکھونگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۵) حارث کی بیٹی اُم[۳] فضل روایت کرتی ہیں کہ عرفہ کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روزے میں چند آدمی میرے پاس آکر جھگڑا کرنے لگے بعض کہتے تھے کہ آپ روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ آپ روزے سے نہیں مینے (اسی بات کے معلوم کرنیکے لئے) ایک پیالہ میں دودھ بھر کر آپکی خدمت میں بھیجا۔ آپ اُسوقت عرفہ کے میدان میں اپنے اونٹ پر سوار تھے آپنے وہ دودھ[۴] پی لیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۶۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو القرعید کے اول کے دس دنوں میں کبھی روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶۷) حضرت ابوقتادہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا

---

[۱] یعنے آپ کسی روزہ کو یہ نہ کہتے تھے کہ یہ روزہ اور روزوں سے افضل ہے ہاں عاشورے کے روزے اور رمضان کے روزوں کو کہتے تھے کہ یہ تمام روزوں سے افضل ہیں [۲] اس سے معلوم ہوا کہ نویں تاریخ ماہ محرم کو بھی روزہ رکھنا سنت ہے اور عاشورہ دسویں محرم کو کہتے ہیں۔ ابن ہمام کہتے ہیں کہ دسویں محرم کا روزہ رکھنا مستحب ہے اگر ایک روز پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھ لے تو بہتر ہے۔ فقط دسویں کا رکھنا بوجہ مشابہت یہود کے مکروہ ہے ۱۲ مرقات [۳] اُم فضل حضرت عباس کی بیوی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی تھیں ۱۲ [۴] اس سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن حج کرنے والوں کو روزہ رکھنا سنت نہیں اوروں کو سنت ہے ۱۲

کہ آپ کس طرح روزے رکھتے ہیں آنحضور کو اسکے اس کہنے سے غصہ آگیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپکا غصہ دیکھا تو کئی بار یہ کہا رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ وَ غَضَبِ رَسُوْلِہٖ (ترجمہ) ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمدؐ کے نبی ہونے پر راضی ہیں اور ہم اللہ کے ساتھ اللہ اور رسول کے غصے سے پناہ مانگتے ہیں۔ یہاں تک کہ آنحضور کا غصہ رفع ہو گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ اگر کوئی ساری عمر روزے رکھے جائے تو کیسا ہے آپنے فرمایا نہ اُس کا روزہ ہوا اور نہ افطار ہی رہا یا آپنے یہ فرمایا کہ نہ اُس نے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا (راوی کو شک ہے کہ آپنے یہ لفظ فرمائے یا یہ) حضرت عمر نے پھر پوچھا اگر کوئی دو دن روزے رکھے اور ایک دن نہ رکھے تو کیسا ہے آپنے فرمایا اس طرح رکھنے کی کون طاقت رکھتا ہے۔ انہوں نے پھر کہا اگر کوئی ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے آپنے فرمایا اس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہوتے تھے (اس طرح رکھنے اچھے ہیں) انہوں نے پھر پوچھا اگر کوئی ایک دن روزہ رکھے اور دو دن نہ رکھے تو کیسا ہے آپنے فرمایا یہ میں بھی چاہتا ہوں کہ اس طرح کے رکھنے کی مجھے بھی طاقت ہو جائے پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینے اور ہمیشہ رمضان کے روزے رکھ لینے یہی ساری عمر اور ہمیشہ کے روزے ہیں (یعنے ساری عمر کے روزے رکھنے کا ثواب بھی ہو جاتا ہے) اور عرفہ کے دن روزہ رکھنے پر مجھے اللہ سے امید ہے کہ اُس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد تک کے گناہ معاف کر دیگا۔ اور عاشورے کے دن بھی روزہ رکھنے پر مجھے اللہ سے اُمید ہے کہ اس سے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کر دیگا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۲۶۸) حضرت ابو قتادہ ہی کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پیر[1] کے دن روزہ رکھنے کو پوچھا۔ آپنے فرمایا میں اُسی دن پیدا ہوا تھا اور اُسی روز اول مجھ پر قرآن شریف اترا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی۔

(۲۶۹) مُعاذہ عَدَوِیَّہ روایت کرتی ہیں۔ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھتے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا ہاں میں نے اُن سے کہا کہ مہینے کے کونسے دنوں میں رکھتے تھے اُنہوں نے فرمایا کہ آپ اس کی تو پرواہ

[1] یعنے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب پوچھا یا اُس دن میں روزہ کے مستحب ہونیکا سبب پوچھا دونوں تقدیر پر اس کا سبب یہی ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اُس دن پیدا ہوئے اور دین اُترا۔ لہٰذا یہ روزہ شکرانہ میں رکھتے ہیں ۱۲۔

نہیں رکھتے تھے کہ مہینے کے کونسے دن رکھیں۔ ہاں روزے[1] رکھتے تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۲۷۰) ابو ایوب انصاری سے کسی نے یہ بیان کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص رمضان شریف کے روزے رکھکر اسکے بعد شوال میں چھ روزے اور رکھ لے تو اُسے ہمیشہ روزے رکھنے کا (ثواب) ہوجائے گا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۷۱) حضرت ابو سعید خُدری فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عید[2] اور نحر کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۷۲) حضرت ابو سعیدؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عید اور بقر عید کے دن روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۷۳) حضرت نُبَیشَہ ہذلی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۲۷۴) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھا کرے ہاں یا تو اُس سے ایک دن پہلے رکھ لے یا بعد میں رکھ لے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۷۵) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے تم لوگ سب راتوں میں سے جمعہ ہی کی رات کو عبادت کرنے کے لئے مقرر نہ کر لیا کرو۔ اور نہ سب دنوں میں سے جمعہ ہی کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے خاص[3] کیا کرو۔ ہاں اگر کوئی پہلے سے روزے رکھ رہا تھا اور اُن میں یہ جمعہ بھی آجائے (تو خیر رکھ لے) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۷۶) حضرت ابو سعید خُدریؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص محض للہ سمجھکر ایک روزہ رکھ لے تو اُسے اللہ تعالیٰ مقدار مسافت ستر برس کے دوزخ سے دور کر دیگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۲۷۷) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

---

[1] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہینے میں تین روزوں کے رکھنے کیلئے تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخیں ضروری نہیں لیکن اکثر احادیث اور آثار صحابہ اسکی بابت منقول ہوئے ہیں لہذا انہیں رکھنے افضل ہیں ۱۲ [2] عید سے مراد عید الفطر ہے اور نحر سے مراد بقر عید کے چار دن یعنے دسویں گیارھویں بارھویں تیرھویں غرضکہ ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے دو روزے دونوں عیدوں کے اور تین روزے بعد بقر عید کے اور انہیں دنوں کو ایام تشریق بھی کہتے ہیں ۱۲ [3] یہود ہفتہ کو معظم سمجھکر اس میں عبادت کرتے ہیں اور نصاریٰ اتوار کو معظم سمجھکر اسی میں عبادت کرتے ہیں اسلئے آنحضور نے منع فرمایا ہے کہ تم بھی کسی دن کو یہود و نصاریٰ کی طرح خاص نہ کر لینا بلکہ ہر روز عبادت کیا کرنا ۱۲

اے عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ خبر ملی ہے کہ تو (ہمیشہ) دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو نماز پڑھتا رہتا ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (میں ایسا ہی کرتا ہوں) آپ نے فرمایا ایسا نہ کر بلکہ کبھی روزہ رکھ اور کبھی نہ رکھ۔ اور نماز بھی پڑھ اور سویا بھی کر کیونکہ تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ روزے رکھے اس کا روزہ نہیں ہوتا۔ اور ہر مہینے کے تین دن کے روزے رکھنے سے ہمیشہ کے روزے رکھنے کا ثواب ہو جاتا ہے۔ (لہذا) تو ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر اور ہر مہینے میں ایک قرآن شریف پڑھ لیا کر میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اس سے زیادہ پڑھنے اور روزہ رکھنے کی طاقت ہے آپ نے فرمایا تو سب روزوں سے بڑھیا روزے حضرت داؤد علیہ السلام کے تھے تو اس طرح رکھ لیا کر کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے۔ اور سات دن میں ایک کلام مجید ختم کر دے۔ اس سے زیادہ نہ پڑھنا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۲۷۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔ یہ روایت ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۷۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے پیر اور جمعرات کو (درگاہ رب العزت میں) نیک عمل پیش کئے جاتے ہیں۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ جس وقت عمل پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۲۸۰) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا اے ابوذر جب تو کسی مہینے میں تین روزے رکھنے چاہے تو تیرھویں اور چودھویں اور پندرھویں کے روزے[1] رکھا کر۔ یہ روایت ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۸۱) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر مہینے کے اول تین دنوں کے روزے رکھتے تھے اور جمعہ کے دن بہت کم روزہ رکھنا چھوڑتے تھے۔ یہ روایت ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد نے تین دن روزے رکھنے ہی تک نقل کی ہے۔

(۲۸۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کسی مہینے

---

[1] یہ تین روزے مہینے کے کئی طرح پر منقول ہیں۔ لیکن افضل اسی طرح ہے کہ ان تین تاریخوں میں رکھے اور انہیں تین تاریخوں کو ایام بیض بھی کہتے ہیں ۱۲

میں ہفتہ اتوار پیر کے روزے رکھتے تھے اور دوسرے مہینے میں منگل بدھ جمعرات کے روزے رکھ لیتے تھے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۸۳) حضرت امّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اول اُن میں پیر یا جمعرات ہونی چاہیئے۔ یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۸۴) حضرت مُسلِم قُرَشیؓ کہتے ہیں میں نے یا اور کسی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزے رکھنے کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ تیری بی بی کا بھی تجھ پر حق ہے (لہٰذا زیادہ روزے نہ رکھا کر) بلکہ رمضان کے روزے رکھ۔ اور اس کے قریب جو دن ہیں (یعنی شش عید۔) کے اور ہر بدھ اور جمعرات کے روزے رکھ لیا کر۔ جب تو یہ سب روزے رکھتا رہے گا تو ہمیشہ روزے رکھنے (کا ثواب) ہوگا یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۸۵) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن عرفات میں جاکر روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۲۸۶) عبد اللہ بن بسر اپنی بہن صَمّاء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (صحابہ سے) فرماتے تھے تم ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھا کرو۔ ہاں جو روزہ تم پر فرض ہو۔ اور اگر اس دن کھانے کے لئے کسی کو سوائے انگور کے پوست یا کسی درخت کی لکڑی کے اور کچھ نہ ملے تو وہ اسی کو چبا لیا کرے یہ روایت امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۲۸۷) حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اللہ واسطے ایک روزہ رکھ لے تو اللہ تعالےٰ اسکے اور دوزخ کے درمیان (قیامت کے دن اسقدر چوڑی) خندق

۱؎ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور نے روزہ کے لئے کوئی دن معین نہیں کیا۔ بلکہ ہفتہ کے ساتوں دنوں میں آپ نے روزے رکھے۔ کیونکہ جمعہ کا روزہ رکھنا پہلی حدیث سے معلوم ہوگیا تھا اور باقی چھ دنوں میں روزے رکھنے اس حدیث سے ثابت ہوگئے۔ اور وجہ یہ ہے کہ سب دن اللہ کے ہیں کسی کی خصوصیت نہیں چاہیئے ۱۲ ۲؎ اور زیادہ روزے رکھنے سے ضعف ہو جائیگا ۳؎ ان شش عید کے روزے رکھنے والیکو اختیار ہے کہ ماہ شوال میں جب چاہے رکھ لے ادا ہو جائینگے ۴؎ یعنے حاجیوں کو منع فرماتے تھے تاکہ روزہ کی وجہ سے ضعف ہو کر افعال حج میں قصور نہ واقع ہو جائے اور ان کو اسدن روزہ رکھنا درست اور بہتر ہے ۱۲ ۵؎ یعنے فرض روزے کے رکھنے میں اُس روز بھی کچھ حرج نہیں اور روزہ قضاء و نذر و کفارہ کا بھی یہی حکم ہے کہ رکھ لئے جائیں ۱۲ مرقات ۶؎ یعنے اُنکا اور اُسکا بعد شدید درمیان میں ہو جائے گا ۱۲۔

کرو یگا کہ جیسا آسمان وزمین کے درمیان فاصلہ ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۸۸) حضرت عامر بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جاڑونکے روزے غنیمت باردہ (یعنے مفت کی لوٹ) ہے یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور ابو ہریرہ کی یہ حدیث کہ کوئی دن اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں۔ قربانی کے باب میں مذکور ہوچکی ہے۔

تیسری فصل (۲۸۹) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ (جب) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آنحضور نے عاشورے کے دن یہود یونکو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا اور انسے پوچھا کہ تم اُسدن کا روزہ کیوں رکھتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ یہ دن بڑا ہے کیونکہ اسمیں اللہ تعالے نے حضرت موسی اور انکی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اسکی قوم کو ڈبویا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکریۃً اُسدن روزہ رکھا تھا اس لئے ہم بھی رکھتے ہیں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسےٰ کے تم سے ہم زیادہ حقدار اور اولی ہیں چنانچہ آپنے بھی روزہ رکھا اور سب لوگوں کو روزہ رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۹۰) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب دنوں سے زیادہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہفتہ یا اتوار کا روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں دن مشرکوں ؁ کی عید ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اُن کی مخالفت کروں یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۲۹۱) حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ (رمضان شریف کے فرض ہونیسے پہلے) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عاشورے کے دن روزہ رکھنے کے لئے ارشاد فرماتے۔ اور رغبت دلاتے اور نصیحت فرماتے تھے۔ اور جب رمضان شریف کے روزے رکھنے فرض ہوگئے تو نہ ہمیں عاشورے کا روزہ رکھنے کے لئے ارشاد فرمایا اور نہ اُس سے منع کیا اور نہ پھر ہمیں کچھ اسکی بابت نصیحت ؁ کی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

؁ ان مشرکوں سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں کیونکہ یہود عُزیر کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور نصاریٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو کہتے تھے ۱۲ ؁ یعنے اس روزے کے رکھنے کی زیادہ ترغیب نہیں دی جیسی کہ فرضیت کے وقت اسکی ترغیب دلاتے تھے ۱۲

(۲۹۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ چار باتیں ہیں جنہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑتے تھے ایک عاشورے کے دن کا روزہ رکھنا دوسرے دسویں تاریخ ذوالحجہ سے پہلے روزے رکھنے تیسرے ہر مہینے میں تین روزے رکھنے۔ چوتھے فجر کی نماز سے پہلے دو سنتیں پڑھنی۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۹۳) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وسلم ایام بیض[1] میں روزے رکھنے نہیں چھوڑتے تھے خواہ سفر میں ہوں یا شہر میں ہوں۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۹۴) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلّے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر چیز میں زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۹۵) حضرت ابوہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ پیر اور جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں۔ آنحضور نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کی بخشش کرتا ہے ہاں دو آدمی (لڑائی کی وجہ سے آپس میں) نہ ملتے ہوں انکی بابت فرشتوں سے فرما دیتا ہے۔ انہیں چھوڑو تاکہ یہ دونوں آپس میں صلح کریں یہ روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۲۹۶) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلّے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب کے لئے ایک روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ سے اسقدر دور کردیگا جتنا وہ کوا جو بچہ سا اڑنے لگا اور اڑتے اڑتے بوڑھا ہو کر مرگیا[2]۔ یہ روایت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے اور بیہقی نے یہی روایت شعب الایمان میں سلمہ بن قیس سے نقل کی ہے۔

باب

پہلی فصل (۲۹۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے ہم نے عرض کیا نہیں۔ آپنے فرمایا تو میں اسوقت سے روزہ کی نیت[3] کرتا ہوں۔ پھر دوسرے دن آپ تشریف لائے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے

[1] ایام بیض سے مراد چاندنی راتوں کے دن یعنے تیرھویں چودھویں پندرھویں ہیں کیونکہ ان تینوں راتوں میں چاند کی روشنی اور سب دنوں سے زیادہ ہوتی ہے ۱۲ [2] بعضوں نے کہا ہے کہ کوے کی عمر ہزار برس ہوتی ہے اسلئے آنحضور نے فرمایا کہ جب کوا انڈے سے اُٹھے گا تو کسقدر مسافت طے کریگا اور اُسی قدر اللہ تعالےٰ روزہ دار کو دوزخ سے دور کردے گا ۱۲ [3] اس سے معلوم ہوا کہ نفلی روزہ کی دن میں نیت کر لینی جائز ہے اگرچہ رات سے ارادہ نہ ہو ۱۲۔

پاس کسی نے تحفہ میں مالیدہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے دکھاؤ (چنانچہ میں لائی) آپ نے کھالیا اور فرمایا میں نے صبح روزہ[1] رکھ لیا تھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۹۸) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیمؓ کے پاس تشریف لے گئے وہ آپکے لئے کھجوریں اور گھی لائیں آپ نے فرمایا گھی کو علیحدہ مشک (وغیرہ) میں اور کھجوروں کو علیحدہ برتن میں رکھدو کیونکہ میں روزہ سے ہوں (اسوقت نہیں کھاسکتا) پھر مکان ہی میں ایک طرف کھڑے ہوکر سوائے فرضوں کے کچھ اور نماز پڑھی۔ پھر ام سلیمؓ اور اُن کے گھر والوں کے لئے دُعا کی۔ یہ روایت امام بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۹۹) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص روزے سے ہو اور اُسے کوئی کھانے کے واسطے بلائے تو اُسے کہدینا چاہیئے کہ میں روزے سے ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضور فرماتے تھے جب کوئی کسی کی دعوت کرے تو قبول کرلینی چاہیئے۔ اگر روزے سے ہو تو وہاں جاکر دو رکعت پڑھ لے تاکہ اُسے ثواب ہوجائے اور اگر روزہ سے نہ ہو تو کھانا کھالے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

دوسری فصل (۳۰۰) حضرت اُم ہانیؓ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھ گئیں اور اُم ہانی آنحضور کے داہنی طرف تھیں پھر ایک لونڈی ایک برتن میں کچھ پینے کی چیز لائی اور اُس نے وہ آپکو دیدی۔ آپ نے پیا اُسمیں سے کچھ پی لیا۔ پھر اُم ہانی نے لیکر کچھ پیا بعد ازیں اُم ہانی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں روزے سے تھی اور میں نے یہ پی لیا۔ آنحضور نے فرمایا کیا تو یہ روزہ (رمضان وغیرہ کی) قضا کا رکھتی تھی۔ انہوں نے کہا نہیں (بلکہ نفلی روزہ تھا) آپ نے فرمایا اگر نفلی روزہ تھا تو تجھے کچھ ضرر نہیں۔ یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور امام احمد اور ترمذی کی ایک اور روایت بھی اسی طرح ہے اور اسی روایت میں یہ ہے کہ اُم ہانی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں روزے سے تھی۔ آپ نے فرمایا نفلی روزہ

---

[1] یعنے رات سے روزہ کی نیت کرکے صبح روزہ ہی سے تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ نفلی روزہ بغیر عذر کے توڑ دینا جائز ہے لیکن اسکی قضا ضروری ہے ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ جہاں روزہ دار کو مہمانی کرنیوالے کے لئے دعا کرنی مستحب ہے اور چونکہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ ام سلیم میرے نہ کھانے سے رنجیدہ نہیں ہونگی اسلئے آپنے روزہ نہیں توڑا اور اگر کوئی دعوت کرنیوالا کسیکے نہ کھانے سے کہ جسکی اُس نے دعوت کی ہے رنجیدہ ہو تو روزہ نفلی کو توڑ دینا جائز ہے۱۲

رکھنے والا اپنی جان کا مختار ہے اگر چاہے روزہ رکھ لے اگر چاہے افطار کرلے۔

(۳۰۱) زہری عروہ سے اور یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں اور حفصہ دونوں روزے سے تھیں ہمارے سامنے کھانا آیا۔ ہمیں بھوک لگ رہی تھی لہٰذا ہم نے اُسمیں سے کھالیا پھر حضرت حفصہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ہم دونوں روزے سے تھیں اور ہمارے سامنے کھانا آیا ہمیں بھوک تھی لہٰذا ہم نے اُسمیں سے کھا لیا۔ آپ نے فرمایا اسکی جگہ ایک[1] اور روزہ رکھ لینا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور چند راوی حافظ الحدیث نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے یہی روایت زہری سے اور زہری نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مرسلاً نقل کی ہے۔ اور ان سبھوں نے حضرت عروہ کو ذکر نہیں کیا اور یہی صحیح ہے۔ اور یہی روایت ابوداؤد نے حضرت عروہ کے غلام زمیل سے اور انہوں نے حضرت عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے نقل کی ہے۔

(۳۰۲) کعب کی بیٹی اُم عمارہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کے لئے کھانا منگوایا۔ آنحضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تو بھی کھا کیونکہ میں روزے سے ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ جب روزے دار کے پاس کوئی دوسرا کھانا کھائے تو روزہ دار کے لئے فرشتے دعا کرتے رہتے ہیں جبتک کہ وہ دوسرا شخص کھانے سے فارغ ہو۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۳۰۳) بریدہؓ کہتے ہیں کہ حضرت بلال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور آنحضور صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے بلال آؤ صبح کا کھانا کھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں روزہ دار ہوں۔ آنحضور نے فرمایا ہم اپنا رزق کھاتے ہیں اور بلال کا عمدہ رزق بہشت میں ہے اور اے بلال تمہیں خبر بھی ہے کہ جب تک روزہ دار کے سامنے کوئی کچھ کھاتا رہتا ہے تو روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی رہتی ہیں۔ اور فرشتے اُس کے لئے دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ یہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب شب قدر کی (فضیلت اور اُسکے وقتوں کا بیان)

پہلی فصل (۳۰۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے

[1] اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ نفلی روزہ اگر توڑدے تو قضا کرنی لازم ہے ۱۲۔

رمضان شریف کے آخر سات دنوں کی طاق راتوں[1] میں شب قدر کو تلاش کیا کرو۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۳۰۵) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے چند آدمیوں نے شب قدر کو خواب میں (رمضان شریف کے) آخر سات راتوں میں دیکھا (اور آپؐ سے بیان کیا) آنحضورؐ نے فرمایا میں تمہاری خوابوں کو دیکھتا ہوں کہ آخر کی سات راتوں میں سب[2] متفق ہیں۔ لہٰذا جو شخص شب قدر تلاش کرنی چاہے وہ انہیں سات راتوں میں تلاش کیا کرے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۳۰۶) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شب قدر کو رمضان شریف کے آخر عشرہ میں تلاش کیا کرو (اول) نو راتیں جب باقی رہیں (یعنے اکیسویں شب میں) یا جب سات راتیں باقی رہیں (یعنے تیئیسویں شب میں یا جب) پانچ راتیں باقی رہیں (یعنے پچیسویں شب میں) یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۳۰۷) حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے اول عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ کا بھی ایک ترکی خیمہ[3] میں اعتکاف کیا۔ بعد اسکے آنحضورؐ نے سر مبارک خیمہ سے باہر نکالکر صحابہ سے فرمایا کہ میں نے اول عشرہ کا اعتکاف کیا تھا اور میں شب قدر کو انہیں تلاش کرتا تھا پھر درمیانی عشرہ کا بھی اعتکاف کیا۔ بعد ازیں رات کو خواب میں مجھ سے کسی نے کہا کہ شب قدر اخیر عشرہ (یعنے اخیر کے دس دنوں میں) ہے لہٰذا جو شخص اعتکاف کرنا چاہے۔ وہ میرے ساتھ اخیر کے دس دنوں میں کرے۔ میں نے شب قدر (کی تاریخ) خواب میں دیکھ لی تھی لیکن پھر میں بھول گیا[4] اور میں نے خواب میں یہ بھی دیکھا ہے کہ اُس رات کی صبح کو میں کیچڑ میں[5] نماز پڑھوں گا۔ اب تم لوگ شب قدر کو عشرۂ آخر کے وتر راتوں میں تلاش کیا کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ (جس رات کے لئے آنحضورؐ نے دیکھا تھا) اُسی رات کو بارش ہوئی اور مسجد کی چھت کھجوروں کی شاخوں کی تھی اسلئے مسجد ٹپک گئی اور میں نے اپنی آنکھوں سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اکیسویں رات کی صبح کو آپ کی

---

[1] وتر طاق کو کہتے ہیں یہاں یہ مراد ہے کہ اکیسویں یا تیئیسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں شب قدر کو تلاش کیا کرو ۱۲ [2] یعنے سب نے ایک ہی طرح کے خواب دیکھے ہیں کہ شب قدر اخیر ہی کی سات راتوں میں ہے ۱۲ [3] یہ خیمہ کی ایک قسم ہے جو مدوّر کا چھوٹا سا خیمہ ہوتا ہے ۱۲ [4] یعنے حضرت جبرئیلؑ نے مجھے بتا دی تھی لیکن یاد نہیں رہی کہ کونسی رات تھی ۱۲ [5] کہ اُس رات کو شب قدر ہو گی جیسے یہی راوی آگے بیان کرتے ہیں کہ وہ اکیسویں رات تھی ۱۲

پیشانی پر کچھ کیچڑ لگ رہی تھی یہ روایت بالمعنی متفق علیہ ہے اور اول سے لیکر اس قول تک کہ مجھ سے کسی نے کہا کہ شب قدر آخر کے دس دنوں میں ہے" یہ سب لفظ مسلم نے نقل کئے ہیں اور باقی کے بخاری نے اور ایک روایت میں عبد بن انیس کہتے ہیں کہ وہ تیئسویں رات تھی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۰۸) زر بن حبیش کہتے ہیں میں نے اُبی بن کعب سے پوچھا اور کہا کہ تمہارے بھائی ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جس شخص نے سارے سال (رات کو) کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو اُسے شب قدر نصیب ہو جائے گی۔ اُبی بن کعب نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابن مسعود پر رحم فرمائے۔ اُس نے یہ چاہا کہ لوگ بھروسہ نہ کر بیٹھیں ورنہ یہ وہ بھی جانتے ہیں کہ شب قدر رمضان شریف میں اور اسکے بھی اخیر دس دنوں میں اور ستائیسویں شب کو پھر بغیر انشاء اللہ کہنے کے قسم کھا کر کہا کہ ستائیسویں تاریخ کو ہوتی ہے۔ میں نے کہا ابو منذر تم کونسی دلیل سے یہ کہتے ہو انہوں نے کہا علامت یا آیت سے۔ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمائی تھی کہ اس روز جس وقت سورج نکلے گا اُسمیں شعاع نہیں ہوگی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۰۹) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جسقدر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (رمضان شریف کے) آخر دس دنوں میں (نماز پڑھنے کی) کوشش کرتے تھے۔ ایسی اور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۳۱۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (رمضان شریف کا) اخیر عشرہ ہوتا تو حضور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنا تہبند مضبوط باندھ کر رات بھر نماز پڑھتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگا لیتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۳۱۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ آپ بتائے اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ شب قدر کی کونسی رات ہے تو میں اُس میں کیا دعا

۱؎ یعنی آنحضور کا خواب سچا ہوا ۱۲ لمعات ۲؎ یعنی فقط ایک ہی رات عبادت کریں اور راتوں میں عبادت کرنی چھوڑ دیں ۳؎ انہوں نے یہ کہدیا ہے ۱۲ ۴؎ ابو منذر ابی بن کعب کی کنیت ہے ۱۲ ۵؎ کیونکہ اس رات کو فرشتے زیادہ آتے جاتے ہیں اسلئے اُنکے پروں اور بدنوں کی وجہ سے سورج کے درمیان پردہ ہو کر اُسکی روشنی کم ہو جاتی ہے ۱۲ مرقات ۶؎ کیونکہ انشاء اللہ کہنے سے یقینًا قسم نہیں منعقد ہوتی ۱۲ ۷؎ یہ اشارہ ہے کہ آنحضور عبادت کے لئے نہایت مستعد ہو جاتے تھے یا یہ کہ اپنی بی بیوں سے علیحدہ رہتے تھے اسکے حقیقی معنی مراد نہیں ۱۲ لمعات۔

مانگوں۔ آپنے فرمایا یہ مانگنا اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ترجمہ) یا الٰہی تو ہی معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے لہذا تو میرے گناہ معاف کردے۔ یہ روایت امام احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲ ؍ ۳۱) حضرت ابو بکرہؓ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اُسے یعنے شب قدر کو نویں رات میں (یعنے جب) نو رات رمضان شریف کی باقی رہیں یا سات رات یا پانچ رات یا تین رات باقی رہیں۔ یا آخری رات میں ڈھونڈھا کرو۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۳ ؍ ۳) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے شب قدر کو پوچھا۔ آپنے فرمایا کہ وہ سارے رمضان میں ہے[1] یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہی روایت سفیان اور شعبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف کرکے نقل کی ہے۔

(۴ ؍ ۳) حضرت عبد اللہؓ بن اُنیس کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے پاس ایک جنگل ہے اور اللہ کے فضل سے میں وہیں رہتا ہوں اور وہیں نماز پڑھ لیتا ہوں۔ آپ مجھے شب قدر بتا دیجئے کہ کونسی رات ہے تاکہ میں اُس رات مسجد میں آجاؤں۔ آنحضور نے فرمایا کہ تیئسویں[2] رات کو آجانا) کسی نے عبد اللہ کے بیٹے سے پوچھا کہ پھر تمہارے والد کس طرح کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مسجد میں جاکر جب وہ عصر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔ تو پھر وہ کسی ضرورت کے لئے بھی صبح کی نماز پڑھنے تک مسجد سے باہر نہیں نکلتے تھے اور جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو مسجد کے دروازے پر اُنکے لئے سواری موجود ہوتی تھی۔ اُسپر سوار ہوکر اپنے جنگل میں آجاتے تھے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۵ ؍ ۳) حضرت عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں شب قدر بتانے کے لئے مکان سے نکل کر چلے (راستہ میں) دو مسلمان آدمی جھگڑ رہے تھے آنحضور نے فرمایا میں تمہیں شب قدر بتانے کے لئے مکان سے آیا تھا اور فلاں فلاں آدمی جھگڑ رہے تھے اسلئے (اُسکی پہچان)

---

[1] اس لفظ کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ کوئی رمضان شب قدر سے خالی نہیں جاتا بلکہ ضرور ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ سارے رمضان کی کسی نہ کسی رات میں ہوتی ہے اول و آخر کی تعیین نہیں۔ چنانچہ پہلے آنحضور کو بھی معلوم ہوا تھا بعد میں یہ بات ٹھہری کہ شب قدر اخیر ہی رمضان شریف میں ہوتی ہے ۱۲ [2] علما کہتے ہیں کہ اس سال شاید آنحضور کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اسکے شب قدر تیئسویں شب کو ہوگی ۱۲

اُٹھا لیگئی اور شاید[۱] یہ بھی تمہارے واسطے بہتر ہی ہو اب تم شب قدر کو انیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کیا کرو۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۳۱۶) حضرت انس رضی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب شب قدر ہوتی ہے تو جبریلؑ فرشتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اُترتے ہیں اور سب کے سب جو بندہ کھڑا ہوا (نماز پڑھتا ہو) یا بیٹھا ہوا اللہ بزرگ برتر کا ذکر کرتا ہو اُسکے لئے دعائے بخشش کرتے ہیں اور جب اُنکی عید یعنے عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں[۲] سے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے فرشتو اُس مزدور کی کیا مزدوری ہونی چاہیئے جو کام پورا کردے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار اُسکی مزدوری یہی ہے کہ اُسے پورا بدلہ دیدیا جائے۔ اللہ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں نے جو اُن پر فرض کیا تھا وہ اُنہوں نے پورا کردیا۔ اور پھر دعا کرنیکے لئے چلاتے ہوئے وہ اپنے مکانوں سے نکلے ہیں۔ اب یعنے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی اور جود اور بلند قدری اور بلند مرتبہ کی کہ میں اُن کی دُعاء قبول کرتا ہوں۔ پھر فرماتا ہے جاؤ یعنے تمہارے گناہ بخشدیئے اور گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ آنحضور فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بخشے ہوئے گھر چلے آتے ہیں۔ یہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب اعتکاف کا بیان

پہلی فصل (۱۳۱۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخر عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے یہانتک کہ آپکی وفات ہوگئی پھر آپ کے بعد آپ کی بیبیوں[۳] نے اعتکاف کیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۳۱۸) حضرت ابن عباس رضی فرماتے ہیں کہ بھلائی میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور جب رمضان شریف کی ہر رات میں حضرت جبریلؑ سے ملاقات ہوتی تھی تو اور بھی زیادہ سخی ہوجاتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سامنے آپ ہر رات کو قرآن شریف پڑھتے تھے۔

---

[۱] یعنے اس شب کی پہچان اُٹھ گئی۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ آپسمیں جھگڑے اور دشمنی کرنے سے آدمی بھلائی اور برکات سے محروم رہجاتا ہے۔ [۲] شاید یہ فرشتے وہی ہونگے جنہوں نے حضرت آدم کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ پر طعن کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اسلئے فخر کرتا ہے کہ ان فرشتوں کو اللہ کی قدرت اور علم و ارادہ معلوم ہو جاوے ۱۲ مرقات [۳] یعنے مسجد میں کیونکہ عورتوں کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے بلکہ نہیں مکان ہی میں اعتکاف کریں یعنے مسجد میں اعتکاف کرنیکا ثواب ہوجاتا ہے اور لغت میں اعتکاف کے معنے فقط ٹھیرنے کے ہیں اور شرع میں یہ ہیں کہ جامع مسجد میں اعتکاف کی نیت کرکے بیٹھے اگر مرد ہے تو جنابت سے پاک ہو اور اگر عورت ہے تو حیض و نفاس سے پاک ہو ۱۲۔

پس جب جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی تو آپ بھلائی میں چلتی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۳۱۹) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہر سال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ایک مرتبہ قرآن مجید پڑھا جاتا تھا[۱] اور جس سال آپ کی وفات ہوئی۔ اُس سال آپکے روبرو دو مرتبہ کلام مجید پڑھا گیا اور آپ ہر سال دس دن کا اعتکاف کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی آپنے بیس دن کا اعتکاف کیا تھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۳۲۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف میں ہوتے تھے تو مسجد ہی میں سے میری طرف سر جھکا دیتے تھے اور میں کنگھی کر دیتی تھی۔ اور بغیر ضرورت[۲] انسانی کے آپ مکان میں نہیں آتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۳۲۱) ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے جاہلیت[۳] کے زمانہ میں یہ نذر کی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک اعتکاف کرونگا۔ آنحضور نے فرمایا تم اپنی نذر پوری کر دو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۳۲۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخر عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور ایک سال (کسی عذر کی وجہ سے) اعتکاف نہ کیا۔ جب دوسرا سال آیا تو آپنے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اُبی بن کعب سے نقل کی ہے۔

(۳۲۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف میں بیٹھنے کا ارادہ کرتے تو آپ صبح کی نماز پڑھکر اعتکاف[۴] خانہ میں چلے جاتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۳۲۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی فرماتی ہیں کہ اعتکاف میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیمار کو پوچھنے کے

---

[۱] یعنی آنحضور کے روبرو حضرت جبریلؑ پڑھتے تھے اور پہلی روایت میں یہ تھا کہ آپ حضرت جبرئیلؑ کے روبرو پڑھتے تھے اور ان دونوں میں مخالفت نہیں ہے یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت جبرئیل آپکو سناتے اور آپ حضرت جبریل کو سناتے جیسے کہ آج کل دورحفاظ دور کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ دور کرنا سنت ہے ۱۲ [۲] یعنے پیشاب پاخانہ وغیرہ کے لئے ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے وقت معتکف کے کوئی عضو مسجد سے باہر کر دینے اور سر میں کنگھا کرنے سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا ۱۲ [۳] زمانہ جاہلیت اُس حالت کو کہتے ہیں جو حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے اہل عرب کی تھی یا جو اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے تھی ۱۲ [۴] یعنے اعتکاف کا قصد کر کے مسجد میں تو غروب آفتاب سے پہلے پہنچ جاتے لیکن اُس حجرہ میں جو آپکے اعتکاف کے لئے بنایا جاتا تھا۔ اُس میں صبح کی نماز پڑھکر جاتے تھے ۱۲ منہ +

لئے چلے جاتے تھے اور جیسے جاتے ویسے ہی (چلے آتے) اُسے پوچھنے کے لئے وہاں بیٹھتے نہ تھے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۳۲۵) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں اعتکاف کرنیوالے کو لازم ہے کہ نہ بیمار کو پوچھنے[51] جائے اور نہ جنازہ کے ساتھ جائے اور نہ عورت سے صحبت کرے اور نہ مباشرت[52] کرے اور نہ کسی ضرورت کے لئے مسجد سے نکلے ہاں جسکے بغیر کوئی چارہ نہیں (جیسے پیشاب و پاخانہ انکے لئے جانا جائز ہے) اور اعتکاف بغیر روزے کے اور جامع مسجد کے نہیں ہوسکتا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۳۲۶) حضرت ابن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ جب اعتکاف میں بیٹھتے تو آپ کے لئے ستون[53] توبہ کے آگے یا پیچھے بچھونا بچھا دیا جاتا یا تخت رکھ دیا جاتا۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۲۷) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا کہ وہ گناہوں سے رک جاتا ہے اور سب نیکیاں کرنے والے کی طرح اُسکے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

کتاب قرآن کی فضیلتوں کے (بیان میں)

پہلی فصل (۳۲۸) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم سب میں بہتر وہ آدمی ہے جو قرآن سیکھے[54] اور لوگوں کو سکھلائے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۳۲۹) حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم لوگ چبوترہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپنے فرمایا کوئی تم میں اسبات کو پسند کرتا ہے کہ ہر روز صبح کو بطحان[55] یا عقیق سے جاکر دو اونٹنیاں بڑے کوہان والی بے گناہ اور بغیر قطع رحمی کے لیکر چلا آئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب اسبات کو پسند کرتے ہیں آپنے فرمایا پھر کوئی تم میں سے کیوں نہیں مسجد میں جاتا کہ وہاں جاکر قرآن

---

[51] یعنے وہاں ٹھیرنے کی غرض سے نہ جائے ۱۲ [52] یہاں مباشرت سے وہ چیزیں مراد ہیں جو باعث صحبت ہیں جیسے عورت کا بوسہ لینا یا گلے سے لگانا یا چھونا۔ اعتکاف کرنیوالے کو یہ باتیں نہ چاہئیں ۱۲ [53] ستون توبہ مسجد نبوی کے ایک ستون کا نام ہے جس میں ابو لبابہ انصاری نے اپنے تئیں کسی خطا کی وجہ سے باندھ دیا تھا۔ کئی دن کے بعد جب اُن کی توبہ قبول ہوگئی تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں کھول دیا تھا۔ اسلئے اُسے ستون توبہ کہتے ہیں ۱۲ مرقات [54] سیکھنے والے سے یہ مراد ہے کہ قرآن شریف کے دقائق اور احکام حقائق سمجھے ۱۲ [55] بطحان مدینہ منورہ میں ایک نالہ ہے اور عقیق مدینہ سے دو کوس پر ایک جگہ ہے ۱۲ +

کی دو آیتیں لوگونکو پڑھائے یا خود پڑھے تو یہ اسکے لئے دو اونٹنیوں سے بھی بہتر ہے اور ہر شخص کے لئے تین آیتیں تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں (غرضیکہ آیتوں کی گنتی اونٹنیوں کی سی بہتر ہے (یعنی آیتیں ہونگی اُتنی ہی اونٹنیوں سے بہتر ہوں گی) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے +

(۲۳۰) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ (ایک روز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی تم میں یہ بات چاہتا ہے کہ جب وہ واپس ہوکر اپنے مکان جائے تو تین اونٹنیاں گیابھن بڑی فربہ اُسے مل جائیں ہمنے عرض کیا ہاں ہم چاہتے ہیں آپؐ نے فرمایا جو کوئی تم میں سے تین آیتیں قرآن شریف کی نماز میں پڑھے تو یہ اُسکے لئے گیابھن تین اونٹنیوں فربہ سے بہتر ہے - یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے -

(۲۳۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حافظ قرآن اُن لکھنے والے فرشتوںؐ کے ساتھ ہوگا جو بہت بزرگ نیک بخت ہیں - اور جو شخص کلام مجید اٹکؑ اٹک کر پڑھے اور قرآن شریف اُسے پڑھنا مشکل ہے تو اُسے دوہرا ثواب ہوگا - یہ حدیث متفق علیہ ہے -

(۲۳۲) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سوائے دو آدمیوں کے اور وں پر رشک کرنا نہیں چاہیئے - ایک وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن سکھلایا ہو اور وہ اُسے رات و دن کھڑا ہوکر پڑھے دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا ہو اور وہ رات و دن اُسے خرچ کرے یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۲۳۳) حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُس مسلمان کا حال جو قرآن شریف پڑھتا ہے مثل ترنج کے کہ اُس کی بو بھی اچھی اور مزہ بھی اچھا - اور اُس مسلمان کا حال جو قرآن شریف نہیں پڑھتا مثل کھجور کے ہے کہ اُس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے اور اُس منافق کا حال جو قرآن شریف نہیں پڑھتا ہے مثل اندراین کے پھل کے ہے کہ اُسمیں خوشبو ہے اور مزہ بھی کڑوا ہے اور جو منافق قرآن شریف پڑھتا ہے اُس کا حال مثل پھول کے ہے کہ (ظاہر) خوشبو ہے اور مزا کڑوا - یہ روایت متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے اور اُسپر عمل بھی کرتا ہے تو اُسکی مثال ترنج جیسی ہے اور جو مسلمان قرآن شریف نہیں پڑھتا اور اُسپر عمل کرتا ہے وہ مثل کھجور کی ہے -

(۲۳۴) حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں رسول خدا صلعم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اُس قرآن شریف کی وجہ بعضے لوگونکا مرتبہ بلند کرتا ہے اور دوسرون کو پست کرتا ہے - یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے -

---

سلہ ان فرشتوں سے وہ فرشتے مراد ہیں جو لوح محفوظ سے اللہ کی کتابیں لکھتے ہیں یا جو بندونکے اعمال لکھتے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ دنیا میں یہ شخص ان جیسا عمل کرتا ہے اور آخرت میں انکا ساتھی ہوگا ۱۲ مرقات سلہ یعنی آہستہ آہستہ اچھی طرح سنوار کے پڑھے ۱۲ وہ اُسے دوہرا اجر ملیگا ۱۲ سلہ یعنی جو لوگ قرآن شریف کے پڑھنے والے اور عمل کرنیوالے ہیں اللہ تعالیٰ انکے درجے دنیا و آخرت میں

(۲۳۵) حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ اُسید بن حضیر کہتے تھے کہ وہ ایک مرتبہ رات کو سورۃ بقر پڑھ رہے تھے اور اُن کا گھوڑا اُنکے پاس بندھا ہوا تھا یکایک گھوڑا بدکا اور یہ چپکے ہو رہے۔ گھوڑا بھی ٹھیر گیا۔ پھر انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ پھر وہ بدکا اور یہ چپکے ہو رہے تو وہ بھی ٹھیر گیا پھر پڑھنے لگے تو پھر وہ گھوڑا بدکا۔ آخرکار انہوں نے پڑھنا چھوڑا (کیونکہ) انکا بیٹا یحیےٰ گھوڑے کے پاس تھا اسلئے انہیں اندیشہ ہوا کہ اُسے تکلیف نہ پہنچ جائے اور جب اُسے علیٰحدہ کر کے آسمان کی طرف سر اُٹھایا تو یکایک ایک سائبان معلوم ہوا اور اُسمیں چراغوں جیسی روشنی تھی پھر انہوں نے صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپنے فرمایا اے ابو حضیر تو پڑھتا رہتا۔ اے ابو حضیر تو پڑھے جاتا انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ گھوڑا یحیےٰ کو نہ کچل دے وہ اُسکے پاس تھا اسلئے میں اُسے سرکانے کے لئے آیا۔ اور آسمان کی طرف جو سر اُٹھایا تو یکایک ایک سائبان معلوم ہوا جسمیں چراغوں جیسی روشنی تھی اور جب میں گھر سے باہر آیا تو وہ مجھے معلوم نہیں ہوا آنحضور نے فرمایا تو جانتا ہے یہ کیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپنے فرمایا یہ فرشتے تھے تیری آواز سننے کے لئے آئے تھے اگر تو صبح تک پڑھے جاتا تو سب لوگ اُنہیں دیکھ لیتے اور اُن میں کوئی نہ چھپتا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے اس صیغہ متکلم کے بدلے کہ میں گھر سے باہر آیا یہ ہے کہ وہ فرشتے ہوا میں اوپر کو چڑھ گئے۔

(۲۳۶) حضرت براء کہتے ہیں کہ ایک آدمی سورۃ کہف پڑھ رہا تھا اور اُسکے ایک طرف اُسکا گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا اُسے ایک ابر نے ڈھانک لیا اور وہ ابر قریب ہونا شروع ہوا اور (جب) قریب ہو گیا تو وہ گھوڑا بدکنے لگا جب صبح ہوئی تو اُس نے یہ قصہ آنحضور سے ذکر کیا۔ آپنے فرمایا یہ سکینہ[1] تھی قرآن شریف کی وجہ سے اُتری تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۳۷) حضرت ابو سعیدؓ بن معلے کہتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی میں نہ بولا پھر (نماز پڑھنے کے بعد) میں آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا آپنے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ

---

[1] یعنے جو لوگ قرآن شریف کے پڑھنے والے اور عمل کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکے درجے دنیا و آخرت میں بلند کرتا ہے دنیا میں اچھی طرح زندہ رکھیگا اور آخرت میں اُنہیں انعام عطا کرے گا اور جو لوگ اُسے پڑھنے والے نہیں ہیں اُنہیں ذلیل کریگا ۱۲ [1] سکینہ تسکین قلب اور خاطر جمعی اور رحمت خداوندی کو کہتے ہیں اور اس سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور تاریکی جاتی رہتی ہے اور شوق خداوندی پیدا ہوتا ہے ۱۲ لمعات

اِذَا دَعَاکُمْ (ترجمہ) جب رسول تمہیں پکارے تو تم اللہ و رسول کو جواب[۱] دیا کرو) پھر آنحضور نے فرمایا میں مسجد میں نکلنے سے پہلے تمہیں ایک بہت بڑی سورت قرآن کی سکھاؤنگا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد سے نکلنے لگے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن شریف کی بڑی سورت سکھاؤنگا۔ اب سکھلا دیجئے آپ نے فرمایا (وہ) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ہے یہی سبع[۲] مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوا ہے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۲۳۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم اپنے مکانوں کو مقبرے[۳] نہ کر لینا (انمیں قرآن شریف وغیرہ پڑھتے رہنا) کیونکہ جس مکان میں کوئی سورہ بقر پڑھتا ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۲۳۹) حضرت ابو امامہ کہتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تو قرآن شریف پڑھتا رہا کر کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بنکر آئے گا اور سب لوگ دو سورتیں جھکتی[۴] ہوئیں (یعنی) سورۂ بقر اور سورہ آل عمران پڑھتے رہیں کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن گویا ابر کے دو ٹکڑے ہونگے یا سایہ کرنے والی دو چیزیں ہونگی یا پرند جانوروں کی دو ٹکڑیاں ہوں گی کہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے صفیں باندھ کر جھگڑیں گی۔ (اور وکیل بنجائینگی) اور سورہ بقر پڑھتے رہا کرو کیونکہ اسکا ہمیشہ پڑھنا (باعث) برکت ہے۔ اور چھوڑ دینا (باعث) حسرت ہے اور اہل باطل[۵] کو اسکے پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۴۰) حضرت نواس بن سمعان کہتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قرآن شریف اور اسپر جو لوگ عمل کرنے والے ہیں قیامت کے دن سب کو لایا جائیگا اور سارے قرآن مجید سے آگے سورہ بقر اور آل عمران ہوں گی۔ گویا یہ دونوں ابر کے ٹکڑے ہیں یا دو سیاہ ٹکڑے ابر کے ہیں

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز میں جواب دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی ۱۲ مرقات [۲] سبع سات کو کہتے ہیں اور اسے سبع اسلئے کہتے ہیں کہ اسکی سات آیتیں ہیں اور مثانی اسلئے کہتے ہیں کہ یہ سورت نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے اور اس حدیث میں اس آیت کی طرف بھی اشارہ ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ ۱۲ لمعات [۳] یعنے جیسے مقبرے ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن سے خالی ہوتے ہیں ایسے ہی تم اپنے مکانوں کو نہ کر لینا اور آنحضور نے خاص سورہ بقر کو پڑھنے کے لئے اسلئے فرمایا ہے کہ اسمیں احکام خداوندی اور اسکے نام بہت ہیں ۱۲ [۴] یعنے بسبب نور و ہدایت اور زیادتی ثواب کے روشن ہیں ۱۲ [۵] اہل باطل سے کاہل اور جادوگر وغیرہ لوگ مراد ہیں کہ بسبب اس سورت کے بڑی ہونے کے یاد نہیں کر سکتے ۱۲

کہ انکے درمیان روشنی ہے یا گویا یہ دونوں پرند جانوروں کی دو ٹکڑیاں ہیں کہ اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرینگی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۳) اُبی بن کعب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابومنذر[1]۔ کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے پاس کتاب اللہ بزرگ و برتر کی کونسی آیت سب سے زیادہ بزرگ ہے مینے جواب دیا اللہ اور اسکا رسول خوب واقف ہے۔ (پھر) آپنے فرمایا اے ابومنذر تجھے معلوم ہے کہ تیرے پاس اللہ بزرگ و برتر کی کتاب کی کونسی آیت زیادہ عظمت والی ہے مینے کہا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ[2] (یعنے آیت الکرسی) سب سے زیادہ عظمت والی (مجھے معلوم ہوتی) ہے اُبی کہتے ہیں آپنے میرے سینہ ہاتھ مار کر فرمایا۔ اے ابو منذر تجھے علم مبارک ہو یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۴۴) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی زکوٰۃ پر نگہبانی کے واسطے مقرر کیا تھا۔ میرے پاس کوئی آیا اور کھانے کی لپ بھرنے لگا مینے اُسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پکڑ کرلے چلونگا وہ بولا میں محتاج ہوں اور میرے بال بچے بھی ہیں اور (اسوقت) مجھے سخت ضرورت ہے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں مینے اُسے چھوڑ دیا۔ میں صبح کو آیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ رات کا تیرا قیدی کیا ہوا مینے عرض کیا یا رسول اللہ اُسنے سخت ضرورت اور بچوں (کے بھوکے ہونے) کی شکایت کی تھی مجھے اسپر رحم آگیا اسواسطے مینے اسکو چھوڑ دیا۔ آپنے فرمایا خبردار ہو اُس نے تجھ سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آویگا۔ رسول اللہ کے قول سے کہ وہ پھر آویگا میں جان گیا کہ وہ ضرور آئیگا۔ اسواسطے میں اُسکا انتظار کرتا رہا کہ وہ پھر آکے کھانے کی لپیں بھرنے لگا مینے اُسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے آنحضرت کے پاس لے چلونگا وہ بولا مجھے چھوڑ دے کیونکہ میں محتاج ہوں اور میرے ذمہ بڑا کنبہ ہے میں اب نہیں آؤنگا مجھے اسپر رحم آگیا اور اُسے چھوڑ دیا۔ میں صبح کو آیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پھر پوچھا اے ابوہریرہ تیرا قیدی کیا ہوا مینے عرض کیا یا رسول اللہ اُسنے سخت ضرورت اور بال بچوں کی شکایت کی تھی مجھے اسپر رحم آیا اسواسطے مینے اُسے چھوڑ دیا آپنے فرمایا اُس نے تجھ سے جھوٹ بولا وہ پھر آویگا آپ کی اس بات سے کہ وہ پھر آویگا میں بھی جان گیا کہ ضرور آئے گا اسواسطے میں اُس کا انتظار کرتا رہا وہ پھر

---

[1] ابومنذر اُبی بن کعب کی کنیت ہے ۱۲ [2] (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور ہمیشہ قایم ہے۔ اول جواب ادباً نہیں دیا ہے جب دوبارہ دریافت کیا تو جواب دیا تا کہ آپکا خلاف نہ لازم آوے اہل کمال کا یہی قاعدہ ہے ۱۲

آ کے کھانے کی لپیں بھرنے لگا میں نے اُسے پکڑ کے کہا میں تجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤنگا اور یہ تیسری[1] دفعہ اخیر ہے کہ تو کہتا ہے اب نہیں آئیگا اور پھر آجاتا ہے وہ بولا مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایسے کلمے بتاؤں گا کہ اُن سے اللہ تعالے تجھے نفع پہونچائے گا۔ جب تو اپنے بستر پر لیٹنے لگے تو آیت الکرسی یعنے اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ختم آیت تک پڑھ لیا کر اسکی برکت سے اللہ کی طرف سے تجھ پر کوئی نگہبان مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب بھی نہیں آسکیگا۔ میں نے اُسکو چھوڑ دیا صبح کو میں آیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا تیرا قیدی کیا ہوا میں نے عرض کیا وہ اپنے زعم میں مجھے چند کلمہ سکھا گیا ہے اُن سے مجھے فائدہ پہونچے گا۔ آپ نے فرمایا خبردار ہو اُس نے تجھ سے سچ کہا ہے مگر وہ خود جھوٹا ہی ہے کیا تجھے معلوم ہے کہ تین دن سے تجھ سے کون کلام کرتا تھا میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۳ ۳) ابن عباسؓ فرماتے ہیں ایک روز جبریل علیہ السلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اوپر سے دروازہ (کھلنے) کی آواز سُنی جبریل نے سر اُٹھا کے دیکھا پھر فرمایا آسمان کا یہ دروازہ جو آج کھلا ہے آج کے دن کے سوا کبھی نہیں کھلا اُس دروازہ سے ایک فرشتہ نکلا تو جبریلؑ نے کہا یہ فرشتہ جو زمین پر اُترا ہے آج کے سوا کبھی نہیں اُترا۔ اُس نے آکے سلام کیا اور کہا اے محمد تمہیں دو نوروں[2] کی خوشخبری ہو جو آپ کو عطا ہوئے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملے ایک سورہ فاتحہ دوسرے سورہ بقر کی اخیر آیتیں آپ انکا جو جملہ پڑھینگے وہ آپ کو عطا ہوگا (یعنے انکے جس جملہ میں جس چیز کی دعا ہوگی وہ قبول ہوگی) یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۴۴ ۳) ابو مسعود انصاری کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ بقر کے آخر کی دو آیتیں جو کوئی رات کو پڑھ لیا کرے وہ آیتیں اُسے (رات بھر کی عبادت اور شیطان کی بُرائی سے بچانے کے واسطے کافی[3] ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] یعنے تو تین دفعہ سے یہی کہتا ہے کہ میں پھر نہیں آؤنگا اب تیسرا اخیر دفعہ ہے۔ اب میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑونگا معلوم کرنا چاہیئے کہ ابو ہریرہ کو رسول اللہ نے زکوٰۃ کی نگہبانی پر مقرر کر رکھا تھا۔ انہوں نے جو تین دفعہ اُسے لیجانے دیا اور پوری نگہبانی نہ کی اس کی وجہ یہ ہے انہیں خیال تھا کہ اتنا میں اللہ واسطے دیدونگا تو آنحضرت انکار نہ کرینگے یہی ہوا کہ آپ نے انہیں منع نہ کیا ۱۲ لمعات [2] نور انہیں اسوجہ سے کہا گیا کہ جو انکے معانی میں غور و فکر کرے تو یہ دونوں راہ خدا کی ہدایت کرتی ہیں ۱۲ مرقات [3] یعنے وہ رات بھر تمام برائیوں سے محفوظ رہے گا اور اُسکے اعمال نامہ میں رات بھر کی عبادت کا ثواب درج ہوگا ۱۲ مرقات و لمعات

(۲۴۴۵) ابو درداء کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ کہف کی اول دس آیتیں یاد کرے (اور انہیں پڑھا کرے) وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۲۴۴۶) ابو درداء ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم رات کو تہائی قرآن کے پڑھنے سے عاجز ہو سب ہونے عرض کیا بھلا تہائی قرآن کیونکر پڑھ سکتے ہیں آپنے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (کا پڑھنا) ہی تہائی قرآن[1] (پڑھنے) کے برابر ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری نے ابو سعید سے نقل کی ہے۔

(۲۴۴۷) حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک رسالہ کا افسر بنا کر بھیجا وہ آدمی جب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز میں قرأت پڑھتا[2] تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پر ختم کرتا جب سب واپس آئے تو آنحضورؐ سے اُسکا ذکر کیا آپنے فرمایا اُس سے پوچھو کہ اسطرح کس واسطے پڑھتا ہے لوگوں نے اس سے پوچھا اُسنے کہا کہ اسمیں اللہ کی (زیادہ) صفت ہے۔ اور میرا اسکے پڑھنے کو بہت دل چاہتا ہے آپنے فرمایا اُس سے بیان کردو کہ اللہ تعالیٰ اُس سے محبت رکھتا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۴۴۸) حضرت انس فرماتے ہیں ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اس سورۃ یعنے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے بہت محبت ہے آپنے فرمایا اُس کی محبت تجھے جنت[3] میں پہونچا دے گی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور بخاری نے بھی اسے بالمعنی روایت کیا ہے۔

(۲۴۴۹) عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے نہیں معلوم آج کی رات کئی آیتیں اتری ہیں کہ اُن کی کوئی نظیر نہیں[4] ہے اور وہ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۴۵۰) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو اپنے بستر پر آرام کرنے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ ملا کے قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کے اُن پر دم کرتے تھے پھر جہانتک ہوسکتا تھا دونوں ہاتھ اپنے بدن پر پھیرتے تھے اول اپنے سر اور منہہ پر پھیرتے پھر اپنے بدن پر آگے کی طرف پھیرتے اسی طرح تین دفعہ کرتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے

---

[1] یعنے جو کوئی رات کو ایک دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھ لیگا اُسے تہائی قرآن پڑھنے کا ثواب ملیگا [2] یعنے اخیر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ضرور قل ہو اللہ احد ہی پڑھتا تھا یا ہر رکعت میں الحمد کے بعد قل ہو اللہ ہی پڑھتا تھا یا ایک سورت پڑھ کے اُسکے بعد قل ہو اللہ ضرور پڑھتا تھا ۱۲ مرقات [3] یعنے تو قل ہو اللہ کی محبت ہی کی وجہ سے جنت میں چلا جاویگا ۱۲ [4] پناہ مانگنے کی دعا کرنے میں کوئی سورت اُنکے مثل اور مشابہ نہیں ہے یہ سورتیں سب سے بڑھی ہوئی ہیں ۱۲ س

اور ابن مسعود کی یہ حدیث کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو (شب معراج میں سیر کرائی گئی ہم عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ باب المعراج میں ذکر کرینگے۔

دوسری فصل (۱۵۳۱) عبدالرحمٰن بن عوف نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا قیامت کے دن تین چیزیں عرش کے نیچے ہونگی (ایک) قرآن جو کہ بندوں سے جھگڑیگا۔ اُسکا ظاہر و باطن (الگ الگ) ہے (دوسرے) امانت (تیسرے) صلہ رحمی پکاریگی خبردار ہو جسنے مجھے ملایا ہوگا اُسے اللہ ملائیگا اور جس نے مجھے کاٹا ہوگا اُسے اللہ قطع کریگا یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۵۳۲) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن (پڑھنے) والے کو ارشاد ہوگا تو قرآن پڑھتا ہوا چڑھتا جا اور جیسے تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتا تھا اُسی طرح اب بھی پڑھ جب تو اخیر آیت پڑھ چکے وہی تیری جگہ ہے۔

(۱۵۳۳) ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکے پیٹ (یعنی سینہ) میں قرآن کچھ بھی نہ ہو ویران گھر کی طرح ہے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے

(۱۵۳۴) ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار بزرگ و برتر فرماتا ہے جسے میرے قرآن یاد کرنے یعنی میرے ذکر کرنے اور مجھسے دعا کرنے سے روکدیا ہو اُسے میں اُنسے زیادہ دونگا جو کچھ دعا کرنے والونکو دیتا ہوں اور کلام خدا کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی بزرگی (تمام) مخلوق پر ہے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۱؎ جو لوگ قرآن کو نہیں پڑھتے اور اُسپر عمل بھی نہیں کرتے اُنسے قرآن مخالفانہ جھگڑیگا اور جو اسکی تلاوت کرتے ہیں اور عمل بھی کرتے ہیں اُنکی طرف سے وکالتاً جھگڑیگا یعنے خدا کے روبرو کہیگا یہ لوگ مجھے ہمیشہ پڑھتے تھے اب تو انہیں بخشدے ۱۲ لمعات

۲؎ یعنے رشتہ داروں سے ملنا جلنا اور صلہ رحمی قائم رکھی ہوگی اللہ اُسے بخشیگا اور جسنے رشتہ داروں سے ملنا جلنا اور صلہ رحمی ترک کردی ہوگی اُسے خدا اپنی رحمت سے دور کردیگا ۳؎ یعنے جسنے جتنا قرآن پڑھا ہوگا اُسکے اُتنی ہی اتنے درجے جنت میں درجے بلند ہونگے قرآن کی ساری آیتیں کوفیوں کے حساب سے چھ ہزار دو سو چھتیس ہیں ۱۲ لمعات ۴؎ یعنے جسے قرآن کچھ نہ یاد ہو وہ اُجڑے ہوئے گھر کی طرح ہے کہ اُس گھر سے کسی کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا ۱۲ ۵؎ یعنے جو کوئی قرآن یاد کرنے میں اس قدر مصروف ہو کہ وہ مجھ سے نہ دعا کرسکے اور نہ وظیفہ پڑھ سکے میں پھر بھی اُسے اُن لوگوں سے زیادہ اجر دونگا جو میرا ذکر کرتے ہیں اور ہر وقت دعا کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قرآن یاد کرنے والے اور علم دین پڑھنے والونکو وظیفہ پڑھنے اور دعائیں مانگنے سے قرآن

(۲۳۵۵) ابن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اُسے اُسکے بدلے ایک نیکی کا ثواب ملے گا اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ[۵۱] ایک حرف ہے (بلکہ) الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن صحیح غریب ہے۔

(۲۳۵۶) حارث اعور[۵۲] فرماتے ہیں میں مسجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ احادیث میں (بیہودہ) تقریریں کر رہے ہیں میں حضرت علیؓ کی خدمت میں گیا تو اُنسے بیان کیا وہ بولے کیا لوگ اس طرح کر رہے ہیں میں نے جواب دیا ہاں حضرت علی نے فرمایا یاد رکھیئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ عنقریب فتنہ ہوگا میں نے پوچھا یا رسول اللہ اُس سے نکلنے[۵۳] کی کیا صورت ہے آپ نے فرمایا کتاب اللہ میں تم سے پہلے کی خبریں اور جو کچھ تمہارے بعد ہوگا اُس کی بھی خبریں اور تمہارے درمیان پائی جاتی ہیں (اُنکے) حکم (اُس میں مذکور) ہیں وہ حکم (سچے) فیصلے ہیں ہنسی ٹھٹھا نہیں جو کوئی متکبر کتاب اللہ کو چھوڑ دے اللہ اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اور جو کوئی کہیں اور ہدایت تلاش کرے اُسے اللہ [illegible] توفیق نہیں دیگا وہ کتاب اللہ ہی اللہ کی مضبوط رسی[۵۴] ہے اور وہی زبردست ذکر ہے اور وہی [illegible] ہے کہ اُسے ہوا و ہوس والے لوگ بدل نہیں سکتے اور نہ زبانیں [illegible] دوسرے کے ساتھ التباس کر سکتی ہیں اور علماء اُس سے سیر نہیں ہوتے اور بکثرت تکرار کرنے [illegible] قرآن پرانا نہیں ہوتا اور اُس کی عجیب غریب باتیں ختم نہیں ہوتیں۔ وہ ایسا کلام ہے کہ [illegible] جن بھی نہ رہ سکے (بلکہ) یہ کہنے لگے اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ترجمہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے ہم اسپر ایمان لے آئے۔ جو کوئی قرآن پڑھتے ہوئے [illegible] [illegible] جو کوئی اُس پر عمل کریگا اجر پائے گا اور جو کوئی اُسکے موافق حکم [illegible] وہ عادل ہوگا اور جو کوئی اُس کی دعا پڑھے گا اُسے سیدھا راستہ دکھا دیا جائے گا یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا [illegible]

---

[۵۱] یعنے الٓمٓ یہ تین حرف ہیں جو کوئی انہیں پڑھے گا اُسے تین حرفوں کے پڑھنے کا یعنے تیس نیکیوں کا ثواب ملے گا ۱۲ [۵۲] یہ ایک کوفہ کے رہنے والے تابعی ہیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں بہت دن رہے ہیں ۱۲ [۵۳] یعنے اس فتنہ سے کیونکر بچ سکتے ہیں [۵۴] اس سے مراد آنحضرت کی یہ ہے کہ فتنہ کے وقت تم خدا کی مضبوط رسی یعنے قرآن شریف کو مضبوط پکڑ لینا اسکی برکت سے تم فتنہ سے بچ جاؤگے ۱۲

(۳۶۰) ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھایا کرو اور خود بھی پڑھا کرو کیونکہ مثال اُس شخص کی جو قرآن سیکھے پھر اسے پڑھتا رہے اور رات کو اُسے نماز میں پڑھے اُس تھیلی کی سی ہے جسمیں مشک بھرا ہوا ہر جگہ اسکی خوشبو پھیلتی ہو اور اُس شخص کی مثال جو قرآن پڑھ کے غافل ہو جاوے حالانکہ قرآن اُسکے سینہ میں ہو اُس تھیلی کی سی ہے جسمیں مشک ہو اور اُسکا مُنھ بندھا ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۳۶۱) ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حٰمٓ (یعنی) سورۂ مومن اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ تک اور آیۃ الکرسی صبح کے وقت پڑھے وہ شخص ان دونوں کی برکت سے شام تک (تمام بلاؤں سے) محفوظ رہے گا اور جو کوئی انہیں شام کو پڑھے گا صبح تک محفوظ رہے گا۔ یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۶۲) نعمن بن بشیر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے[۵۲] ایک کتاب لکھی تھی اُس کی دو آئتیں اُتاری ہیں جنسے سورہ بقر کو ختم کیا ہے وہ دونوں جس گھر میں تین دن تک رات کو پڑھی جاویں شیطان اُس گھر کے پاس تک نہ پھٹکے گا یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۶۴) ابو درداءؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ کہف کی پہلی تین آیتیں پڑھے گا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۳۶۵) حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر چیز کا دل ہوتا ہے[۵۳] قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے جو کوئی اس کو پڑھے گا اللہ اُسکے پڑھنے کے بدلے دس دفعہ قرآن پڑھنے کا

---

[۵۱] ایسے ہی جو شخص قرآن شریف خود پڑھ کے اوروں کو پڑھاتا ہے وہ گویا مشک ہے کہ لوگ اُس کی بو سے دماغ خوش کر رہے ہیں اور جو اوروں کو نہیں پڑھاتا وہ ایسا ہے کہ جیسے مشک کی مُنھ بندھی تھیلی میں رکھا ہے اُس سے کسی کو فائدہ نہیں پہونچتا ۱۲

[۵۲] طیبی کہتے ہیں جن روایتوں میں ہے کہ دنیا کے پیدا ہونے سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ تعالےٰ نے کتاب لکھی تھی اُن روایتوں میں تعارض نہیں ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کتاب اور ہو اور یہ کتاب اور ہو یا مدت بتلانا مقصود نہ ہو بلکہ یہ جتانا مقصود ہو کہ بہت پہلے یہ کتاب لکھی تھی ۱۲ مرقات

[۵۳] یعنے ہر چیز کا خلاصہ لب لباب ہوتا ہے قرآن شریف کا خلاصہ لب لباب سورۂ یٰسین جسمیں مضامین قرآن شریف اچھی طرح مذکور ہیں ۱۲

اُس کے نامہ اعمال میں ثواب درج کرے گا یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۶۶) ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے ایک ہزار برس پہلے سورہ طٰہٰ اور یٰس پڑھی جب یہ فرشتوں نے قرآن شریف سنا تو کہنے لگے اُس امت کو مبارکی ہو جس پر یہ کلام نازل ہوگا اور اُن پیٹوں کو خوشی نصیب ہو جو انہیں اُٹھائینگے اور اُن زبانوں کو مبارکی جو انہیں پڑھینگی۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۳۶۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی حٰمٓ دخان رات کو پڑھے صبح تک اُسکے واسطے ستر ہزار فرشتے دعائے مغفرت کرتے رہینگے یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور عمرو بن خثعم اس حدیث کا راوی ضعیف ہے اور امام محمد بخاری کہتے ہیں اسکی حدیث قابل تسلیم نہیں ہے۔

(۳۶۸) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی شب جمعہ کو حٰمٓ دخان پڑھے گا اُسکے گناہ معاف ہو جاوینگے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور ہشام ابو مقدام راوی ضعیف ہے۔

(۳۶۹) عرباض بن ساریہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے وہ سورتیں پڑھا کرتے تھے جنکے اول سُبحانَ اللہ یا سَبَّحَ یا یُسَبِّحُ وغیرہ ہے اور فرماتے تھے انمیں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور دارمی نے خالد بن معدان سے مرسلاً نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۳۷۰) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں ایک سورت تیس آیتوں کی ہے جو آدمی کے واسطے سفارش کرتی رہیگی جبتک اُسے بخش نہ دیا جاوے اور وہ سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے

---

۵۱ یعنے اُن سینوں کو مبارکی ہو جو اُسے یاد کرکے محفوظ رکھیں گے اور اسے پڑھیں گے ۱۲ ۵۲ بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مراد ہے جو سورۂ حشر قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ کے پارہ میں ہے ۱۲ ۵۳ وہ ذات بزرگ ہے جسکے قبضہ میں تمام ملک ہے ۱۲

(۱۷۳) ابن عباسؓ فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے اپنا خیمہ قبر پر کھڑا کر دیا اور اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ اسمیں ایک آدمی نے سورۃ تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ختم سورۃ تک پڑھی اس صحابی نے آکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ قصہ بیان کیا آپنے فرمایا یہ سورۃ عذاب قبر کو روکدیتی ہے اور یہ سورت نجات دلانیوالی ہے عذاب خدا سے نجات دلائیگی یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۷۳) جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم الٓمّٓ تنزیل اور تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ پڑھے بغیر رات کو نہیں سوتے تھے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے اسی طرح شرح السنۃ میں ہے اور مصابیح میں اسے غریب کہا ہے۔

(۱۷۳) ابن عباسؓ اور انس بن مالکؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ ثواب میں آدھے قرآن کے برابر ہے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ تہائی قرآن کے اور قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۷۴) معقل بن یسارؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا جو کوئی صبح کے وقت تین دفعہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے پھر سورہ حشر کی اخیر تین آیتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اسکے واسطے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیگا کہ شام تک اسکے واسطے دعا کرتے رہینگے اور اگر اسی دن مرجاویگا تو شہید مرے گا اور جو کوئی شام کو پڑھے گا اسکو بھی یہی ثواب ہے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۷۵) حضرت انسؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا جو کوئی ہر روز دو سو دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لے اسکے پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاوینگے ہاں اگر کچھ اسکے ذمہ دنیا کا قرض ہوگا (وہ معاف نہ ہوگا) یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور دارمی کی روایت میں پچاس مرتبہ پڑھنا مذکور ہے۔ اور دارمی کی روایت میں یہ نہیں ہے کہ اگر اسکے ذمہ کچھ قرض ہوگا تو معاف نہ ہوگا)۔

ملک اس کا ایک نام سورہ منجیہ بھی ہے یعنی عذاب سے چھڑانے والی ہے ۱۲ ملک شیطان راندہ درگاہ سے میں اللہ سننے والے جاننے والے کی پناہ چاہتا ہوں ۱۲ ملک یعنی بندے کا جو کچھ حق دینا ہوگا وہ تو معاف نہیں ہوگا اس کے علاوہ اور سارے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیگا ۱۲۔

(۶ ۷ ۳) حضرت انسؓ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ نے فرمایا جو کوئی اپنے بستر پر سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ کے سو دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے جب قیامت کا دن ہوگا اُس سے پروردگار کہے گا اے بندے اپنی دائیں[۱] طرف جنت میں چلا جا یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۷ ۷ ۳) حضرت ابوہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو سورہ قل ھو اللہ احد پڑھتے سُنا آپ نے فرمایا (اسکے واسطے) واجب ہوگئی میں نے پوچھا کیا چیز واجب ہوگئی آپ نے جواب دیا جنت[۲] (واجب ہوگئی) یہ حدیث امام مالک اور ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۸ ۷ ۳) فروہ بن نوفل اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی دُعا بتا دیجئے جو میں اپنے بستر پر لیٹتے وقت پڑھ لیا کروں آپ نے فرمایا قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کرو کیونکہ یہ شرک سے بری کر دیتی ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۹ ۷ ۳) عقبہ بن عامر فرماتے ہیں ایک دفعہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جحفہ اور ابواء[۳] کے درمیان چلا جا رہا تھا کہ ایک دفعہ ہی آندھی اور سخت اندھیرا ہم پر چھا گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کے اللہ سے پناہ مانگنے لگے اور مجھ سے فرمایا اے عقبہ تم انہیں پڑھ کے پناہ مانگا کرو کیونکہ کسی پناہ مانگنے والے نے ان جیسی سورتیں پڑھ کے پناہ نہیں مانگی یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۰ ۸ ۳) عبداللہ بن خبیب فرماتے ہیں ہم ایک اندھیری اور بارش کی رات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے نکلے تو آپ ہمیں ملے تو فرمایا اے عبداللہ پڑھ میں نے عرض کیا کیا پڑھوں آپ نے فرمایا قل ھو اللہ احد اور معوذتین (یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) صبح و شام تین دفعہ پڑھ لیا کر (یہ پڑھنا) تجھے ہر بلا سے بچائیگا یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

---

[۱] یعنے اپنے دائیں طرف کے باغوں اور مکانوں میں چلا جا کیونکہ دائیں طرف والے بائیں طرف سے افضل ہونگے مراد یہ ہوئی کہ اُسے عمدہ محل اور باغات جنت میں عطا ہونگے ۱۲ مرقات لمعات۔ [۲] یعنے چونکہ یہ قل ھو اللہ احد پڑھ رہا ہے اور کلام خدا سے اُسے محبت ہے تو یقین ہے یہ ضرور جنت میں جاویگا ۱۲۔ [۳] جحفہ اور ابواء مکہ اور مدینہ کے درمیان دو مقام ہیں ۱۲۔ [۴] (ترجمہ) میں پروردگار صبح کی پو پھاڑنے والے کی پناہ چاہتا ہوں اور آدمیوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں ۱۲۔

(۲۸۱) عقبہ بن عامر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں (بلاؤں سے بچنے کے واسطے) سُورہ ہود یا سُورہ یوسف پڑھ لیا کروں آپ نے فرمایا تو کوئی سورت ایسی نہیں پڑھ سکے گا جو اللہ کے نزدیک قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سے زیادہ[۱] تاثیر والی ہو یہ حدیث امام احمد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۲۸۲) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُرآن کے معنے بیان کرو اور اُسکی غرائب باتوں کی پیروی کرو غرائب[۲] سے فرائض[۳] اور احکام مراد ہیں۔

(۲۸۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ نماز میں قرآن پڑھنا نماز سے الگ قرآن پڑھنے سے بہتر ہے اور نماز سے الگ قرآن پڑھنا سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے بہتر ہے اور سبحان اللہ کہنا صدقہ دینے سے بہتر ہے اور صدقہ دینا روزے رکھنے سے بہتر ہے اور روزہ آگ[۴] سے بچنے کے واسطے ڈھال ہے۔

(۲۸۴) عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی اپنے دادا اوس سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا بے دیکھے قرآن پڑھنے کا ایک ہزار درجہ ثواب ہے اور دیکھ کے قرآن پڑھنے والوں کو اُن لوگوں[۵] سے دو ہزار درجہ زیادہ ثواب ہوگا کیونکہ قُرآن پر نظر کرنا بھی داخل عبادت ہے)

(۲۸۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا یہ دل زنگ آلودہ ہو جاتے ہیں جیسے کہ لوہا پانی لگنے سے زنگ آلودہ ہو جاتا ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ اُسکے صاف کرنے کی کیا ترکیب ہے آپ نے فرمایا موت کا زیادہ[۶] ذکر کرنا اور قرآن شریف پڑھنا (صاف کر دیتا ہے) یہ چاروں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۲۸۶) ایفع بن عبد الکلاعی کہتے ہیں کسی آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ قرآن کی کونسی سورت (توحید کے بیان میں) سب سے زیادہ بڑی ہے آپ نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اُس نے پوچھا قرآن کی کونسی آیت

---

[۱] یعنے ہر آفت و بلا سے بچنے کے لئے ان سورتوں سے بڑھکر کوئی سورت مفید نہیں ہے ۱۲ [۲] یعنے جو امور اور احکام بندوں پر فرض ہیں یا منع کئے گئے ہیں ۱۲ [۳] فرائض سے علم میراث مراد ہے اور احکام سے شریعت کے حکم فرض و واجب و سنن مراد ہیں ۱۲ [۴] جب روزہ ڈھال ہے تو اور امور جو اوپر مذکور ہوئے جن کی فضیلت روزے سے بڑھکر ہے اُنکا کیا ٹھیک ہے وہ بدرجہ اولے آگ سے بچاوینگے ۱۲ [۵] کیونکہ انہیں پڑھنے کے علاوہ دیکھنے کا بھی ثواب ہوگا ۱۲ [۶] یعنے قرآن پڑھنے اور موت کے ذکر کرتے رہنے سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے ۱۲

سب سے زیادہ بزرگ ہے آپ نے فرمایا آیت الکرسی (یعنے) اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (سب سے زیادہ بزرگ آیت ہے) اُس نے پوچھا اے نبی اللہ آپ کونسی آیت کو دوست رکھتے ہیں کہ اُسکا ثواب اور فائدہ آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچے گا آپ نے فرمایا سورۂ بقر کا خاتمہ ہے کیونکہ وہ اللہ برتر کے اُن رحمت کے خزانوں میں سے ہے جو اُسکے عرش کے نیچے ہیں اور اس امت کو عطا ہوئے ہیں کوئی دنیا اور آخرت کی بھلائی ایسی نہیں رہی ہے جو اس امت کو نہ ملی ہو۔ یہ حدیث دارمی نے روایت کی ہے

(۳۸۷) عبدالملک بن عمیر بلا واسطہ صحابی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ ہر بیماری کے واسطے شفا ہے یہ حدیث دارمی نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۳۸۸) حضرت عثمان بن عفانؓ فرماتے تھے جو کوئی رات کو آل عمران کا آخر رکوع (یعنے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ) پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسکے نامۂ اعمال میں رات بھر کی عبادت کا ثواب درج کریگا۔

(۳۸۹) مکحولؓ فرماتے ہیں جو کوئی جمعہ کے دن سورۂ آل عمران پڑھے گا رات تک فرشتے اُسکے واسطے دعا کرتے رہینگے۔ یہ دونوں حدیثیں دارمی نے روایت کی ہیں۔

(۳۹۰) جبیر بن نفیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقر کو ایسی دو آیتوں پر ختم کیا ہے جو مجھے اللہ کے اُس خزانہ سے ملی ہیں جو عرش کے نیچے ہے اُنہیں تم بھی سیکھ لو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ اُن آیتوں میں استغفار ہے اور قرب خدا کا سبب ہے اور دعا ہے یہ حدیث دارمی نے مرسلاً نقل کی ہے۔

(۳۹۱) کعبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن سورۂ ہود پڑھا کرو۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۳۹۲) ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا دو جمعوں کے درمیان جتنا فاصلہ ہے اُسقدر اُسکے واسطے (دل میں یا قبر میں) روشنی کیجائیگی یہ حدیث بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے۔

---

۱ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندہ ہے اور قائم بالذات ہے ۱۲ ۲ یہ تابعی ہیں جنہوں نے یہ حدیث رسول اللہ سے نقل کی ہے اور یہ نہیں کہا کہ کس صحابی سے سنی ہے ایسی حدیث کو مرسل کہتے ہیں اگر ایسی حدیث کے دوسری حدیث مقابل ہو تو یہ اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ۱۲ ۳ یعنے اسمیں دعائے بخشش کے الفاظ ہیں اور بندہ کو اسکے پڑھنے سے قرب خدا حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ کلمے ہر وقت کی دعا بھی ہیں ۱۲

(۳۹۳) خالد بن معدان فرماتے ہیں تم (عذاب قبر و حشر سے) نجات دلانے والی سورت پڑھا کرو۔ وہ سورۂ الٓمٓ تنزیل ہے مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ ایک آدمی اسے پڑھا کرتا تھا اسکے علاوہ اور کچھ نہ پڑھتا تھا اور وہ شخص بڑا گنہگار تھا (قبر میں) اس سورت نے اپنے پر اُس پر پھیلا دیئے اور کہا اے پروردگار اسے بخش دے کیونکہ یہ شخص مجھے بکثرت پڑھتا تھا۔ پروردگار بزرگ و برتر نے اُسکی سفارش قبول کی اور فرمایا اس کی ہر خطا کے بدلے ایک نیکی لکھ دو اور اس کا مرتبہ بلند کردو۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ سورت اپنے صاحب کی طرف سے جھگڑا کرے گی اور کہے گی اے اللہ اگر میں تیری کتاب کی سورت ہوں تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول کر اور اگر میں تیری کتاب کی سورت نہیں تو مجھے کتاب سے مٹا دے اور وہ سورت پرندے کی طرح ہوگی اپنے پروں کا اُس پر سایہ کئے ہوئے ہوگی اور اُس کے واسطے شفاعت کریگی اور عذاب قبر سے اُسے بچالیگی اور سورۂ تبارک الذی کی فضیلت میں بھی اسی طرح کہا ہے اور خالد انہیں پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے اور طاؤس فرماتے ہیں ان دونوں سورتوں کو اور سورتوں پر ساٹھ نیکیوں کے برابر زیادہ بزرگی ہے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۳۹۴) عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۂ یٰسین دن چڑھے پڑھے گا اُسکی حاجتیں پوری کیجائینگی یہ حدیث دارمی نے مرسل نقل کی ہے

(۳۹۵) معقل بن یسار مزنی نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خدا کی رضا مندی کی غرض سے سورہ یٰسین پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُسکے پہلے سارے گناہ معاف کریگا پس (اے لوگو) تم اس مبارک سورت کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے

(۳۹۶) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہر چیز کی بلندی (اور اونچائی) ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورۂ بقر ہے اور ہر چیز کا خلاصہ (اور حاصل) ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ مفصل (سورتیں) ہیں یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۳۹۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے ہر چیز کی دُلہن (یعنے خوشی کی چیز) ہوتی ہے قرآن کی دلہن سورۂ الرحمٰن ہے۔

سلہ دوسری صحیح روایت میں جو یہ منقول ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد سب سورتوں سے زیادہ بزرگ سورۂ بقر ہے وہ روایت اس روایت کی مخالف نہیں ہے کیونکہ کبھی چھوٹی چیز میں کوئی ایسی بات ہوتی ہے جو بڑی میں نہیں ہوتی ۱۲ مرقاۃ سلہ کیونکہ اس میں دنیا و آخرت کی نعمتوں کا ذکر ہے اور حوروں کا ذکر ہے جو جنت میں ایمانداروں کی دلہنیں ہوں گی ۱۲

(۳۹۸) ابن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر رات میں (ایکبار) سورہ
واقعہ پڑھ لیا کرے اُسے کبھی فاقہ[۱] نہوگا اور ابن مسعود اپنی بیٹیوں کو (اسکے پڑھنے کا) ارشاد فرماتے
تھے اور وہ اسے ہر رات کو پڑھا کرتی تھیں یہ دونوں روایتیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں

(۳۹۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سورت (یعنی
سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي) سے ازحد محبت رکھتے تھے یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے

(۴۰۰) عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں ایک آدمی نے آکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ
مجھے کچھ پڑھائیے آپنے فرمایا تو تین سورتیں الٓرٰ[۲] والی پڑھ لے وہ بولا میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور میرا
دل سخت ہو گیا ہے اور زبان موٹی[۳] پڑ گئی ہے آپنے فرمایا تو تین سورتیں حٰم والی پڑھ لے اُس نے پھر
اُسی طرح کہا اور کہا یا رسول اللہ مجھے کوئی جامع سورت پڑھا دیجئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اُسے إِذَا زُلْزِلَتِ پڑھا دی جب اُس سے فارغ ہوئے تو وہ آدمی بولا اُس ذات کی قسم جس نے مجھے
آپ کو حق دیکر بھیجا ہے میں اسپر ہرگز[۴] زیادہ نکرونگا پھر یہ کہہ کے چلدیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
دو بار فرمایا کہ یہ بیچارہ مرنے عذاب سے نجات پالی یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۴۰۱) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں کسی کو اتنی طاقت نہیں
ہے کہ ہر روز ہزار آیتیں پڑھ لیا کرے لوگوں نے عرض کیا بھلا اتنی کس میں طاقت ہے کہ ہر روز ایک ہزار
آیتیں پڑھ سکے آپنے فرمایا کیا تم میں سے کسی کو اتنی طاقت نہیں ہے کہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لیا کرے
(جو کہ ہزار آیتوں کے ثواب کے برابر ہے) اسے بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

(۴۰۲) سعید بن مسیب تابعی بلا واسطہ صحابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا جو کوئی دس
دفعہ قل ھو اللہ احد پڑھیگا اللہ تعالے اسکے واسطے اسکے بدلے جنت میں ایک محل بنا دیگا اور جو بیس دفعہ
پڑھے گا اسکے واسطے اسکے بدلے دو محل جنت میں بنا دئے جاوینگے اور جو کوئی تیس دفعہ پڑھے گا اُس کے
واسطے اسکے بدلے جنت میں تین محل بنا دیئے جاوینگے حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ

---

[۱] یعنے اللہ تعالیٰ اُسے بھوکا نہ رکھے گا اُسے اپنے خزانہ غیب سے ہمیشہ روزی دیئے جاویگا لمعات میں لکھا ہے کہ ایسے امور کے وظیفے جو عبادت کے معاون و مددگار ہوں یہ بھی ذکر میں شامل ہیں اگرچہ حصول غرض دنیوی کے واسطے ہوں علاوہ ازیں اسکے پڑھنے سے اُس کی کلام کی محبت پیدا ہوگی یہی موجب رحمت خدا ہے ۱۲ لمعات [۲] یعنے جنکے اول میں الٓرٰ ہے وہ تین سورتیں پڑھ ۱۲ [۳] یعنے میں ایسی بڑی بڑی سورتیں پڑھ نہیں سکتا ۱۲ [۴] یعنے نہ اس سے زیادہ پڑھوں گا اور نہ عمل میں اپنی طرف سے اس سے کمی و زیادتی کرونگا اسی کے احکام پر اچھی طرح عمل کرونگا ۱۲ منہ

خدا کی قسم اس طرح تو ہمارے بہت سے محل ہو جاوینگے آنحضرت صلعم نے فرمایا اللہ تو اس سے بھی زیادہ دینے والا ہے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۰۳) حضرت حسنؓ بصری سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی رات کو سو آیتیں پڑھ لے اُس سے اس رات کی بابت قرآن جھگڑا نہ کریگا اور جو کوئی رات کو دو سو آیتیں پڑھ لیا کرے اُسکے واسطے رات بھر کی عبادت کا ثواب لکھا جاوے گا اور جو کوئی رات کو پانسو اور ہزار کے درمیان آیتیں پڑھ لیا کرے وہ صبح کو اُٹھے گا تو اُسنے ایک قنطار[۱] کے برابر اجر ملیگا لوگوں نے پوچھا قنطار کیا چیز ہے آپنے فرمایا بارہ ہزار کو قنطار کہتے ہیں) یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

باب (قرآن شریف کی تلاوت کے آداب کا بیان)

پہلی فصل (۴۰۴) ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قرآن شریف کی محافظت کرو۔ اور اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے قرآن شریف بندھے[۲] ہوئے اونٹ سے زیادہ بھاگ جانے والا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۰۵) ابن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات تمہارے حق میں بہت بُری ہے کہ کوئی کہے کہ فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ (یہ کہا کرو) وہ آیت میرے خیال سے جاتی رہی اور قرآن پڑھتے رہا کرو کیونکہ قرآن شریف آدمیوں کے سینوں سے بھاگنے میں اُونٹ سے زیادہ ہے یہ روایت متفق علیہ ہے مسلم نے یہ زیادہ کیا ہے (کہ جو اونٹ) رسّی سے بندھا ہو۔

(۴۰۶) ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ والے کی سی ہے اگر اُسکی محافظت کریگا تو اُسے تھامے رہے گا اور اگر اُسے چھوڑ دے گا تو وہ چل دیگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۰۷) جندب بن عبداللہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک تمہارا دل لگا ہے قرآن کو پڑھتے رہا کرو اور جب دل اُکتا جاوے[۳] تو کھڑے ہو جایا کرو یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] اس سے کثرت ثواب مراد ہے یعنے اُسے بے انتہا اجر ملے گا قنطار سے درہم و دینار کی تعداد مراد ہے ۱۲ [۲] یعنے جیسے اونٹ جسکے پاؤں میں رسی ہو رسی تڑا کر بھاگ جاتا ہے قرآن حافظوں کے سینوں سے اس سے بھی زیادہ بھاگ جاتا ہے اس کی اچھی طرح حفاظت کرنی چاہیے یعنے ہر روز تلاوت کرتا رہے ۱۲ [۳] کیونکہ اطمینان کے ساتھ دل لگا کے پڑھوگے تو زیادہ ثواب ہوگا اور جو بیگار سمجھکے یونہی پڑھوگے تو ذرا بھی ثواب نہ ہوگا ۱۲

(۴۰۸) حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کسی نے حضرت انس سے پوچھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قرآن پڑھنا کیونکر تھا۔ انس بولے کھینچ کھینچ کر (پڑھتے تھے) پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی (اور کہا) بسم اللہ پہ مد کرتے تھے اور الرحمٰن پر اور رحیم پر مد کرتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۰۹) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے کسی نبی کا پڑھنا اتنا کان لگا کے نہیں سنا جتنا کہ اُس نبی کا سُنا جو کہ قرآن خوش الحانی سے پڑھتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۱۰) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے کسی چیز کے واسطے اتنا کان نہیں لگایا جتنا کہ اُس نبی کے واسطے لگایا ہے جو کہ قرآن اچھی طرح آواز سے پڑھتا اور پکار کر پڑھتا ہے یہ روایت متفق

(۴۱۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کہ قرآن خوش آوازی سے نہ پڑھے یا یہ کہ قرآن پڑھ کے غنا[1] حاصل نہ کرے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۱۲) عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا جبکہ آپ منبر پر تھے۔ (اے عبداللہ) مجھے قرآن سنا میں نے عرض کیا بھلا میں آپ کو (کیا) سُناؤں آپ ہی پر تو اُتارا گیا ہے آپ نے فرمایا مجھے دوسرے سے سننا اچھا معلوم ہوتا ہے میں نے سورہ نساء پڑھی جبکہ میں اس آیت پر پہونچا فَكَيْفَ[2] إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا تو آپ نے فرمایا بس اب ٹھیر جا۔ میں نے مُڑ کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۱۳) حضرت انس کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُبیّ بن کعبؓ سے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھے قرآن سناؤں وہ بولے کیا اللہ نے میرا نام لیکے کہا ہے آپ نے فرمایا ہاں وہ بولے کیا رب العالمین کے پاس میرا ذکر ہوا تھا آپ نے فرمایا ہاں۔ اُبیّ بن کعب کی آنکھوں سے[3] آنسو بہنے لگے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھے لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا سُناؤں وہ بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے آپ نے جواب دیا ہاں کعب رونے لگے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۱۴) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس بات سے منع[4] فرماتے تھے کہ جو کوئی دشمن

---

[1] یعنی قرآن شریف پڑھکر پھر بھی خدا کے سوا دوسروں کا محتاج بنا رہے ۱۲ [2] (ترجمہ اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ ہم امت سے گواہ لاویں گے اور تجھے ان لوگوں پر گواہ بنائینگے ۱۲ [3] کعب اس وجہ سے روئے کہ بھلا میری ایسی کہاں قسمت کہ خدا میرا نام لے۔ میں تو بڑا گنہگار ہوں خدا تو میرا نام لے اور مجھ سے اُس کے لائق عبادت نہ ہو سکے ۱۲ [4] یعنی آپ دشمن کے ملک میں قرآن شریف لے جانے کو منع فرماتے تھے ۱۲ +

کے ملک میں سفر کو جاوے اور قرآن ساتھ لے جاوے یہ روایت متفق علیہ ہے مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ قرآن کو سفر میں نہ لے جایا کرو کیونکہ مجھے یہ خوف ہے کہیں اُسے دشمن نہ لے لیں۔

دوسری فصل (۱۵ ۱۴) ابو سعید خدری فرماتے ہیں میں ایک ایسی جماعت میں بیٹھا تھا جو بیچارے مہاجر ضعیف لوگ تھے اور ننگے ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے بطور پردہ کے ملے ہوئے بیٹھے تھے اور ایک قاری ہمیں قرآن شریف سُنا رہا تھا کہ ناگاہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم آکے ہمارے پاس کھڑے ہوگئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ آکے کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہوگیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام علیک کی اور کہا تم کیا کر رہے تھے ہم نے کہا ہم اللہ کی کتاب سُن رہے تھے آپ نے فرمایا سب تعریف اُس معبود کو زیبا ہے جس نے میری اُمت کے ایسے لوگ پیدا کر دیئے ہیں جنکے ساتھ مجھے اُٹھنے بیٹھنے کا ارشاد ہوا ہے پھر آپ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تاکہ اپنے تئیں ہمارے[1] برابر کریں (اور آپ کو دوسروں میں ممتاز نہ کریں) پھر ہاتھ کے اشارہ سے اس طرح کہا (کہ حلقہ باندھ کے بیٹھ جاؤ) چنانچہ سب لوگ حلقہ باندھ کے بیٹھ گئے اور اُنکے مونہہ[2] رسول اللہ کو دکھائی دینے لگے پھر آپ نے فرمایا اے مہاجر فقیروں کی جماعت تمکو قیامت کے دن پوری روشنی کی خوشخبری ہو تم دولتمند لوگوں سے جنت میں آدھے دن پہلے داخل ہوگے اور وہ آدھا دن دنیا کے پانسو برس کے برابر ہوگا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۶ ۱۴) براء بن عازب کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو تم اپنی آواز[3] دنیا کے پڑھنے سے زینت دو۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۷ ۱۴) سعد بن عبادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھ کے بھول جاویگا۔ وہ قیامت کے دن خدا سے جذامی ہوکے ملاقات کرے گا۔ یہ حدیث ابو داؤد اور دارمی نے نقل کی ہے

(۱۸ ۱۴) عبد اللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تین روز سے کم میں قرآن پڑھ لیا اُس نے اُسے (کچھ[4]) نہ سمجھا یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۱۹ ۱۴) عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پکار کے قرآن شریف پڑھنے والا ظاہر صدقہ دینے والے کے برابر ہے اور قرآن چپکے چپکے پڑھنے والا پوشیدہ صدقہ دینے والے کے برابر ہے۔ یہ حدیث

---

[1] یعنی ہم سب کے برابر بیٹھے کسی کی رعایت کر کے اُس کے قریب نہ بیٹھے یا یہ مراد ہے کہ ہم میں اور اپنے میں امتیاز و فرق نہ کیا بلکہ اس طرح بیٹھ گئے جیسے ہم سب بیٹھے تھے ۱۲ [2] یعنی سب کے مونہہ رسول اللہ کے روبرو تھے رسول اللہ سب کی طرف دیکھ رہے تھے ۱۲
[3] یعنی قرآن شریف خوش آوازی سے پڑھا کرو اور قرآن شریف کو زینت دیا کرو ۱۲ [4] یعنی اُس کے مضمون اور مقصود پر کچھ غور نہ کیا ۱۲

ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۲۰) صہیب کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھا وہ قرآن پر ایمان ہی نہیں لایا یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے

(۴۲۱) لیث بن سعد ابو ملیکہ سے وہ یعلے بن مملک سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ام سلمہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کا حال دریافت کیا تو ام سلمہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قراۃ ایک ایک[ف۱] حرف کر کے اچھی طرح بیان کر دی یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۴۲۲) ابن جریج ابن ملیکہ سے وہ ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں ام سلمہ فرماتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم ٹھیر ٹھیر کے قرائت کرتے تھے۔ دیعنی) الحمد للہ رب العالمین پڑھ کے ٹھیر جاتے تھے پھر الرحمٰن الرحیم پڑھکر ٹھیر جاتے تھے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے اس کی سند متصل نہیں ہے کیونکہ لیث[ف۲] نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ہے اُس نے یعلے سے اُس نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے اور لیث کی حدیث بہت صحیح ہے۔

تیسری فصل

(۴۲۳) حضرت جابر فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ) ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور ہم عربی اور عجمی (سب طرح کے) آدمی تھے آپنے فرمایا پڑھے جاؤ۔ (کیونکہ سب طرح) اچھا ہے اور عنقریب ایسی قومیں آوینگی کہ وہ اُسے اس طرح درست کر کے پڑھینگی جیسے کہ تیر[ف۳] سیدھا کیا جاتا ہے اور اُسکا اجر جلد لینا چاہینگے وقت مقرر تک چھوڑنا پسند نہیں کرینگے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نیز شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۴۲۴) حذیفہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کو تم عرب کے لہجہ اور آواز میں پڑھا کرو اور تم اپنکو اہل کتاب اور عاشقوں کے لہجوں سے بچاتے رہنا اور عنقریب میرے ایسی قومیں ہونگی جو قرآن کو راگنی کی

ف۱ یعنے ام سلمہ نے پڑھ کے سُنایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح پڑھتے تھے اور ایک ایک حرف جُدا جُدا کر کے پڑھا اس طرح نہیں پڑھا جیسے کہ آجکل کے حافظ گھانس کاٹتے ہیں ۱۲ ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ ابن جریج نے ابن ابی ملیکہ کے شیخ کو چھوڑ دیا ۱۲ ف۳ یعنے وہ ظاہر تو قرآن بڑی تجوید اور خوش آوازی سے پڑھیں گے مگر اُس کا اجر دنیا ہی میں لینا چاہینگے آخرت کے واسطے وغیرہ نہیں بچینگے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ وہ مزدوری اور اُجرت لیکے احکام قرآن بیان کرینگے اور مزدوری لیکے پڑھاینگے واضح ہو اس اخیر زمانہ میں اسپر اجماع ہو گیا ہے کہ قرآن پڑھانے والوں اور دینیات پڑھانے والوں کو تنخواہ لینا جائز ہے کیونکہ اگر وہ پڑھائینگے تو انہیں معاش کا اور ذریعہ کرنا دشوار ہوگا نیز یہ کہ انھیں تنخواہ پابندی وقت کی وجہ سے دیجاتی ہے صرف پڑھانے ہی کی نہیں دیجاتی اور دیگر وجوہات وغیرہ بہت علماء نے نکالی ہیں اور اس پر فتویٰ ہو گیا ہے کہ یہ جائز ہے۔

نوحہ کی طرح پڑھیں گے جو کہ گلوں سے تجاوز نہ کریگا اُنکے اور اُن لوگوں کے دل جنہیں ان کی شان و شوکت بھلی معلوم ہوتی ہوگی فتنہ و بلا میں مبتلا ہونگے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں اور رزین نے اپنی کتاب میں نقل کی

(۴۲۵) براء بن عازب فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے قرآن کو خوش آوازی سے پڑھا کرو کیونکہ اچھی آواز سے قرآن کی خوبیاں بڑھ جاتی ہیں یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۲۶) طاؤس مرسلاً نقل کرتے ہیں کسی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کونسا آدمی قرآن شریف کو خوش آوازی اور اچھی طرح پڑھتا ہے آپ نے جواب دیا جسے تو پڑھتے ہوئے سُنے اور تجھے یہ معلوم ہو کہ یہ اللہ سے ڈرتا ہے (وہ اچھی طرح پڑھتا ہے) طاؤس کہتے ہیں طلق اسی طرح پڑھتے تھے۔ یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۴۲۷) عبیدہ ملیکی جنہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن والوں قرآن کو تکیہ نہ بنالو بلکہ اُسے صبح و شام پڑھتے رہو جسقدر اُسکے پڑھنے کا حق ہے اور اُسکے احکام ظاہر کرو اور خوش آوازی سے پڑھو اور جو کچھ اُس میں (مذکور) ہے اُسپر غور کرو تاکہ تم فلاح کو پہنچو۔ اور اُس کے ثواب (ملنے) کی جلدی نہ کرو کیونکہ اسکا (آخرت میں) بڑا ثواب ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب (اس باب میں متفرق حدیثیں ہیں بعض میں قرآن شریف جمع کرنے کا اور بعض میں قرآتوں کا بیان ہے)

پہلی فصل (۴۲۸) حضرت عمر بن الخطاب فرماتے ہیں میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو سورہ فرقان اس طرح پڑھتے سُنا کہ اس طرح میں نہیں پڑھتا تھا اور یہ سورت مجھے تو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی قریب تھا کہ میں جلد اُسے سزا دوں (مگر) میں نے اُسے مہلت دی۔ یہانتک کہ جب وہ (پڑھنے) سے فارغ ہوا۔ تو میں نے اُس کی چادر پکڑ کے اُسے کھینچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُسی لیکر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ

ملہ یعنے جسکے پڑھنے سے تیرے دل میں بھی تاثیر ہو اور اسکے پڑھنے سے تیرے دل میں یہ بات آجاوے کہ یہ خدا سے ڈرنیوالا بندہ ہے اُسی کو خوش آواز اور اچھی طرح پڑھنے والا تصور کر اور اچھی طرح پڑھنا اسے نہ خیال کر جو راگنی کی طرح پڑھے ۱۲ ملہ اس سے مراد ہے کہ اُس سے غافل نہ ہو جاؤ اور تکیہ کی طرح اُسے سر کے نیچے نہ رکھ لو کہ پڑھ پڑھا کے اُس میں غور نہ کرو اور نہ اُسپر عمل کرو ۱۲ ملہ چونکہ مجھے اچھی طرح یقین تھا کہ جس طرح رسول اللہ نے مجھے پڑھایا ہے یہی صحیح ہے اسواسطے میں نے حضرت ہشام کو ملزم ٹھہرایا۔ مگر میں ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ بھی ٹھیک ہے ۱۲

سُنے اسے سورہ فرقان اسطرح پڑھتے سنا ہے کہ مجھے آپنے اس طرح وہ سورت نہیں پڑھائی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے چھوڑ دے پھر اُس سے فرمایا (اے ہشام) پڑھ۔ اُس نے اُسی طرح پڑھا جس طرح مینے اُسے پڑھتے ہوئے سُنا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح یہ سورت اُتری ہے پھر مجھ سے فرمایا تو پڑھ مینے پڑھا تب بھی آپنے (یہی) فرمایا کہ اسی طرح اُتری ہے پھر فرمایا (اے عمر) یہہ قرآن شریف سات لغتوں[۱] پر نازل ہوا ہے جو تمہیں آسان معلوم ہو اُسی طرح پڑھ لیا کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور لفظ روایت مُسلم شریف کے ہیں۔

(۴۲۹) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں مینے ایک آدمی کو قرآن شریف پڑھتے سُنا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو میں اُسکے خلاف پڑھتے سُن چکا تھا میں اُسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آیا اور آپ سے بیان کیا۔ بعد ازاں مینے آپکے چہرہ سے پہچانا کہ آپکو یہ ناگوار معلوم ہوا پھر فرمایا تم دونوں اچھے ہو (یعنے صحیح پڑھتے ہو) تم جھگڑا نہ کرو کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ جھگڑ جھگڑ کے ہلاک ہوگئے یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

(۴۳۰) اُبیّ بن کعب فرماتے ہیں میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آکے نماز پڑھنے لگا اور اُسنے قرأۃ اس طرح کی کہ مجھے اوپری[۲] معلوم ہوئی پھر ایک اور آدمی آیا اور اُس نے اپنے ساتھی کی قرأت کے علاوہ اور طرح قرائت پڑھی۔ جب ہم نماز پڑھ چکے سب کے سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) اُس نے اس طرح قرأۃ پڑھی ہے کہ مجھے اوپری معلوم ہوئی۔ پھر دوسرے نے آکے اپنے ساتھی کی قرأۃ سے علیحدہ طرح پر پڑھی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کو ارشاد فرمایا (کہ تم دونوں سناؤ) اُن دونوں نے پڑھ کے سُنایا آپنے دونوں کی تعریف کی میرے جی میں کچھ آنحضرت کی تکذیب[۳] کی باتیں آنے لگیں حالانکہ اُسوقت میں زمانہ جاہلیت میں بھی نہ تھا (مسلمان ہو چکا تھا) جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ وسوسے میرے دل میں آرہے تھے معلوم کرلئے تو میرے سینہ پر اس طرح ہاتھ مارا کہ میں پسینہ پسینہ ہوگیا مجھے اسقدر خوف ہوا گویا اللہ میرے سامنے موجود ہے اور آپنے مجھ سے فرمایا اے اُبیّ مجھے بذریعہ وحی

سلہ[۱] یعنے قرآن شریف کی سات قرائتیں جو تمہیں آسان معلوم ہو اُسے پڑھ لیا کرو اس پر ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنا درست نہیں ہے ۱۲ سلہ[۲] کیونکہ مینے جس طرح پڑھا تھا اُس نے اسطرح نہیں پڑھا مینے یہ خیال کیا کہ یہ غلط پڑھ رہا ہے ۱۲ سلہ[۳] یعنے میرے دل میں یہ باتیں آنے لگیں کہ یہ کیسے اللہ کے نبی ہیں جو ہر ایک غلط و صحیح پڑھنے والے کی تعریف کر دیتے ہیں حالانکہ تو اُنہیں معاً مسلمان ہو چکا تھا اگر کافر ہوتا تو یہ بات کچھ بعید نہ معلوم ہوتی اور حالت اسلام میرا ایسا خیال آنا ایک بعید امر دیگر وجوہ

ارشاد ہوا تھا کہ میں قرآن شریف کو ایک ہی طرح پڑھوں مینے پروردگار سے دوبارہ عرض کیا کہ میری اُمت پر آسانی فرمایئے تو دوبارہ مجھے ارشاد ہوا کہ دو لغتوں پر پڑھ لیا کر۔ پھر مینے عرض کیا تو تیسری دفعہ مجھے حکم ہوا کہ سات لغتوں پر پڑھ لیا کر اور تجھے ہر دفعہ کے بدلے جو مینے بار بار تجھے پھیرا ہے ایک سوال (کرنے کی اجازت) ہے کہ تو وہ سوال کرے گا (اور میں اُسے قبول کروں گا) مینے یہ دعا کی یاالٰہی میری امت کو بخشدے یاالٰہی میری امت کو بخشدے اور تیسری مینے اُس دن کے لئے رکھ چھوڑی ہے جسدن تمام مخلوق میرے پاس خواہش کر کے آوے گی۔ اُس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی (صرف اپنے نفس کی مغفرت کی دعا کرینگے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۳۱) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے ایک قرأۃ پر قرآن شریف پڑھایا تھا مینے دوبارہ جبریلؑ سے کہا (تاکہ وہ درگاہ پروردگار میں آسانی کرانے کی عرض کریں) میں اُنسے زیادہ (آسانی) کے واسطے کہتا رہا اور وہ زیادہ کرتے رہے یہانتک کہ سات طرح پڑھنے تک پہنچ کے رک گئے۔ ابن شہاب (زہری) کہتے ہیں مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ یہ سات قرأتیں اُسی امر میں ہوں کہ اُنکا مقصود ایک ہی رہے حلال اور حرام کا اختلاف نہ پڑجاوے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۴۳۲) اُبی بن کعب فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ سے ملاقات کی تو فرمایا اے جبریل میں ایک اَن پڑھ اُمت کی طرف بھیجا گیا ہوں اُن میں بوڑھیاں اور بوڑھے بھی ہیں اور لڑکے اور لڑکیاں بھی ہیں اور ایسے آدمی بھی ہیں جنھوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی ہے۔ جبریل علیہ السلام نے جوابدیا۔ اے محمدؐ قرآن شریف سات قرأتوں پر اُتارا گیا ہے (جب جونسی آسان معلوم ہو اُس طرح پڑھ لے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور امام احمد اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ اُسکا ہر ایک حرف (بیمار) دل اور رغنا کو، شافی و کافی ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا) جبریل اور میکائیل میرے پاس آئے۔ جبریلؑ میری دائیں طرف اور میکائیلؑ بائیں طرف بیٹھ گئے۔ جبریلؑ نے فرمایا (اے محمدؐ قرآن کو ایک قرأۃ پر پڑھئے۔ میکائیل بولے یا رسول اللہ جبریل سے فرمایئے کہ وہ جناب باری سے زیادہ قرأتوں کی

ف یعنے جتنی دفعہ تونے دعا کی ہے اور مینے بار بار تجھے پڑھا بڑھا کے اجازت دی ہے اتنی دفعہ تجھے دعا کرنیکی اجازت ہے تو دعا کریگا تو ضرور قبول ہوگی چنانچہ دو دفعہ تو آپ نے بخشش امت کی دعا کرلی اور تیسری آپنے دن قیامت کے واسطے رکھ چھوڑی ہے ۱۲ ف یعنے میں جبریل سے زیادہ آسانی کرنیکو کہتا رہا وہ خدا سے زیادہ آسانی کراتے رہے جبکہ سات قرأتوں کی اجازت ہوچکی تو پھر جبریلؑ رک گئے آگے اللہ تعالے سے زیادہ آسانی کرنیکی دعا نہیں کی ۱۲ ف یعنے قرأتوں میں اتنا ہی اختلاف ہے کہ معنے اور مقصود بالکل نہ بدل جاوے۔ اگر حرام اور حلال بدل جاوینگے اور اختلاف ہو جاوے گا تو وہ سات قرأتوں میں داخل نہیں ہے ۱۲

پڑھنے کی اجازت لے لیں (بعد ازاں یونہی آسانی ہوتی رہی یہانتک کہ سات قراتوں تک پڑھنے کی اجازت ہوگئی۔ پھر کہا) ہر ایک حرف (تمام ظاہری و باطنی بیماریونکو) شافی و کافی ہے۔

(۴۳۳) عمران بن حصین سے روایت ہے کہ اُن کا ایک قصہ خوان یا واعظ کو پر گزر ہوا (دیکھا) کہ وہ قرآن شریف پڑھ کے (لوگوں سے سوال کر رہا ہے عمران نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھی۔ پھر کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی قرآن شریف پڑھے تو اُسکے وسیلہ سے اللہ ہی سے سوال کرے کیونکہ عنقریب ایسی قومیں ہوں گی جو قرآن پڑھ پڑھ کے لوگوں سے سوال کرینگی یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۴۳۴) بریدہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قرآن شریف پڑھ کے لوگوں سے کھانے کا سوال کرے وہ قیامت کے دن اس طرح آویگا کہ اُسکا مونہہ ہڈی ہی ہڈی ہوگا۔ اُسپر کچھ گوشت نہ ہوگا۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۴۳۵) ابن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سورتوں کی ایک دوسری سے جدا ہونے کی تمیز نہ ہوتی تھی بعد ازاں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نازل ہوئی (تو تمیز ہونے لگی) یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۴۳۶) علقمہ فرماتے ہیں ہم مقام حمص میں تھے (جو ملک شام میں ہے) کہ حضرت ابن مسعود نے سورہ یوسف پڑھی۔ ایک آدمی بولا یہ سورت اس طرح نہیں اُتری ہے عبد اللہ نے جواب دیا خدا کی قسم میں نے یہ سورت رسول اللہ کے زمانہ میں اسی طرح پڑھی تھی اور آپنے فرمایا تھا تو نے خوب پڑھا اتفاقاً وہ آدمی عبد اللہ سے باتیں کر رہا تھا کہ اُسکے مونہہ سے شراب کی بدبو آئی۔ عبد اللہ نے فرمایا کیا تو شراب پیتا ہے اور اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے پھر اُسے شراب کی حد لگائی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۳۷) زید بن ثابت فرماتے ہیں جنگ یمامہ کے دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کسی کو میرے پاس بھیجا (میں گیا) تو کیا دیکھتا ہوں اُنکے پاس حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں حضرت

۱؎ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھے یا کسی کو سُنائے خصوصاً ماہ رمضان میں اگر سُناوے تو خالصاً لوجہ اللہ سناوے اور جو کچھ سوال کرنا ہو خدا سے سوال کرے بندوں سے کچھ نہ مانگے اور جو کوئی (بلا مانگے) دیدے تو جائز ہے کچھ حرج نہیں ہے ۱۲ ۲؎ یعنی اسکے مونہہ کا سارا گوشت بچا ہوا ہوگا فقط ہڈیاں ہی ہڈیاں ہوں گی ۱۲ ۳؎ یعنی آپ کو یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ سورت کہاں ختم ہوئی۔ اور دوسری کہاں سے شروع ہوئی ہے جب ہر سورت کے اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھدینے کا ارشاد ہوا تو آپکو ہر سورت کی ابتدا و انتہا معلوم ہوئی ۱۲ ۴؎ جنگ یمامہ سے وہ لڑائی مراد ہے جو خلافت حضرت ابوبکر صدیق میں قبیلہ بنو حنیفہ سے ہوئی تھی اور اُس میں مسیلمہ کذاب لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ مارا گیا تھا جو مدعی نبوت تھا ۱۲

ابوبکر نے (مجھ سے) فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے مجھ سے آ کے یہ کہا ہے کہ جنگ یمامہ کے دن بہت سے قرآن کے قاری قتل ہو گئے مجھے یہ ڈر ہے کہیں تمام مقاموں پر قاری شہید ہو جاویں اور قرآن شریف بہت سا جاتا رہے۔ میں یہ مناسب جانتا ہوں کہ تم قرآن شریف جمع کرنے کو ارشاد فرما دو (ابوبکر کہتے ہیں) میں نے حضرت عمرؓ سے کہا تم ایسی بات کیونکر کر سکتے ہو جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو حضرت عمرؓ نے جواب دیا بخدا یہ اچھی بات ہے حضرت عمرؓ بار بار مجھ سے یہی کہتے رہے یہانتک کہ اللہ نے اس کام کے واسطے میرا سینہ کھولدیا اور میں نے بھی حضرت عمرؓ کی رائے مناسب جانی۔ زید کہتے ہیں حضرت ابوبکر نے فرمایا (اے زید) تو جوان اور عقلمند آدمی ہے۔ ہم تجھے متہم نہیں سمجھ سکتے کیونکہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھتا تھا تو ہی قرآن شریف کو تلاش کر کر کے جمع کر دے (زید کہتے ہیں) خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھے کسی پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف دیتے تو مجھے اتنا بھاری نہ معلوم ہوتا جتنا کہ مجھے یہ معلوم ہوا جو کہ انہوں نے قرآن شریف جمع کرنے کا حکم دیا (زید کہتے ہیں) میں نے کہا تم ایسی بات کیوں کرتے ہو جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی حضرت ابوبکر نے جواب دیا خدا کی قسم یہ بہت اچھی بات ہے اسی طرح ابوبکر مجھ سے کہتے رہے کہ اللہ نے میرا سینہ بھی اس امر کے واسطے کھولدیا جسکے واسطے حضرت ابوبکر اور عمر کا سینہ کھولا تھا۔ پھر میں قرآن شریف کو کھجور کے پتوں اور پتھروں اور آدمیوں کے سینوں سے تلاش کر کر کے جمع کرنے لگا حتے کہ سورہ توبہ کا خاتمہ مجھے ابو خزیمہ انصاری سے ملا ان کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ ملا (یعنے) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ختم سورت تک۔ وہ قرآن شریف حضرت ابوبکر کے پاس رہا جبکہ ان کی وفات ہو گئی تو حضرت عمرؓ کے پاس رہا جبتک وہ زندہ رہے پھر حضرت حفصہ دختر حضرت عمر کے پاس رہا یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۲۳۸) انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حذیفہ بن یمان نے حضرت عثمانؓ سے آ کے عرض کیا کہ یہ حذیفہ فتح آرمینیہ میں اہل شام سے اور جنگ آذربیجان میں عراق والوں سے لڑے تھے حذیفہ لوگوں کا قرأت میں اختلاف دیکھکر گھبرا گئے اور حضرت عثمان سے عرض کیا اے امیر المومنین اس امت کو اس سے پہلے سنبھال لیجئے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی طرح اپنی کتاب میں اختلاف کرنے لگیں حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہ کے

(۱) کیونکہ اگر قرآن شریف لوگوں کی زبانوں ہی پر رہتا تو جب سارے صحابی مرجاتے تو قرآن شریف دنیا سے اٹھ جاتا اس واسطے لکھنا ضرور ہوا ۱۲ (۲) جو آیت جہاں ملی خواہ کھجور کے پتے پر لکھی ملی یا پتھر پر یا کسی آدمی سے میں نے سنی جمع کر لیں ۱۲ (۳) یعنی جیسے یہود و نصاریٰ اپنی آسمانی کتاب میں اختلاف کر کے گمراہ ہو گئے اسی طرح کہیں مسلمان بھی گمراہ نہ ہو جاویں اس امر کی جلد کوشش کرو اور امت پیغمبر کو اختلاف میں مبتلا ہونے سے بچاؤ ۱۲ +

پاس کسی کو بھیجا کہ ہمارے پاس قرآن شریف بھیجدو تاکہ ہم اُسکے موافق) تمام قرآنوں کو لکھ لیں پھر ہم تمہارا قرآن شریف واپس بھیجدیں گے حضرت حفصہؓ نے اپنا قرآن شریف حضرت عثمانؓ کے پاس بھجیا حضرت عثمان نے زید بن ثابت اور عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن مسیب اور عبد اللہ بن حارث بن ہشام کو حکمدیا اُنہوں نے سب قرآنوں میں تصحیح کر دی حضرت عثمان نے تینوں قریشیوں سے کہدیا تھا جبکہ تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی قرأت میں اختلاف ہو تو اُسے قریش کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن شریف زبان قریش ہی میں اُترا ہے اُن سب نے اسی طرح ہی کیا جب تمام قرآن شریف حضرت حفصہ کے قرآن شریف کے موافق لکھ چکے تو حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کا قرآن شریف واپس بھیجدیا اور ہر طرف ایک ایک قرآن شریف ان لوگوں کا لکھا ہوا بھیجدیا اور اسکے علاوہ قرآنوں کو جلا دینے کا حکم دیا۔ ابن شہاب (زہری) کہتے ہیں مجھ سے خارجہ پسر زید بن ثابت نے بیان کیا کہ مینے زید بن ثابت سے سُنا وہ کہتے تھے ہمیں قرآن شریف لکھتے وقت سُورہ احزاب کی ایک آیت نہ ملی جسے مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے ہوئے سُنا تھا جب ہمنے اُسے تلاش کیا تو وہ آیت خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پائی وہ آیت یہ ہے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ (ترجمہ) بعض ایماندار وہ لوگ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جو کچھ اللہ تعالی سے عہد کیا تھا اُسے ہم نے قرآن میں اُسی کی سورت میں لکھدیا یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۲۲۴۹) ابن عباس فرماتے ہیں مینے حضرت عثمان سے پوچھا اس بات کی تمہیں کس نے جرأت دی کہ سورۂ انفال جو سبع مثانی میں سے ہے اور سُورۂ برأت جو سو آیتوں والی سورتوں میں سے ہے تم نے دونوں کو ملاکر ملا دیا اور اُنکے بیچ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور تم نے ان سورتوں کو سات طویل سورتوں میں رکھ دیا تمہیں اسکی جرأت کیونکر ہو گئی۔ حضرت عثمان بولے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کتنی

ف۱ حضرت عثمانؓ نے ۲۵ھ میں قرآن شریف صحیح کرکے لکھا ہے اُسمیں انہوں نے کچھ دخل نہیں دیا بلکہ چار صحابیوں نے ملکے اُسے زبان قریش کے موافق لکھدیا تاکہ لوگوں میں اختلاف نہ رہے ۱۲ ف۲ تاکہ اُسکے بعد کوئی شاذ قرأتوں کو پڑھکر فتنہ و فساد نہ کرے اور قرآن کے جلانے وغیرہ کی کوئی ممانعت شرع میں مذکور نہیں ہے اسواسطے حضرت عثمانؓ پر اعتراض نہیں ہو سکتا اب علماء کا اسمیں اختلاف ہے کہ آیا قرآن ف۳ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ آیت ایک آدمی ہی کو یاد تھی جس سے یہ لازم آوے کہ یہ خبر واحد ہو جاوے بلکہ مراد یہ ہے کہ زبانی تو بہت سے صحابہ کو یاد تھی مگر لکھی ہوئی خزیمہ بن ثابت ہی کے پاس تھی اور اگر اور کو یاد نہ ہوتی تو زید ہی اسے کیوں ڈھونڈھتے ظاہر ہے کہ نامعلوم چیز کو کون تلاش کر سکتا ہے ۱۲ ف۴ یعنے انہوں نے راہ خدا میں اپنا چاہیتا جان و مال قربان کر دیا اور خدا کا وعدہ سچ کر دکھایا کہ رسول پر اور خدا کی راہ میں اپنی پیاری جانوں کا مطلق خیال نہ کیا ۱۲ +

کتنی آیتوں والی سورتیں اُترتی تھیں جب آپ پر کوئی آیت اُترتی تو کسی کاتب وحی کو بلا کے فرماتے ان آیتوں کو اُس سورت میں لکھدو جسمیں یہ یہ ذکر ہے جب کوئی آیت اُترتی تو فرماتے اسے اُس سورت میں لکھدو جسمیں یہ یہ ذکر کیا گیا ہے اور سورۂ انفال مدینہ میں سب سے پہلے نازل ہوئی تھی اور سورۂ برأت سارے قرآن سے پیچھے اُتری تھی اور اسکا قصہ سورۂ انفال کے قصہ کے موافق تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور آپنے ہم سے یہ نہیں بیان کیا کہ سورۂ برأت بھی سورۂ انفال ہی میں شامل ہے۔ (یا نہیں ہے) اسواسطے یعنے ان دونوں کو ملادیا ہے[1] اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر چھوڑدی ہے اور سات لمبی سورتوں میں رکھدیا ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤدؔ نے روایت کی ہے

کتاب دعاؤں کے بیان میں

پہلی فصل (۴۴۰) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک نبی کو ایک دعا قبول ہونے والی ملی تھی ہر نبی نے اپنی اپنی دعا جلد مانگ لی یعنے ایک دعاء قیامت کے دن اپنی اُمت کی سفارش کرنے کو چھپا رکھی ہے انشاء اللہ تعالی جو میرا امتی اس حال میں مریگا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو اُسے میری شفاعت ضرور نصیب ہوگی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری نے اس سے بہت کم[2] روایت کی ہے۔

(۴۴۱) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا آلہی یعنے تجھ سے عہد کر لیا ہے جسکے تو ہرگز خلاف نہ کریگا اور میں بھی ایک بشر ہوں جس مؤمن کو مجھ سے ایذا پہنچ جاوے یا میں اُسے بُرا کہوں یا اُسپر لعنت کروں یا اُسے کوڑے ماروں یہ باتیں اُسکے واسطے رحمت اور پاکی کا سبب کر دے اور نزدیکی کا سبب کر کے اُس بندہ کو قیامت کے دن اپنا مقرب بنا لیجئے[3]۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۴۴۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو یہ نہ کہے یا آلہی اگر تو چاہے تو مجھے بخشدے اور اگر تو چاہے تو مجھپر رحم

---

[1] حضرت عثمانؓ کی مراد یہ ہے کہ ان دونوں کا قصہ چونکہ ملتا جلتا تھا اس واسطے یعنے انہیں ملا دیا ہے اور چونکہ آنحضرت نے یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں یا ایک ہیں اس واسطے میں نے بسم اللہ نہیں لکھوائی مگر یہ خیال کر کے کہ شاید یہ ایک ہوں انہیں لمبی سات سورتوں میں لکھدیا ۱۲ [2] یعنے اُس کے لفظ بہت تھوڑے ہیں ۱۲ [3] اور اُس کے حق میں میری بددعا اور لعنت قبول نہ کیجیو ۱۲ +

کر اور اگر تو چاہے تو مجھے رزق دے بلکہ (پکا) ارادہ کر کے سوال کرے کیونکہ اللہ تو جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اُس پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۴۳) حضرت ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یہ نہ کہے کہ یا الٰہی تو چاہے تو مجھے بخشدے بلکہ عزم بالجزم کر کے دعا کرے اور اپنی بڑی سے بڑی خواہش کا سوال کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کا دینا بڑا نہیں معلوم ہوتا یہ حدیث مسلم نے روایت کی

(۴۴۴) ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مومن) بندہ کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے جبتک کسی گناہ اور ناتہ توڑنیکی دعا نہ کرے بشرطیکہ جلدی نہ کرے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ جلد کرنیکے کیا معنے ہیں آپنے فرمایا یہ کہنے لگے کہ میں نے اللہ سے دعا کی اور پھر دعا کی (مگر) قبول نہوئی کیونکہ اس سے تھک جاوے گا اور دعا کرنی چھوڑ دے گا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۴۴۵) ابو دردؓاء کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مسلمان آدمی کی اپنے مسلمان بھائی کے حق میں پیٹھ پیچھے دعا کرنی ضرور قبول ہوتی ہے اُسکے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے جب یہ اپنے بھائی کے واسطے دعاء خیر کرتا ہے تو یہ مقرر کیا ہوا فرشتہ آمین کہتا ہے اور (کہتا ہے) تجھے بھی اس کے برابر عطا ہو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۴۶) حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جانوں اور اولاد کے واسطے بد دعا نہ کیا کرو اور نہ اپنے مال (یعنے لونڈی غلام وغیرہ) کے واسطے بد دعا کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری دعا اُس ساعت میں واقع ہو جائے جسمیں بندہ جو کچھ دعا مانگے وہ قبول ہی ہو جاتی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور ابن عباس کی یہ حدیث کہ مظلوم کی بد دعا سے ڈرنا چاہئے کتاب الزکوٰۃ میں مذکور

دوسری فصل (۴۴۷) نعمان بن بشیر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا کرنی بھی داخل عبادت ہے پھر (سند لالاً) یہ آیت پڑھی کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (ترجمہ) تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

ف یعنے اسطرح دعا نہ کرے جیسے کوئی بے پروا آدمی کرتا ہے کہ چاہے تو دے چاہے نہ دے کیونکہ یہ خلاف ادب ہے بلکہ مصمم ارادہ کر کے دعا کرے اور کہے اے اللہ مجھے بخشدے اگر تو نہیں بخشیگا تو پھر مجھے کون بخش سکتا ہے ف کیونکہ اللہ کو سب کچھ آسان ہی جو جو بندہ کو دشوار معلوم ہوتا ہے اُسکے آگے کچھ حقیقت نہیں ہے ۱۲ ف یعنے جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پیٹھ پیچھے دعا کرے اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے ۱۲ ف اور یہ بد دعا قبول ہو جاوے تو اپنی ہی مال و اولاد میں نقصان واقع ہوا ۱۲

(۴۴۸) حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا، عبادت کا گودا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۴۴۹) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو (بندے کی) دعا سے بڑھکر کوئی چیز اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۵۰) سلمانؓ فارسی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکم قضا نہیں پھر سکتا[1]۔ ہاں اگر پھر سکتا تو) دعا کرنے سے پھر جاتا اور عمر میں زیادتی نہیں ہو سکتی ہاں نیکی کرنے سے ہو سکتی ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت

(۴۵۱) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا، تمام بلاؤں کو نفع پہنچاتی ہے خواہ وہ بلا اُتری ہو یا ابھی نہ اُتری ہو۔ اے اللہ کے بندو تم دعا کرنی لازم کرو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور معاذ بن جبل سے امام احمد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۵۲) جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اللہ سے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکی مانگی ہوئی چیز[2] اُسے ضرور دیدیتا ہے یا اُسکے برابر جو برائی ہو اُسے دور کر دیتا ہے بشرطیکہ گناہ کی یا رشتہ قطع کرنے کی دعا نہ کرے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۴۵۳) ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اُسکے فضل (وکرم) کی دعا کیا کرو کیونکہ اللہ پر تر سوال کرنے کو (بہت) پسند کرتا ہے اور فراخی کا انتظار کرنا سب سے زیادہ افضل عبادت ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۵۴) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۴۵۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جسکے واسطے دعا قبول ہونے کا دروازہ کھل گیا اُسکے واسطے رحمت کے (تمام) دروازے کھل گئے اور جو کچھ بندہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو کوئی سوال اتنا پسند نہیں ہے جتنا کہ دعا عافیت کا سوال کرنا پسند[3] ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے

---

[1] یعنے تقدیر کا لکھا نہیں مٹ سکتا اگر مٹ سکتا تو دعا سے مٹ جانا ممکن تھا ۱۲ [2] یعنے جو چیز دعا میں مانگیگا وہ چیز ضرور ملے گی ۱۲ [3] یعنے بندے کی دعاؤں سے خدا کو عافیت وتندرستی کی دعا سب سے زیادہ پسند ہے ۱۲

(۴۵۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہو کہ سختیوں کے وقت میری دعا اللہ قبول کرے اُسے چاہئیے کہ عیش کے وقت بکثرت دعا مانگتا رہے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۵۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ سے دعا کیا کرو تو دعاء کے قبول ہونے کا یقین رکھا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ اُس بندہ کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل (اللہ سے یا اپنی دعاء سے) غافل ہو۔ اس حدیث کو ترمذی نے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے

(۴۵۸) مالک بن یسار کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ سے سوال کیا کرو تو اپنے ہاتھ اس طرح رکھا کرو کہ اُن کا سیدھا رخ مونہہ کی طرف ہو اور اُلٹے ہاتھ کر کے دعاء نہ کیا کرو (ہاں استسقاء کا حکم اس سے جدا ہے) ابن عباس کی روایت میں یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سیدھے اُٹھا کے اللہ سے دعا کیا کرو اور اُلٹے ہاتھ کر کے دعاء نہ کیا کرو اور جب دعاء کر چکو تو ہاتھوں کو اپنے مونہہ پر پھیر لیا کرو۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۴۵۹) سلمان کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا پروردگار بڑا حیادار اور بزرگ ہے۔ جب بندہ دعاء کے واسطے ہاتھ اٹھاتا ہے تو انہیں خالی پھیرنے سے اُسے حیا آتی ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے اور دعوات کبیر میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۴۶۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب دعاء کے واسطے ہاتھ اٹھاتے تھے تو انہیں اپنے مونہہ پر ملے بغیر نہیں ہٹاتے تھے۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۴۶۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسی دعاؤں کو بہت پسند کرتے تھے جو جامع ہوں اور اسکے ماسوا اور دعائیں چھوڑ دیتے تھے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۶۲) عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک غائب کی دوسرے غائب کے واسطے دعا کرنی بہت جلد قبول ہوتی ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

۵۱ یعنے اُس کا حکم یہ ہے کہ اُلٹے ہاتھ کر کے دعاء کرتی نماز استسقاء میں اوندھے ہاتھ کرنے سے یہ غرض ہوتی ہے کہ یا الٰہی اسطرح زمانہ کا حال پلٹ دے جس طرح ہمارے ہاتھ پلٹے ہوئے ہیں اب گرانی ہے مینہہ نہیں۔ بستا ہے ارزانی کر دے اور مینہہ برسا دے ۱۲ ۵۲ تاکہ دعاء کی برکت بدن پر بھی پہنچ جاوے ۱۲ ۵۳ یعنے جو عام مسلمانوں کے واسطے ہوں اور اُس میں سب شریک ہوں اور دنیا و آخرت دونوں کی بہتری کا اُس میں سوال ہو ۱۲ +

(۴۷) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت مانگی آپنے مجھے اجازت دیدی اور فرمایا بھیا اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کر لیجیو اور بھولیو نہیں ۔ آپنے یہ کلمہ ایسا فرمایا کہ اگر اسکے بدلے مجھے ساری دنیا مل جائے تو مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی ۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور ترمذی کی روایت اسی بات پر ختم ہو گئی کہ ہمیں بھولیو نہیں "۔

(۴۷۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا لوٹائی ہی نہیں جاتی ایک روزہ دار جب افطار کرتے وقت دعا کرے (دوسرے) منصف حاکم کی دعا (تیسرے) مظلوم کی دعا۔ مظلوم کی دعا کو اللہ برتر آسمان پر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے اسکے واسطے کھل جاتے ہیں اور پروردگار فرماتا ہے اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ دنوں بعد ہی کیوں نہ کروں ۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے ۔

(۴۷۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں ضرور ہی قبول ہوتی ہیں ۔ اسمیں کچھ شک نہیں ہے ایک باپ کی دعا (دوسری) مسافر کی دعا (تیسری) مظلوم کی دعا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے ۔

تیسری فصل (۴۷۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو کوئی اپنی حاجت (روائی) کی دعا کرے وہ سب اپنے پروردگار ہی سے کرے یہانتک کہ جب جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو اُسی سے مانگے ایک روایت میں جو کہ ثابت بنانی سے مرسلاً منقول ہے یہ زیادہ ہے کہ اُسی سے نمک مانگے اور اُسی سے جوتی کا تسمہ مانگے اگر ٹوٹ گیا ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے ۔

(۴۷۷) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں کو دعا کرتے وقت اتنا اٹھاتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگتی تھی ۔

(۴۷۸) سہل بن سعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے کہتے ہیں کہ آپ ہاتھوں کی انگلیاں اپنے

لے کیونکہ ہم ایسے نالائقوں کی آپ نے یہ عزت افزائی فرمائی کہ یہ فرمایا ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شریک کر لینا ہماری کیا اصل ہے حقیقت ہے کہ ہم ایسے لائق مند ہوں کہ آپ کے واسطے دعا کریں ۱۲ سے ۲ یعنے مظلوم کی دعا ضرور قبول کرتا ہے ۱۲
سے والدہ کی دعا کا ذکر اسواسطے نہیں کیا کہ اسکا حق باپ سے بھی زیادہ ہے تو باپ کی دعا کا ذکر کرنے سے اسکا حال خود لگ گیا یا یہ مقصود ہوگا کہ ماں چونکہ زیادہ مہربان ہوتی ہے دعا اولاد کے حق میں کبھی بددعا نہیں کرتی اور اس حدیث
دعا و بددونوں مراد ہیں ۱۲ مرقاۃ +

مونڈھوں کے مقابل کرکے دعا مانگتے تھے +

(۴۶۹) سائب بن یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب دعا مانگتے تھے اور اپنے ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے تو دونوں کو اپنے مونہہ پر ضرور پھیر لیتے تھے۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہیں +

(۴۷۰) عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ابن عباس کہتے تھے سوال اس طرح کرنا چاہیے کہ تیرے ہاتھ مونڈھوں تک یا مونڈھوں کے قریب قریب اٹھے ہوں اور استغفار یوں کرنی چاہیے کہ ایک انگلی سے تو اشارہ کرے اور بالحاح وزاری دعا کرنے کی کیفیت یہ ہے کہ تو دونوں ہاتھوں کو لمبا کرکے دعا کرے ایک روایت میں یہ ہے کہ ابن عباس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کے اور انکی پشت کو اپنے چہرہ کے قریب لیجا کر کہا۔ عاجزی اور زاری سے دعا کرنے کی یہ صورت ہے[۱] یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۴۷۱) ابن عمر سے وہ کہتے تھے کہ اسطرح تمہارے ہاتھ[۲] اٹھانے (جو کہ دعا کے وقت تم اٹھاتے ہو) بدعت ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے یعنے سینہ تک (ہاتھ اٹھانے) سے زیادہ نہیں کیا ہے یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

(۴۷۲) اُبی بن کعب فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کا ذکر کرتے اور اسکے واسطے دعا کرنی چاہتے تو پہلے اپنے واسطے[۳] دعا کرتے۔ اس حدیث کو ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب صحیح ہے

(۴۷۳) ابوسعید خدری نقل کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی مسلمان دعا کرتا ہے اور اس میں گناہ یا کنبہ واری کا قطع کرنا مقصود نہیں ہوتا اسے اللہ ضرور قبول کرتا ہے اور اسے ان تین باتوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے یا تو اسکی دعا کا ثمرہ جلد دنیا ہی میں دیدیتا ہے یا اس دعا کو اسکے واسطے آخرت کا ذخیرہ[۴] بنا دیتا ہے یا اس دعا کے برابر اسکی کوئی برائی یا آفت دور کر دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا تو ہم بھی بکثرت دعا کیا کرینگے آپنے فرمایا اللہ بھی بہت کچھ دیگا۔ یہ حدیث امام احمد نے روایت کی

---

[۱] یعنی عاجزی وزاری سے یوں دعا کیجاوے کہ دونوں ہاتھوں کا سیدھا رخ مونہہ کی طرف ہو اور دونوں ہاتھ چہرہ کے مقابل ہوں ۱۲ [۲] یعنے بہت اونچے ہاتھ اٹھانے بدعت ہیں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایک ہی طرح نہیں اٹھاتے تھے ۱۲ لمعات [۳] اسکی وجہ یہ ہے کہ اول تو آپ سب سے زیادہ بزرگ تھے دوسرے یہ کہ دوسرے کے حق میں دعا اس وقت قبول ہوگی جب پہلے اسکے گناہ معاف ہو جاویں۔ آپ تعلیم امت کے واسطے خود بھی اسطرح دعا کرتے تھے ۱۲ [۴] یعنے قیامت کے واسطے ذخیرہ رکھ چھوڑتا ہے تاکہ اسدن اسے اس کی جزا دے ۱۲

(۴۷۴) ابن عباس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا پانچ دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں ایک مظلوم کی دعا جبتک کوئی اُس کی مدد نہ کرے دوسرے حاجی کی دعا جب تک گھر میں نہ آنے پائے اور جہاد کرنے والے کی دعا جبتک جہاد سے واپس نہ آوے اور بیمار کی دعا تندرست ہونے سے پہلے۔ پانچویں) اپنے بھائی کے واسطے پیٹھ پیچھے دعا کرنا۔ یہ حدیث بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے

باب اللہ بزرگ و برتر کے ذکر کرنے اور اُسکی نزدیکی حاصل کرنے کا بیان

پہلی فصل (۴۷۵) حضرت ابوہریرہ اور ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں اُن پر فرشتے سایہ کئے رہتے ہیں اور رحمت اُنہیں ڈھانک لیتی ہے اور اُنپر طمانیت اُترتی رہتی ہے اور اللہ اپنے قریب والے فرشتوں کے روبرو اُنکا ذکر کرتا ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۴۷۶) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مکہ کے راستہ میں چلے جارہے تھے کہ آپکا ایک پہاڑ پر گزر ہوا جسے جُمدان کہتے تھے آپنے فرمایا (چلو) چلو یہ کوہ جمدان ہے مدینہ اب قریب آگیا) اور مفردون سبقت لیگئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول مفردون لوگ کون ہیں آپنے فرمایا جو مرد و عورت اللہ کا ذکر بکثرت کرتے ہیں وہ لوگ مفرد (یعنے جدا چلنے والے) ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۴۷۷) ابو موسے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور جو لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے۔ اُن کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۴۷۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے میں اپنے بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں جو کچھ وہ میرے ساتھ گمان رکھے گا (اُسی طرح میں اُسکے ساتھ پیش آؤں گا) اور میں بندہ کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر بندہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے میں بھی اُسے اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے میں بھی اُسے اُس سے اچھی جماعت میں یاد کرتا ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے

(۴۷۹) ابو ذر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے جو کوئی ایک نیکی کرے گا اُسے دس گنا ثواب ملے گا اور میں اس سے بھی زیادہ دیتا ہوں اور جو کوئی برائی کرتا ہے تو اُسے برائی کی سزا اُسی کے برابر ملے گی۔ یا یہ کہا کہ میں اُسے معاف کردوں گا اور جو میری طرف بالشت بھر آئے گا تو

لہ یعنے جو اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں وہ بمنزلہ زندوں کے ہیں اور جو خدا کا ذکر نہیں کرتے وہ مردوں کی طرح ہیں ۱۲

ٓ ں سے فرشتوں کی جماعت مراد ہے ۱۲

میں ہاتھ بھر اُس کے قریب جاؤنگا اور جو مجھہ سے ہاتھ بھر قریب ہونا چاہے گا میں گز بھر اُسکے قریب ہو جاؤنگا
اور جو میرے پاس پاپیادہ چلکے آویگا میں اُسکے پاس دوڑتا ہوا جاؤنگا اور جو میرے پاس اتنے گناہ لیکر
آوے کہ اُنسے زمین بھر جاوے اور وہ بندہ کسی کو میرا شریک نہ جانتا ہو میں اُسکے ساتھ اسیقدر مغفرت
اور بخشش سے[۱] پیش آؤنگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۸۰) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برتر ارشاد کرتا فرماتا ہے کہ جو
میرے دوستوں سے[۲] دشمنی رکھتا ہے اُسے مینے اپنی لڑائی کی خبر دیدی ہے (یعنے وہ مجھسے مقابلہ کرنیکو تیار
ہو جاوے) اور بندہ جو کچھہ عمل کر کے میری نزدیکی تلاش کرتا ہے اُسمیں مجھے اپنی فرض کی ہوئی چیز وں سے کوئی
عمل زیادہ پسند نہیں ہے[۳] اور بندہ نفلی عمل کر کے مجھسے نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ میں اُسے
اپنا دوست بنالیتا ہوں اور جب میں کسی کو اپنا دوست بنالیتا ہوں تو اُسکا کان جس سے وہ سنتا ہے میں ہی ہوتا
ہوں اور جس آنکھ سے وہ دیکھتا ہے میں ہی ہوتا ہوں اور اُسکا ہاتھ جس ہاتھ سے وہ چھوتا ہے میں ہی ہوتا ہوں
اور اُسکا پاؤں جس سے وہ چلتا ہے میں ہی ہوتا ہوں (یعنے ہر بات میں مَیں اُسکا مُعین و مددگار رہتا ہوں)
اور اگر وہ مجھسے کچھہ سوال کرتا ہے تو میں اُسکا سوال پورا کرتا ہوں اور اگر مجھسے بُرائیوں کی پناہ مانگتا ہے
تو میں ہی پناہ دیتا ہوں اور جو کام مجھے کرنا ہوتا ہے اُسمیں توقف نہیں کرتا جتنا کہ اُس مومن کی روح کو قبض
کرنے میں توقف کرتا ہوں جو موت کو بُرا سمجھتا ہے کیونکہ مجھے مومن کی تکلیف پسند نہیں ہے اور اُسے مرنے سے
چھٹکارا بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۴۸۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بہت سے فرشتے
راستوں میں[۴] پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کے ذکر کرنیوالوں کی تلاش کرتے رہتے ہیں جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے
دیکھہ پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں ادہر آؤ تمہاری حاجت (پوری ہوئی) وہ فرشتے آسمان دُنیا[۵] تک

---

[۱] مراد یہ ہے کہ جو بندہ کچھہ تھوڑا سا میری طرف رجوع ہوتا ہے تو میں اُسپر بے انتہا مہربانی کرتا ہوں اور اُسے بخش دیتا ہوں
[۲] یعنے جو میرے دوستوں کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اُسے چاہیئے کہ مجھسے لڑنے کی تیاری کرلے پھر بھلا خدا سے
لڑنے کی کس بندہ میں طاقت رکھی ہے ۱۲ [۳] یعنے اگر بندہ مجھسے نزدیکی حاصل کرنا چاہے تو میرے فرض کئے ہوئے کاموں
کو بجالاوے کیونکہ فرضوں سے زیادہ مجھے کوئی عمل پسند نہیں ہے ۱۲ [۴] اُن کا کام اور کچھہ نہیں ہے صرف یہی کام ہے کہ زمین
پر پھرتے اور خدا کا ذکر سنتے رہیں ۱۲ [۵] آسمان دنیا پہلے آسمان کو کہتے ہیں کیونکہ دُنیا دُنُوّ سے مشتق ہے جس کے
معنے قریب کے ہیں۔ چونکہ پہلا آسمان زمین والوں کے قریب ہے اس لئے اسے آسمان دُنیا کہتے ہیں ۱۲ +

(اوپر تلے) اُنپر اپنے پروں کا سایہ کر لیتے ہیں پھر (جب وہ آسمان پر جاتے ہیں) تو اُنکا پروردگار اُن سے باوجود خود واقف ہونیکے پوچھتا ہے میرے بندے کیا کہہ رہے تھے وہ فرشتے کہتے ہیں تیری پاکی اور بزرگی اور تعریف بیان کر رہے تھے اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا اُنہوں نے مجھے دیکھ لیا ہے فرشتے کہتے ہیں نہیں بخدا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے اگر وُہ مجھے دیکھ لیں تو کیا (حال) ہو۔ فرشتے کہتے ہیں اگر وُہ تجھے دیکھ لیں تو اس سے بھی زیادہ تیری عبادت کریں اور اس سے بھی زیادہ تیری بزرگی اور پاکی بیان کریں۔ اللہ برتر پوچھتا ہے وہ بندے کیا سوال[۱] کر رہے تھے فرشتے کہتے ہیں تجھ سے جنت مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا اُنہوں نے جنت کو دیکھا ہے وہ کہتے نہیں اے پروردگار اللہ کی قسم اُنہوں نے نہیں دیکھا اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے اگر وہ دیکھ لیں تو کیا ہو۔ فرشتے جواب دیتے ہیں اگر اُسے دیکھ لیں تو اس سے بھی زیادہ اُسکی حرص اور طلب کریں اور اُسکی بہت بڑی خواہش کریں (پھر) اللہ برتر پوچھتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے فرشتے کہتے ہیں (جہنم کی) آگ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ برتر پوچھتا ہے کیا اُنہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے وہ کہتے ہیں نہیں اے پروردگار تیری قسم اُنہوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا اللہ برتر پوچھتا ہے اگر اُسے دیکھ لیں تو کیا ہو فرشتے کہتے ہیں اگر اُسے دیکھ لیں تو اُس سے بھی بہت دور بھاگیں اور اُس سے بہت ڈریں اللہ برتر (فرشتوں سے) کہتا ہے تم گواہ رہو کہ میں نے اُنہیں بخشدیا آنحضرت نے فرمایا اُن میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے اُنمیں ایک ایسا بھی آدمی تھا جو ان میں شامل نہ تھا (یعنے ذکر سننے کو نہیں آیا تھا بلکہ) اپنے کسی کام کے واسطے آیا تھا اللہ تعالیٰ اُسکو جواب دیتا ہے یہ ایسے ہمنشین ہیں کہ انکے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت[۲] نہیں ہوتا۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے (بہت سے) فرشتے زمین پر سیر کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر کی مجلسیں تلاش کرتے رہتے ہیں جب کوئی مجلس ایسی دیکھ لیتے ہیں جسمیں خدا کا ذکر ہو رہا ہو اُنکے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے پر (اوپر تلے) اپنے پر پھیلا کر اس طرح حلقہ کر لیتے ہیں جتنا کہ ان لوگوں اور آسمان دنیا کے درمیان میدان ہے سب بھر جاتا ہے پھر جب ذکر کرنے والے جُدا ہو جاتے ہیں یہ اوپر جا کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا پھر اُنسے اللہ برتر باوجودیکہ خوبی واقف ہونیکے دریافت فرماتا ہے تم کہاں سے چلے آرہے ہو وہ کہتے ہیں ہم تیرے اُن بندوں کے پاس سے آرہے ہیں۔

---

[۱] یعنے کس چیز کا سوال کر رہے تھے ۱۲ [۲] یعنے خدا کے ذکر کرنے والوں کے جو کوئی پاس بھی بیٹھا رہے وہ بھی ثواب سے محروم نہیں رہتا ۱۲

جو زمین پر تیری پاکی اور بزرگی بیان کرتے ہیں اور تیرا کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور تیری ثنا بیان کرتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ بندے مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے وہ جواب دیتے ہیں کہ تیری جنت تجھ سے مانگ رہے تھے اللہ برتر فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھ لی ہے وہ کہتے ہیں اے پروردگار (دیکھی تو) نہیں۔ اللہ برتر فرماتا ہے اگر میری جنت کو وہ دیکھ لیں تو کیا ہو (پھر) وہ فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ بھی مانگ رہے تھے اللہ پوچھتا ہے کس چیز سے وہ لوگ میری پناہ مانگ رہے تھے وہ کہتے ہیں تیری آگ سے (امان مانگ رہے تھے) اللہ برتر پوچھتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھ لی ہے وہ کہتے ہیں نہیں اللہ برتر پوچھتا ہے اگر وہ میری آگ دیکھ لیں تو کیا حال ہو (پھر وہ فرشتے کہتے ہیں) کہ وہ لوگ تجھ سے بخشش کی دعا کر رہے تھے آنحضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ بجواب فرشتوں کے کہتا ہے میں نے انہیں بخشدیا اور جو انہوں نے مجھ سے سوال کیا وہ میں نے پورا کیا اور جس سے انہوں نے امان مانگی اس سے میں نے انہیں امان دی آنحضرت نے فرمایا (پھر) وہ فرشتے کہتے ہیں اے پروردگار ان میں ایک فلانا بندہ بڑا گنہگار تھا وہ چلا جا رہا تھا (یوں ہی چلتے چلتے) انکے پاس بیٹھ گیا تھا اللہ برتر کا ارشاد ہوگا میں نے اسے بھی[1] بخشدیا یہ ایسے لوگ ہیں کہ انکے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔

(۸۰۸) حنظلہ بن ربیع اُسیدی فرماتے ہیں مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے حنظلہ تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کیا حنظلہ تو منافق[3] ہوگیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے سبحان[4] اللہ یہ تو کیا کہتا ہے میں نے عرض کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں تو وہ جنت دوزخ کا ذکر اس طرح سناتے رہتے ہیں تو ہم ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں پھر جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو اپنی بیویوں اور اولاد اور مال میں اسقدر مصروف ہو جاتے ہیں کہ بالکل ہی بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے بخدا ایسا ہی ہمیں بھی پیش آتا ہے۔ میں اور حضرت ابوبکر دونوں (ملکر) روانہ ہوئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حنظلہ (یعنی میں) منافق ہوگیا رسول اللہ نے پوچھا اسکا مطلب[5] کیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (جب) ہم آپکی خدمت اقدس میں ہوتے ہیں تو آپ ہمیں دوزخ

---

[1] مسلم کی روایت میں فرشتوں کا جواب مذکور نہیں ہے ۱۲ [2] یعنی خدا کے ذکر کرنیوالوں کا ہمنشین بھی ثواب سے محروم نہیں رہتا ۱۲ [3] یعنی مجھ میں وہ باتیں پیدا ہوگئی ہیں جو منافقوں کی نشانیاں ہیں ۱۲ [4] سبحان اللہ تعجب کے وقت بولا کرتے ہیں۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میاں یہ کیا کہتے ہو تم سچے مسلمان ہو کے اپنے تئیں منافق سمجھتے ہو ۱۲ [5] یعنی تو کیا سمجھ کر یہ بات کہتا ہے تیرا مطلب کیا ہے ۱۲

وجنت کا ذکر سناتے رہتے ہیں (اسوقت ہمارا یہ حال ہوتا ہے) گویا کہ ہم آنکھ سے دیکھ رہے ہیں پھر جب ہم آپ کے پاس سے جاتے ہیں تو اپنی بیویوں اور بچوں اور مال میں اسقدر مشغول ہوجاتے ہیں کہ (آپکی سنائی ہوئی باتیں) بہت سی بھول جاتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ ذکر خدا میں اسیطرح مشغول رہو جیسے میرے پاس ہوتے ہو تو فرشتے تم سے بچھونوں پر اور رستہ میں مصافحہ کریں مگر اے حنظلہ ایک گھڑی کے بعد ایک گھڑی ہے یعنے کوئی گھڑی کیسی ہوتی ہے اور کوئی کیسی ہوتی ہے ہر وقت یکسان حال نہیں ہے) یہ تین دفعہ کہا یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

دوسری فصل (۴۰۳) ابودرداء کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہارا سب سے اچھا عمل نہ بتاؤں جو کہ تمہارے مالک کو بہت پسند ہے اور تمہارے درجوں کو بہت بلند کرتا ہے اور وہ سونے چاندی خرچ کرنے سے تمہارے واسطے بہتر ہے اور دشمن پر جہاد کرنے سے بھی بہتر ہے جس میں تم اُن کی گردن مارتے ہو اور وہ تمہاری گردنیں مارتے ہیں لوگوں نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ (ایسا عمل ضرور بتائیے) آپنے فرمایا (یہ حال) اللہ کے ذکر کرنے کا ہے یہ حدیث امام مالک اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے مگر امام مالک نے اسے ابودرداء ہی پر موقوف چھوڑ دیا ہے رسول اللہ تک نہیں پہونچایا۔

(۴۰۴) عبداللہ بن بسر فرماتے ہیں ایک زمیندار نے آکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے بہتر کون آدمی ہے آپنے فرمایا اُس شخص کو خوشی اور مبارکی ہو جس کی عمر بڑی ہو[۲] اور اُسکے اعمال اچھے ہوں اُسنے پوچھا یا رسول اللہ سب سے اچھا عمل کونسا ہے آپنے فرمایا (سب سے اچھا عمل یہ ہے) کہ تو دنیا سے جُدا ہو[۳] تو تیری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۴۰۵) حضرت انس کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے چمنوں میں گزرا کرو تو کچھ کھا لیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا (یا رسول اللہ) جنت کے چمن کیا ہیں آپنے فرمایا ذکر خدا کے حلقے[۴] (بمنزلہ چمن) ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔

---

۱ مراد یہ ہے کہ تم خدا کے بڑے مقبول بندے ہو جاؤ کہ فرشتے تم سے ہر وقت ہاتھ ملاتے رہیں ۱۲ ۲ یعنے جسقدر بڑی عمر ہوگی اور عمل اچھے کرتا رہے گا اُسیقدر اُس کی خوشی کا باعث ہے کہ جنت میں مرتبہ بڑھتا جاوے گا اور ثواب کثیر کا مستحق ہو جاوے گا ۱۲ ۳ یعنے مرتے دم تک خدا کی یاد میں لگے۔ جنت سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں ہے ۱۲ ۴ یعنے جن حلقوں میں خدا کا ذکر ہوتا ہے وہ بہشت کی [illegible] طرح [illegible] کچھ نہ کچھ کھاتے پیتے ہیں اُسی طرح ان محفلوں سے تم بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل کیا کرو ۱۲۔

(۴۸۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایسی جگہ بیٹھے جہاں خدا کا ذکر نہ ہوتا ہو اُسپر اللہ کی طرف سے افسوس و مایوسی ہوگی اور جو کوئی اسطرح لیٹے کہ اللہ کا ذکر نہ کرے اُسپر بھی اللہ کی طرف سے مایوسی ہوگی۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۴۸۷) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی ایسی مجلس میں سے اُٹھتے ہیں جس میں خدا تعالےٰ کا ذکر نہیں ہوتا وہ ایسے اُٹھتے ہیں جیسے مردار گدھا ہوتا ہے انہیں (قیامت کے دن) بڑی مایوسی ہوگی۔ یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۴۸۸) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ایسی مجلس میں سے اُٹھتے ہیں جسمیں خدا کا ذکر نہیں ہوتا اور نبی کریم پر درود نہیں بھیجا جاتا ہے اُنپر بڑی حسرت و افسوس ہے خدا چاہیگا اُنہیں عذاب میں مبتلا کریگا چاہے گا اُنہیں بخش دیگا۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۴۸۹) ام حبیبہؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد آدم کی تمام باتوں کا نقصان اُسی پر عائد ہوگا کوئی بات اُسے فائدہ نہ دیگی۔ ہاں جو اچھی بات کا حکم کرے اور بُری بات سے لوگوں کو روکے اور اللہ کا ذکر کرے (یہ فائدہ دینے والی بات ہے) یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہؒ روایت کی ہے ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۴۹۰) ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر خدا کے علاوہ تم زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ ذکر خدا کے علاوہ زیادہ باتیں کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور سب سے زیادہ خدا سے دور وہ آدمی ہے جسکا دل سخت ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۴۹۱) حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں جبکہ یہ آیت وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ [۲] اتری اُسوقت ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے کہ آپکے ایک صحابی نے پوچھا سونے چاندی (کی بُرائی) میں تو یہ آیت اُتری ہے اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ کونسا مال اچھا ہے ہم اُسے اختیار کریں آپنے فرمایا سب سے بہتر وہ زبان ہے جو خدا کا ذکر کرنے والی ہو اور سب سے بہتر وہ دل ہے جو شکر گذار ہو اور سب سے اچھی وہ بیوی ایماندار ہے جو خاوند کے ایمان میں مددگار ہو۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

---

[۱] جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زیادہ بکواس کرنے والا رحمت خدا سے دور پڑا رہتا ہے ۱۲

[۲] (ترجمہ) جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں (اور اسکی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے) اُنکے ان لوگوں کی پیشانی پر داغ لگائے جاوینگے ۱۲

تیسری فصل (۴۹۲) ابو سعید کہتے ہیں حضرت معاویہ کا مسجد میں ایک جماعت پر گذر ہوا تو انہوں نے انسے پوچھا تم کس لئے بیٹھے ہو انہوں نے جواب دیا ہم اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں۔ معاویہ نے پوچھا اللہ کی قسم کیا تم اس لئے بیٹھے ہو وہ بولے خدا کی قسم ہم اسی لئے بیٹھے ہیں پھر کہا خبردار ہو میں نے تمہیں بدگمانی کے خیال سے قسم نہیں دلائی اور ایسا کوئی نہ ہوگا جسکا رسول اللہ کے پاس میرے جیسا مرتبہ ہو اور اُسکی حدیثیں مجھ سے بھی کم منقول ہوں[۱]۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت پر گذرے تو پوچھا تم یہاں کس لئے بیٹھے ہو وہ بولے ہم اللہ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں اور اُسکی اس بات پر ثنا بیان کرتے ہیں کہ اُسنے ہمیں اسلام کا (سیدھا) رستہ دکھایا اور اس نے ہمپر (بڑا) احسان کیا آپنے فرمایا اللہ کی قسم کیا تم اس لئے بیٹھے ہو وہ بولے بخدا ہم اسی واسطے بیٹھے ہیں، آپنے فرمایا خبردار میں نے بدگمانی کے خیال سے تمہیں قسم نہیں دلائی ولیکن جبریل نے آکے مجھ سے بیان کیا تھا کہ اللہ بزرگ و برتر تمہاری وجہ سے فرشتوں کے روبرو فخر[۲] کرتا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۴۹۳) عبد اللہ بن بسر روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اسلام کی باتیں بہت ہیں آپ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے جسے میں لازم پکڑ لوں۔ آپنے فرمایا تو ذکر خدا سے اپنی زبان ہمیشہ تر[۳] رکھا کر۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۴۹۴) ابو سعید روایت کرتے ہیں کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کے دن کونسا بندہ اللہ کے نزدیک زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ والا ہوگا آپنے فرمایا جو مرد و عورت خدا کا ذکر بکثرت کرتے ہونگے اُسنے پھر پوچھا یا رسول اللہ کیا وہ راہ خدا میں لڑنیوالے سے (زیادہ بزرگ ہے) آپنے فرمایا اگر غازی کی تلوار کافروں کو مارتے مارتے ٹوٹ جائے اور وہ خون میں بھر جائے اللہ کا ذکر کرنیوالے اُس سے بھی زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ والا ہیں یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

---

[۱] یعنی باوجودیکہ رسول اللہ کے پاس میرا بڑا مرتبہ تھا میرے برابر کسی کو حدیثیں نہیں یاد ہوسکتیں پھر بھی میں اس خیال سے بہت کم حدیثیں بیان کرتا ہوں کہ کہیں مجھ سے غلطی نہ ہو جاوے اور میں جہنمی ہو جاؤں ۱۲ [۲] اُنسے یہ کہتا ہے تم نے ایکدیکھا ہے یا نہیں تم تو کہتے تھے ہم تیری پاکی بیان کرنے کو کیا تھوڑے ہیں اور میں نے تم سے کہدیا تھا کہ تمہیں کچھ معلوم نہیں اسکے اسرار مجھ ہی کو خوب معلوم ہیں سوائے فرشتوں اب تم دیکھو اور غور کرو میرے بندے کیسے ذاکر و شاکر ہیں ۱۲

[۳] یعنی ہمیشہ یاد خدا میں لگا رہ ۱۲ +

(۴۹۵) ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اولاد آدم کے دل پر (پورا) قبضہ کرے[1] ہوئے ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان الگ ہوجاتا ہے اور جب بندہ غافل ہوجاتا ہے تو شیطان (دل میں) وسوسے ڈالتا ہے۔ یہ حدیث بخاری نے معلق بیان کی ہے یعنے مع سند کے نہیں بیان کی)

(۴۹۶) مالک فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے غافلوں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنیوالا ایسا ہے جیسے بھاگنے والوں کے پیچھے مارنیوالا ہوتا ہے۔ دوسری مثال اللہ کے ذکر کرنے والوں کی غافلوں میں ایسی ہے جیسے سوکھے ہوئے درخت میں سبز ٹہنی ہوتی ہے ایک روایت میں یہ ہے اُسکی مثال سبز درخت کی سی ہے جو درختوں کے بیچوں بیچ ہو اور خدا کے ذکر کرنیوالے کی غافلوں میں چراغ کی سی مثال بھی ہے جو اندھیرے گھر میں ہو اور جو غافل لوگوں میں خدا کا ذکر کرنیوالا ہو اُسے خدا زندگی ہی[2] میں اُسکا مکان جنت میں دکھادے گا اور موافق گنتی تمام فصیح اور عجمی کے اُس کے گناہ معاف کردے گا فصیح سے مراد اولاد آدم ہے اور عجمی سے چوپایہ مراد ہیں یہ حدیث رزین نے روایت کی

(۴۹۷) معاذ بن جبل فرماتے ہیں بندہ کا کوئی عمل خدا کے ذکر سے زیادہ نہیں ہے جو کہ عذاب خدا سے نجات دے سکے۔ یہ حدیث امام مالک اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴۹۸) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ برتر ارشاد فرماتا ہے کہ بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے اور میرے ذکر میں اپنے ہونٹوں کو ہلاتا ہے میں اُسکے ساتھ ساتھ (مددگار) موجود ہوتا ہوں۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۴۹۹) عبداللہ بن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ ہر چیز کی قلعی ہے اور دل کی قلعی (صفائی) خدا کا ذکر ہے اور ذکر خدا سے زیادہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو عذاب خدا سے بچا سکے لوگوں نے پوچھا کیا راہ خدا میں جہاد کرنا بھی (زیادہ نہیں ہے) آپنے فرمایا (ہاں) ذکر خدا اس سے بھی بہتر ہے کہ تلوار[3] چلاتے چلاتے ٹوٹ جاوے یہ حدیث بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے۔

---

[1] یعنے شیطان کو خدا نے اولاد آدم کے دلوں پر مسلط کر رکھا ہے جب وہ موقع پاتا ہے یعنے یاد خدا سے غافل پاتا ہے فوراً دل میں وسوسے ڈالنے لگتا ہے ۱۲ [2] تاکہ وہ اور زیادہ خدا کا ذکر کرے ۱۲ [3] یعنے جہاد میں سرگرمی کے ساتھ لڑنے سے بھی خدا کا ذکر کرنا ہی زیادہ افضل ہے ۱۲

کتاب اللہ تعالیٰ کے ناموں کے بیان میں

پہلی فصل (۵۰۰) حضرت ابوہریرہ رضی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ننانوے (یعنے ایک کم سو) نام ہیں جو اُنہیں یاد کرلیگا وہ ضرور جنت میں جاویگا ایک روایت میں ہے وہ طاق ہے اسواسطے طاق کو پسند کرتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۵۰۱) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی انہیں یاد کرلے (اور اُن کا ورد رکھے) جنت میں جاویگا (اور وہ یہ ہیں)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ
الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ
اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ
الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ
الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِيْ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِيْ الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ

وہ وہ اللہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں جو نہایت مہربان۔ رحم کرنیوالا اور مالک۔ پاک ذات۔ (عیبوں سے) سلامت امان دینے والا نگہبان۔ غالب زبردست۔ بڑائی کرنیوالا۔ (تمام چیزوں کا) پیدا کرنے والا اور ایجاد کرنیوالا۔ صورت و ہیئت بنانیوالا۔ گناہ معاف کرنیوالا۔ قہر و غلبہ کرنے والا۔ بہت دینے والا۔ بکثرت رزق دینے والا۔ مشکل کھولنے والا جاننے والا۔ تنگی کرنیوالا۔ فراخی دینے والا۔ پست کرنے والا۔ بلند کرنے والا۔ عزت دینے والا۔ ذلیل و رسوا کرنے والا۔ (بندوں کی دعائیں) سننے والا۔ جاننے والا۔ حکم کرنیوالا۔ انصاف والا۔ نرمی کرنیوالا۔ خبر رکھنے والا۔ بردبار۔ بڑی شان والا بخشنے والا۔ قدر دان یعنے تھوڑے عمل پر بہت سا ثواب دینے والا۔ بڑے مرتبہ والا۔ بڑا۔ نگہبان روزی دینے والا۔ تمام امور میں کفایت کرنے والا۔ بزرگ مرتبہ۔ بزرگ ذات۔ حفاظت کرنے والا۔ قبول کرنے والا۔ وسعت والا۔ حکمت والا۔ دوست رکھنے والا۔ بزرگی والا۔ مردوں کو قبروں سے اُٹھانے والا۔ حاضر و ناظر، گواہی دینے والا۔ برحق۔ بندوں کا کارساز۔ سب سے زیادہ قوت والا۔ مضبوط مدد کرنے والا۔ اپنی تعریف کرنے والا۔ سب کو گھیرنے والا۔ اول پیدا کرنے والا۔ دوبارہ زندہ کرنیوالا جلانے والا۔ مارنے والا۔ زندہ۔ قائم رہنے والا اور قائم رکھنے والا۔ ہستی پانے والا۔

الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیْ الْمُتَعَالِیْ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِیْ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِیْ الْبَدِیْعُ الْبَاقِیْ الْوَارِثُ الرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

(۴:۵) بریدہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی آدمی کو یہ پڑھتے ہوئے سُنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ آپ نے فرمایا اس نے اللہ کو اسم اعظم یعنی بہت بزرگ نام سے پکارا ہے یہ ایسا نام ہے جو کوئی ان ناموں کو لیکے سوال کرے اسکی حاجت ضرور پوری ہوگی اور جب ان ناموں سے دعا کریگا تو قبول ہوگی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے

(۵:۱۳) حضرت انس فرماتے ہیں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اُس نے یہ دعا پڑھی۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْئَلُكَ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسنے اسم اعظم پڑھ کے دعا کی ہے یہ ایسا نام ہے جب اسکے ساتھ دعا کی جاتی ہے قبول ہو جاتی ہے اور یہ نام لیکر سوال کیا جائے تو ضرور ہی پورا ہو یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(ترجمہ) بزرگ۔ اکیلا ایک۔ بے نیاز۔ تمام چیزوں پر قادر۔ زیادہ قدرت رکھنے والا۔ آگے کرنے والا۔ پیچھے کرنے والا۔ سب سے پہلے۔ سب سے پیچھے۔ ظاہر۔ پوشیدہ۔ تصرف کرنے والا۔ بلند مرتبہ والا۔ نیکی و بہتری کرنے والا۔ بندوں پر رجوع لانے والا۔ بدلا لینے والا۔ درگذر کرنے والا۔ نرم دل۔ سارے جہان کا بادشاہ۔ بزرگی اور بڑائی دینے والا۔ انصاف کرنے والا۔ جمع کرنے والا۔ بے پروا۔ بے پرواہ کرنے والا۔ بندوں کو نقصان سے باز رکھنے والا۔ نقصان دینے والا۔ نفع پہونچانے والا۔ روشن کرنے والا۔ ہدایت کرنے والا۔ بے مثل و مانند (یعنے کوئی اُس کا نظیر نہیں) باقی رہنے والا سب کا وارث یعنے سب کے فنا ہونے کے بعد قائم رہنے والا) راہ دکھانے والا۔ صبر کرنے والا یعنے گنہگاروں کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا ۱۲

۵۱ یا آلہی میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کیونکہ تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے تو اکیلا بے واسطے نہ تونے کسی کو جنا نہ تو کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی تیرے برابر جوڑ کا ہے ۱۲ ۵۲ یا آلہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں تیرے واسطے کوئی معبود نہیں تو بڑا مہربان احسان کرنے والا ہے اور تو بے نمونے آسمان و زمین کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اے بزرگی و تعظیم والے اے زندہ و قائم رہنے والے میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں ۱۲

(۵۰۴) اسماء بنت یزید روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا اسم اعظم ان دونوں آیتوں میں ہے یعنے وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (ترجمہ) تمہارا معبود اکیلا ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے اور آلِ عمران کے شروع یعنے الٓمّٓ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ میں ہے یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۵۰۵) حضرت سعدؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذوالنون (یعنے حضرت یونس علیہ السلام) کی دعا جبکہ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ تھی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ جو آدمی مسلمان ان کلموں کے ساتھ اللہ سے جو کچھ بھی دعا کریگا ضرور قبول ہوگی۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل

(۵۰۶) بُریدہ فرماتے ہیں عشا کے وقت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مسجد میں آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی بآواز بلند قرأت پڑھ رہا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اسے بھی آدمی کہہ سکتے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ (یہ تو) ایماندار رجوع کرنے والا بندہ ہے بُریدہ کہتے ہیں وہ ابوموسیٰ اشعری تھے (جو) پکار پکار کر پڑھ رہے تھے آنحضرت اُن کی قرأت کان لگا کے سننے لگے پھر ابوموسیٰ بیٹھکر یہ دعا پڑھنے لگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اُشْھِدُکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسنے اللہ کا ایسا نام لیکر سوال کیا ہے کہ جس نام سے اگر کوئی سوال کرے تو پورا ہو۔ اور جب ان ناموں کے واسطے دعا کرے تو ضرور قبول ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جو کچھ آپ سے سُنا ہے یہ ابوموسیٰ کو بتا دوں آپ نے فرمایا ہاں (بتا دے) میں نے ابوموسیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بیان کی اُس نے مجھ سے کہا تو آج سے میرا سچا بھائی ہے کہ تو نے مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی ہے یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

باب سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کے ثواب کا بیان

پہلی فصل

(۵۰۷) سمرہ بن جندب کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ بہتر چار کلمہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کو سب کلموں سے زیادہ پسند یہ چار کلمے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ جونسا کلمہ چاہے تو پہلے کہہ لے

سلہ بجز اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ اور قائم ہے ۱۲ سلہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں ظالم (بڑا گنہگار) تھا ۱۲ سلہ اے اللہ میں تجھے گواہ کرتا ہوں تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۱۲ سلہ اللہ پاک ہے۔ سب تعریف اُسی کے واسطے ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بڑا بزرگ ہے ۱۲

کچھ ڈر نہیں ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۰۸) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام چیزوں سے جن پر سورج نکلتا ہے مجھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا زیادہ پسند ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۰۹) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دن میں سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھے اُسکے (سارے) گناہ جھڑ جاتے ہیں اگرچہ دریا کی جھاگوں کے برابر ہوں یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۱۰) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی صبح و شام کے وقت سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سو دفعہ پڑھ لیا کرے قیامت کے دن اُس سے افضل عمل لیکے کوئی نہیں آویگا ہاں جو کوئی اس کی طرح پڑھ لیا کرے اور کچھ زیادہ دفعہ پڑھا کرے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۱۱) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور ترازو میں بھاری ہونگے اور رحمٰن کو بہت پسند ہیں (وہ یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۱۲) سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو ہر روز ہزار نیکیاں حاصل کرنے سے عاجز ہو کوئی آپ کے پاس والا بولا بھلا ہم میں سے ہزار نیکیاں ہر روز کون حاصل کر سکتا ہے آپؐ نے فرمایا جو کوئی سو دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اُس کی ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا ہزار گناہ مٹا دیے جاتے ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور کتاب مسلم کی تمام روایتوں میں جو موسیٰ جہنی سے منقول ہیں لفظ اَوْ یُحَطُّ ہے ابوبکر برقانی کہتے ہیں اس حدیث کو شعبہ اور ابو عوانہ اور یحییٰ بن سعید قطان نے موسیٰ سے روایت کی ہے اور کہا ہے وَیُحَطُّ بے الف کے یعنی بجائے اَو کے واو کہا ہے یہ دونوں حروف عطف ہیں پہلی روایت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا سو گناہ معاف ہوتے ہیں دوسری روایت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ سو نیکیاں لکھی جاتی

ف۱ اس سے دنیا کی تمام چیزیں مراد ہیں ۱۲ ف۲ یعنی جو لوگ قیامت کے دن دربار خداوندی میں حاضر ہوں گے اور اُن میں اس سے زیادہ بہتر کسی کے عمل نہ ہونگے ہاں جو کوئی ان جیسا عمل کریگا اور ان سے بڑھکر کریگا وہ اُس سے بڑھ سکتا ہے ف۳ یعنی دو چھوٹے سے لفظ ہیں جنکا اُس ترازو میں جسمیں نیک و بد عمل تولے جاوینگے بوجھ بہت بھاری ہو جاویگا اور اللہ کو بہت ہی پسند ہیں ۱۲ ف۴ ترجمہ) اللہ پاک ہے ہم اُسکی تعریف بیان کرتے ہیں۔ اللہ بزرگ (تمام عیبوں سے) پاک ہے ۱۲

ہیں اور سو گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں[1]) اسی طرح حمیدی کی کتاب میں ہے۔

(۵۱۳) ابوذرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ کونسا کلمہ کلام سے سب سے زیادہ افضل ہے آپ نے فرمایا جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے واسطے پسند فرمایا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ[2] یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۱۴) حضرت جویریہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھ کے سویرے ہی انکے ہاں سے تشریف لے گئے اور یہ اپنے مصلے پر تھیں پھر آپ دن چڑھے تشریف لائے تو یہ بیٹھی تھیں آپ نے فرمایا۔ تجھے میں جس طرح چھوڑ گیا تھا تو اُسی طرح بیٹھی ہے یہ بولیں ہاں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تیرے (تیرے پاس سے جانے کے بعد) تین دفعہ ایسے چار کلمے کہے ہیں اگر نہیں تیرے اُن تمام کلموں کے برابر تولا جائے جو تو نے کہے ہیں تو بھی بھاری اُتریں (وہ یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَاءَ نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ[3] یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۵۱۵) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص دن میں سو مرتبہ یہ پڑھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[4] تو اُسے دس بردے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور سو نیکیاں لکھدی جائینگی۔ اور سو گناہ مٹا دئے جاوینگے اور اُس روز شام تک شیطان سے پناہ مل جائیگی اور کسی آدمی کا اس سے زیادہ افضل عمل نہیں ہوگا ہاں جس نے اس سے (یعنے سو مرتبہ پڑھنے سے بھی) زیادہ پڑھا ہوگا (تو اُسے زیادہ ثواب ہوگا[5]) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۱۶) حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے تو لوگوں نے اللہ اکبر پکار کے کہنا شروع کیا آنحضور نے فرمایا اے لوگو تم اپنی جانوں پر نرمی کرو کیونکہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے بلکہ سننے اور دیکھنے والے کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے بلکہ جسے تم پکارتے ہو

---

[1] پہلی تقدیر پر یہ معنے ہوئے کہ دو باتوں میں سے ایک ہوگی یا سو نیکیاں لکھدیجاوینگی یا سو گناہ معاف ہو جاوینگے اور واؤ عاطفہ کی تقدیر پر یہ معنے ہونگے کہ دونوں باتیں ہونگی ۱۲ [2] ترجمہ اللہ تمام عیبوں سے پاک ہے ہم ہوافق گنتی مخلوق خدا اور اُسکی رضامندی کے اور اُسکے عرش کے برابر اور اُسکے کلمون کی سیاہی کے برابر اُسکی تعریف بیان کرتے ہیں ۱۲ [3] (ترجمہ) اللہ کے سوا (اور) کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے نہ اُسکا کوئی شریک ہے اُسی کی بادشاہت ہے اور اُسی کے واسطے سب تعریفیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے ۱۲ [4] امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ثواب سو مرتبہ پڑھنے کا ہے اور اگر کوئی زیادہ پڑھے تو زیادہ ثواب ہوگا اور بہتر یہ ہے کہ بوقت صبح پڑھے تاکہ پھر تمام دن شیطان سے محفوظ رہے ۱۲

وہ تم سے تمہاری سواریوں کی گردنوں سے بھی قریب ہے ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں میں آنحضور کے پیچھے تھا میں نے دیہ سنکر) اپنے دل میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ پڑھی آنحضور نے مجھ سے فرمایا۔ اے عبداللہ[1] بن قیس کیا میں تجھے بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتادوں مینے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایئے آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہشت کا ایک خزانہ[2] ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۵۱۷) حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص (ایک مرتبہ) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہے تو اسکے واسطے بہشت میں ایک درخت کھجور کا لگ جائیگا۔ یہہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۱۸) حضرت زبیر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر صبح کو ایک فرشتہ پکارنیوالا لوگوں کو پکارتا ہے کہ تم پاک بادشاہ کو پاکی سے[3] یاد کرو۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۵۱۹) حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب سے افضل ذکر[4] لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ہے اور سب سے افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۲۰) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تعریف کرنی شکر کا سر (یعنے جزو اعظم) ہے جسنے تعریف نہیں کی اس نے شکر ہی ادا نہیں کیا۔

(۵۲۱) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے دن بہشت کی طرف سب سے پہلے وہ لوگ بلائے جائینگے جو رنج و خوشی میں اللہ کی تعریف کرتے ہیں یہ دونوں روایتیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۵۲۲) حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض[5] کیا تھا اے پروردگار مجھے کوئی ایسی چیز (یعنے اسم اعظم) بتا جس سے میں تجھے یاد کیا کروں اور پکارا کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پڑھا کر انہوں نے عرض کیا اے پروردگار یہ تو تیرے سب

---

[1] یہ ابوموسیٰ کی کنیت ہے ۱۲ [2] یعنے اسکے پڑھنے سے مثل خزانہ کے زیادہ ثواب ہوتا ہے ۱۲ [3] سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ یا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ پڑھا کرو ۱۲ [4] کیونکہ بغیر اسکے ایمان صحیح نہیں ہوتا ۱۲ [5] اللہ تعالیٰ نے یہ سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الہام کیا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ جواب دے اور اس کلمہ کی بزرگی خاص و عام سب لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ پھر ہر وقت اور ہر جگہ سب اسکا ورد رکھیں لیکن افسوس ہے ہماری غفلت پر ۱۲

بندے پڑھتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی خاص نام تو مجھے بتا دے جس سے میں پکارا کروں ا
اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا انکے رہنے والے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لاالٰہ
الا اللہ ایک پلڑے میں رکھا جائے تو لا الہ الا اللہ کا پلڑا جھک جائے گا۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے

(۵۲۳) حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص یہ پڑھتا ہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت ہی بڑا ہے) تو اللہ تعالیٰ اسکی تصدیق میں فرماتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَکْبَرُ (ترجمہ واقعی) میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہی بڑا ہوں اور جب وہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے نہ اسکا کوئی شریک ہے اللہ تعالیٰ (اسکے جواب میں) فرماتا ہے کوئی معبود میرے سوا نہیں میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں اور جب وہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور یہ اسی کے واسطے سب تعریفیں ہیں اللہ تعالے فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں میری ہی بادشاہت ہے۔ اور میرے ہی واسطے سب تعریفیں ہیں اور جب وہ یہ کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے پھرنے کی قوت اور عبادت کرنے کی طاقت اللہ ہی کی مدد سے ہوتی ہے اللہ تعالے (جواب میں) فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے پھرنے کی قوت اور عبادت کرنے کی طاقت میری ہی مدد سے ہوتی ہے۔ جو شخص ان کلمات کو بیماری میں کہہ لے اور مرجائے تو اُسے دوزخ کی آگ نہیں جلاسکے گی۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۲۴) سعد ابو وقاص کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اُسکے سامنے گٹھلیاں اور کنکریاں پڑی ہوئی تھیں جنپر وہ تسبیح پڑھتی تھی۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کیا میں تجھے اس سے آسان بلکہ افضل چیز نہ بتادوں (اور وہ یہ

سلہ یعنے لا الہ الا اللہ کا ثواب ایک پلڑہ میں رکھا جائے تو بھی زیادہ رہیگا ۱۲ سلہ یعنے ان کلمات کو قبول کرتا ہے اور اُسے اپنی ثابت رکھتا ہے ۱۲ سلہ یعنے سوائے جوابوں مذکورہ کے اپنی بیماری میں پڑھے تو اسقدر زیادہ ہوگا سلہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ یہ عورت آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی بریرۃ تھیں یا اور کوئی سلہ یعنے سبحان اللہ وغیرہ کو وہ انپر گنتی تھی اور چونکہ آنحضور نے انپر پڑھنے سے اُسے منع نہیں فرمایا لہذا اس سے معلوم ہوا کہ تسبیح پر پڑھنا جائز ہے کیونکہ پروئے ہوئے دانوں میں اور بے پروئے ہوئے دانوں میں کچھ فرق نہیں ہے ۱۲۔

نے سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ (پڑھا اسکے) اسی طرح اللّٰهُ أَكْبَرُ (پڑھنا) اور اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اسی طرح لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اسی طرح لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (پڑھنا) یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۲۵) عمرو بن شعیب نے اپنے والد شعیب اور شعیب نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے صبح و شام سو سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا تو اُسے سو حج کرنے والے کی برابر ثواب ملے گا اور جس نے صبح و شام سو سو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھ لیا تو اُسے اُس شخص کے برابر ثواب ملے گا جسنے سو گھوڑے اللہ کے راستہ میں دیئے ہوں اور جس نے صبح و شام سو سو مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا تو اُسے حضرت اسمٰعیل کی اولاد[۲] میں کے سو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملیگا اور جس نے صبح و شام سو سو مرتبہ اللّٰهُ أَكْبَرُ پڑھ لیا تو اُس روز کوئی عمل کرنیوالا اس سے زیادہ نہیں ہوگا ہاں جس نے اسکے برابر یا اس سے بھی زیادہ پڑھا ہوگا۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۲۶) حضرت عبداللہؓ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سُبْحَانَ اللّٰهِ پڑھنا میزان (عمل) کے ایک پلڑے کو بھر دیگا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھنا اسی میزان (یعنی دونوں پلڑوں) کو بھر دیگا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں یہ کلمہ فوراً ہی اللہ کے پاس پہنچ جاتا ہے یہ حدیث ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں۔

(۵۲۷) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اور خالص دل سے کبھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے تو اسکے واسطے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

---

[۱] (ترجمہ) بقدر گنتی اُن چیزوں کے جو آسمانوں میں ہیں اور بقدر گنتی اُن چیزوں کے جو زمینوں میں ہیں۔ اور بقدر گنتی اُن چیزوں کے جو ان دونوں کے درمیان ہیں اور بقدر گنتی اُن چیزوں کے جنہیں اللہ تعالےٰ بعد میں پیدا کرے گا ہم ان سب کے برابر اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں ۱۲ [۲] اولاد اسماعیل سے مراد عرب ہیں اور یہ بسبب قرابتی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے افضل شمار ہوتے ہیں۔

یہانتک کہ یہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث (بھی) غریب ہے۔

(۵۲۸) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں شب معراج کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا انہوں نے فرمایا اے محمد اپنی اُمت کو میری طرف سے سلام کہدینا اور یہ بتا دینا کہ بہشت کی پاک مٹی ہے اور اُسکا پانی شیریں ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور اُسکے پودے سُبحان اللہ اور الحمد للہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا پڑھنا ہے (جو چاہے انہیں پڑھکر وہاں پودے لگالے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے (لیکن) اسناد کے رو سے غریب ہے۔

(۵۲۹) یُسیرہ جو ہجرت کرنیوالی عورتوں میں تھیں کہتی ہیں کہ ہم سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے اوپر سُبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ اور سُبّوح قدوس کے پڑھنے کو لازم رکھنا اور اپنی انگلیوں پر گنتی رہنا کیونکہ (قیامت کے دن) انگلیوں کو گویائی دیکر اُنسے پوچھا جاویگا (کہ تم پر سبحان اللہ وغیرہ گن کر پڑھا تھا یا نہیں) اور تم غافل نہ رہنا (اور اگر تم غافل رہوگی تو) رحمت خداوندی سے بُھلا دیجاؤگی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۵۳۰) سعد ابو وقاص کے بیٹے فرماتے ہیں کہ ایک زمیندار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ مجھکو کوئی وظیفہ سکھا دیجئے جسے میں پڑھتا رہوں آپ نے فرمایا یہ پڑھا کر لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ (ترجمہ) اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اور اللہ بہت ہی بڑا ہے اور سب تعریفیں اُسی کے لئے ہیں اور اللہ جہان والوں کا پالنے والا ہے اُسی اللہ عزت و حکمت والے کی مدد بغیر گناہوں سے بچنے اور عبادت کے کرنے کی طاقت و قوت نہیں ہوسکتی اُس نے عرض کیا کہ ان لفظوں میں تو میرے رب کی تعریف ہوئی اور میرے لئے کونسے لفظ ہیں آنحضور نے فرمایا اور یہ

لہ یعنے جب تک کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے تو یہ کلمات جلدی مقبول ہوتے رہینگے اور کبیرہ گناہوں سے بچنا یہ قبول کے واسطے شرط ہے کہ جلدی قبول بھی ہونگے جب کبیرہ گناہ ہوسکے تو باقی اصل ثواب ویسے بھی ہوجائے گا ۱۲ مرقات ۲ یہ حدیث اور صحیح حدیثوں کے مخالف ہے جنمیں صریح یہ ہے کہ بہشت میں حور و قصور وغیرہ موجود ہیں لہٰذا مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ پہلے چٹیل میدان ہوگا اور اب نہیں ہے یا یہ کہ وہاں کی ہر چیز چونکہ نیک عملوں کے سبب اور انکے عوض میں ملتی ہے بغیر انکے نہیں ملتی لہٰذا گویا یہی وہاں کے پودے اور باغ ہیں ۱۲ المعات ۳ اس سے معلوم ہوا کہ اذکار کا انگلیوں پر پڑھنا افضل ہے اگرچہ جائز تسبیح پر بھی ہے ۱۲ ۴ یعنے ایسے لفظ کونسے ہیں جنسے میں اپنے واسطے دعا کروں ۱۲

پڑھ لیا کر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ ۔ (ترجمہ) یا الٰہی میرے گناہ بخشدے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت کرے اور مجھے رزق دے اور مجھے صحت و تندرستی دے (راوی کو عافنی میں شک ہے کہ یہ لفظ دعا میں ہے یا نہیں) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۳۱) حضرت انس راوی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک درخت خشک پتوں کے پاس گذرے اور اُسکی ٹہنیوں پر اپنی لاٹھی ماری وہاں سے پتے جھڑنے لگے حضور نے فرمایا کہ الحمد للہ اور سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنا پڑھنا آدمی کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتا ہے جیسے اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۳۲) مکحول (تابعی نے) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ اکثر پڑھا کر کیونکہ بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ مکحول کہتے ہیں کہ جس نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ پڑھا تو اللہ تعالیٰ ستر قسمیں تنگی کی اُس سے رفع کر دیگا جن میں سے ادنیٰ درجہ کی تنگی محتاجگی ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند متصل نہیں (مکحول اور ابوہریرہ کے درمیان کوئی رہ گیا ہے کیونکہ) مکحول نے ابوہریرہ سے نہیں سُنا۔

(۵۳۳) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ننانویں بیماریوں کی دوا ہے جن میں سے ادنیٰ بیماری غم ہے۔

(۵۳۴) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھے) فرمایا کیا میں تجھے ایسا کلمہ بتا دوں جو عرش کے نیچے سے آیا ہے اور بہشت کے خزانوں میں سے وہ ایک خزانہ ہے (وہ) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے (جسکے جواب میں) اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرا تابعدار ہو گیا اور بہت فرمانبردار ہو گیا یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہیں۔

---

۵۱ یعنے قیامت کے دن اس کا ثواب اس قدر ہوگا جیسے کوئی خزانہ ہوتا ہے اور اُسی دن اُس کا پڑھنے والا اس سے نفع اٹھائے گا ۱۲ ۵۲ یہاں محتاجگی سے مراد دل کی محتاجگی ہے کہ وہ اس کے پڑھنے سے رفع ہو جاتی ہے کیونکہ جو شخص انہیں پڑھتا ہو اور ان کے معنے کا اپنے دل میں خیال رکھے گا تو اُسے یہ یقین ہو جائے گا کہ نفع اور ضرر سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے دینے نہ دینے سے تنگی نہیں آتی ۱۲

۵۳ یعنے غم دین اور دنیا کا اس سے رفع ہو جاتا ہے ۱۲۔

(۵۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ پڑھنا مخلوق کی عبادت[ا] ہے اور الحمد للہ شکر کا کلمہ ہے اور لا الہ الا اللہ توحید اور اخلاص[ب] کا کلمہ ہے اور اللہ اکبر (کا ثواب اسقدر ہے کہ) درمیان آسمان اور زمین کا بھر جاتا ہے اور جب کوئی بندہ (حضور دل سے) لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالےٰ (اُس کے جواب میں) فرماتا ہے کہ یہ بندہ تابعدار ہوا اور بہت فرمانبردار ہو گیا یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

باب استغفار[ج] پڑھنے اور توبہ کرنے کے بیان میں۔

پہلی فصل (۵۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ خدا کی قسم میں ہر دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ کی جناب میں استغفار و توبہ کرتا ہوں یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

(۵۳۷) حضرت اغر مزنی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے دل پر کچھ غفلت[د] آجاتی ہے اس لئے میں ہر دن میں سو مرتبہ اللہ سے استغفار کرتا ہوں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۳۸) حضرت اغر مزنی ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے اے لوگو تم اللہ کے سامنے توبہ کیا کرو کیونکہ اُسی کے سامنے میں بھی ہر دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۵۳۹) حضرت ابو ذر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان حدیثوں میں جو آپ نے اللہ بزرگ و برتر سے نقل کی ہیں فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے لوگو میں نے ظلم کرنا[ہ] اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اور تم پر بھی آپس میں ظلم کرنا حرام کرتا ہوں لہٰذا تم آپس میں ظلم نہ کیا کرو اور اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو مگر جسے میں ہدایت کروں (وہ گمراہ نہیں ہے) لہٰذا تم مجھ سے ہدایت مانگا کرو میں تمہیں ہدایت کروں گا اور اے میرے بندو تم سب کے سب بھوکے ہو مگر جسے میں کھانے کو دوں۔ لہٰذا تم مجھ سے کھانا مانگا کرو میں تمہیں کھانے کو دوں گا اور اے میرے بندو تم سب کے سب ننگے ہو مگر جسے میں کپڑے دوں لہٰذا تم مجھ سے کپڑے پہننے کو مانگا کرو میں تمہیں کپڑے بھی دوں گا اور اے میرے بندو تم رات دن گناہ کرتے ہو اور میں بخشتا رہتا ہوں

[ا] یعنے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (ترجمہ) اللہ کی تعریف میں ہر چیز تسبیح پڑھتی ہے لہٰذا سُبْحَانَ اللہ پڑھنا اسکے موافق عبادت ہو جاتا ہے ۱۲ [ب] یعنے آخرت میں پڑھنے والے کو آگ سے خلاصی دلانے کا سبب ہو جائے گا ۱۲ [ج] استغفار کے معنے طلب بخشش کے ہیں اور توبہ کے معنے گناہوں سے طاعت کی طرف رجوع ہونا ہے ۱۲ [د] بعضوں نے کہا ہے کہ یہ غفلت شاید اسوجہ سے ہوتی ہو کہ آپ بعض اوقات اپنی امت کی مصلحتوں اور دشمن سے لڑنے وغیرہ میں مشغول ہو جاتے تھے واللہ اعلم حقیقت حال خدا ہی جانے ۱۲ [ہ] یعنے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا ۱۲

تم مجھ سے بخشش مانگتے رہا کرو تاکہ میں تمہارے سب گناہ بخش دوں اور اے میرے بندو تم مجھے تکلیف دینے کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے جو مجھے تکلیف دے سکو اور نہ تم مجھے نفع پہونچانے کی طاقت رکھتے ہو جو نفع پہونچا سکو اور اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے پچھلے آدمی اور جنات سب کے سب ایک بہت متقی اور پرہیزگار آدمی جیسے ہو جائیں تو میری بادشاہت میں کچھ بھی ترقی نہیں دے سکتے اور اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے آدمی اور جن سب کے سب ایک نہایت ہی گنہگار آدمی جیسے ہو جائیں تو یہ میری بادشاہت میں کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتے اور اے میرے بندو اگر تمہارے پہلے اور پچھلے آدمی اور جن سب کے سب ایک جگہ کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں اُنہیں اُنکے سوال کے مطابق دے دوں تو یہ میرا دینا میرے خزانہ میں کچھ بھی کمی نہیں کرتا ہاں جیسے کوئی آدمی دریا[1] میں سوئی ڈبوئے اور اُس سے دریا کا پانی کچھ کم ہو جائے۔ اے میرے بندو تم عمل کرتے رہو، میں تمہارے عملوں کو گنتا رہوں گا اور پھر تمہیں اُن کا پورا پورا اجر دونگا۔ اب جو کوئی اپنے واسطے بھلائی دیکھے تو اُسے اللہ کا شکر کرنا چاہیئے اور جو اور کچھ[2] دیکھے تو اُسے اپنے تئیں ملامت کرنی چاہیئے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۰۴) حضرت ابو سعید خدری[رض] کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے ننانویں آدمی قتل کئے پھر وہ یہ بات پوچھنے کے واسطے نکلا کہ اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں) چنانچہ ایک عابد زاہد سے آکر پوچھا کہ میری توبہ قبول ہو جائے گی یا نہیں) عابد نے کہا اب نہیں ہو سکتی اُس آدمی نے اُسے بھی قتل کر دیا اور پھر لوگوں سے پوچھتا پھرنے لگا ایک شخص نے اُسے بتایا کہ تو فلانی فلانی بستی میں جا وہاں کوئی بتا دے گا چنانچہ جب یہ چلکر آدھے راستہ کے قریب پہنچا تو اُس کا انتقال ہونے لگا۔ اُس نے اپنا سینہ آگے بڑھا کے اُس بستی کی طرف کر دیا اور اُسکا انتقال ہو گیا جب فرشتے اُسے لینے آئے تو رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے اللہ تعالےٰ نے اُس بستی کو (جس کی طرف یہ جا رہا تھا) حکم کیا کہ تو قریب ہو جا اور جس بستی کی طرف سے وہ آیا تھا اُسے حکم کیا کہ تو دور ہو جا پھر فرشتوں سے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں بستیوں کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو چنانچہ وہ فاصلہ ناپا گیا) اور جس بستی کی طرف یہ جا رہا تھا وہ ایک بالشت

---

[1] یعنے جسقدر اُن کی خواہش ہو اور جسقدر وہ مانگیں اُتنا ہی دے دوں ۱۲ [2] یعنے سمندر میں اور یہ ظاہر ہے کہ سوئی سے سمندر کا پانی گھٹنا عقل کے نزدیک ہرگز محسوس اور قابل اعتماد نہیں بلکہ وہ کالعدم ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اُس کی مثال دی ہے ورنہ اللہ تعالےٰ کے خزانہ میں ہرگز کسی طرح بھی کمی نہیں آسکتی ۱۲ طیبی [3] یعنے کوئی گناہ یا خلاف شریعت کے کوئی امر ہو جائے تو اُس پر خود شرمندہ ہو ۱۲

زیادہ قریب نکلا اور اُس کی بخشش ہو گئی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۱ ۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم لوگ بالکل ہی گناہ کرنے چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ تمہیں نیست و نابود کر کے ایسے لوگوں کو پیدا کرے جو گناہ کریں[ل] اور اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش مانگیں اور وہ اُنکی بخشش کرے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۲۲ ۵) حضرت ابوموسےٰ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالےٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گناہ کرنے والا آدمی توبہ کر لے اور (اسی طرح) دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گناہ کرنے والا آدمی اُسوقت توبہ کر لے (غرضکہ) جب تک مغرب[ع] کی طرف سے سورج نکلے۔ یہی ہوتا رہے گا۔ اور یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۳ ۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب بندہ (گناہوں کا) اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۴ ۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص مغرب کی طرف سے سورج نکلنے سے پہلے توبہ کرے تو اُس کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۵ ۵) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بندہ کے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اُس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو جنگل بیابان میں تھا وہاں اُس کی سواری جاتی رہی اور اُسی پر اُسکے کھانے پینے کا سامان تھا اور وہ سواری اُس نے ہرچند تلاش کی آخرکار نا امید ہو کر ایک درخت کے نیچے سایہ میں لیٹ گیا اپنی سواری سے نا امید ہی تھا اُسیوقت کیا دیکھتا ہے کہ وہی سواری اسکے پاس کھڑی ہے اُسنے اُس کی مہار پکڑ کے زیادتی خوشی کی وجہ سے یہ کہدیا یا الٰہی تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں اور یہ غلطی[ع] اس سے زیادتی خوشی ہی کی وجہ سے ہو گئی تھی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۲۶ ۵) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب کوئی بندہ کوئی گناہ کر کے

ل اس حدیث میں توبہ کرنے کی رغبت اور فضیلت ہے وجہ یہ کہ اللہ کی رحمت سے نا امید ہونا گناہ ہے ۱۲ ع اس سے مقصود گناہوں کی ترغیب یا اُنہیں حقیر سمجھنا نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ گناہوں کے ہونے سے جسوقت وہ بخشے جائینگے تو اللہ تعالےٰ کے نام عَفُوّ یا غَفَّار کا سبب ظاہر ہو جاتا ہے لہٰذا تم نا امید نہ ہونا ۱۲ لمعات ع یعنے جب مغرب کی طرف سے طلوع آفتاب ہو جائیگا تو پھر توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا اُسوقت کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی ۱۲ لمعات ع اصل میں وہ یہ کہتا تھا کہ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے لیکن زیادتی خوشی کی مدہوشی میں اُس کے مونہہ سے اُلٹا نکل گیا ۱۲ منہ

یہ کہتا ہے اے پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا تو بخشدے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کیا میرے بندے کو معلوم ہو گیا کہ اُسکا پروردگار گناہ بخش بھی دیتا ہے[۱] اور گناہوں کی وجہ سے پکڑ بھی لیتا ہے میں نے اپنے بندے (کے گناہ) بخشدئے بس اسکے یہی شخص جسقدر اللہ کو منظور ہوا گناہوں سے رُک کر پھر گناہ کرنے لگا۔ پھر دعا کی اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا ہے تو معاف کردے اللہ تعالیٰ پھر (اسی طرح) فرماتا ہے کہ کیا میرے بندے کو معلوم ہو گیا کہ اُسکا رب گناہوں کو بخش بھی دیتا ہے اور گناہوں کی وجہ سے پکڑ بھی لیتا ہے میں نے اپنے بندے کے گناہ بخشدئے۔ پھر جتنی دیر اللہ چاہتا ہے یہ شخص گناہوں سے رُکا رہتا ہے بعد اُسکے گناہ کر کے عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا ہے تو معاف کردے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہو گیا ہے کہ اُسکا پروردگار گناہوں کو معاف بھی کر دیتا ہے اور اُن کی وجہ سے پکڑ بھی لیتا ہے میں نے تیرے گناہ بخش دیئے جو تو چاہے کئے جا[۲]۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۴۷) حضرت جُندبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے کہ ایک آدمی نے یہ کہا قسم ہے اللہ کی کہ اللہ فلانے آدمی کو نہیں بخشیگا اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا یہ کون شخص ہے جو میری اس بات پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلانے کو نہیں بخشونگا میں نے اُس فلانے کو بخشدیا اور تیرے عمل ناپید[۳] کر دیئے یا اور جیسا کچھ کہا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۴۸) حضرت شدادؓ بن اوس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے افضل استغفار یہ پڑھنا ہے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (ترجمہ) یا الٰہی تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا میں تیرا غلام ہوں اور میں بقدر اپنی طاقت کے تیرے عہد اور وعدہ[۴] پر ہوں اور میں اپنے کئے ہوئے فعلوں کی برائی

---

[۱] یعنے جونسا گناہ وہ چاہے بخشدے اور جس کی وجہ سے چاہے مواخذہ کرے ۱۲ [۲] اس سے مقصود گناہوں کا حکم دینا نہیں بلکہ استغفار کی فضیلت اور بخشش میں اسکی تاثیر بیان کرنی مطلوب ہے حاصل یہ ہے کہ جب تک کوئی گناہ کرتا ہوا استغفار کرتا رہے تو اللہ تعالےٰ اُسکے گناہ بخشتا رہے گا ۱۲ [۳] حاصل یہ ہے کہ اسپر عتاب ہوا کیونکہ اس نے تکبر سے یہ کلمہ کہا تھا اور وہ ... بخشا الیا لہذا کسی کو قطعی دوزخی یا جنتی نہ کہنا چاہیئے ان حکما۔ میں قرآن شریف میں آچکا ہے اُنکی بابت ... ہے ۱۲ [۴] یعنے حشر کے ہونے اور سوائے اس کے سب پر یقین کرنے والا ہوں اور اپنے وعدہ پر جو ایمان اور اخلاص طاعت پر کیا تھا اُس کے وفا کرنے پر مستقیم ہوں ۱۲ منہ ✦

سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں اُنکا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخشدے کیونکہ گناہوں کا بخشنے والا تو ہی ہے) آنحضور فرماتے ہیں جو شخص اس دعا پر یقین لاکر اسے دن کو پڑھ لے اور پھر وہ اسی دن شام ہونے سے پہلے مرجائے تو یہ شخص بہشتیوں میں ہوگا اور جو شخص اسی دعا پر یقین کر کے رات کو پڑھ لے اور پھر وہ اسی راتکو صبح ہونے سے پہلے مرجائے تو یہ بھی بہشتیوں میں ہوگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

دوسری فصل (۵۴۹) حضرت انس کہتے ہیں (ایک مرتبہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے اولاد آدم جبتک تم مجھ سے دعا کرتے رہوگے اور (مجھ سے ملنے کی) اُمید بھی رکھوگے تو جو کچھ تم میں گناہ ہونگے میں سب بخشتا رہونگا اور پروا بھی نہیں کروں گا[51] اور اے اولاد آدم اگر تمہارے گناہ اسقدر (اسقدر ہوں کہ) آسمان تک پہنچ جائیں اور پھر تم مجھ سے معافی مانگو تو میں معاف کردوں گا اور اُنکا ہوئے زیادہ ہونے کی پروا بھی نہیں کرونگا اور اے اولاد آدم اگر تم گناہوں کی ساری زمین بھری ہوئی بھی میرے پاس لیکر آؤ لیکن تم نے اُسمیں میرا شریک[52] نہ کیا ہو تو میں تمہیں (رحمت و) بخشش کی زمین بھر کے دونگا یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور امام احمد اور دارمی نے ابو ذر سے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۵۰) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص (میری) اسبات کو جان[53] لے کہ میں گناہوں کے بخشنے پر قادر ہوں تو میں اُسکے گناہ بخشدونگا اور جبتک اُسنے میرا کسی کو شریک کیا ہوگا میں (اُسکے گناہوں کی) پروا بھی نہیں کرونگا یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۵۵۱) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص ہمیشہ استغفار پڑھتا ہے تو اللہ تعالے اُسے ہر تنگی کے عوض فراخی اور ہر غم کے عوض خوشی کردے گا اور ایسی جگہ سے رزق پہونچائیگا جہاں کا اُسے گمان بھی نہ ہو یہ روایت امام احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۵۵۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص

---

[51] یعنے میرے نزدیک تمہارا بخشنا کوئی بڑی بات نہیں ہے اگرچہ کوئی بڑا ہی گنہگار ہو ۱۲

[52] یعنے موت توحید پر ہوئی ہو ۱۲ مرقات

[53] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جسے اس بات کا یقین ہو کہ اللہ تعالے گناہوں کے بخشنے پر قادر ہے تو یہی سبب نجات کا ہوجائے گا کیونکہ جو کوئی اللہ سے کسی چیز کی امید رکھتا ہے وہ محروم نہیں ہوتا ۱۲

(گناہ کرکے) استغفار پڑھ لے اگرچہ ایک دن میں ستر بار بھی گناہ کرے تو اُسے مصر نہ سمجھنا چاہیئے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

(۵۵۳) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تمام اولاد آدم گنہگار ہے اور گناہگاروں میں بہتر وہ لوگ ہیں جو توبہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے

(۵۵۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان جب گناہ کرتا ہے تو اُسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہوجاتا ہے اگر گناہ کرنے کے بعد توبہ کرلی اور استغفار پڑھا تو دل صاف ہوجاتا ہے اور اگر گناہ زیادہ کئے تو یہ سیاہی بھی زیادہ ہوجاتی ہے یہانتک کہ سارے دل پر سیاہی چڑھ جاتی ہے[۲] اور یہ وہی زنگ ہے جسے اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں) ذکر کیا ہے کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ط (ترجمہ) یہ بات ہرگز نہیں بلکہ جو گناہ یہ (دنیا میں) کرتے تھے اُسنے انکے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے) یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۵۵۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ قبول کرتا رہتا ہے جب تک کہ اُس کی موت کا غرغرہ[۳] نہ شروع ہوجائے یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے

(۵۵۶) حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ شیطان نے عرض کیا اے پروردگار تیری عزت کی قسم میں تیرے بندوں کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہوں گا جب تک کہ اُن کی روحیں اُنکے بدنوں میں رہیں گی۔ اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا مجھے بھی اپنی عزت اور بزرگی اور بلند مرتبہ کی قسم ہے کہ جبتک میرے بندے مجھ سے بخشش چاہتے رہینگے تو میں اُن کی ہمیشہ بخشش کرتا رہونگا یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۵۷) حضرت صفوان بن عسال کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے مغرب کی طرف توبہ کا ایک دروازہ ایسا پیدا کیا ہے جسکی مسافت ستر برس کی ہے اور جبتک سورج

---

[۱] مصر اصرار سے ہے جس کے معنے دوام کے ہیں گناہوں پر اصرار کرنا نہایت ہی بُری بات ہے اگر کوئی صغیرہ گناہ پر اصرار کرے تو وہی کبیرہ گناہ ہوجاتا ہے اور اگر کوئی کبیرہ گناہ پر اصرار کرے تو وہ کفر کو پہونچ جاتا ہے اور جو شخص گناہ کرکے اُس پر شرمندہ ہوکر استغفار پڑھتا رہے تو وہ مصر نہیں ۱۲ [۲] یعنے سیاہی نور دل کو ڈھانپ لیتی ہے اور احکام شریعت کے سمجھنے سے بالکل غافل کردیتی ہے بلکہ اس میں آثار ظلم پیدا ہونے لگتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے جب تک کہ نزع کا وقت ہوکر موت کا یقین نہ ہوجائے اور جب یقین ہوجائے گا یعنے مرنے ہی لگے گا اور اس وقت توبہ کریگا تو وہ توبہ مقبول نہیں ہوگی ۱۲۔

مغرب کی طرف سے نہیں نکلے گا تب تک وہ دروازہ بند نہیں ہوگا۔ اور اللہ بزرگ و برتر کے اس قول یَوْمَ یَأْتِی بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ سے بھی یہی مراد ہے۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۵۸) حضرت معاویہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک توبہ (مقبول ہونی) موقوف نہیں ہوگی اُسوقت ہجرت بھی موقوف نہیں ہوگی اور جب تک مغرب کی طرف سے سورج نہیں نکلے گا اُسوقت تک توبہ (مقبول ہونی) موقوف نہیں ہوگی (بلکہ مقبول ہوتی رہے گی) یہ حدیث امام احمد اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۵۵۹) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (قوم) بنی اسرائیل میں دو آدمی آپس میں دوست تھے ایک نہایت ہی عبادت گزار تھا اور دوسرا یہ کہتا تھا کہ میں گنہگار ہوں اور وہ عبادتگذار اُسے کہا کرتا تھا کہ تو جو کچھ کرتا ہے اُس سے رک جا وہ جواب دیتا کہ تو مجھے میرے پروردگار پر چھوڑ یہانتک کہ ایک روز اُس نے اسے ایک گناہ کرتے ہوئے دیکھا اور یہ گناہ بڑا سمجھکر اُس سے کہا کہ (ایسے گناہ سے) باز رہ اُس نے پھر وہی جواب دیا کہ تو مجھے میرے پروردگار پر چھوڑ کیا تو مجھ پر داروغہ ہے وہ بولا قسم ہے خدا کی تجھے اللہ تعالے کبھی نہیں بخشیگا اور نہ بہشت میں داخل کرے گا اللہ تعالے نے ان دونوں کے پاس فرشتہ بھیجا اُس نے ان دونوں کی روحیں قبض کیں اور دونوں جناب باری کے سامنے گئے اللہ تعالے نے اُس گنہگار سے فرمایا تو میری رحمت کے سبب بہشت میں داخل ہو جا اور دوسرے کو فرمایا کیا تو میری رحمت کو میرے بندے سے روکنے کی طاقت رکھتا ہے اُس نے عرض کیا اے پروردگار نہیں اللہ تعالے نے فرشتوں سے فرمایا اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۶۰) یزید کی بیٹی اسماء فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ یہ آیت پڑھتے تھے۔ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

(ترجمہ) جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آجائینگی تو اُسدن ایسے آدمی کا ایمان لانا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا تھا (یعنی مسلمان نہیں ہوا تھا) اُسے کچھ نفع نہیں دے گا ۱۲ ؎ یعنے گناہوں سے توبہ کی طرف آجانا اور گناہ چھوڑ دینے حاصل یہ کہ جب تک آفتاب مغرب سے نہیں نکلتا اتنے آدمی توبہ کرکر پاک ہو سکتا ہے اور جب اُدھر سے آفتاب نکل آئے گا تو توبہ سے کوئی پاک نہیں ہوگا ۱۲ ؎ یعنے یہ کہتا تھا کہ میں جانوں میرا خدا جانے تجھے اس بارہ میں مجھ سے کیا واسطہ ہے تو اپنا کام کر ۱۲ ؎ کیونکہ اس نے تکبرت ایسا کلمہ کہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ تکبر ایسی چیز ہے جو عبادت کو بھی کھو دیتی ہے ۱۲

جمیعًا (ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو (گناہ کرکے) اپنی جانوں پر زیادتی کرنے والو تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دیگا اور پروا بھی نہیں کریگا یہ روایت امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور شرح السنہ میں لفظ یقراء کے بدلے یقول ہے (یہاں معنے دونوں کے ایک ہیں)

(۵۶۱) حضرت ابن عباس اللہ تعالیٰ کے قول الا اللمم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شعر[۱] اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا ۔ وَاَیُّ عَبْدٍ لَّكَ لَا اَلَمَّا (ترجمہ) یا الٰہی اگر تو چاہے تو بڑے گناہ بھی بخشدے اور تیرا کونسا بندہ ہے جس نے چھوٹے گناہ نہیں کئے یہ روایت ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۵۶۲) حضرت ابوذر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو مگر جسے میں ہدایت کروں لہذا تم مجھ سے ہدایت مانگا کرو میں تمہیں ہدایت کرونگا اور تم سب کے سب محتاج ہو مگر جسے میں دولتمند کردوں لہذا تم مجھ سے مانگا کرو میں تمہیں رزق (وغیرہ) دونگا اور تم سب کے سب گنہگار ہو مگر جسے میں (گناہ سے) بچاؤں اور جو شخص تم میں سے یہ جان لے کہ میں گناہوں کے بخشنے پر قادر ہوں اور پھر وہ مجھ سے بخشش چاہے تو میں اُسے بخشدونگا اور (اُسکے گناہوں کی) پروا بھی نہیں کرونگا اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ جوان اور بوڑھے سب کے سب جمع ہوکر ایک نہایت ہی پرہیزگار آدمی جیسے ہو جائیں تو یہ میری ملک میں مچھر کے ایک پر کی برابر بھی کچھ زیادتی نہیں کرسکتے اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ جوان اور بوڑھے سب کے سب ایک نہایت ہی بدبخت آدمی جیسے ہو جائیں تو یہ میرے ملک میں مچھر کے ایک پر کی برابر کچھ کمی نہیں کرسکتے اور اگر تمہارے پہلے اور پچھلے زندہ اور مردہ جوان اور بوڑھے سب کے سب ایک جگہ جمع ہوکر ہر ایک تم میں سے اپنی تمنا کے مطابق مجھ سے سوال کرے اور میں ہر سائل کو دیدوں تو یہ دنیا میرے ملک میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرسکتا مگر جیسے اگر کوئی تم میں سے دریا پر جائے اور

[۱] یہ شعر امیہ بن ابو صلت کا ہے جو زمانہ جاہلیت میں بڑا شاعر اور نہایت عبادت گذار آدمی تھا اسلام کا زمانہ اس نے پایا لیکن مسلمان نہیں ہوا اور اسکے اکثر اشعار بہت حکمت آمیز ہوتے تھے اس لئے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اس کے شعر سنتے بھی تھے اور بعضوں کو خود پڑھتے بھی تھے ۱۲ مطلب یہ ہے تیری شان اور فضل ایسا ہے کہ اگر تو چاہے کبیرے گناہ بھی بخش دے اور صغیرے گناہوں کی تو حقیقت ہی کیا ہے حضرت ابن عباس کی تفسیر یہ ہوئی کہ لمم سے صغیرہ گناہ مراد ہے ۱۲ ۔

اُس میں سوئی ڈبو کر اُسے اوپر اُٹھائے (تو اتنا کم ہو سکتا ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ میں بہت ہی سخی اور دینے والا ہوں اور جو چاہتا ہوں کرتا ہوں میرا دینا فقط کہدینا ہے اور میرا عذاب بھی فقط کہدینا ہے جس چیز کو میں کرنا چاہتا ہوں اُس سے کہدیتا ہوں کہ ہو اور وہ ہو جاتی ہے (مجھے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں) یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۶۳) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ پڑھکر فرمایا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ اس لائق میں ہی ہوں کہ لوگ مجھ سے ڈریں اور جو شخص مجھ سے ڈریگا تو اُسے بخشنے والا بھی میں ہی ہوں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۵۶۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آپ کو یہ پڑھتے ہوئے رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (ترجمہ) اے پروردگار مجھے بخشدے اور میری توبہ قبول کر کیونکہ توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا تو ہی ہے) گن کر سو مرتبہ پڑھتے تھے۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵۶۵) بلال بن یسار بن زید (یعنے جو زید نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اُنکے پوتے کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور وہ میرے دادا سے نقل کرتے تھے (میرے دادا کہتے ہیں) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جس نے یہ پڑھا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ (ترجمہ) میں اُس اللہ سے بخشش چاہتا ہوں جسکے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا ہے اور میں اُسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں) وہ بخشدیا جاوے گا اگرچہ وہ لڑائی سے کیوں نہ بھاگا ہو یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے لیکن ابو داؤد نے بلال بن یسار سے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

تیسری فصل (۵۶۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ بزرگ و برتر بہشت میں (ایکایک) ایک نیکبخت بندے کا رتبہ بڑھا دے گا وہ بندہ پوچھیگا اے

ف۱ یعنے اگر بالفرض والتقدیر کمی ہوگی بھی تو اسقدر ہو سکتی ہے جسکا ہونا نہونا دونوں برابر ہیں کیونکہ یہ کمی بالکل اعتبار کے قابل نہیں ۱۲ ف۲ یعنے یہ تمام سخاوت و کرم میرے اختیار میں ہے کسی بندہ کو اسمیں ہرگز دخل نہیں ۱۲ ف۳ یعنے مجھے ان سب چیزوں کے کرنے میں کسی سبب کی ضرورت نہیں ایک حکم ہی میں یہ سب کر دیتا ہوں ۱۲ ف۴ یعنے کفار سے لڑتے ہوئے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے لیکن اس استغفار کی برکت سے وہ بھی معاف ہو جائے گا ۱۲

پروردگار یہ میرا رتبہ کس وجہ سے بڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ تیرے واسطے تیرے بیٹے کے بخشش چاہنے کی وجہ سے (بڑھایا ہے) یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۶۷) حضرت عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مردہ قبر میں جاتا ہے تو وہ مثل ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے کی ہوتا ہے (یعنے اسبات کا) منتظر رہتا ہے کہ کوئی دعاء اُسکے باپ یا ماں یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے اُسکے پاس پہنچ جائے اور جب کوئی دعاء اُس کے پاس پہنچ جاتی ہے تو وہ اُسے دنیا اور دنیا کی سب چیزوں سے زیادہ پیاری سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ زندوں کی دعا قبر والوں کے پاس پہاڑوں کے برابر کرکے پہنچاتا ہے اور یاد رکھو کہ زندوں کا تحفہ مردوں کے واسطے یہی ہے کہ اُنکے لئے بخشش مانگا کریں۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۵۶۸) حضرت عبداللہ بن بُسر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُس آدمی کو خوشخبری ہو جسکے نامۂ اعمال میں استغفار زیادہ[۱] ہو۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور نسائی نے یہ نقل کیا ہے کہ رات دن کے عمل میں (استغفار زیادہ ہو)

(۵۶۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا وَاِذَا اَسَاءُوا اسْتَغْفَرُوا (ترجمہ) یا الٰہی مجھے ان لوگوں میں سے کردے کہ جس وقت وہ نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب کوئی بُرائی کریں تو بخشش چاہیں) یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے۔

(۵۷۰) حارث بن سُوَید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے ہم سے دو حدیثیں بیان کیں ایک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول تھی دوسری اُنہوں نے اپنی طرف سے (بیان کی) کہ مسلمان جب اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے تو وہ گویا ایک پہاڑ کے نیچے[۲] بیٹھا ہوا ہے اپنے اوپر اُسکے گر جانے سے ڈرتا ہے اور فاجر اپنے گناہوں کو دیکھکر مکھی کی مثل سمجھتا ہے جب وہ اُس کی ناک پر آتی ہے تو اس طرح یعنے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے اُسے اُڑا دیتا ہے (اور کچھ پروا نہیں کرتا) پھر کہنے لگے یعنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

[۱] یعنے بڑا ثواب اور رحمت و بخشش ہوکر اُسکے پاس جاتی ہے ۱۲ [۲] اور استغفار دل سے اور عاجزی سے پڑھنا چاہیئے تاکہ مقبول ہو جائے [۲] یعنے مسلمان گناہوں سے بہت ڈرتا رہتا ہے کہیں اسکی سزا میں پکڑا نہ جاؤں اور فاجر گنہگار کو اپنے گناہ کرنے کی پروا ہی نہیں ہوتی اور بخشش مانگنی تو درکنار رہے اور اسمیں اشارہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی ایسی رکھنی چاہیئے فاجروں جیسی عادت کرکے گناہوں سے بے پرواہ نہ ہوں ۱۲

سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان بندے کی توبہ کرنے سے اُس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی خوفناک میدان زمین میں اپنی سواری لیکر گیا اُسی پر اُسکا کھانا اور پینا تھا یہ وہاں سر رکھکر کچھ سو گیا۔ جب آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ سواری کھوئی گئی اُس نے اُسے ہرچند تلاش کیا (مگر نہ ملی) یہانتک اسے گرمی اور پیاس لگی یا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا اُسکی تکلیف ہونے لگی اُسنے (اپنے دل میں) کہا (کہ اس پریشانی سے یہ بہتر ہے کہ) جسجگہ میں تھا وہیں لوٹ کر اسی جگہ سو جاؤں تاکہ میرا وہیں انتقال ہو جائے (چنانچہ یہ وہاں گیا اور اسی جگہ) اپنے ہاتھ پہ سر رکھ سو گیا تاکہ انتقال ہو جائے یکایک آنکھ کھلی تو اُسکی سواری پاس کھڑی تھی اور کھانا پینا (سب بعینہ) اُسپر موجود تھا تو اللہ تعالیٰ مسلمان بندے کی توبہ سے اور اس آدمی کی سواری اور کھانا مل جانے سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے مُسلم نے صرف وہ حدیث نقل کی ہے جو ابن مسعود سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچی ہے اور (جو حدیث) عبداللہ بن مسعود تک ہی موقوف ہے۔ بخاری نے وہ بھی نقل کی ہے۔

(۵۷۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُس مومن بندہ کو بہت دوست[۵۲] رکھتا ہے جو گناہوں میں مبتلا ہو کر بہت توبہ کرتا رہے۔

(۵۷۲) حضرت ثوبان رضؓ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ میں اپنے لئے اس آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (ترجمہ) اے میرے بندو جنہوں نے (گناہ کرکے) اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا) کی وجہ سے اپنے واسطے دنیا کو پسند[۵۳] نہیں کرتا ایک شخص نے پوچھا کہ جس نے شرک کیا ہو (کیا اللہ کی رحمت سے وہ بھی ناامید نہ ہو) آپ خاموش رہے پھر تین مرتبہ یہ فرمایا اور کھو جسنے شرک کرکے (پھر توبہ کی ہو وہ بھی ناامید نہ ہو)

(۵۷۳) حضرت ابوذر رضؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک (بندے اور رحمت خداوندی کے درمیان) پردہ نہ پڑا ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو بخشدیتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ پردہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ آدمی کا حالت شرک میں مرجانا۔ یہ تینوں حدیثیں امام احمد نے نقل کی ہیں اور بیہقی نے

---

[۵۱] اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حدیث مرفوع متفق علیہ ہے بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کی ہے اور حدیث موقوف بخاری کے افراد سے ہے یعنے فقط بخاری نے نقل کی ہے ۱۲ [۵۲] یعنے دوست رکھنا بسبب توبہ کے ہے نہ بسبب گناہ کرنے کے لہٰذا توبہ کا التزام چاہیئے ۱۲ [۵۳] یعنے میں یہ نہیں چاہتا کہ اس آیت کے بدلے تمام دنیا کی چیزیں مجھے ملجائیں اور میں اُنہیں اللہ کی راہ میں خرچ کردوں اور خود بھی نفع اُٹھاؤں کیونکہ اس آیت میں گناہوں کے مغفرت کی خوشخبری ہے ۱۲

اخیر کی حدیث کتاب البعث والنشور میں نقل کی ہے

(۵۷۴) حضرت ابوذرہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اس عقیدہ پر مرجائے کہ اللہ کے برابر کسی کو نہ سمجھتا ہو اور پھر اُسکے گناہ پہاڑوں کی برابر ہوں تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور ہی بخشدیگا یہ حدیث بیہقی نے کتاب بعث ونشور میں نقل کی ہے۔

(۵۷۵) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے گناہوں سے توبہ کرنے والا آدمی ایسا ہوجاتا ہے جس نے گناہ ہی نہ کئے ہوں[۱] یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کرکے کہاہے کہ یہ حدیث نہرانی اکیلے نے روایت کی ہے اور یہہ نہرانی راوی مجہول ہے اور شرح السنہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے موقوفاً یہ روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ندامت[۲] توبہ ہے اور توبہ کرنیوالا ایسا ہوجاتا ہے جس نے گناہ کئے ہی نہ ہوں۔

باب (وسعت رحمت کے بیان میں)

پہلی فصل (۵۷۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو ایک کتاب میں جو اُسکے پاس عرش پر رکھی ہوئی تھی[۳] یہ لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ سے بڑھی ہوئی ہے اور ایک روایت میں یہ ہے (کہ میری رحمت) میرے غصہ پر غالب ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۷۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں جنمیں سے ایک رحمت جنوں اور آدمیوں اور چوپاؤں اور زہریلے جانوروں کو دیدی ہے اُسی کی وجہ سے یہ سب جانور آپسمیں رحم ومہربانی کرتے ہیں اور اُسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچوں پر رحم ومحبت کرتے ہیں اور ننانویں رحمتیں اللہ تعالیٰ نے روک لی ہیں اُن کی وجہ سے قیامت کے دن وہ اپنے بندوں پر رحم کرے گا یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت سلمان سے بھی اسی طرح منقول ہے اور اُسی روایت کے آخر میں یہ ہے آنحضور فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

---

[۱] یعنے اُس سے مواخذہ گناہوں کا نہیں ہوتا بلکہ کبھی اس سے بھی بڑھ جاتا ہے کیونکہ توبہ مقبول ہونے کے بعد گناہ نیکیوں سے بدل دیئے جاتے ہیں ۱۲ مرقات [۲] یعنے ندامت توبہ کا بہت بڑا رکن ہے کیونکہ اسلام کے باقی ارکان اور گناہوں کو نہ کرنا سب اسی پر مرتب ہے ۱۲ مرقات [۳] یعنے لکھنے کے لئے فرشتوں کو یا قلم کو حکم کیا ۱۲

اس رحمت کو (جو دنیا میں بھیجی ہے) انہیں ننانویں میں ملا کر پوری سو کر دے گا۔

(۵۷۸) حضرت ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر مسلمان کو اللہ کے غضب کی خبر ہو جائے تو کبھی بھی کوئی بہشت کی امید نہ رکھے اور اگر کافر کو اللہ کی رحمت معلوم ہو جائے تو کبھی بھی کوئی بہشت سے نا امید نہ ہو یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۷۹) حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی قریب ہے اور اسی طرح دوزخ۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۸۰) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک آدمی نے اپنے (آخرت کے) گھر کے لئے کبھی کوئی اچھا عمل نہیں کیا تھا جب اسکے مرنے کا وقت آیا تو اسنے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو تم مجھے جلا دینا اور جلا کر میری آدھی خاک جنگل میں اڑا دینا اور آدھی دریا میں بہا دینا اور قسم ہے اللہ کی اگر اللہ تعالیٰ نے میری گرفت کی تو وہ مجھے ایسا عذاب دیگا کہ جہان میں کسی کو بھی (ایسا عذاب) نہیں دیا ہوگا پھر جب وہ مر گیا تو اسکے بیٹوں نے اسی طرح کیا جس طرح اس نے (وصیت میں) انہیں حکم کیا تھا (اللہ تعالیٰ نے اسے اکٹھا کرانے کے لئے) دریا کو حکم کیا دریا نے جو کچھ اسمیں تھا جمع کر دیا (پھر اسی طرح) اللہ تعالیٰ نے جنگل کو حکم کیا اس نے بھی جو کچھ اسمیں تھا جمع کر دیا پھر اللہ نے اس سے فرمایا یہ کام تو نے کیوں کیا تھا اس نے عرض کیا اے پروردگار تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ہی خوف کی وجہ سے کیا تھا (اللہ تعالیٰ نے (اسکا یہ خوف دیکھ کر) اسے بخشدیا یہ حدیث متفق علیہ

(۵۸۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے اور ان قیدیوں میں ایک ایسی عورت تھی کہ اسکی چھاتیوں سے دودھ ٹپک رہا تھا اور قیدیوں میں جب کوئی بچہ اسے ملتا تھا تو فوراً اپنی چھاتی سے لگا کر اسے دودھ پلا دیتی تھی۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا تمہارا کیا گمان ہے کہ یہ اپنے بچے کو آگ میں ڈال دے گی ہم نے عرض کیا (یا رسول اللہ) اپنی

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت میں یہاں کی بھی رحمت ہوگی اور ننانویں وہ ہوں گے سب ملکر سو رحمتیں ہو جائنگی اور سو سے مراد یا تو قسمیں ہیں یعنے سو قسم کی رحمتیں ہیں اور پھر ہر ایک کے بے تعداد افراد ہیں یا یہ لوگوں کے سمجھانے کے لئے کہا ہے واللہ اعلم ۱۲ مرقات اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتیں یعنے رحمت و غضب کو بیان کرنا مقصود ہے کہ دونوں کی حقیقت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا ۱۲ لمعات یعنے بہت ہی قریب ہے لہذا بہشت کا امیدوار ہو کر نیک عمل کرے اور گناہوں سے بچتا ہے ۱۲ یعنے دریا اور جنگل میں جو کچھ اجزا اس شخص کے تھے دونوں نے سب جمع کر دئے اور وہ شخص درست ہو کر پیدا ہو گیا ۱۲ یعنے اپنے بچہ کی محبت کے سبب سے جو بچہ اسکو ملجاتا اسی کو دودھ پلا دیتی تھی ۱۲

حتی الوسع یہ ہرگز نہیں ڈالے گی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ مہربان ہے جتنی یہ اپنے بچے پر مہربان ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۸۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (قیامت کے دن) کسی کا عمل (بے فضل الٰہی) ہرگز اُسے نجات نہیں دلائے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ آپ کو آپ نے فرمایا نہ مجھے ہاں (اگر) اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی رحمت کے سایہ میں کرلے لہٰذا تم لوگ راہ راست پر چلنا اور میانہ روی اختیار کرنا اور صبح و شام اور کچھ رات کو نماز پڑھا کرنا اور میانہ روی میانہ روی اختیار کرنا انشاء اللہ (مراد) کو پہنچ جاؤ گے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۸۳) حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم میں سے کسی کو اُسکا عمل بہشت میں نہیں داخل کرے گا اور نہ دوزخ سے چھوڑائیگا اور نہ مجھے (میرا عمل چھوڑائیگا) ہاں اللہ کی رحمت سے سب کچھ ہو جائے گا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۸۴) حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب بندہ مسلمان ہوا اور اُس نے اپنے اسلام کے (احکام بہت) اچھی طرح ادا کئے تو جو کچھ اُس نے مسلمان ہونے سے پہلے گناہ کئے تھے اللہ تعالیٰ سب کو مٹادیگا۔ اور بعد اسلام کے اُسکے ایک عمل کا بدلہ دس گونہ سے سات سو گُنے تک بلکہ سات سو سے بھی زیادہ (لکھدیگا) اور بُرائی جسقدر کریگا اُسی قدر لکھی جائے گی ہاں اگر اللہ تعالیٰ معاف کردے (تو لکھی بھی نہیں جائے گی) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۵۸۵) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ (بندوں کی) نیکیاں اور بُرائیاں سب لکھ لیتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو ابھی یہ اُسے کرنے نہیں پاتا کہ اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا قصد کرکے اُسے کرلیتا ہے تو اُسکے واسطے اللہ تعالیٰ اپنے پاس دس نیکیوں سے لیکر سات سو گُنے سے بھی زیادہ تک لکھ لیتا ہے اور جو شخص کسی بدائی کا ارادہ کرکے اُسے نہیں کرتا تو اُسکے واسطے اللہ تعالیٰ ایک نیکی پوری لکھ لیتا ہے اور اگر کوئی کسی برائی کا ارادہ کرکے کر بھی لیتا ہے تو اُس کی ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

ف۱ یعنے بہشت میں جانا محض فضل الٰہی سے ہوگا بعد میں موافق ہر ایک کے اعمال کے درجات بلند ہونگے ۱۲ ف۲ یہ فضل الٰہی اور رحمت خداوندی ہے کہ نیکی کا ثواب اس قدر بڑھا دیتا ہے اور گناہ جس قدر کوئی کرتا ہے اتنا ہی لکھا جاتا ہے اور جسے چاہے معاف بھی کر دیتا ہے ۱۲

دوسری فصل (۵۸۶) حضرت عقبہ بن عامر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اُس آدمی کا حال جو برائیاں کرکے پھر نیکیاں کرنے لگتا ہے اُس آدمی جیسا ہے جو ایک تنگ زرہ[1] پہنے ہوئے تھا جب اُسنے کوئی نیک عمل کیا تو اُسکا ایک حلقہ کھل گیا اور جب اُس نے دوسرا عمل نیک کیا تو دو حلقہ کھل گیا یہانتک کہ وہ زرہ ساری کھل کر زمین پر گر پڑی یہ حدیث شرح سُنہ میں نقل کی ہے۔

(۵۸۷) حضرت ابودرداؓ روایت کرتے ہیں کہ مینے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر بیٹھے ہوئے (لوگوں کو) نصیحت کر رہے تھے جبھی آپنے یہ آیت پڑھی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ط (ترجمہ) جو شخص اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اُسکے واسطے دو بہشتیں ہیں) مینے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ شخص[2] زنا اور چوری کرتا ہو آنحضور نے دوبارہ پھر یہی آیت پڑھی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ط مینے بھی دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو آنحضور نے پھر تیسری مرتبہ یہی آیت پڑھی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ مینے پھر تیسری مرتبہ بھی عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو آپنے فرمایا (ہاں) اگرچہ ابودرداء کی ناک خاک میں[3] آلودہ ہو (یعنے ناخوش معلوم ہو) یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۸۸) عامر تیرانداز فرماتے ہیں کہ ہم آنحضور یعنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے یکایک آدمی ایک کملی اوڑھے ہوئے آیا اور اُسکے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسپر اُس نے کملی لپیٹ رکھی تھی پھر اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں درختوں کے ایک بن میں گیا تھا وہاں مینے پرند جانور کے بچوں کی آواز سُنی مینے اُنہیں پکڑ کر اپنی کملی میں رکھ لیا پھر اُن کی ماں آکر میرے سر پر پھرنے لگی مینے اُسکی وجہ[4] سے بچوں کو کھولدیا چنانچہ وہ بھی بچوں پر آپڑی پھر مینے سب کو لپیٹ لیا اور اب یہ وہی میرے پاس ہیں آپنے فرمایا انہیں رکھدے۔ مینے اُنہیں رکھدیا (اور کپڑا کھولدیا) لیکن اُنکی ماں چمٹی ہی رہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ) سے کیا تم ان بچوں کی ماں کی ان بچوں سے محبت کرنے پر تعجب کرتے ہو قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ جتنی ان بچوں کی ماں ان بچوں سے محبت کرتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان سے زیادہ

---

[1] مقصود یہ ہے کہ برائیونکے کرنے سے کرنیوالے کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور امور دین ادا کرنے اُسے مشکل ہو جاتے ہیں اور نیکیوں کے کرنے سے سینہ کھل جاتا ہے اور امور دین اُسے آسان ہو جاتے ہیں ۱۲ لمعات [2] یعنے اگر زنا اور چوری کرے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے تو کیا ایسے شخص کو بھی دو جنتیں ملینگی ۱۲ [3] یعنے یہ بات تو یوں نہیں ہے اگرچہ تو اسے بعید سمجھتا ہو اور تجھے ناخوش معلوم ہو ۱۲ [4] یعنے تاکہ ماں اپنے بچوں کو دیکھ لے ۱۲

مہربان ہے (اُس شخص سے فرمایا) تو انہیں واپس لیجا اور جہاں سے پکڑا تھا وہیں رکھدے اور انکی ماں انکے ساتھ رہے چنانچہ وہ اُنہیں لیکر لوٹ گیا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۵۸۹) حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ہم کسی لڑائی میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ چند لوگوں کے پاس گذرے اور فرمایا یہ کون لوگ ہیں اُنہوں نے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہیں (وہیں) ایک عورت ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہی تھی اور اُسکے پاس اُسکا بچہ بیٹھا ہوا تھا جب آگ کی لپٹ اُٹھنے لگی تو اُس نے (اندیشہ کی وجہ سے) اپنے بچے کو علیحدہ کر لیا پھر آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ آپ ہی اللہ کے رسول ہیں آپنے فرمایا ہاں اُس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا اللہ تعالیٰ سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے آپنے فرمایا ہاں اُس نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ایسا مہربان نہیں ہے جیسی ماں اپنے بچے پر مہربان ہوتی ہے آپنے فرمایا ہاں (ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے) اُس نے عرض کیا کہ پھر ماں تو اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈال سکتی (آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنتے ہی) سر جھکا کے رونے لگے پھر اُس کی طرف سر اُٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کو عذاب نہیں دے گا ہاں ایسے سرکشوں کو جو اللہ پر بھی سرکشی کرتے ہیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے سے انکار کرتے ہیں یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۵۹۰) حضرت ثوبان نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ڈھونڈھتا ہے اور پھر ہمیشہ اسی میں رہتا ہے تو اللہ بزرگ و برتر جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ مجھے راضی رکھنا چاہتا ہے تم خبردار ہو کہ میری (بھی) پوری رحمت اُسپر ہے پھر جبریل علیہ السلام پکار دیتے ہیں کہ رحمۃ اللہ علی فلان (ترجمہ) فلانے پر اللہ کی رحمت ہے پھر یہی کلمہ سب فرشتے عرش کے اُٹھانیوالے پکارتے ہیں پھر جو فرشتے اُنکے گرد رہتے ہیں یہانتک کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہی کلمہ کہنے لگتے ہیں پھر اُس شخص کے واسطے زمین پر رحمت اُتر آتی ہے یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۵۹۱) حضرت اُسامہ بن زید اللہ بزرگ و برتر کے اس قول فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ

لے یعنی اگ کی آنچ پہونچکر اُسے تکلیف نہ ہو جائے ۱۲ لے اہل عرب کی عادت تھی کہ جب کسی بڑے ذی عزت آدمی سے کوئی بات کرنی چاہتے تھے تو اول بلفظ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ کہا کرتے تھے جنکے معنے محاورہ میں یہ ہیں کہ میرے والدین تمپہ قربان ہوں لے یعنے وہ عذاب جو ہاویہ ہوگا یا ہمیشہ کا عذاب مسلمانوں کو نہیں دے گا یا جو گنہگاروں کو تہذیب کے لئے عذاب دے گا ویسا نہیں دے گا واللہ اعلم ۱۲ مرقات لے یعنے سب لوگ اُسے عزیز سمجھنے لگتے ہیں اور سب کو اُس سے محبت ہو جاتی ہے ۱۲

وَمِنْہُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ (ترجمہ) بعض لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے ہیں اور بعضے میانہ رو ہیں اور بعض نیکیوں میں سبقت کرنے والے ہیں) کی تفسیر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ یہ سب لوگ (تینوں قسم کے) بہشت میں جائینگے یہ روایت بیہقی نے کتاب بعث ونشور میں نقل کی ہے

باب ان دعاؤں کا (بیان) جو صبح اور شام اور سونے کے وقت پڑھنی چاہئیں

(۵۹۲) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جب شام ہوتی تھی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ وَخَیْرِ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ وَفِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ (ترجمہ) ہم پر اور اللہ کے ملک پر اللہ ہی کے طفیل سے شام ہوئی اور سب تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور اسی کی پادشاہت ہے اسی کے واسطے سب تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ یاالٰہی میں اس رات کی بھلائی اور جو بھلائی اس رات میں نازل ہو سب کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس رات کی برائی اور جو برائی اس رات میں نازل ہوئی ہو اس سے تیری امان چاہتا ہوں یاالٰہی میں کاہلی اور بڑھاپے اور ایسے برے بڑھاپے سے (جس میں عقل جاتی رہے) اور دنیا کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور جب صبح ہوتی تو آپ یہ بھی پڑھتے تھے اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ (ترجمہ) ہمیں اور اللہ کے ملک کو صبح ہوئی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ (ترجمہ) اے پروردگار میرے میں تجھ سے عذاب دوزخ اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۹۳) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رات کو جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر رخسار مبارک

ل یہ آیت اس طرح ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ (ترجمہ) پھر ہم نے کتاب اور احکام شریعت ان لوگوں کو دئے جنہیں ہم نے برگزیدہ کیا تھا انہیں سے بعض نے (منہیات کے مرتکب ہوکر) اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بعض اکثر اوقات میں عمل کرکے میانہ رو رہے اور بعض عبادت اور علم کے سیکھنے اور سکھانے میں کوشش کرکے نیکیوں میں بڑھ گئے ۱۲ لمعات ۲ یعنے ایسے بڑھاپے سے جس سے بعض قوی میں خلل آجائے ۱۲ ۳ یعنے دنیا کی محبت میں گرفتار ہونے سے ۱۲ ۴ یعنے صبح کے وقت وہ دعا بھی پڑھتے اور یہ الفاظ اور زیادہ کرتے لیکن اس قدر فرق اور چاہئے کہ صبح کے وقت پہلی دعا میں ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ کی جگہ ھٰذَا الْیَوْمِ اور ضمیر مونث یعنے ھا کی جگہ ہٗ ضمیر مذکر پڑھے ۱۲

کے نیچے ہاتھ رکھ کر لیٹتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی (ترجمہ) یا الٰہی میں تیرے ہی نام کے ساتھ مرتا ہوں[1] اور زندہ ہوتا ہوں) اور جس وقت جاگتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ پڑھتے تھے (ترجمہ) سب تعریفیں اسی اللہ کے واسطے ہیں جو ہمیں مارنے کے بعد زندہ کرتا ہے یعنی سونے کے بعد جگاتا ہے) اور اسی کی طرف سب کو جانا[2] ہے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے اور مسلم نے براء

(۵۹۴) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی تم میں اپنے بچھونے پر لیٹنا چاہے تو اسے چاہیئے کہ اپنے تہبند کی الٹی طرف[3] سے بچھونے کو جھاڑ لیا کرے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اسکے بعد میں بچھونے پر کیا چیز پڑی ہو پھر یہ کہے بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ[4] عِبَادَكَ الصّٰلِحِیْنَ (ترجمہ) اے پروردگار میرے میں نے تیرے ہی نام پر اپنی کروٹ (بچھونے پر) رکھی ہے اور تیرے ہی نام پر سے اٹھاؤنگا اگر تو میری جان قبض کرے تو اسپر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دے[5] تو ایسی نگہبانی کرنا جیسے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ (اول) اپنی داہنی کروٹ سے لیٹے پھر یہ پڑھے باسمك (الی آخرہ) یہ حدیث متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اپنے بچھونے کو تین مرتبہ اپنے کپڑے کے پلے سے جھاڑے اور اسی روایت میں وَاِنْ اَمْسَكْتَ فَارْحَمْهَا کی جگہ فَاغْفِرْ لَهَا ہے۔

(۵۹۵) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنے بچھونے پر لیٹتے تو آپ داہنی کروٹ[6] سے سوتے اور (سونے سے پہلے) یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ (ترجمہ) یا الٰہی میں نے تجھ سے امیدوار اور خائف ہو کر اپنی جان اور اپنا مونہہ تیری طرف جھکا دیا اور اپنا (ہر) کام تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنا پشت پناہ تجھے بنا لیا اور (میں یقین رکھتا ہوں کہ) تجھ سے (یعنی تیرے غضب سے) سوا

---

[1] یعنی سوتا ہوں اور جاگتا ہوں اور سونے کو مرنا اسلئے فرمایا کہ نیند میں بھی عقل و حرکت [illegible] جاتی رہتی ہے لہذا نیند موت کے مشابہ ہے ۱۲ طیبی [2] یعنی بعد موت کے قیامت کے دن حساب اور جزا کے لئے ۱۲ [3] [illegible] سے جھاڑنے کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلئے فرمایا تاکہ اوپر سے میلا نہ ہو اور اس طرح جھاڑنے میں ستر بھی اچھی طرح [illegible] رہتا ہے ۱۲ [4] یعنی زندہ کر دے اور جگا دے تو مجھے اس طرح محفوظ رکھیو جیسے تو نیک بندوں کو محفوظ رکھتا ہے یعنی بھلائی کی توفیق دینا اور گناہوں سے بچانا ۱۲ [5] کیونکہ داہنی کروٹ سے لیٹنے میں غفلت کم ہوتی ہے ۱۲

تیرے پاس کے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے اے اللہ میں اُس کتاب پر ایمان لایا جو تونے نازل فرمائی ہے اور تیرے اُس نبی پر (بھی) جسے تونے (ہدایت خلق کے لئے) بھیجا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ان کلمات کو پڑھکر (سوجائے اور) پھر وہ اُسی رات مرجائے تو فطرت[۱] (اسلامی) مریگا اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا اے فلانے جسوقت تو بچھونے پر لیٹنا چاہے تو (اول) نماز کے وضو جیسا وضو کرلیا کر اور پھر داہنی کروٹ سے لیٹ کر یہ پڑھ لیا کر اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ سے لیکر اَرْسَلْتَ تک (آنحضور نے اُسے بتائی) اور فرمایا اگر تو اُسی رات کو مرجائیگا تو فطرت (اسلامی) پر مرے گا اور اگر صبح تک رہے گا تو صبح تجھے بہت اچھی[۲] ہوگی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۹۶) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب بچھونے پر لیٹتے تو یہ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِّمَّنْ لَّا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ (ترجمہ) سب تعریفیں اُسی اللہ کے واسطے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہماری (تمام مصیبتوں کو) کافی ہوا اور ہمیں (سونیکے واسطے) ٹھکانا دیا کیونکہ بہت سے لوگ ایسے (بھی) ہیں کہ جن کی برائیوں کو وہ کفایت[۳] نہیں کرتا اور نہ انہیں ٹھکانا دیتا ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۵۹۷) حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ زہرا اپنے ہاتھوں کے گھٹوں کی شکایت کرنیکو جو چکی پیسنے کی وجہ سے ہوگئے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور انہیں یہ خبر پہونچ چکی تھی کہ آپ کے پاس غلام آئے ہیں (لہذا امید تھی کہ مجھے بھی کوئی غلام و لونڈی دیدینگے لیکن اتفاق سے) آپ مکان پر نہ ملے انہوں نے یہی (اپنا مقصود) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کردیا[۴] اور جب آنحضور تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ سے بیان کردیا (کہ اس طرح فاطمہ زہرا آئی تھیں) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ پھر آنحضور ہمارے ہاں تشریف لائے اور ہم اپنے بستروں پر لیٹ گئے تھے ہم اُٹھنے لگے آپنے فرمایا تم اپنی جگہ لیٹے رہو اور آپ آکر میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے اور مجھ سے اسقدر قریب تھے کہ آپکے پاوں کی ٹھنڈک مجھے اپنے پیٹ[۵] پر معلوم ہوئی۔ پھر فرمایا کہ جو چیز تم دونوں نے مانگی تھی کیا میں اُس سے بھی بہتر تمہیں نہ بتادوں۔

---

[۱] یعنی دین اسلام پر مریگا اور خاتمہ بالخیر ہوگا ۱۲ [۲] یعنی بہت نیکیاں ملیں گی یا دارین کی بھلائی حاصل ہوگی ۱۲ [۳] یعنی ان کی ایذا رسانی سے انہیں محفوظ نہیں کرتا بلکہ وہ ان پر غالب ہے ۱۲ [۴] یعنی حضرت عائشہ سے کہا کہ تم میری طرف سے عرض کردینا کہ فاطمہ خادم مانگنے کے لئے آئی تھی ۱۲ [۵] اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی اور فاطمہ ایک لحاف میں تھے اور حضرت علی سوا ستر کے ننگے تھے جبھی انہیں پیٹ پر ٹھنڈک معلوم ہوئی اور دونوں کے درمیان آنحضور کا بیٹھ جانا زیادتی محبت

(اور وہ یہ کہ) جب تم دونوں اپنے بستروں پر لیٹو تو تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لئے خادم سے بھی بہتر ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۹۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاطمہ زہرا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خادم مانگنے کے لئے آئیں آنحضور نے (اُنسے) فرمایا کہ کیا میں تمہیں خادم سے بھی بہتر چیز نہ بتادوں (اور وہ یہ کہ) ہر نماز کے اور سونے کے وقت تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ (یہ تمہارے لئے خادم سے بھی بہتر ہے) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۵۹۹) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوتی تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھتے اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (ترجمہ) یا الٰہی تیری ہی قدرت سے ہمیں صبح اور شام ہوتی ہے اور تیرے ہی نام پر ہم جیتے ہیں اور مرتے ہیں اور پھر لوٹ کر تیری ہی طرف آئینگے اور جب شام ہوتی تو آپ یہ پڑھتے اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ (ترجمہ) یا الٰہی ہمیں تیری ہی قدرت سے شام و صبح ہوتی ہے اور تیرے ہی نام پر ہم جیتے اور مرتے ہیں اور تیری ہی طرف اٹھکر آئینگے۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۰۰) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ میں نے (آنحضور کی خدمت میں) عرض کیا تھا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی (دعا) بتادیجئے جسے میں صبح و شام پڑھ لیا کروں آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ (ترجمہ) اے اللہ پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اے پروردگار اور بادشاہ ہر چیز کے میں گواہ ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں اپنے نفس کی اور شیطان کی برائی اور اسکے شرک میں مبتلا کرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں) آنحضور نے فرمایا کہ تم صبح اور شام اور جب اپنے بستر پر لیٹو (تینوں) وقت اسے پڑھتے رہا کرو۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

لہ کیونکہ سونے کے وقت ان تسبیحات کے پڑھنے سے اور ان کی برکت سے سارے دن کے رنج و تفکرات دور ہوجاتے ہیں اور اجر عظیم ہوتا ہے ۱۲ ع لہ یعنے مرنے کے بعد قبروں سے اٹھ کر آئیں گے ۱۲ ع ۳ یعنے بطور وظیفہ کے ہمیشہ پڑھتا ہوں ۱۲ ع ۵ یعنے جس کے ساتھ شیطان لوگوں کو فتنہ میں ڈالتا ہے اور انہیں شرک خداوندی کرنے کے لئے بلاتا ہے ۱۲ طیبی

(۶۰۰) ابان حضرت عثمان کے بیٹے کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو بندہ ہر دن صبح کو اور ہر رات شام کو تین مرتبہ یہ پڑھ لیا کرے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ط تو اُسے کوئی چیز ضرر نہیں دیگی نیچے کے راوی کہتے ہیں کہ پھر ابان ہی کو ایک قسم کا مرض فالج پڑا اور ایک شخص (جس نے یہ حدیث ان سے سنی تھی تعجب کی نگاہ سے) دیکھنے لگا ابان اُس سے بولے تو مجھے کیا دیکھ رہا ہے یاد رکھنا کہ حدیث تو اسی طرح ہے جس طرح میں نے تجھ سے بیان کی تھی لیکن وہ دعا میں نے آج ہی نہیں پڑھی تھی تاکہ جو اللہ نے میری مقدر میں لکھا ہے اسے پورا کردے۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جو شخص یہ دعا شام کو پڑھ لے تو صبح تک کوئی بلا یکایک اسے نہیں پہونچنے کی اور جو شخص صبح کے وقت پڑھ لے تو اُسے شام تک کوئی بلا یکایک نہیں پہونچنے کی۔

(۶۰۱) حضرت عبداللہ رضی روایت کرتے ہیں کہ شام کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوءِ الْكِبَرِ وَالْكُفْرِ (ترجمہ ہمیں اور اللہ کے ملک کو شام ہوئی اور سب تعریفیں اللہ ہی کے واسطے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے نہ اُسکا کوئی شریک ہے اُسی کی پادشاہت ہے اُسی کے واسطے سب تعریفیں ہیں وہی ہر چیز پر قادر ہے اے پروردگار میں اس رات کی اور اسکے بعد کی بھلائی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اس رات کی اور اسکے بعد کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اے پروردگار میں کاہلی اور بُرے بڑھاپے اور کفر سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ مِنْ سُوءِ الْكِبَرِ وَالْكِبْرِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ (ترجمہ اے پروردگار میں بُرے بڑھاپے اور تکبر اور دوزخ کے عذاب اور قبر کے عذاب سے (بھی) تیری پناہ چاہتا ہوں) اور جب صبح ہوتی تو آپ یہ بھی پڑھتے أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ (ترجمہ)

۱؎ مجھ صبح وشام اُس اللہ کے نام پر ہوئی جسکے نام کی برکت سے کوئی آسمان وزمین کی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے ۱۲ ۲؎ یعنے اُسے یہ تعجب ہوا کہ یہ خود ہی تو یہ روایت کرتے تھے کہ جو شخص اس دعا کو پڑھ لے تو اُسے کوئی چیز ضرر نہیں دے گی اور اب خود مرض فالج میں گرفتار ہیں ۱۲ ۳؎ یعنے جو دعا آپ شام کو پڑھتے وہ بھی پڑھتے اور أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ کی جگہ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ پڑھتے ۱۲

ہمیں اور اللہ کے ملک کو صبح ہوئی) یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اپنی روایت میں مِنْ سُوْءِ الْکِبَرِ کو نہیں ذکر کیا ہے۔

(۶۰۳) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مجھے سکھایا کرتے تھے کہ صبح کے وقت یہ پڑھ لیا کر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ ترجمہ ہم اللہ کی پاکی اور حمد کرتے ہیں بے مدد اللہ کے کسی میں طاقت نہیں جو اس نے چاہا ہوا اور جو اس نے نہیں چاہا نہیں ہوا اور میں جانتی ہوں کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ اور اس کا علم ہر شے کو محیط ہے (آنحضرت نے فرمایا) کہ جو شخص صبح کے وقت اسے پڑھ لے تو وہ شام تک (ہر بلا سے[۵۲]) محفوظ رہے گا اور جو شخص شام کے وقت پڑھ لے تو وہ صبح تک محفوظ رہے گا یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۰۴) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص صبح کے وقت یہ آیت فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ سے لیکر وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ تک پڑھ لے تو جو چیز[۵۳] اس سے اُس دن رہگئی ہوگی وہ حاصل ہو جائیگی اور جو شخص شام کے وقت پڑھ لے تو اُس سے جو چیز رات کو رہگئی ہوگی وہ حاصل ہو جائے گی۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۶۰۵) حضرت ابو عیاشؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص صبح کے وقت یہ پڑھ لے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اُسے حضرت اسمٰعیل کی اولاد کا ایک غلام آزاد کرنے کی برابر ثواب ملیگا اور دس نیکیاں لکھ دیجائیں گی اور دس گناہ مٹا دئے جائینگے اور دس درجے بلند کردیئے جائیں گے اور شام تک شیطان کے مکر و فریب) سے پناہ میں رہیگا اور اگر کوئی شخص شام کو پڑھ لے تو اُسے صبح تک اُسی کی برابر ثواب ملیگا پھر ایک شخص نے خواب میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ابو عیاش نے آپکی طرف سے اس طرح

---

[۵۱] یعنی میں یہ عقیدہ رکھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اُس کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے ۱۲ [۵۲] یعنی ہر قسم کی بلاؤں اور خطاؤں سے شام تک ان کی برکت سے بچا رہے گا ۱۲ [۵۳] یعنی جو بھلائی اور وظیفہ اس دن رہگیا ہوگا تو اس آیت کے پڑھنے کی برکت سے اُس کا ثواب اُسے حاصل ہو جائے گا اور اسی طرح شام کو پڑھنے سے رات کے وظیفہ وغیرہ جو رہگئے ہونگے اُن کا بھی ثواب ہو جائے گا ۱۲

حدیث بیان کی ہے آپ نے فرمایا کہ ابو عیاش نے سچ کہا ہے یہ روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۰۶) حارث بن مسلم تمیمی اپنے والد مسلم سے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم روایت کرتے ہیں کہ آنحضور نے چپکے سے مجھ سے یہ فرمایا کہ جب تو مغرب کی نماز پڑھ چکے تو بات کرنے سے پہلے سات بار یہ دعا پڑھ لیا کر اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ (ترجمہ) یا الٰہی تو مجھے دوزخ کی آگ سے بچالے کیونکہ جب تو یہ پڑھے گا اور پھر اسی رات کو مر جائیگا تو تیرے واسطے دوزخ کی آگ سے خلاصی لکھ دیجائے گی۔ اور جب صبح کی نماز پڑھکر تو اسی طرح پڑھے اور پھر اسی دن مر جائے تب بھی دوزخ کی آگ سے تیرے لئے خلاصی لکھ دیجائیگی یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۶۰۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح اور شام کے وقت چند کلمات کو ضرور پڑھتے تھے (اور وہ یہ ہیں) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَھْلِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ یَعْنِی الْخَسْفَ (ترجمہ) یا الٰہی میں دنیا اور آخرت کی سلامتی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں یا الٰہی میں اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل اور مال میں (گناہوں کی) معافی اور (ایمان کی) سلامتی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں یا الٰہی تو میرے عیب چھپالے اور خوفناک چیزوں سے امن دے[ف] یا الٰہی تو میرے آگے اور پیچھے اور دائیں اور بائیں اور اوپر سب طرف سے حفاظت کر اور میں اپنے یکایک تباہ ہونے یعنے زمین میں دھنس جانے سے تیری بڑائی کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں) یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۰۸) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص صبح کے وقت یہ پڑھ لے۔ اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْھِدُکَ وَنُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلَائِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ (ترجمہ) یا الٰہی ہم بوقت صبح تجھے اور تیرے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں اور تمام فرشتوں اور ساری مخلوق کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ اللہ تو ہی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے اور نہ کوئی تیرا شریک ہے اور اس بات پر (بھی) گواہ کرتے ہیں کہ محمد تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں) تو جو کچھ اسکے اس دن کے گناہ

ف یعنے بات چیت کرنے سے پہلے پڑھ لے ۱۲ ف یعنے میری بلائیں دفع کر ۱۲۔

ہونگے سب اللہ تعالیٰ بخشدیگا اور اگر کوئی انہیں دعاؤنکو شام کے وقت پڑھ لے تو جو کچھ یہ شخص رات کو گناہ کریگا وہ اللہ تعالیٰ سب بخشدیگا یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہو اور ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۶۰۹) حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مسلمان بندہ شام اور صبح کے وقت تین بار یہ پڑھ لیا کرے رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا میں اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد کے نبی ہونے پر راضی ہوں) تو قیامت کے دن ضرور ہی اللہ تعالیٰ اُسے راضی کردیگا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی

(۶۱۰) حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ کرتے تو اپنا ہاتھ سر کے نیچے رکھکر یہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ اَوْتَبْعَثُ عِبَادَکَ (ترجمہ) یا آلہی تو مجھے اپنے عذاب سے اُسدن بچائیو جبدن تو اپنے بندوں کو اُٹھائے) یہ راوی کا شک ہے کہ دونوں میں سے کیا لفظ تھا) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور امام احمد نے براءؓ سے نقل کی ہے۔

(۶۱۱) حضرت حفصہؓ سے روایت ہو کہ جسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سونا چاہتے تھے تو اپنا داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ کے تین مرتبہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ (ترجمہ) یا آلہی تو جسدن اپنے بندونکو (قبروںسے) اُٹھائیگا مجھے اپنے عذاب سے بچائیو۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۱۲) حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہٗ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سونے کے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَکْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ اَللّٰھُمَّ لَا یُھْزَمُ جُنْدُکَ وَلَا یُخْلَفُ وَعْدُکَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ (ترجمہ) یا آلہی میں تیری ذات پاک کے ساتھ اور تیرے پورے کلموںؔ کے ساتھ اُس چیز سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے قبضہ میں ہے یا آلہی تو ہی قرض اور گناہوں کو دور کرنے والا ہے یا آلہی تیرے لشکر کو کوئی نہیں بھگا سکتا اور تیرا وعدہ خلاف نہیں ہوتا کسی دولت والے کو اُس کی دولتمندی (تیرے عذاب سے) نفع نہیں دیسکتی۔ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی

سلہ یعنی کبیرہ گناہوں اور حق العباد کے علاوہ یہ حکم ہے کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ سے معاف ہوتا ہے اور حق العباد جس کا وہ حق ہے اُسے دینے یا اُسکے معاف کرنے سے معاف ہوتا ہے بغیر انکے معاف نہیں ہوتا ۱۲ سلہ یعنی اللہ تعالیٰ اور اپنا فضل و کرم قیامت کے دن اُسے اسقدر ثواب عطا کرے گا کہ یہ شخص ضرور ہی خوش ہوجاویگا ۱۲ سلہ یہ راوی کا شک ہے کہ آپنے تَجْمَعُ عِبَادَکَ فرمایا یا تَبْعَثُ عِبَادَکَ فرمایا صاحب لمعات نے کہا ہے) چونکہ سونا مثل مرنے کے اور سوکر اُٹھنا مثل حشر کے دن اُٹھنے کی ہے۔ اسلئے آنحضرتؐ نے ایسی دعا کی تاکہ حالت حشر بھی یاد رہے ۱۲ سلہ یعنی تیرے اسماء و صفات کے ساتھ یا جو آسمانی کتابیں ہیں اُنکے ساتھ ۱۲

بیان کرتے ہیں) یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۳ ۶) حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنے بچھونے پر لیٹنے کے وقت تین بار یہ پڑھ لے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ (ترجمہ) میں اُس اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں وہی ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والا اور اُسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ اُسکے سب گناہ بخش دیگا اگرچہ اُسکے گناہ سمندر کی جھاگوں کے برابر یا عالج[۱] کے ریتے کے ذرّوں کی گنتی کے برابر یا درخت کے پتوں کی گنتی کے برابر یا دنیا کے دنوں کی گنتی کے برابر کیوں نہوں (سبھونکو معاف کردیگا) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۴ ۶) حضرت شداد بن اوس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو مسلمان اپنے سونیکے وقت قرآن کی کوئی سورت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُسپر ایک فرشتہ مقرر کردیتا ہے کہ پھر کوئی چیز تکلیف دینوالی اسکے پاس نہیں آسکتی یہانتک کہ جب یہ جاگنا چاہے جاگے[۲] یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۵ ۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے دو عادتیں ہیں کہ جو مسلمان آدمی انہیں اپنے اندر پیدا کرلے تو وہ ضرور ہی بہشت میں جائے گا اور یاد رکھو کہ وہ دونو بہت[۳] آسان ہیں اور ان دونوں پر عمل کرنے والے لوگ بہت کم ہیں (اور وہ یہ ہیں) ہر نماز کے بعد دس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور دس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے حضرت عبداللہ کہتے ہیں مینے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی اُنگلیوں پر گن کر فرماتے تھے کہ یہ زبان پر (کل پانچوں نمازوں کے بعد کی) ڈیڑھ سو ہونگی اور میزان[۴] عمل میں ڈیڑھ ہزار ہونگی اور (دوسری عادت یہ ہے کہ) جب کوئی بچھونے پر لیٹے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سو بار پڑھ لیا کرے یہ (بھی) زبان پر سو بار ہونگی اور میزان عمل میں ہزار ہو جائینگی اور تم میں ایسا کون ہے جو ایک دن رات میں اڑہائی ہزار گناہ کے کام کرتا ہو صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم ضرور ہی ان کی محافظت کرکے اپنے اندر انکے پڑھنے کی عادت کرینگے پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اُسکے پاس شیطان

[۱] عالج ملک مغرب میں ایک جنگل ہے وہاں پر ریت بکثرت ہوتا ہے اور ان چیزوں کے بیان کرنے سے مقصود آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ گناہ کسی قدر ہوں سب معاف ہوجاینگے ۱۲ [۲] یعنے جلدی جاگے یا دیر میں جاگے فرشتے برابر نگہبانی کرتے رہتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دیدے اور آسان کردے تو ان کا کرنا کچھ دشوار نہیں ہے ۱۲ [۴] یعنے اس حساب سے کہ ہر نیکی کے عوض دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں لہذا انکو کی ہزار ہونگی ۱۲

کر اُس سے کہتا ہے کہ فلانی بات یاد کر فلانی بات یاد کر (اور ان کلمات کی عادت کر لینے سے) شاید وہ فکر ہے اور شیطان آدمی کی خوابگاہ میں آکر اُسے سلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں خَصْلَتَانِ اَوْخَلَّتَانِ شک کے ساتھ ہے یعنے راوی کو شک ہے کہ کونسا لفظ فرمایا تھا (ترجمہ) دو عادتیں ہیں کہ) جو مسلمان بندہ اُن کی محافظت کرے (تو اُسے اسقدر ثواب ملیگا) اور ابوداؤد کی روایت میں اس قدر اکے بعد کہ وہ میزانِ عمل میں ڈیڑھ سو ہیں اسطرح ہے آنحضور فرماتے ہیں کہ جب بچھونے پر لیٹے تو چونتیس بار اَللّٰهُ اَکْبَرُ اور تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ کہے اور مصابیح کے اکثر نسخوں میں (عبداللہ بن عمرو کی جگہ) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے

(۶۱۶) حضرت عبداللہ بن غنام کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھ لی اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْبِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ (ترجمہ) یا الٰہی جو چیز صبح ہی مجھے یا اور تیری مخلوق میں سے اور کسی کو حاصل ہوئی ہے وہ تیرے اکیلے ہی کی طرف سے ہے تیرا کوئی شریک نہیں سب تعریفیں تیرے ہی واسطے ہیں اور تیرا ہی شکر ادا کرتے ہیں) تو اُس نے اُس دن کا شکر ادا کر دیا اور جس شخص نے اسی طرح شام کے وقت پڑھ لی تو اُس نے اپنی ساری رات کا شکر ادا کر دیا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۱۷) حضرت ابوہریرہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بچھونے پر لیٹتے کے وقت یہ دعاء پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی مُنْزِلَ التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ (ترجمہ) یا الٰہی اے پروردگار آسمانوں کے اور اے پروردگار زمین کے اے پروردگار ہر چیز کے اے دانوں اور گٹھلیوں کے چیرنے (یعنے اگانے) والے اے توریت اور انجیل اور قرآن کے اُتارنے والے میں ہر بری چیز کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں وہ تیرے قبضہ میں ہے اور تو ہی قدیم ہے[ل۱] اور تجھ سے پہلا کوئی نہیں ہے اور تو ہی آخر یعنے باقی رہنے والا ہے تجھ سے پیچھے کوئی چیز نہیں ہے اور تو ہی ظاہر ہے[ل۲] (ظہور میں)

ل۱ یعنے امور دنیا یا احوال نفسانیہ یاد دلاتا ہے جو نماز کے متعلق نہیں تاکہ نماز پڑھنے والے کا خیال نماز میں نہ رہے ۱۲ ل۱ یعنے بلا ابتدا ہے ل۲ یعنے ظاہر ہے باعتبار صفات اور افعال کے تجھ سے زیادہ ظاہر چیز کوئی نہیں ہے ۱۲

تجھ سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے اور تو ہی پوشیدہ ہے تجھ سے زیادہ (پوشیدہ بھی) کوئی نہیں ہے۔ تو میرا قرض ادا کر دے اور مجھے غنی کرکے میرا فقر دور کر دے یہ روایت ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور مسلم نے کسی قدر اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۶۱۸) حضرت ابو ظہر انماری روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کو جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ پڑھتے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَخْسِأْ شَیْطَانِیْ وَفُکَّ رِھَانِیْ وَاجْعَلْنِیْ فِی النَّدِیِّ الْاَعْلٰی (ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ میں سوتا ہوں اور اللہ ہی کے واسطے میں اپنی کروٹ رکھتا ہوں یا الٰہی میرے گناہ بخش دے اور مجھ سے شیطان کو دور کر اور مجھے گروی یعنے قید سے رہا کر اور مجلس اعلےٰ میں مجھے کر دے) یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۱۹) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بچھونے پر لیٹتے (تو یہ) پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اَللّٰھُمَّ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَہٗ وَاِلٰہَ کُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ (ترجمہ) تعریف اُس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے کافی مال دیا اور مکان دیا اور کھلایا اور پلایا اور اسی نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا اور اُسی نے مجھے بہت زیادہ دیا اور تعریف اللہ کے لئے ہر حال میں ہے یا الٰہی اے پروردگار ہر شے کے اور اے پادشاہ اور اے معبود ہر شے کے میں دوزخ کی آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں) یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۲۰) حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی (یعنے) عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بدخوابی کے سبب رات کو نیند نہیں آتی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ جب تم اپنے بچھونے پر لیٹو (تو یہ دعا) پڑھ لیا کرو اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّبْغِیَ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ (ترجمہ) یا الٰہی اے پروردگار ساتوں آسمانوں کے اور جن پر انہوں نے سایہ کر رکھا ہے اور

---

۱ یعنے خواہ حقوق خدا وندی ہوں اور یا بندوں کے حق ہوں سب ادا کر دے ۱۲ ۲ یعنے مخلوق کا محتاج ہونے سے یا دل کی ناتنگی سے مجھے محفوظ رکھو ۱۲ ۳ مقرب فرشتوں اور انبیاء کی جماعت میں مجھے کر دے ۱۲ ۴ یعنے تمام زمین و دریا وغیرہ کیونکہ یہ سب چیزیں آسمان کے نیچے ہیں اور آسمان نے سائبان کی طرح ان پر سایہ کر رکھا ہے ۱۲

اے پروردگار زمینوں کے جو کچھ انہوں نے اٹھا رکھا ہے اور اے پروردگار شیطانوں کے اور انکے جنہیں انہوں نے گمراہ کیا ہے تو اپنی تمام بری مخلوق سے مجھے پناہ دینے والا رہ تاکہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی یا ظلم نہ کرے اور تیرا پناہ چاہنے والا غالب رہتا ہے اور تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں فقط تو ہی معبود ہے (یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی سند قوی نہیں اور حکیم بن ظہیر راوی سے بعضے محدثین نے حدیث نقل چھوڑ دی ہے۔

تیسری فصل (۶۲۱) حضرت ابو مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صبح کے وقت ہر ایک کو تم میں سے یہ پڑھ لینا چاہیئے اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ (ترجمہ) ہم اور اس ملک کو جو خالص اللہ پروردگار عالم کے واسطے ہے صبح ہوئی یا الٰہی میں تجھ سے اس دن کی بھلائی (یعنی) فتح اور مدد اور اس دن کے نور اور برکت اور ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور اس دن اور جو اسکے بعد میں ہے سب کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں آنحضور نے فرمایا پھر جب شام ہو تب بھی اسی طرح پڑھنا چاہیئے یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۲۲) عبدالرحمٰن بن ابو بکرہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ اے والد ماجد میں ہمیشہ صبح کو تمہیں یہ دعا پڑھتے ہوئے سنتا ہوں اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَدَنِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ سَمْعِیْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ بَصَرِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (ترجمہ) یا الٰہی تو میرے بدن میں عافیت دے یا الٰہی تو میرے سننے میں (بھی) عافیت دے۔ یا الٰہی تو میری بینائی میں (بھی) عافیت دے تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں) اور تم بوقت صبح اور شام کر تین تین بار اسے پڑھتے ہو (سکی کیا وجہ ہے) انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے ہوئے سنا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میں آنحضور کی پیروی کروں۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۲۳) حضرت عبداللہ بن ابو اوفی فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہ پڑھا کرتے تھے

لے یعنی ساری مخلوق اور درخت اور پہاڑ وغیرہ جو زمین پر کھڑے ہیں ۱۲ کے یعنے ان سے کوئی چیز نہیں ستاتی ۱۲ کے یعنی اس دن میں میری مدد ہو تاکہ میں نفس پر اور شیطان اور دشمنوں پر غالب رہوں اور نور سے یہ مراد ہے کہ اس دن میں مجھے علم و عمل کی توفیق ہو اور برکت سے یہ مراد ہے کہ مجھے رزق حلال طیب ملے ۱۲ کے اسمیں اشارہ ہے کہ دعاؤں میں اور نیک عمل کرنے میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا خیال ہونا چاہیئے انکی جزا یا قبولیت کا خیال ایسا ضروری

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْکِبْرِیَاءُ وَالْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَاللَّیْلُ وَالنَّھَارُ وَمَا سَکَنَ فِیْھِمَا لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ ھٰذَا النَّھَارِ صَلَاحًا وَاَوْسَطَہٗ نَجَاحًا وَاٰخِرَہٗ فَلَاحًا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (ترجمہ) ہمیں اور ملک کو صبح ہوئی اور یہ سب اللہ ہی کے واسطے ہے اور سب تعریفیں (بھی) اللہ ہی کے واسطے ہیں اور بلندی ذات اور بزرگی صفات سب اللہ ہی کے لئے ہیں اور مخلوق اور (ہر طرح کا) حکم اور رات اور دن اور جو چیزیں ان دونوں میں آرام کرتی ہیں سب اللہ کے لئے ہے یا الٰہی اس دن کے اول کو (میرے لئے سبب) نیکی کا کر اور اسکا درمیان سبب حاجت روائی کا اور اسکا آخر سبب نجات کا۔ اے سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والے ! یہ روایت نووی نے کتاب الاذکار میں ابن سنی سے نقل کی ہے۔

(۶۲۴) حضرت عبدالرحمن بن ابزی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ پڑھا کرتے تھے اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ وَکَلِمَۃِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی مِلَّۃِ اَبِیْنَا اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (ترجمہ) ہمیں دین اسلام پر اور کلمہ توحید پر اور اپنے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ ابراہیم (جو دین باطل سے) بیزار تھے اور مشرک نہ تھے انکے مذہب پر صبح ہوئی۔ یہ روایت امام احمد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

باب مختلف وقتوں میں دعاؤں کے پڑھنے کا بیان

پہلی فصل (۶۲۵) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر کوئی تم میں سے اپنی بی بی سے صحبت کرنے کا ارادہ کرے (اور) یہ پڑھ لے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا (ترجمہ) میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں یا الٰہی تو ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو کچھ (اولاد) تو ہمیں دے اُس سے بھی شیطان کو دور رکھ (تو اگر ان دونوں مرد و عورت کے درمیان اس صحبت سے کوئی بچہ مقدر میں ہوگا تو اُسے کبھی شیطان ضرر نہیں[1] دیگا یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۶۲۶) حضرت ابن عباس ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تنگی کے وقت یہ پڑھا کرتے تھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ (ترجمہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی

---

[1] یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ دو بار حضور نے اس لئے دعا ختم کی کہ اس سے دعا جلدی مقبول ہوتی ہے ۱۲ [2] ضرر نہ دینے سے یہ مراد ہے کہ شیطان کبھی اُسکا فتنہ نہ کرے گا یعنے اُسکا خاتمہ بخیر ہوگا یا یہ مراد ہے کہ وہ آسیب وغیرہ کے خلل سے محفوظ رہے گا ۱۲

عظیم و حلیم ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی عرش عظیم کا پروردگار ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی آسمانوں اور زمینوں اور عرش کریم کا پروردگار ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۲۷) حضرت سلیمان بن صُرد کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمی لڑ رہے تھے اور ہم لوگ بھی آنحضور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں میں ایک کا غصہ میں بھر کر چہرہ بھی سرخ ہوگیا وہ دوسرے کو برا کہنے لگا آنحضور نے فرمایا میں ایک کلمہ ایسا جانتا ہوں اگر یہ اُسے پڑھے تو اسکا سب غصہ جاتا رہے (اور وہ یہ ہے) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ[۵۱] لوگوں نے اُس آدمی سے کہا کہ جو کچھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کیا تو نے نہیں سُنا وہ بولا کہ میں دیوانہ نہیں ہوں[۵۲]۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۲۸) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تم مرغوں کی آواز سُنو تو اللہ تعالیٰ سے اُسکے فضل کا سوال کیا کرو کیونکہ مرغا فرشتہ کو دیکھ کر (اذان دیتا ہے) اور جب گدھے کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگا کرو کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھکر بولتا ہے) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۵۲۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جانے کے لئے اپنے اونٹ پر بیٹھتے تو تین بار اللہ اکبر کہہ کر پھر (یہ آیت) پڑھتے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ؀ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ (ترجمہ) وہ ذات پاک و برتر ہے جس نے ہماری سواری و اسطے ہمارے تابعدار کر دیا ورنہ ہم میں اسکی طاقت نہ تھی اور ہم (بعد مرنے کے) اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹکر جائینگے یا الٰہی ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور پرہیزگاری کا اور ایسے عمل کا جن سے تو راضی ہو سوال کرتے ہیں یا الٰہی ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان کر اور اسکی درازگی لپیٹ دے یا الٰہی تو سفر میں

---

[۵۱] ترجمہ میں اللہ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں ۱۲

[۵۲] طیبی نے لکھا ہے کہ یہ شخص منافق یا کوئی گنوار تھا جو آنحضور کے فرمانے کو نہ سمجھا کہ غصہ بھی شیطانی اثر سے ہوتا ہے لہذا اس کے پڑھنے سے دفع ہو جائے گا اس نے یہی خیال کیا کہ یہ دیوانے ہی پڑھا کرتے ہیں ۱۲۔

زمیں) ساتھی ہے اور گھر میں خبر گیر اے یا الٰہی میں سفر کی مشقتوں اور بُری حالت کے دیکھنے اور گھر اور مال کی بُری حالت ہونے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور جب آپ (حضرت) لوٹ کر آتے تو انہیں دعاؤں کو پڑھکر یہ اور زیادہ کرتے اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (ترجمہ) ہم اللہ کی مدد سے سفر سے واپس آنے والے ہیں اور توبہ کرنیوالے ہیں اور اپنے رب کی عبادت اور اُس کی حمد کرنیوالے ہیں یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۳۶) حضرت عبداللہ بن سرجس کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سفر کرتے تو سفر کی مشقتوں اور بُری حالت کے ہونے اور نفع کے بعد نقصان ہونے اور مظلوم کی بد دعا کرنے اور گھر اور مال میں بُری حالت کے دیکھنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۳۱) حکیمہ کی بیٹی خولہ فرماتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی منزل پر اترے اور یہ پڑھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (ترجمہ) میں اللہ کے پورے کلموں کے ساتھ اُس کی بُری مخلوق سے پناہ چاہتا ہوں) تو اُسے اس منزل سے کوچ کرنے تک کوئی چیز ضرر نہیں دے گی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۳۲) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ رات ایک بچھو کے کاٹنے سے مجھے اسقدر تکلیف ہوئی ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا آپ نے فرمایا اگر تو شام کے وقت یہ پڑھ لیتا اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ تو تجھے وہ بچھو تکلیف نہ دیتا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۳۳) حضرت ابو ہریرہؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سفر میں صبح کے وقت یہ پڑھتے تھے سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللهِ وَحُسْنِ بَلَائِهِ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللهِ مِنَ النَّارِ (ترجمہ) اللہ کی تعریف اور اُس کی نعمتوں پر (میرا اقرار کرنا) سُننے والے نے (یعنی اللہ نے) سُن لیا ہے اے پروردگار ہماری نگہبانی کر اور ہم دوزخ کی آگ سے تیری پناہ چاہنے والے ہیں تو ہم پر احسان کر۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

لے یعنے بسبب اہل و مال میں نقصان ہوجانے کے میں غمگین ہوں اور میری بری حالت ہو اس سے پناہ چاہتا ہوں ۱۲
ے اس سے مقصود یہ ہے کہ میں ظلم ہی نہ کروں تاکہ مظلوم مجھے بد دعا دے ۱۲ سے یعنے خواہ وہاں مکان ہو یا جنگل یعنے شہر ہو یا سفر ہو ان کلمات کے پڑھنے سے محفوظ رہے گا ۱۲

(ترجمہ) یا الٰہی جو رزق تو نے انہیں دیا ہے اسمیں انہیں برکت دے اور الٰہی بخشش کر اور ان پر رحم کر یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۶۳۷) حضرت طلحہ بن عبید اللہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پہلی تاریخ کا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ (ترجمہ) یا الٰہی تو یہ چاند امن ایمان اور سلامتی اور اسلام کو ساتھ دکھلا (اور چاند کی طرف خطاب کر کے فرماتے کہ) میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۶۳۸) حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہما) دونوں کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی کو (کسی بیماری وغیرہ میں) مبتلا دیکھ کر پڑھ لے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (ترجمہ) سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس بلا سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا ہے اور مجھے بہت سی مخلوق پر فضیلت دی) تو جبتک یہ شخص زندہ رہے گا اسے یہ بلا نہیں پہونچیگی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور عمرو بن دینار (اسکا) راوی کچھ قوی نہیں

(۶۳۹) حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص بازار میں جا کر یہ پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے وہ ہمیشہ سے زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اسی کے ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں وہی ہر شے پر قادر ہے) تو اس آدمی کے لئے اللہ ایک لاکھ نیکیاں لکھدیگا اور ایک لاکھ گناہ مٹا دیگا اور ایک لاکھ مرتبے بڑھا دیگا اور بہشت میں اسکے واسطے ایک مکان بنا دیگا یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی

لہ آہلہ ہلال سے ہے اور ہلال تیسری رات کے چاند تک کو کہتے ہیں اور اسکے بعد قمر کہتے ہیں ۱۲ لہ اس سے مراد ان لوگوں پر چوٹ ہے جو چاند اور سورج کی عبادت کرتے ہیں اور انہیں معبود سمجھکر پوجتے ہیں ۱۲ لہ بازار میں چونکہ شیطانی اثر زیادہ ہوتا ہے اور وہاں اکثر بھولی قسمیں کھائی جاتی ہیں لہذا ایسی جگہ اللہ کو یاد کرنے میں بے شمار ثواب ہے جو حدیث میں مذکور ہے ۱۲

نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور شرح السنۃ میں اسکے بدلہ کہ جو بازار میں جائے (اس طرح ہے کہ) جو شخص بڑے بازار میں جسمیں شے فروخت ہوتی ہوں جائے تو یہ پڑھے۔

(۶۴۰) حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سُنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ (ترجمہ) یا الٰہی میں تجھ سے تمام نعمتوں کا سوال کرتا ہوں! آنحضور نے اُس سے پوچھا تمام نعمت کیا چیز ہے اُسنے عرض کیا میں اس دُعا سے بھلائی کی اُمید کر رہا ہوں۔ آپنے فرمایا کہ تمام نعمت بہشت میں چلے جانا اور دوزخ سے بچ جانا ہے (لہٰذا اسکا سوال کرا) اور آپنے ایک اور آدمی سے یہ کہتے ہوئے سُنا۔ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ آپنے فرمایا تیری دُعا مقبول ہوجائے گی تو کچھ سوال کرلے اور آنحضور نے ایک اور آدمی سے یہ دعا پڑھتے ہوئے سُنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصَّبْرَ (ترجمہ) یا الٰہی میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں آپنے (اُس سے) فرمایا تونے بلاؔ کا سوال کیا ہے لہٰذا اب عافیت مانگ۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۴۱) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا اور وہاں فضول باتیں بہت سی ہوئیں اور اُس نے اپنے اُٹھنے سے پہلے یہ پڑھ لیا سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ (ترجمہ) اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری ہی حمد کرتا ہوں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تجھ ہی سے اپنی بخشش چاہتا ہوں اور تیرے ہی سامنے توبہ کرتا ہوں! تو اُسکے جو کچھ اس مجلس میں گناہ ہوئے ہونگے سب بخشے جائینگے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے

(۶۴۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ان کی سواری کے لئے کوئی شخص ایک جانور لایا جب انہوں نے (سوار ہونے کے لئے) رکاب میں پاؤں رکھا تو بسم اللہ پڑھی اور جب اُسکی پیٹھ پر سوار ہوگئے تو الحمد للہ کہا پھر یہ آیت پڑھی سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ پھر تین تین دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر (یہ دعا) پڑھی سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ

سلہ خلاصہ یہ ہے کہ وہ شخص دنیا کی نعمت کو پوری نعمت سمجھ کر دعا کر رہا تھا اس لئے آنحضور نے فرمایا کہ بہشت پوری نعمت ہے یعنے اسکا سوال چاہیئے کیونکہ دنیا فانی ہے ۱۲ سلہ کیونکہ صبر بلا ہی پر ہوتا ہے لہٰذا عافیت کی دعا مانگنی چاہیئے تاکہ بلیات محفوظ رہے اور بلا کا سوال نہ کرنا چاہیئے اور اگر بلا نازل ہو ہی جائے تو اسپر صبر کرنا چاہیئے ۱۲ سلہ اس دعا کو کفارۃ المجلس کہتے ہیں یعنے جو اس مجلس میں گناہ یا بیہودہ باتیں یا ہنسی ٹھٹھا ہوا ہوگا اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ سب معاف

نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (ترجمہ) (یا الٰہی) تو پاک ہے مینے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے بخشدے کیونکہ گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا) پھر حضرت علی ہنسنے لگے کسی نے پوچھا اے امیرالمومنین تم کس چیز سے ہنستے ہو فرمایا مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے اسی طرح کیا تھا جسطرح مینے کیا ہے پھر آپ ہنسے تھے مینے پوچھا تھا یا رسول اللہ آپ کس وجہ سے ہنستے ہیں آپنے فرمایا کہ تیرا پروردگار اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب وہ یہ پڑھتا ہے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ (ترجمہ) اے میرے رب میرے گناہ بخشدے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ بندہ جانتا ہے کہ گناہوں کو میرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۶۴۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی آدمی کو رخصت کرتے تو آپ (انبساط کے سبب) اسکا ہاتھ پکڑ لیتے اور جبتک کہ وہ خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا آپ اسکا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ اور پھر یہ فرماتے مینے تیرا دین اور تیری امانت اور تیرے عمل کا خاتمہ اللہ کو سونپا اور ایک روایت میں (یہ ہے کہ) تیرے سب عملوں کے خاتمے (اللہ کو سونپے) یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ دونوں کی روایت میں خاتمہ عمل کو نہیں ذکر کیا

(۶۴۴) حضرت عبداللہ خطمی کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کسی لشکر کو رخصت کرنا چاہتے تو یہ فرماتے میں تمہارے دین اور تمہاری امانت اور تمہارے عملوں کے خاتموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۴۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میں سفر کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے کچھ توشہ دیجئے آپنے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے پرہیزگاری کا توشہ دے اس نے عرض کیا کچھ اور زیادہ کیجئے آپنے فرمایا خدا تیرے گناہ بخشے اسنے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان ہوں کچھ (اور بھی) زیادہ کیجئے آپ نے فرمایا جہاں تو رہے خدا تعالیٰ نیکی کو تیرے لئے آسان کردے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ف آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے سے ہنسے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بسبب پیروی رسول اللہ صلے اللہ کے ہنسے ۱۲ منہ ۲۵ بعضوں نے کہا ہے کہ امانت سے مراد اہل اور اولاد ہے جنہیں یہ گھر چھوڑ کر چلا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ سب مال کے ساتھ یہ لوگوں سے لین دین کرتا ہے وہ مال مراد ہے ۱۲ منہ ۵۳ یعنے میرے لئے دعا برکت کر دیجئے تاکہ میرے ساتھ سفر میں وہ بجائے توشہ کے کام دے ۱۲ منہ ۵۴ یعنے پرہیزگاری نصیب کرے جو توشہ آخرت ہے ۱۲

(۶۴۶) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا سفر کرنیکا ارادہ ہے آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرتے رہنا اور ہر ٹیلے پر جب چڑھو تو تکبیر کہنا پھر جب وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ نے اُسکے واسطے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اطْوِلَہُ الْبُعْدَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ (ترجمہ) یا الٰہی تو اُسکے واسطے (سفر کی) درازی لپیٹ دے[۱] اور اسپر سفر آسان کر یہ روایت ترمذی نے نقل کی۔

(۶۴۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جاتے اور رات ہو جاتی تو یہ پڑھتے یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا فِیْکِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْکِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْکِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَسَدٍ وَاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّۃِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَمَا وَلَدَ (ترجمہ) اے زمین میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے میں تیری برائی اور جو تجھ میں ہے[۲] اسکی برائی اور جو تیرے اندر مخلوق ہے[۳] اسکی برائی اور جو جانور تجھ پر پھرتے ہیں اُن کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور شیر اور کالے سانپ اور ہر قسم کے سانپ بچھو اور شہر کے رہنے والوں کی برائی سے اور جننے والے اور جو جنا گیا سب کی برائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہون یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۴۸) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب جہاد کرتے تو آپ یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَنَصِیْرِیْ بِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اُقَاتِلُ (ترجمہ) یا الٰہی میری قوت بازو اور میرا مددگار تو ہی ہے تیری ہی مدد سے میں کفار کو دفع کرنے کے لئے[۴] حیلہ کرتا ہون اور تیری ہی مدد سے حملہ کرتا ہوں اور تیری مدد سے جنگ کرتا ہون یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۴۹) حضرت ابوموسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی قوم اندیشہ ہوتا تو آپ یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ (ترجمہ) یا الٰہی ہم اُنکے مقابلہ میں[۵] تجھے کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں یہ روایت امام احمد اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۵۰) حضرت ام سلمہ روایت کرتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مکان سے باہر آتے تو یہ پڑھتے

---

[۱] یعنے مسافت سفر کی درازی دور کر کے اسکے سفر کی مشقت کو دور کر اور اسے سفر میں آرام عطا کر ۱۲ [۲] یعنے کوئی ایسی بوٹی وغیرہ جس سے آدمیوں کی تکلیف پہونچے اور آدمی ہلاک ہو جائیں اُس سے بھی پناہ مانگتا ہون ۱۲ [۳] یعنے سانپ بچھو وغیرہ جن سے اکثر مسافروں کو تکلیف اور ایذا پہونچتی ہے ۱۲ [۴] لڑائی کے موقعہ پر حیلہ کرنا جس سے وہان جان بچ جائے اور دشمنوں کو شکست ہو جائے درست ہے ۱۲ [۵] یعنے تجھ سے مدد مانگتے ہیں تا کہ تو ہمارے اور انکے درمیان ہو کر انہیں دفع کرے

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا (ترجمہ) میں اللہ ہی کے نام کے ساتھ (نکلتا ہوں) اور اللہ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں یا الٰہی ہم اس بات سے (کہ دین سے) پھسلیں یا ہم خود گمراہ ہوئیں یا کسی پر ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے یا ہم کچھ جاہل پنا کریں یا ہم پر کوئی جاہل پنا کرے سب سے تیری پناہ چاہتے ہیں یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں یہ ہے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم باہر آتے تو آپ ضرور ہی آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ۔

(۶۵۱) حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص جب اپنے مکان سے نکلے تو یہ پڑھ لیا کرے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ (میں مکان سے نکلتا ہوں اور میں نے اللہ ہی سے بھروسہ کر لیا اور گناہوں کو چھوڑنے اور عبادت کرنے کی طاقت بغیر مدد اللہ کے نہیں ہو سکتی) (تو اُسے ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ) تجھے اللہ تعالی کا راستہ دکھا دیا گیا (اور سب طرح کی تکلیفوں سے اللہ تعالی) تجھے کافی ہو گیا اور ہر چیز سے تو محفوظ رکھا گیا اس کے بعد شیطان اُس سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور ایک دوسرا شیطان اس شیطان سے کہتا ہے اب تو اس آدمی کو کسی طرح (بہکا سکتا ہے) جسے ہدایت مل گئی اور اللہ اُسے (ہر طرح سے) کافی ہو گیا اور وہ (ہر بلا سے) محفوظ رکھا گیا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے یہاں تک نقل کی ہے کہ اُس سے شیطان علیحدہ ہو جاتا ہے

(۶۵۲) حضرت ابو مالک اشعری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی شخص اپنے مکان جائے تو اُسے یہ دعا پڑھ لینی چاہئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا (ترجمہ) یا الٰہی میں اندر جانے کی اور باہر آنے کی بھلائی تجھ سے مانگتا ہوں ہم اللہ ہی کے نام کے ساتھ مکان میں جاتے ہیں اور اللہ ہی (یعنے) اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں اہم

سلہ یعنے بغیر قصد کے ہم سے گناہ ہو جائیں یا ہم گمراہ ہوں یعنے قصداً ہم گناہ کریں ۱۲۔

سلہ (ترجمہ) یا الٰہی میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں گمراہ ہوں یا کسی کو گمراہ کروں یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے یا میں جہل کروں یا مجھ پر کوئی جہل کرے ۱۲۔

اپنے گھر والوں کو سلام علیک کرے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۵۳) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی نکاح کرتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُسے اسطرح دعا دیتے بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تجھے برکت اور تم دونوں میں برکت دے (یعنے میاں بیویوں میں اولاد زیادہ ہو) اور تمہیں دونوں کو بھلائی میں اکٹھے رکھے۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۵۴) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے، وہ شعیب اپنے دادا سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے یا کوئی خادم خرید تو اُسے یہ دعا پڑھنی چاہیئے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ (ترجمہ) یا الٰہی میں تجھ سے اسکی بھلائی اور جس بھلائی پر تونے اسے پیدا کیا ہے اسکا سوال کرتا ہوں اور اسکی برائی جس برائی پر تونے اُسے پیدا کیا ہے اُس سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور جب کوئی اونٹ خریدے تو اسکا کوہان پکڑ کر یہی دعا پڑھ لیا کرے اور ایک روایت میں عورت اور خادم کی بابت یہ ہے کہ انکی پیشانی کے بال پکڑ کر دعا برکت کر لیا کرے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۵۵) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے غمزدوں کی دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْا فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ (ترجمہ) یا الٰہی میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں اب تو مجھے میرے نفس پر ایک لحظہ بھی نہ سونپ اور میرا سب حال درست کردے تیرے سوا کوئی معبود نہیں) یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۶۵۶) حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ میں بہت فکروں میں پھنسا ہوا ہوں اور بہت سے قرض میری ذمہ ہیں آپنے فرمایا میں تجھے ایک دعا سکھاتا ہوں جب اُسے پڑھیگا تو اللہ تعالےٰ تیرا فکر دور کردیگا اور قرض تیرا ادا کرا دے گا۔ وہ آدمی کہتا ہے مینے عرض کیا ہاں فرمایئے آپنے فرمایا صبح و شام یہ دعا پڑھا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ

۵؎ علماء نے لکھا ہے کہ اگر مکان میں کوئی نہ ہو تو فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کرکے اس طرح سلام علیک کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ۱۲ ۶؎ یعنے تم پر اللہ کی رحمت ہو اور رزق اور اولاد بہت سی ہو ۱۲ ۷؎ یعنے تم دونوں طاعت خدا و ند ... و صحت و عافیت سے رہو اور آپس میں سلوک سے رہو اور اولاد نیک ہو ۱۲ ۸؎ یعنے اس کے پڑھنے سے غم جاتا رہتا ہے ۱۲

قَھْرِ الرِّجَالِ (ترجمہ) یا آلہی میں فکر اور غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور عاجزی[۱] اور سستی سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں اور بخل اور نامردی[۲] سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں اور قرض کے غلبہ اور آدمیوں کے قہر سے بھی پناہ چاہتا ہوں) وہی آدمی کہتا ہے کہ میں نے اسی طرح کیا اللہ نے میرا فکر بھی دور کر دیا اور قرض بھی ادا کرا دیا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۶۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک غلام مکاتب آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنے مال کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوں تم میری کچھ امداد دو میں نے کہا میں تجھے چند کلمات ایسے سکھاتا ہوں کہ وہی کلمات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلائے تھے اگر تیرے ذمہ بڑے پہاڑ کی برابر بھی قرض ہو گا تو اللہ تعالےٰ اسے بھی تجھ سے ادا کرا دیگا (یہ دعا پڑھا کر) اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (ترجمہ) یا آلہی تو اپنی حلال چیز کے ساتھ اپنی حرام چیز سے مجھے کفایت[۳] کر اور اور لوگوں سے سوائے اپنے تو فضل سے مجھے غنی کر دے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے اور حضرت جابر کی یہ روایت کہ جب تم آج کلاب سنو) انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب باب ترشوں کے دیکھنے کے بیان کرینگے۔

تیسری فصل (۷۶۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے (تو اٹھتے وقت) آپ چند کلمے پڑھتے میں نے انہیں کلموں کی بابت آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اگر تو نے اس مجلس وغیرہ میں) اچھی باتیں کی ہونگی تو یہ کلمات قیامت تک اس پر مہر[۴] ہو کر لگ جائینگے اور اگر بری باتیں کی ہونگی تو یہ سبب بخشش ہو جائیں گے (اور وہ یہ ہیں) سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۷۶۵) قتادہ رض روایت کرتے ہیں مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (پہلی تاریخ کا) چاند دیکھتے تو آپ تین بار یہ فرماتے یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہے یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہے یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہے۔ میں اس اللہ پر ایمان لایا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا ہے پھر فرماتے سب تعریفیں اسی اللہ کے لئے ہیں جس نے فلانا[۵] مہینہ ختم کیا اور فلانا مہینہ شروع کیا یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

---

[۱] یعنے میں ادائے قرض اور عبادت اور تحمل مصیبت سے عاجز ہوں ۱۲ [۲] یعنے کفارسے ڈر کر انکا مقابلہ نہ کر سکوں لہذا اس سے پناہ مانگتا ہوں ۱۲ [۳] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کا مالک یہ لکھوالے کہ جب تو اسقدر مال مجھے دیدیگا تو تو آزاد ہو جائیگا اور اس مال کو بدل کتابت کہتے ہیں اور جس غلام نے یہ مال اپنے ذمہ لے لیا ہے اسے غلام مکاتب کہتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے رزق حلال عطا کر تاکہ میں حرام سے بے پرواہ ہو جاؤں ۱۲ [۴] یعنے یہ خیر محفوظ رہیگا اور ان کا ثواب ضائع نہیں ہو گا ۱۲ [۵] یعنے آپ ماہ گذشتہ اور ماہ آیندہ کا نام لیتے ۱۲

(۶۶۰) حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو فکر زیادہ ہو وہ یہ پڑھا کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِیْ قَبْضَتِكَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِكَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُكَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ اَسْئَلُكَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَكَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَہٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِہٖ فِیْ مَکْنُوْنِ الْغَیْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَجِلَاءَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ (ترجمہ) یا الٰہی میں تیرا بندہ اور تیرے ہی بندے کا بیٹا اور تیری ہی لونڈی کا بیٹا ہوں اور میں ہر طرح سے تیرے قبضہ میں ہوں[۱] اور میری پیشانی کے بال تیرے ہاتھ میں ہیں میرے حق میں تیرا حکم جاری رہتا ہے میرے حق میں تیرا حکم ہی کرنا انصاف ہے اور میں تیرے ہر نام کے ساتھ جس سے تونے اپنا خود نام لیا ہے یا تونے اپنی کتاب (یعنے قرآن) میں نازل فرمایا ہے یا تونے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا تونے اپنے پاس غیب کے پردہ میں اُسے رکھ چھوڑا ہے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ قرآن شریف کو میرے دل کی بہار اور میرے رنج اور غم کو دور کرنے والا کردے آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ جس بندے نے یہ کلمات کبھی پڑھ لئے تو اللہ تعالیٰ اُسکے غم کو دور کردیگا اور اُسکے عوض خوشی دے گا۔ یہ روایت رزین نے نقل کی ہے۔

(۶۶۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم (کہیں بلند جگہ) چڑھا کرتے تھے تو اللہ اکبر کہتے اور جب نیچے اُترتے تو سبحان اللہ کہتے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۶۶۲) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر مہم پیش آتا تھا تو آپ یہ پڑھا کرتے تھے[۲] یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ یہ روایت ترمذی نے نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور محفوظ بھی نہیں۔

(۶۶۳) حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ خندق[۳] کے دن ہم نے عرض کیا تھا یا رسول ہمیں کوئی ایسی دعا وغیرہ بتایئے جسے ہم پڑھتے رہیں ہمارے دل تو بیٹھے جاتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں (یہ پڑھتے رہو) اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا (ترجمہ) یا الٰہی ہمارے عیب چھپالے اور ہمیں اندیشوں سے امن دے

---

[۱] یعنے میں ہر طرح تیرے قبضہ میں ہوں تیری امداد بغیر میں کچھ حرکت و قوت نہیں کرسکتا ۱۲ [۲] (ترجمہ) اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اے ہمیشہ قائم رہنے والے میں تیری رحمت کے ساتھ (یعنے جو رحمت تیری مخلوق پر ہے) اُسکے ساتھ فریاد رسی کرتا ہوں (تو مجھ پر رحم کر) ۱۲ [۳] اسی لڑائی کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس لڑائی میں کافروں پر ایسی سخت ہوا مسلط کی تھی کہ اُنکے خیمے وغیرہ اُکھاڑ دیئے تھے اور ہانڈیاں تک اُلٹ دی تھیں اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا کر

حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ (اس دعا کی وجہ سے) اللہ تعالےٰ نے ایک ہوا کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مونہہ پھیر دیا اور اس ہوا ہی سے انہیں شکست دی۔ یہ روایت امام احمدؒ نے نقل کی ہے۔

(۲۳۶۴) حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ سلم بازار میں جاتے تو آپ یہ پڑھتے تھے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا صَفْقَۃً خَاسِرَۃً یہ روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے۔

باب پناہ مانگنے کے بیان میں

پہلی فصل (۲۳۶۵) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم لوگ مشقت بلا سے اور بدبختی کے آنے سے اور بری تقدیر سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگتے رہا کرو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۳۶۶) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ ۝ (ترجمہ) یا الٰہی میں تیرے ساتھ رنج اور غم اور عاجزی اور سستی اور نامردی اور بخیلی اور قرض کے بوجھ اور اور لوگوں کے غلبہ سے پناہ چاہتا ہوں) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۲۳۶۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَۃِ النَّارِ وَفِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْغِنٰی وَشَرِّ فِتْنَۃِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (ترجمہ) یا الٰہی میں تیرے ساتھ سستی سے اور بڑھاپے سے اور تاوان سے اور گناہوں سے پناہ چاہتا ہوں یا الٰہی میں تیرے ساتھ آگ کے عذاب اور آگ کے فتنہ اور قبر کے عذاب اور دولتمندی کے فتنہ کی برائی اور فقر کے فتنہ کی برائی اور مسیح الدجال کے فتنہ کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔ یا الٰہی میرے گناہوں

۱؎ یعنی کوئی ایسی تکلیف دین یا دنیا کی ہمیں تکلیف نہ پہونچے کہ جس کی وجہ سے دشمنوں کو خوشی ہو ۱۲ ۲؎ یعنی ایسے بڑھاپے جس میں اعضا ناکارہ ہو جائیں اور میں بے حواس ہو جاؤں اور عبادت خداوندی نہ ہو سکے ۱۲

برف[1] کے اور اولے کے پانی سے اس طرح دھو دے اور میرے دل کو اس طرح صاف کر دے جیسے سپید کپڑا میل سے صاف کر دیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں[2] کے درمیان مشرق و مغرب جیسا فاصلہ کر دے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۶۶۸) حضرت زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْھَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا (ترجمہ) یا الٰہی میں عاجزی اور سستی سے اور نامردی اور بخیلی سے اور بڑھاپے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں یا الٰہی میرے نفس کو پرہیزگاری عطا کر اور (گناہوں سے) اسے پاک کر تو سب سے اچھا پاک کرنے والا تو ہی ہے اور تو ہی اس کا کارساز اور تو ہی مالک ہے یا الٰہی میں تیرے ایسے علم سے بھی پناہ مانگتا ہوں جس[3] سے کچھ نفع نہ ہو اور ایسے دل سے جس میں خوف خدا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو کسی چیز سے بھی سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو مقبول نہ ہو یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۶۹) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا یہ بھی تھی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِیَتِكَ وَفُجَاءَۃِ نِقْمَتِكَ وَجَمِیْعِ سَخَطِكَ ۔ (ترجمہ) یا الٰہی میں تیری نعمت[4] کے جاتے رہنے سے اور تیری صحت دی ہوئی کے (بیماری) ہو جانے سے اور یکایک تیرے عذاب آجانے سے اور تیرے تمام غصوں سے تیری ہی پناہ چاہتا ہوں) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۷۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا (بھی) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ (ترجمہ) یا الٰہی میں نے جو کام کیا اور جو نہیں کیا دونوں[5] کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں) یہ روایت مسلم نے کی ہے۔

(۶۷۱) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ

---

[1] یعنے طرح طرح کی مغفرتوں کے ساتھ مجھے گناہوں سے پاک کر ۱۲ [2] رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بفضلہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے امن میں تھے لیکن اپنی امت کو سکھلانے کے لئے آپ ایسی دعائیں پڑھا کرتے تھے ۱۲ [3] یعنے ایسا علم جس پر میں عمل کروں اور نہ اوروں کو سکھاؤں اور نہ میرے اخلاق اور افعال بدلیں یا ایسے علم سے آپنے پناہ مانگی جسکی دین میں حاجت نہ ہو اور نہ اُسکے سیکھنے میں اجازت شرعی ہو ۱۲ لمعات وطیبی [4] نعمت سے مراد ایمان اور اسلام اور معرفت خداوندی اور نیکیاں ہیں ۱۲ [5] یعنے کئے پر عذاب نہ ہو اور جو ابھی نہیں کیا اُسے آئندہ بھی نہ کروں ۱۲

لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ ٭ (ترجمہ) یا الٰہی میں تیری ہی فرمانبرداری کی اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف میں نے رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے میں (کفار سے) لڑتا ہوں یا الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تیری عزت کے وسیلہ سے اسبات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ کرے اور ایسا زندہ تو ہی ہے کہ کبھی نہیں مرے گا اور جنات اور انسان سب مرجائیں گے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۲۲۷۶) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (یہ دعاء) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَآءٍ لَّا یُسْمَعُ (ترجمہ) یا الٰہی میں چار چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ایک تو علم جس سے کچھ نفع نہ ہو دوسرے دل جسمیں خوف (خدا) نہ ہو تیسرے نفس جو سیر نہ ہو چوتھے دعاء جو مقبول نہ ہو) یہ روایت امام احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے عبداللہ بن عمرو سے اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو دونوں سے نقل کی ہے۔

(۲۲۷۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے نامردی سے بخل سے اور بُری عمر سے اور سینہ (یعنی دل) کے برے عقیدوں سے اور قبر کے عذاب سے۔ یہہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۲۲۷۸) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (یہ دعاء) پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّۃِ وَالذِّلَّۃِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ (ترجمہ) یا الٰہی میں محتاجگی سے اور کمی سے اور ذلت سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر کوئی ظلم کرے۔ یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

---

۱۲ گناہوں کو چھوڑ کر تیری طاعت کی طرف آیا ۱۲ ۲ یعنے استقدر حرص و طمع بڑھی ہو کہ کسی چیز سے بھی پیٹ نہ بھرے بلکہ زیادتی کی خواہش رہے ۱۲ ۳ صاحب لمعات نے کہا ہے احتمال ہے کہ بُری عمر سے آپ کی مراد بہت بڑھاپا ہو یا وہ زندگی جو فسق و فساد کے ساتھ گذرے ۱۲ ۴ یعنے برے عقیدے اور بدخلقی دل میں جم جائے اور دل حق بات کے قبول کرنے اور بلا خلل کا متحمل ہونے کی قابل نہ رہے اس سے پناہ مانگتا ہوں ۱۲ ۵ یعنے نیکیوں کی کمی سے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی کمی تو خود اختیار کی تھی اور کثرت مال کو مکروہ سمجھتے تھے ۱۲

(۶۷۲) حضرت ابوہریرہؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ (ترجمہ) یا الٰہی میں خلاف[1] سے اور نفاق سے اور بُری عادتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں) یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۶۷۳) حضرت ابوہریرہؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّھَا بِئْسَ الْبِطَانَۃُ (ترجمہ) یا الٰہی میں بھوک[2] سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بُری ساتھی ہے اور (امانت میں) خیانت کرنے سے (بھی) تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ وہ پوشیدگی کی عادت بُری ہے) یہ روایت ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۶۷۴) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَیِّئِ الْاَسْقَامِ (ترجمہ) یا الٰہی میں کوڑھ اور جذام اور دیوانہ ہونے اور بُری بیماریوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے

(۶۷۵) حضرت قطبہ بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْکَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ (ترجمہ) یا الٰہی میں بُری عادتوں اور بُرے عملوں اور بُری خواہشوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۶۷۶) شتیر بن شکل بن حمید نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا تھا یا نبی اللہ مجھے کوئی ایسا تعویذ (یا دعا) بتا دیجئے جسے میں اللہ کی پناہ مانگنے کے لئے دعا کرتا رہوں آپ نے فرمایا یہ پڑھتا رہا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَشَرِّ بَصَرِیْ وَشَرِّ لِسَانِیْ وَشَرِّ قَلْبِیْ وَشَرِّ مَنِیِّیْ (ترجمہ) یا الٰہی میں اپنے کانوں[3] کی بُرائی اور آنکھوں کی بُرائی اور زبان کی بُرائی اور دل کی بُرائی اور منی کی بُرائی سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۶۷۷) حضرت ابوالیسرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَدْمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْھَرَمِ و

---

[1] یعنی مخالفت حق سے یا خلاف وعدوں سے ۱۲ [2] یعنی جس کی وجہ سے عبادت وغیرہ کرنے کی بھی طاقت نہ رہے ۱۲

[3] یعنی لغو اور بُری چیز جسکا شریعت میں سننا حرام ہے نہ سنوں اور زبان کی بُرائی یہ کہ اس سے بے فائدہ اور فضول کلام نہ کیا کروں اور منی کی بُرائی یہ کہ اسے (زنا) صرف نہ کروں ۱۲

أَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا (ترجمہ) یا الٰہی میں (دیوار وغیرہ کے اپنے اوپر) گر جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور (کسی بلند جگہ سے) گر جانے اور ڈوبنے اور جلنے اور بڑھاپے سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میرے مرنے کے وقت مجھے شیطان خبط میں ڈالے اور اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے راستہ میں لڑتا ہوا پشت پھیر کے بھاگ کر مر جاؤں اور اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں سانپ کے کاٹنے سے مر جاؤں) یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں غم سے (بھی تیری پناہ مانگتا ہوں)

(۲۴۷۸) حضرت معاذ بن جبلؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ (صحابہ سے) فرماتے تھے کہ ایسی طمع[1] سے جو عیب کو پہونچا دے تم اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ یہ حدیث امام احمد نے نیز بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے

(۲۴۷۹) حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند کی طرف دیکھ کر (مجھ سے) فرمایا اے عائشہؓ تم اسکی برائی سے اللہ کی پناہ مانگا کرو کیونکہ یہ وہی ہے جو بے نور ہو کے اندھیرا کرنیوالا[2] ہوگا یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۲۴۸۰) حصین کے بیٹے عمران کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے والد سے پوچھا (اور اسوقت تک میرے والد مسلمان نہیں ہوئے تھے کہ) اے حصین آج کل کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو میرے والد نے عرض کیا کہ سات (معبودوں کی عبادت کرتا ہوں) چھ زمین پر[3] ہیں اور ایک آسمان پر[4] ہے آپنے فرمایا اور ان میں امید و خوف کے لیئے کونسا ٹھیرا رکھا ہے اُنہوں نے عرض کیا وہی جو آسمان پر[5] ہے آپنے فرمایا اے حصین یہ یاد رکھ کہ اگر تو مسلمان ہو جاتا تو میں تجھے دو کلمے ایسے سکھلاتا جن سے تجھے نفع پہونچتا عمران کہتے ہیں کہ جب حصین مسلمان ہو گئے تو اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب وہی دو کلمے مجھے سکھلا دیجئے جنکا آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا آپنے فرمایا پڑھ اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَأَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ (ترجمہ) یا

---

[1] طمع اصل میں تلوار کے زنگ لگنے کو کہتے ہیں اور یہاں مراد عیب ہے یعنے میں ایسی طمع سے پناہ مانگتا ہوں جو مجھے عیب دار کر دے اور میں مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھروں ۱۲ [2] یعنے قرآن شریف میں جو آیا ہے وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (ترجمہ) جب وہ بے نور ہو کے اندھیرا کرنیوالا ہو جائے تو اُسکی برائی سے (میں پناہ مانگتا ہوں) تو اس سے مراد چاند ہی ہے اور پناہ مانگنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ اللہ کی اُن نشانیوں میں سے ہے جو بلاؤں کے اترنے پر دلالت کرتی ہیں ۱۲ [3] جنکا نام یہ ہیں یغوث یعوق نسر لات مناۃ عزیٰ [4] اور ایک آسمان پر یعنے جو سبھوں کا خالق ہے ۱۲ [5] یہ حصین نے باعتبار اپنے گمان کہدیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیئے کوئی جگہ معین نہیں ہے وہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور مکان سے منزہ ہے ۱۲

یا الٰہی میرے دل میں ہدایت ڈال اور میرے نفس کی برائی سے مجھے بچا) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے

(۶۸۱) عمرو بن شعیب اپنے والد (شعیب) سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے نیند میں ڈر جائے[۱] تو یہ پڑھ لیا کرے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ (ترجمہ میں اللہ کے پورے کلموں کی برکت سے اسکے غصہ اور اسکے عذاب اور اسکے بندوں کی برائی اور شیطانوں کے وسوسوں اور اُن کے آنے سے پناہ مانگتا ہوں اسکے بعد شیاطین اُسے ہرگز ضرر نہیں دیں گے۔ (راوی کہتے ہیں) کہ عمروؓ کے بیٹے عبداللہ کا یہ حال تھا کہ اُن کی اولاد میں جو لڑکے بالغ ہو جاتے تو انہیں یہ دعا سکھلا دیتے اور جو نابالغ ہوتے (اُن کے لئے) ایک کاغذ پر لکھ کر اُنکے گلے[۲] میں ڈال دیتے۔ یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور یہ لفظ (لعینہ) ترمذی کے ہیں۔

(۶۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص تین دفعہ اللہ سے بہشت کا سوال کرے تو پھر (بہشت بھی یہ) دعا کرتی ہے یا الٰہی اسے بہشت میں داخل کر دے اور جو شخص دوزخ سے تین دفعہ پناہ مانگے) تو پھر دوزخ کی) آگ بھی (یہ دعا) کرتی ہے یا الٰہی اسے مجھ سے پناہ دے) یہ روایت ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۶۸۳) قعقاع روایت کرتے ہیں کہ کعب[۳] احبار کہتے تھے کہ اگر چند کلمے میں نہ پڑھتا رہتا تو یہود (جادو وغیرہ کر کے) مجھے گدھا بنا دیتے کسی نے اُنسے پوچھا وہ کونسے کلمے ہیں کہنے لگے اَعُوْذُ بِوَجْہِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمَ مِنْہُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰہِ الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ (ترجمہ) میں اللہ کی بڑی ذات کے (وسیلہ سے) کہ اُس سے بڑی کوئی چیز نہیں اور اللہ کے پورے کلموں کے (وسیلہ سے) کہ جن پر نہ کوئی نیک آدمی بڑھ سکتا ہے اور نہ کوئی بد آدمی اور اللہ کے پاک ناموں کے (وسیلہ سے) کہ جنہیں

---

[۱] یہ دعا آنحضورؐ نے شیاطین سے بچنے کے لئے فرمائی ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ نیند میں ڈرنا شیاطین کے تصرف سے ہوتا ہے ۱۲ [۲] اس سے معلوم ہوا کہ گلے میں تعویذ لٹکانا جائز ہے چنانچہ علماء کا مختار مسئلہ بھی یہی ہے ہاں منکوں وغیرہ کا گلے میں ڈالنا حرام ہے اور اگر قرآن شریف کی کوئی آیت یا اسماء الٰہی لکھ کر لٹکائیں تو کچھ حرج نہیں ۱۲ [۳] یہ کعب احبار یہودی تھے بڑے عقلمند تھے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا انہوں نے زمانہ پایا تھا لیکن آپ کو نہیں دیکھا بلکہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آکر یہ مسلمان ہوئے اور مراد گدھا بنا دینے سے یہی ہے کہ مجھے بے عقل مثل جانوروں گدھے وغیرہ کے کر دیتے

میں جانتا ہوں اور جنہیں نہیں جانتا اُن چیزوں کی بُرائی کہ جنہیں اللہ نے پیدا کیں اور پھیلائیں اور برابر کیں پناہ چاہتا ہوں) یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

(۲۴۸۴) مُسلم کے بیٹے ابو بکرہ کہتے ہیں کہ میرے والد نماز کے بعد (یہ دعاء پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (ترجمہ) یا الٰہی میں کفر سے اور فقر سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں (اُنہیں پڑھتے ہوئے دیکھکر میں (بھی) یہی دعاء پڑھنے لگا (ایک روز) میرے والد نے پوچھا اے میرے بچے یہ دعاء تو نے کس سے سیکھی ہے بیٹے کہا تم سے! کہنے لگے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (بھی) نماز کے بعد یہ دعاء پڑھا کرتے تھے۔ یہ روایت نسائی اور ترمذی نے نقل کی ہے مگر ترمذی نے نماز کے بعد (پڑھنے کو) ذکر نہیں کیا اور امام احمد نے مضمون[۱] حدیث نقل کیا ہے اور ان کی روایت میں ہر نماز کے بعد (پڑھنی آئی) ہے۔

(۲۴۸۵) حضرت ابو سعید کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ یہ پڑھا کرتے تھے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْنِ (ترجمہ) کفر اور قرض سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ قرض کو کفر کی برابر سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں[۲] اور ایک روایت میں یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ (ترجمہ) یا الٰہی کفر اور فقر سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں) ایک آدمی نے پوچھا آپ ان دونوں کو برابر کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

باب (اُن) دُعاؤں کی (فضیلت کا بیان) جو تمام مطالب کو شامل ہوں

پہلی فصل (۲۴۸۶) حضرت ابو موسٰی اشعری، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ وَخَطَائِیْ وَعَمْدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (ترجمہ) یا الٰہی تو میری خطا کو اور میری نادانی کو اور میرے ہر کام میں زیادتی کرنیکو اور جو خطائیں تو میری جانتا ہے سب کو بخشدے یا الٰہی تو میرے قصد سے اور ہنسی سے اور نادانستہ اور دانستہ

---

[۱] یعنے باپ و بیٹے کو ذکر نہیں کیا فقط مضمون حدیث نقل کیا ہے ۱۲ [۲] یعنے ہاں قرضدار آدمی (بعض صفات میں) منافق کی کیونکہ جس پر قرض زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ جھوٹ بھی بولتا ہے اور وعدہ خلافی بھی زیادہ کرتا ہے اور یہ صفات منافق کی ہیں اور فقیر بھی جب صبر نہیں کرتا تو اس کا فقر اُسے کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے ۱۲ لمعات

سے جو گناہ ہوئے ان سبھوں کو بخشدے اور یہ سب کے سب مجھ ہی سے ہوئے ہیں یا الٰہی جو گناہ میں نے آگے کئے ہیں اور جو پیچھے کئے اور جو پوشیدہ کئے اور جو ظاہر کئے اور جو میرے گناہ تو جانتا ہے سب کو بخشدے تو ہی (اپنی رحمت کی طرف ہیں) بڑھانیوالا ہے اور تو ہی تو پیچھے ہٹانیوالا اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے یہ روایت متفق علیہ

(۶۸۷) حضرت ابوہریرہ رضی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَیٰوۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ (ترجمہ) یا الٰہی میرا دین درست کردے جو میری (مال و آبرو ہر) چیز کا بچاؤ ہے اور میرے واسطے دنیا بھی) درست کردے کہ جس میں میری زندگانی ہے اور میری آخرت بھی) درست کردے جو لوٹ کر جانے کا ٹھکانا ہے اور زندگی کو میرے واسطے ہر طرح کی بھلائی کی زیادتی کا سبب کردے اور موت کو میرے لئے ہر برائی سے راحت مل جانیکا سبب کردے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۸۸) حضرت عبداللہ بن مسعود نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (یہ دعا) پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی (ترجمہ) یا الٰہی بیشک میں تجھ سے ہدایت کا اور پرہیزگاری کا اور (گناہوں سے) رکنے کا اور (دل کی) بے پرواہی کا سوال کرتا ہوں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی

(۶۸۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا (کہ یہ دعا) پڑھا کر اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ (ترجمہ) یا الٰہی مجھے ہدایت اور راستی عطا کر اور ہدایت سے (اپنے دل میں) دین کے سیدھے راستہ پر چلنا اور راستی سے تیر جیسی راستی سوچ لیا کر۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۶۹۰) حضرت ابو مالک اشجعی نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُسے نماز سکھلا کر پھر ان چند کلمات کے ساتھ اُسے دعا کرنے کے لئے ارشاد فرماتے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ (ترجمہ) یا الٰہی میرے گناہ بخشدے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے صحت دے اور مجھے رزق دے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

لہ یہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بوجہ خاکساری اور جناب باری کے سامنے انکساری کرنے کے لئے فرمایا ورنہ آپ گناہوں سے پاک تھے اور حقیقت میں اس طرح دعا کرنے سے مقصود اپنی اُمت کو تعلیم کرنی تھی کہ اسطرح دعا مانگنی چاہیئے ۱۲ مٹ یعنی مجھے روزی بحلال دے تاکہ میری گذران اچھی طرح ہو اور بدن میں قوت آکر عبادت کے کرنے کی طاقت ہو ۱۲ سے مطلب دونوں جملوں کا یہ ہے کہ ہدایت اور راستی دین کی مقصود ہونی چاہیئے اور دونوں چیزیں انتہا درجہ کی ہوں ۱۲

(۶۹۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اکثر یہ[۱] دعا ہوتی تھی اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ترجمہ) یا الٰہی تو مجھے دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کر اور مجھے آگ کے عذاب سے بچا) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۶۹۲) حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْ لِیْ وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ وَاھْدِنِیْ وَیَسِّرِ الْھُدٰی اِلَیَّ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَکَ شَاکِرًا لَکَ ذَاکِرًا لَکَ رَاھِبًا لَکَ مِطْوَاعًا لَکَ مُخْبِتًا اِلَیْکَ اَوَّاھًا مُنِیْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاھْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَۃَ صَدْرِیْ (ترجمہ) اے پروردگار میری اعانت کر اور مجھے[۲] مغلوب نہ کر اور میری مدد کر اور مجھ پر کسی کو غلبہ نہ دے اور میرے واسطے کوئی حیلہ کر اور مجھ پر کسی کا حیلہ نہ چلنے دے اور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان (بھی) کر اور جو مجھ پر سرکشی کرے اس پر میری مدد کر اے میرے پروردگار مجھے شکر گذار اور ذاکر اور خائف اور اپنا فرمانبردار اور اپنے آگے عاجزی کرنے والا اور زاری کرنے والا اور اپنی طرف رجوع کرنے والا کر لے اے پروردگار میری توبہ قبول کر اور میرے گناہ دھو دے اور میری دعاء قبول کر اور میری دلیل[۳] قائم رکھ اور میری زبان کو سیدھی رکھ اور میرے دل کو راہ راست دکھلا اور میرے دل کی سیاہی[۴] دور کر یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۶۹۳) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہو کر رونے لگے پھر فرمایا کہ تم لوگ اللہ تعالےٰ سے بخشش اور عافیت مانگتے رہا کرو کیونکہ ایمان کے بعد عافیت سے زیادہ کسی کو کوئی اچھی چیز نہیں ملی (لہذا عافیت وتندرستی بہت ہی اچھی چیز ہے۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث باعتبار سند کے حسن غریب ہے۔

(۶۹۴) حضرت انس روایت کرتے کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ

---

[۱] حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا اکثر اس لئے پڑھتے تھے کہ یہ دین ودنیا کے تمام مقاصد کو جامع ہے دوسرے یہ کہ یہ کلام خداوندی میں مذکور ہے ۱۲ [۲] یعنے اپنے ذکر کی اور شکر کی اور حسن عبادت کی مجھے توفیق عطا کر اور مجھے مغلوب نہ کر یعنے انہیں مجھ پر غالب نہ کر تا کہ تیری عبادت کرنے سے مجھے روکدیں خواہ شیاطین ہوں خواہ کفار ہوں یا کہ نفس ۱۲ [۳] یعنے اپنے دشمنوں پر دنیا اور عقبیٰ میں دلیل قائم کر ۱۲ [۴] یعنے بدخلقی اور بغض وحسد اور کینہ دفع کر ۱۲۔

کونسی دعا بہتر ہے آپ نے فرمایا تو اپنے پروردگار سے دنیا اور آخرت میں صحت اور معافاۃ[1] مانگتا رہا کر پھر وہی شخص دوسرے دن آیا اور پوچھا یا رسول اللہ کونسی دعا بہتر ہے آپ نے اس سے پھر اسی طرح فرمایا بعد ازاں وہ تیسرے دن آیا اور اسی طرح آپ سے پوچھا آپ نے بھی) اس سے اسی طرح فرماکر یہ فرمایا کہ جب تجھے دنیا و آخرت میں عافیت و بخشش مل گئی تو تیری مراد حاصل ہو گئی یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث باعتبار سند کے حسن غریب ہے۔

(۶۹۵) حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ دعا مانگتے ہوئے یہ پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ اَللّٰهُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ (ترجمہ) یا الٰہی تو مجھے اپنی محبت نصیب کر اور اس آدمی کی محبت جسکی محبت تیرے نزدیک مجھے نفع دے یا الٰہی[2] جو تو نے میری چاہیتی چیز مجھے دے رکھی ہے اسے تو اپنی چاہیتی چیز (یعنی شکر) کا سبب کردے یا الٰہی جو میری چاہیتی چیز تو مجھ سے لیلے تو تو مجھے (اس سے پھیر کر) اپنی پسندیدہ چیز میں مشغول کردے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے

(۶۹۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (ایسا اتفاق) کم ہوا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں اپنے اصحاب کے لئے یہ چند دعائیں مانگے بغیر کھڑے ہوئے ہوں (دعا یہ ہے) اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا (ترجمہ) یا الٰہی تو اپنا خوف ہمیں اسقدر دے کہ وہ تیری نافرمانی سے ہمیں روک دے اور اسقدر ہمیں اپنی طاعت دے جو ہمیں بہشت میں پہنچا دے اور اسقدر ایمان دے کہ دنیا کی مصیبتیں ہم پر آسان ہو جائیں اور جب تک تو ہمیں زندہ رکھے۔ ہمارے کانوں اور ہماری آنکھوں اور ہماری قوت

---

[1] یعنے اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے عافیت میں رکھے اور لوگوں کو تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت سے رکھے ۱۲ [2] حاصل دونوں جملوں کا یہ ہے کہ اگر تو مجھے دنیا کی نعمت دے تو توفیق شکر بھی دے تاکہ میں غنیا شاکرت ہوں واگر نہ دے تو میرا دل اس سے فارغ رکھ یعنے میرا دل اسمیں نہ پڑا رہے بلکہ میں عبادت میں مشغول رہوں اور حرص تمنا مال کی نہ کروں تاکہ فقرا صابر سے ہوں کہ ان کا بھی بڑا درجہ ہے ۱۲ [3] یعنے انہیں سکھانے کے لئے یا یہ کہ اس دعا میں وہ بھی داخل ہیں

کے ساتھ ہمیں نفع دے[۵۱] اور ایمان کو ہمارے میں (ہمیشہ) باقی رکھ اور ہمیں ان ہی لوگوں سے بدلہ لینے پر قادر کر دے جنہوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر اور ہمارے دین میں ہم پر مصیبت نہ دے اور دنیا کو ہمارا بڑا[۵۳] مقصود اور ہمارا مبلغ علم[۵۴] نہ کر اور جو شخص ہم پر رحم نہ کرے اُسے ہمارا حاکم نہ کر۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۷۶۹) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ (ترجمہ) یا الٰہی جو علم تو نے مجھے سکھایا ہے اُس سے تو مجھے نفع دے اور جو چیز مجھے نفع دے وہ مجھے سکھا اور مجھے علم زیادہ دے ہر حال میں اللہ ہی کے واسطے سب تعریفیں ہیں اور میں دوزخیوں کے[۵۵] حال سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں) یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے غریب ہے۔

(۷۹۸) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ کے مونھہ کے پاس شہد کی مکھیوں کی بھنبھناٹ جیسی آواز[۵۶] معلوم ہوا کرتی تھی ایک روز جو آپ پر وحی نازل ہوئی تو ہم کچھ دیر تک (آپ کی اُس حالت کے رفع ہونیکے منتظر رہے جب آپ سے وہ حالت دور ہو گئی تو آپ قبلہ کی طرف مونھہ کر کے بیٹھے اور آپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا (ترجمہ) یا الٰہی ہم پر (دنیا اور آخرت کی نعمتیں) زیادہ کر اور کم نہ کر اور ہمیں معزز کر اور ہمیں ذلیل نہ کر اور ہم پر بخشش کر اور ہمیں محروم نہ رکھ اور ہمیں برگزیدہ کر اور ہم پر (یعنے ہمیں چھوڑ کر) اوروں کو برگزیدہ نہ کر اور تو ہمیں راضی رکھ اور تو ہم سے راضی رہ) پھر آپ نے فرمایا کہ مجھہ پر دس آیتیں نازل ہوئی ہیں جو شخص ان پر عمل کرتا رہے وہ بہشت میں داخل ہوگا پھر آپ نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ

---

[۵۱] یعنے تمام عمر ہمارے اعضاء اور حواس کو سلامت رکھ تاکہ ہم اُنسے کام لیں ۱۲ [۵۲] یعنے تاکہ ہم ظالموں سے بدلہ لیں یا یہ کہ تو ہماری طرف سے ہمارا بدلہ لے ۱۲ [۵۳] یعنے ایسا نہ کر کہ ہم دنیا ہی کے فکر و تدبیر میں لگے رہیں بلکہ ایسا کر کہ فکر و اندیشہ ہم امور آخرت کا زیادہ رکھیں اور معاش کا تھوڑا فکر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے ۱۲ [۵۴] یعنے تاکہ ہم اپنے علم کو دنیا ہی کے حاصل کرنے میں نہ لگا دیں ۱۲ [۵۵] یعنے دنیا میں فسق و فجور سے بچوں اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے نجات ہو ۱۲ [۵۶] یہ آواز حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ہوتی تھی جو صحابہ کی سمجھ میں نہیں آتی تھی جیسی مکھیوں کی آواز سمجھ میں نہیں آتی ۱۲

رہے) دس آیتوں تک پڑھا یہ روایت امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۷۶۹) حضرت عثمان بن حنیف کہتے ہیں کہ ایک آدمی کم سوجھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میری عافیت کے لئے آپ اللہ سے دعا کیجئے آنحضورؐ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کردوں ورنہ تو صبر کرلے صبر کرنا تیرے لئے بہت بہتر ہے اُس نے (دو بارہ) عرض کیا کہ آپ دعا ہی کیجئے عثمان کہتے ہیں آنحضورؐ نے اُسے ارشاد فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرے (اور پھر) یہ دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ لِیَقْضِیَ لِیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ (ترجمہ) یا الٰہی بیشک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی محمد جو نبی الرحمۃ ہیں اُنکے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں (اے نبی) بیشک میں تمہارے وسیلہ سے اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میری حاجت پوری کرے یا الٰہی میرے حق میں تو ان کی سفارش قبول کر) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۷۷۰) حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حضرت داؤد (علیہ السلام) یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (ترجمہ) یا الٰہی میں تجھ سے تیری محبت اور اُس شخص کی محبت جو تجھ سے محبت رکھے اور وہ عمل جو تیری محبت تک مجھے پہنچادے مانگتا ہوں یا الٰہی تو اپنی محبت میرے نزدیک میری جان سے اور میرے مال سے اور میرے گھر والوں سے اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب کردے راوی کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت داؤد کا ذکر کرکے انکی کوئی حدیث بیان کرتے تو یہ فرماتے کہ حضرت داؤد علیہ السلام (اپنے زمانہ میں) سب لوگوں سے زیادہ عبادت گذار تھے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۷۷۱) عطا بن سائب کے بیٹے نے اپنے والد (سائب) سے نقل کی ہے کہ وہ کہتے تھے عمار بن یاسرؓ نے ہمیں نماز پڑھائی اور اسمیں (بہت ہی) اختصار کیا بعض لوگوں نے اُنسے کہا کہ تم نے بہت ہی ہلکی اور

ؔلہ یعنے وضو کے آداب اور سنتوں کو وضو کرنے میں ملحوظ رکھے ۱۲ ؔلہ یعنے آنکھوں کو اچھا کرے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے صبر کرنے کے لئے اسلئے فرمایا تھا کہ انکے اجر میں اسے بہشت ملے چنانچہ دوسری حدیث میں یہی آیا بھی ہے کہ آنکھوں کے عوض میں جو بندہ صبر کرے اللہ اُسے بہشت دیتا ہے ۱۲

مختصر نماز پڑھائی ہے (انہوں نے) فرمایا یاد رکھو یہ ہلکی نماز پڑھانی مجھے کچھ مضر نہیں کیونکہ مینے چند دعائیں اسمیں ایسی پڑھی ہیں جنہیں خود مینے ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھیں پھر جب عمار ین یاسر کھڑے ہوکر (چلنے لگے) تو انہیں لوگون میں سے (ایک آدمی اُنکے پیچھے ہولیا (عطا کہتے ہیں کہ) وہ آدمی میرے والد (یعنے سائب) ہی تھے لیکن انہون نے اپنے آپ کو بتایا نہیں (کہ میں ہی تھا) اُس آدمی نے عمار سے وہ دعا پوچھی اور پھر آکر وہ دعا لوگون کو بتائی (وہ یہ دعا تھی) اَللّٰھُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبَ وَ قُدْرَتِكَ عَلَی الْخَلْقِ اَحْیِنِیْ مَا عَلِمْتَ الْحَیٰوۃَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاۃَ خَیْرًا لِّیْ اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُكَ خَشْیَتَكَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ وَاَسْئَلُكَ کَلِمَۃَ الْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَاَسْئَلُكَ الْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنٰی وَاَسْئَلُكَ نَعِیْمًا لَّا یَنْفَدُ وَاَسْئَلُكَ قُرَّۃَ عَیْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْئَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْئَلُكَ بَرْدَ الْعَیْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْئَلُكَ لَذَّۃَ النَّظْرِ اِلٰی وَجْھِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِكَ فِیْ غَیْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّۃٍ وَّلَا فِتْنَۃٍ مُّضِلَّۃٍ اَللّٰھُمَّ زَیِّنَّا بِزِیْنَۃِ الْاِیْمَانِ وَاجْعَلْنَا ھُدَاۃً مُّھْتَدِیْنَ (ترجمہ) یا الٰہی (میں) تیرے علم غیب کے وسیلہ اور تیری قدرت جو مخلوق پر ہے اُسکے وسیلہ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جبتک تیرے علم میں میری زندگی بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب تیرے نزدیک میرا مرنا بہتر ہو تو مجھے موت دے یا الٰہی میں پوشیدگی اور ظاہر میں تجھ سے ڈرنے کا سوال کرتا ہون اور خوشی میں اور غصہ میں حق بات بولنے کا سوال کرتا ہون اور تنگی اور فراخی میں میانہ روی کا سوال کرتا ہون اور تیری ایسی نعمتیں مانگتا ہون جو ختم نہ ہون اور ایسی آنکھ کی ٹھنڈک کا سوال کرتا ہون جو جاتی نہ رہے اور تقدیر (لکھی جانے) کے بعد اُسے راضی ہونے کا تجھ سے سوال کرتا ہون اور مرنے کے بعد اچھی عیش کا سوال کرتا ہوں اور تیرے چہرہ کی طرف دیکھنے کے مزے اور تجھ سے ملنے کے شوق کا بھی تجھ سے سوال کرتا ہون (لیکن ایسا ہو کہ یہ) ضرر کی اور تکلیف کی حالت میں نہ ہو اور نہ کوئی فتنہ گمراہ کرنے والا ہو یا الٰہی تو ہمیں ایمان کی زینت سے مزین کر اور ہمیں ہدایت کرنے والے اور ہدایت کئے ہوئے کردے) یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

۱؎ یعنے میں مثل عام لوگوں کے نہ ہوجاؤں کہ خفگی میں برا کہتے ہیں اور خوشی میں خوشامد کرتے ہیں یا یہ کہ میں اپنی ہر حالت میں حق ہی بات کہوں خواہ لوگ مجھ سے راضی ہوں یا ناراض ہوں ۱۲ ۲؎ یعنے جن چیزوں سے آدمی پوری لذت پاتا ہے اور وہ عبادت اور طاعات ہیں یا اولاد کا باقی رہنا مراد ہے یا دونوں جہان کی بھلائی مراد ہے ۱۲

(۷۰۲) حضرت اُمِّ سلمہ رضؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (نماز) فجر کے بعد (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا وَرِزْقًا طَیِّبًا۔ (ترجمہ) یا الٰہی میں علم نفع دینے والے کا اور مقبول عمل کا اور حلال روزی کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ یہ روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے۔

(۷۰۳) حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ ایک دُعا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یاد کی تھی میں اُسے (کبھی) نہیں چھوڑتا (وہ دعا یہ ہے) اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُکْرَکَ وَاُکْثِرُ ذِکْرَکَ وَاَتَّبِعُ نُصْحَکَ وَاَحْفَظُ وَصِیَّتَکَ (ترجمہ) یا الٰہی تو مجھے ایسا کردے کہ میں تیرا بہت بڑا شکر کروں اور اکثر تیرا ذکر کرتا رہوں اور تیری نصیحتوں[۱] کی پیروی کرتا رہوں اور تیری وصیت یاد رکھوں) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے

(۷۰۴) حضرت عبد اللہ بن عمرو رضؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصِّحَّۃَ وَالْعِفَّۃَ وَالْاَمَانَۃَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدْرِ (ترجمہ) یا الٰہی میں (بدن کی بیماریوں سے) تندرستی کا اور حرام چیزوں سے بچنے کا اور امانت[۲] داری کا اور خوش خلقی کا اور تقدیر پر راضی رہنے کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

(۷۰۵) اُمِّ معبد کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے
اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ (ترجمہ) یا الٰہی تو میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو ریا سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری دونوں آنکھوں کو خیانت سے پاک کر کیونکہ آنکھوں کی خیانت کو اور جو دلوں میں بات چھپتی ہے سب تو ہی جانتا ہے یہ دونوں روایتیں بیہقی نے دعوات کبیر میں

(۷۰۶) حضرت انس رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک مسلمان آدمی کی بیمار پرسی کو تشریف لے گئے وہ ضعیف ہو کر (مرغی) کے بچے جیسا ہو گیا تھا (آنحضور نے (جاکر) اُس سے پوچھا کیا تو اللہ سے کچھ دعا کرتا[۳] تھا اُس نے عرض کیا ہاں میں (یہ دعا) پڑھا کرتا تھا اَللّٰھُمَّ مَا کُنْتَ مُعَاقِبِیْ بِہٖ

---

[۱] نصیحت سے مراد بندوں کے حقوق ہیں اور وصیت سے مراد اللہ کے حقوق ہیں یعنے تاکہ میں دونوں ادا کروں ۱۲ [۲] یعنے لوگوں کے مالوں میں یا کہ تمام حقوق شرعیہ میں خیانت نہ کروں ۱۲ [۳] طیبی نے کہا ہے کہ یہاں یہ تردید شک کے لئے نہیں ہے بلکہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے استفہام پوچھا کہ تو نے کچھ اللہ سے دعا کی تھی یا کہ خود تو نے ہی کوئی بلا مانگ لی تھی جس کی وجہ سے تجھ پر یہ سختی ہوئی ۱۲ -

فِی الْاٰخِرَۃِ فَعَجِّلْہُ لِیْ فِی الدُّنْیَا (ترجمہ) یا الٰہی جو تو عذاب مجھے آخرت میں دے وہ تو مجھے ابھی دنیا میں دیدے آنحضور نے (اُس سے سنکر) فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ اُسکے (عذاب کی تو) نہ تجھ میں اب طاقت ہے اور نہ تو (آخرت میں) اُسے اُٹھا سکے گا تو نے یہ دعا کیوں نہیں پڑھی اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ترجمہ) یا الٰہی تو مجھے دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور عذاب دوزخ سے بچا راوی کہتے ہیں پھر اُس نے اللہ سے یہی دعا مانگی خدا نے اُسے آرام کر دیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۰۶) حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مسلمان آدمی کو اپنی جان ذلت میں ڈالنی مناسب نہیں ہے صحابہ نے پوچھا (یا رسول اللہ کوئی) اپنے آپ کو کس طرح ذلت میں ڈالتا ہے آپ نے فرمایا ایسی بلا میں پڑے جسکی (ضبط کرنے کی) اسے طاقت نہ ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۰۰۷) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (یہ دعا سکھلائی) فرمایا پڑھ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَۃً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِی النَّاسَ مِنَ الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَیْرِ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ (ترجمہ) یا الٰہی تو میرا باطن ظاہر سے بہتر کر دے اور میرا ظاہر (بھی) درست کر دے یا الٰہی جو چیزیں تو لوگوں کو دیتا ہے میں اُن میں سے بہتر چیزیں تجھ سے مانگتا ہوں خواہ اہل ہو یا مال ہو یا اولاد ہو کہ وہ خود گمراہ نہ ہو اور نہ (اوروں کو گمراہ کرے) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

کتاب افعال حج کے (بیان میں)

پہلی فصل (۱۰۰۸) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں (کہ ایک روز) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سناتے ہوئے یہ فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض ہوگیا ہے لہٰذا تم حج کیا کرو ایک شخص[1] نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ہر سال حج کرنا فرض ہے آپ خاموش رہے یہانتک کہ اس شخص نے تین بار پوچھا بعد ازاں آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم سے ہو نہ سکتا لہٰذا (جو میں نہ بیان

---

[1] حج ساری عمر میں ایک بار کرنا فرض ہے جب اس کو قدرت کرنے کی طاقت ہو جائے فوراً ادا کرلے ورنہ فاسق اور گنہگار ہوگا مگر اس کا انکار کرنے والا کافر ہے [1] یہ شخص اقرع بن حابس صحابی تھے وہ یہ سمجھے کہ جیسے اور عبادتیں نماز اور روزہ وغیرہ کو مکرر کرنا ہوتی رہتی ہیں اسی طرح شاید حج بھی ہوگا لیکن آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو انکا سوال ناگوار معلوم ہوا ورنہ تنبیہاً یہ فرمایا کہ تم چپکے رہا کرو جو میں بتاؤں اُسے مان لیا کرو۔

کریں اُسے تم بھی چھوڑ دیا کرو۔ (اُسکا سوال نہ کیا کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں سے زیادہ سوال کرنے اور اُنسے جھگڑنے کی وجہ سے برباد ہوگئے اب جبوقت کسی چیز کا میں تمہیں حکم کروں تو بقدر طاقت تم اُسے کر لیا کرو اور جس چیز سے تمہیں منع کروں اُسے چھوڑ دیا کرو (خود اپنی طرف سے کُنج کاؤ نہ کیا کرو) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰ ۱۷) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم سے کسی نے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لانا کسی نے پوچھا کونسا آپ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں (کفار) سے) لڑنا۔ کسی نے پوچھا پھر کونسا آپ نے فرمایا مقبول حج۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۲ ۱۷) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ سلم فرماتے تھے جس شخص نے اللہ واسطے[۵۲] حج کیا اور نہ (اُسمیں اپنی بیوی سے صحبت کی اور نہ کوئی فسق و فجور کیا تو وہ (گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا جیسا اُسدن تھا جسدن اسکی ماں نے اسکو جنا تھا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲ ۱۷) حضرت ابوہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک اپنے درمیانی گناہوں کے لئے کفارہ ہوجاتا ہے اور مقبول حج کی جزا سوائے بہشت کے اور کچھ نہیں ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۳ ۱۷) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ رمضان شریف میں عمرہ کرنیکا حج کی برابر (ثواب) ہوتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴ ۱۷) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم روحا[۵۳] میں ایک قافلہ سے ملے آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں وہ بولے (ہم) مسلمان ہیں اور تم کون ہو حضور نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ جبھی ایک عورت نے (کجاوہ میں سے) ایک لڑکے کو آپ کی طرف اٹھاکر پوچھا کیا اسکے لئے (بھی) حج کا ثواب ہے؟ فرمایا ہاں اور تجھے (اسکا) ثواب ملے گا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۵ ۱۷) حضرت ابن عباسؓ ہی فرماتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ تعالے لئے

---

[۵۱] یعنی یہود اور نصاریٰ ۱۲

[۵۲] یعنی اسی کے لئے کیا اور مخلوق کو دکھانے یا سنانے کے لئے نہیں کیا ۱۲

[۵۳] روحا مدینہ منورہ سے چھتیس کوس کے فاصلہ پر ایک جگہ ہے ۱۲

اپنے بندوں پر حج فرض کیا ہے اور میرا باپ[1] بہت ہی بوڑھا ہے وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا کیا اسکی طرف سے میں حج کروں آپنے فرمایا ہاں اور یہ قصہ حجۃ الوداع کا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۶) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ میری بہن نے حج کرنیکی نذر کرلی تھی اور اسکا انتقال ہوگیا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (جواب میں) فرمایا اگر اسکے ذمہ قرض ہوتا تو تو ادا کرتا یا نہیں وہ بولا ہاں۔ آپنے فرمایا تو اللہ کا قرض بھی ادا کر کیونکہ یہ ادا کرنے کے زیادہ لایق ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۷) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی مرد کسی (غیر) عورت کے ساتھ خلوت[2] نہ کرے اور نہ کوئی عورت بغیر اپنی ہمراہی مرد محرم کے سفر کرے ایک آدمی بولا کہ یا رسول اللہ میرا نام تو فلانی فلانی لڑائی میں (جانے کے لئے) لکھا گیا اور میری بی بی حج کرنے جاتی ہے آپنے فرمایا تو (لڑائی میں جانا چھوڑ اور) اپنی بی بی کے ساتھ حج کرنے چلا جا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جہاد میں جانے کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی آپنے فرمایا کہ تمہارا[3] جہاد حج ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۹) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی عورت ایک دن رات کی مسافت کی مقدار کا سفر بغیر اپنے کسی ذی محرم کے نہ کیا کرے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۲۰) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ذو الحلیفہ[4] معین کی ہے اور شام والوں کے لئے جُحفہ اور نجد[5] والوں کے لئے قرن منازل اور یمن والوں کے لئے یلملم۔ اب یہ مقامات ان (مذکورہ شہر والوں کے) لئے (بھی) ہیں اور جو ان کے سوا

---

[1] مقصود اس عورت کا یہ تھا کہ میرے والد پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے یا تو اس لئے کہ وہ جبھی مسلمان ہوا تھا اور یا اس لئے کہ اسوقت اسکو کہیں سے مال ہاتھ لگ گیا تھا اسلئے حج فرض ہوگیا اور اس سے معلوم ہوا کہ مرد کی طرف سے عورت کا حج کرنا کافی ہو سکتا ہے ۱۲ لمعات [2] یعنے ایک مکان میں تنہا دونوں نہ رہیں ۱۲ [3] یعنے تم پر جہاد فرض نہیں ہے اگر طاقت خرچ کی ہو تو حج کرو اسی میں تمہیں جہاد کا ثواب بھی ہو جائے گا ۱۲ [4] ذو الحلیفہ مدینہ منورہ سے چھ کوس پر ایک جگہ ہے اور مکہ معظمہ سے دس منزل پر ہے اور نجد اصل میں تو اونچی زمین کو کہتے ہیں لیکن اب عرب میں تہامہ سے لیکر عراق تک کے شہر وں کا نام ہے اور قرن منازل طائف کے نزدیک ایک جگہ ہے اور یلملم مکہ معظمہ سے دو منزل پر ایک پہاڑی ہے ۱۲

حج یا عمرہ کا ارادہ کر کے اُس طرف کو آئیں اُن کے لئے (بھی) ہیں اور جو لوگ انسے ورے ہیں وہ اپنے مکانوں سے احرام باندھ کر آئیں اور (سب) اسی اسی طرح یہانتک کہ مکہ معظمہ والے مکہ ہی سے احرام باندھ کر آئیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۲۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ مدینہ والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحلیفہ ہے اور دوسرے راستہ (سے جو شخص آئے اُسکے لئے) جحفہ ہے اور اعراق والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ذات[۱] عراق ہے اور نجد والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ قرن ہے اور یمن والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ یلملم ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل

(۷۲۲) حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں اور سوائے اُس عمرہ کے جو آپنے حج کے ساتھ (کیا تھا) سب کے سب ماہ ذیقعد میں ہوئے ہیں۔ ایک عمرہ حدیبیہ[۲] کا ذیقعد میں اور دوسرا (بھی) آیندہ سال ذیقعد میں اور تیسرا جعرانہ سے جسجگہ حُنین کی لڑائی کا مال غنیمت آپنے تقسیم کیا تھا (وہ بھی) ماہ ذیقعد میں ہوا اور چوتھا آپکے حج کے ساتھ ہوا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۲۳) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے سے پہلے دو مرتبہ عمرہ کیا ہے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۷۲۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ اے لوگو اللہ تعالےٰ نے تمپر حج کرنا فرض کردیا ہے تبھی اقرع بن حابس کھڑے ہوئے اور پوچھا یا رسول اللہ کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہے) فرمایا اگر میں ہاں کردیتا تو تم پر فرض ہی ہوجاتا اور جب فرض ہوجاتا تو نہ تم کرتے اور نہ تم سے ہو سکتا اور حج کرنا (ساری عمر میں) ایک مرتبہ فرض ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کریگا وہ نفلی ہوگا۔ یہ روایت امام احمد اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۲۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کے پاس اسقدر کھانا (پینا[۳]) اور ایسی سواری ہو کہ اُسے بیت اللہ تک پہونچادے اور (پھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اسکے اُس حالت پر (مرنے) اور یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کچھ فرق نہیں ہے اور (اسکی وجہ) یہ ہے کہ اللہ

[۱] ذات عراق مکہ سے دو منزل پر ایک جگہ ہے ۱۲ [۲] حدیبیہ مکہ معظمہ سے نو کوس پر ایک گانوں کا نام ہے کہ اکثر اسکا حصہ حرم میں ہے اور کچھ حل میں ۱۲ [۳] یعنے اپنے لئے بھی اتنا خرچ ہو کہ جاتے آتے کفایت کرے اور گھر والوں کو بھی اسقدر دے جائے کہ جب تک یہ آئے اُنکو کافی ہو ۱۲

بزرگ و برتر فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (ترجمہ) اور اُن لوگوں پر جو بیت اللہ جانے کی طاقت رکھیں اللہ ہی کے واسطے ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہاہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند میں گفتگو ہے اور ہلال بن عبداللہ (راوی) مجہول ہے اور حارث (راوی) حدیث (بیان کرنے) میں ضعیف ہے۔

(۷۲۶) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اسلام میں صرورت[۵۱] نہیں ہے یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۷) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص حج کرنے کا قصد کرے اُسے جلدی کرلینا چاہیئے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۲۸) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم حج اور عمرہ کو پے درپے[۵۲] کرلیا کرو کیونکہ یہ دونوں فقر کو اور گناہوں کو اسطرح دور کردیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو کھو دیتی ہے اور مقبول حج کا ثواب سوائے بہشت کے اور کچھ نہیں ہے یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور امام احمدؒ نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت عمرؓ سے لوہے کے میل تک ذکر کی ہے

(۷۲۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھا یا رسول اللہ حج کس[۵۳] چیز سے فرض ہوجاتا ہے آپ نے فرمایا جسکے پاس راستہ کا خرچ اور (وہاں تک پہونچنے کے لئے) سواری ہو یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۳۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ حاجی کی کیا صفت ہے آپ نے فرمایا سر غبار آلودہ بال پراگندہ پھر ایک دوسرے آدمی نے کھڑے ہوکر پوچھا یا رسول اللہ کونسا حج افضل ہے آپ نے فرمایا (جسمیں) پکار کر لبیک کہے اور خوب قربانی کرے پھر ایک اور شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا یا رسول اللہ السَّبِيلُ[۵۴] یعنی راستہ (کے لئے) کیا چیز ہونی چاہیئے۔

---

[۵۱] ضرورت کے معنے ترک نکاح اور ترک حج کے ہیں اور ظاہر اس حدیث کا اسپر دلالت کرتاہے کہ جس شخص میں حج کرنے کی طاقت ہو اور وہ حج نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے لیکن مراد اس سے تغلیظ ہے یا یہ کہ وہ کامل مسلمان نہیں ہوتا ۱۲
[۵۲] یعنے قران کیا کرو کیونکہ اسمیں حج اور عمرہ دونوں ہوتے ہیں یا یہ کہ اگر حج کیا ہے تو پھر عمرہ کرو اور اگر عمرہ کیا ہے تو پھر حج کرو ۱۲
[۵۳] یعنے فرض ہونے کی کیا شرط ہے ۱۲
[۵۴] یعنے قرآن شریف میں یہ آیت ہے مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (۔) اس آیت میں سبیل سے کیا مراد ہے آپنے فرمایا کہ راستہ کا خرچ اور سواری ۱۲

آپنے فرمایا راستہ کا کھانا پینا اور سواری۔ یہ روایت شرح السنۃ میں نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں نقل کی ہے مگر اخیر کی عبارت (یعنے جواخیر میں ہے کہ دوسرا شخص کھڑا ہوا یہ) نہیں ذکر کی۔

(۷۲۱) حضرت ابو رزین عُقَیلیؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد بہت ہی بوڑھے ہیں۔ حج اور عمرہ کرنے کی اور سوار ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (اب اُن کے حج کی کیا سبیل کی جائے) آپنے فرمایا اپنے والد کی طرف سے تم ہی حج کرلو۔ اور تم ہی عمرہ کرلو۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن

(۷۲۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے یہ کہتے ہوئے سنا لَبَّیْکَ عَنْ شُبْرُمَۃَ (یعنے میں شبرمہ کی طرف سے لبیک کہتا ہوں) آنحضور نے پوچھا شُبرمہ کون ہے وہ بولا میرا بھائی ہے یا کہا میرا کوئی قریب (رشتہ دار) ہے آپنے پوچھا کیا تو اپنی طرف سے حج کرچکا ہے (جواب شبرمہ کی طرف سے کرتا ہے) وہ بولا نہیں آپنے فرمایا (اول) تو اپنی طرف سے حج کر پھر تو شبرمہ کی طرف سے حج کریو) یہ روایت امام شافعی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۲۳) حضرت ابن عباسؓ ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرق والوں[1] کے لئے (احرام باندھنے کی جگہ) عقیق[2] معین کی۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۲۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عراق والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ) ذات عرق معین کی ہے یہ روایت ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے

(۷۲۵) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے آنحضورؐ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص حج یا عمرہ کرنے کے لئے مسجد اقصے (یعنے بیت المقدس) سے احرام باندھ کر مسجد حرام تک آئے تو اُسکے پہلے اور پچھلے سب گناہ بخشے جائینگے یا[3] فرمایا کہ اُسے جنت ملنی لازم ہوجائیگی یہ حدیث ابن ماجہ اور ابوداؤد نے نقل کی

تیسری فصل

(۷۲۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یمن کے لوگ حج کرنے آتے تھے اور راستہ کے لئے کھانے کو نہیں لاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہم توکل لوگ ہیں اور جب وہ مکہ معظمہ

---

[1] مشرق والوں سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جنکے میقات ... لوگ عراقی کہلاتے ہیں اور مشرق والوں نے لئے احرام باندھنے کی جگہ دو میں ایک عقیق دوسری ذات عرق جو شخص ان دونوں جگہوں میں سے جس جگہ پر گذرے وہیں سے احرام باندھ لے ۱۲ منہ [2] عقیق ذات عرق کے محاذی ایک جگہ ہے ۱۲ منہ [3] یہ راوی کا شک ہے کہ گناہ بخشے جانے کو فرمایا تھا یا کہ بہشت ملنے کو ۱۲

میں آتے تو لوگوں سے مانگنے لگتے اسلئے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی
(ترجمہ) تم راستہ کے لیئے توشہ لیکر آیا کرو کیونکہ بہتر[1] توشہ (آخرت کا) پرہیزگاری ہے) نازل فرمادی - یہ
روایت بخاری نے نقل کی ہے -

(۷۳۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میںنے پوچھا تھا یا رسول اللہ کیا عورتوں پر بھی جہاد
فرض ہے آپنے فرمایا عورتوں پر ایسا جہاد فرض ہے کہ جسمیں لڑائی نہیں (بلکہ) اُسمیں حج اور عمرہ کرنا ہے
(اور انکا یہی جہاد[2] ہے) یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

(۷۳۸) حضرت ابو اُمامہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو حج کرنے سے کسی ضرورت
ظاہرہ یا کسی ظالم بادشاہ یا کسی بڑے مرض نے نہ روکا ہو اور وہ بغیر حج کئے مرجائے تو چاہے وہ یہودی
ہوکر مرے اور چاہے وہ نصرانی ہوکر مرے (اُسکی دونوں حالتیں برابر ہیں) یہ روایت دارمی نے نقل کی ہے

(۷۳۹) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے حج کرنے والے اور
عمرہ کرنے والے لوگ اللہ کے مہمان ہیں اگر یہ اُس سے دُعا مانگیں گے تو وہ قبول کریگا اور اگر اُس سے بخشش
چاہینگے تو وہ انہیں بخشدے گا - یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے -

(۷۴۰) حضرت ابوہریرہ رضی ہی کہتے ہیں میںنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ تین (قسم
کے لوگ) اللہ تعالےٰ کے مہمان ہیں ایک غازی ایک حاجی ایک عمرہ کرنے والا - یہ روایت نسائی نے اور
نیز بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے -

(۷۴۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (مجھ سے) فرماتے تھے جب
تو حاجی سے ملے تو اُسے سلام کرکے اُس سے مصافحہ کیا کر اور اُسکے گھر میں جانیسے پہلے تو اُس سے کہکر
اپنے لیئے دعاء مغفرت کرایا کر اس لیئے کہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہے - یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے -

(۷۴۲) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا
(راہ خدا میں) جنگ کرنیکے لیئے (گھر سے) چلا اور وہ راستہ میں مرگیا تو اللہ تعالیٰ اُسکے واسطے حاجی اور غازی

[1] یمن والوں نے توکل کو توشہ خیال کرلیا تھا اسلیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بہتر اور عمدہ توشہ تو سوال کرنے سے بچنا ہے
لہٰذا تم یہ توشہ ہمراہ رکھا کرو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسباب رکھنا توکل کے منافی نہیں ہے بلکہ افضل یہی ہے
کہ اسباب بھی رکھے اور پھر توکل کرے اور اگر کوئی صابر آدمی بے اسباب بھی توکل رکھے تو کچھ مضائقہ نہیں ۱۲ [2] کیونکہ
حج میں بھی سفر کی مشقت اور وطن اور گھر کو چھوڑنا جہاد جیسا ہوتا ہے ۱۲

اور عمرہ کرنے والے کی (برابر) ثواب[۱] لکھدیتا ہے یہ روایت بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

باب احرام (باندھنے) اور لبیک کہنے کے (بیان میں)

پہلی فصل

(۷۴۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے لئے (یعنے) احرام باندھنے سے اور (ایسے ہی) حلال ہونے کے لئے (یعنے) بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے خوشبو لگا لیا کرتی تھی جسمیں مشک بھی ہوتا تھا (اور اسکا اثر اسقدر رہتا تھا کہ آپکے محرم ہونے کے بعد آپ کی مانگ پر خوشبو کی سپیدی[۲] گویا اب میری آنکھوں کے تلے پھر رہی ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۴۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ تلبیہ[۳] کئے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ (ترجمہ) میں حاضر ہوں یا الٰہی میں (تیری خدمت میں) حاضر ہوں میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں (تیری خدمت میں) حاضر ہوں بیشک سب تعریفیں اور نعمتیں اور کل بادشاہت تیرے ہی لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں) ابن عمر فرماتے ہیں کہ آپ ان کلمات سے زیادہ نہیں کہتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۴۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (سوار ہونے کے لئے) رکاب میں پاؤں رکھتے اور اونٹنی آپ کو لے کر سیدھی کھڑی ہو جاتی تو آپ مسجد ذوالحلیفہ کے پاس ہی[۴] احرام باندھ لیتے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۴۶) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے (لبیک) پکار پکار کر کہتے ہوئے جایا کرتے تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۴۷) حضرت انس فرماتے ہیں میں ابو طلحہ کا ردیف[۵] تھا اور واقعی اکثر صحابہ ان دونوں (یعنے) حج اور عمرہ کو ملا کے[۶] (لبیک میں) چلاتے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

---

[۱] اور ایسے ہی جو شخص علم دین کے حاصل کرنے کے لئے گھر سے نکلا اور راستہ میں مر گیا تو اسکا ثواب بھی عالموں جیسا لکھدیا جاتا ہے لہذا وہ بھی انہیں کے حکم میں ہے ۱۲ [۲] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگا لے اور احرام کے بعد تک اسکا اثر رہے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ احرام کے بعد خوشبو لگانی منع ہے نہ پہلے ۱۲ لمعات [۳] جا تی ... بالوں کو جمانے کے لئے گوند یا خطمی وغیرہ سر میں مل لیتے ہیں تاکہ بالوں میں غبار اور جوئیں نہ پڑیں اسی کو ... کہتے ہیں ۱۲ [۴] ... پر ... آدمی سوار ہو تو پچھلے کو ردیف کہتے ہیں ۱۲ [۵] یعنے لبیک میں لفظ قران کہتے ہیں ... کہ ہم قران کرینگے ۱۲

(۷۴۸) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (حج کرنے کے لئے) چلے بعض ہم میں وہ لوگ تھے جنہوں نے (فقط) عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض وہ لوگ تھے جنہوں نے حج و عمرہ کا (ملا کے) احرام باندھا تھا اور بعض وہ لوگ تھے جنہوں نے (فقط) حج ہی کا احرام باندھا تھا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حج ہی کا احرام باندھا تھا لیکن جن لوگوں نے (فقط) عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ حلال ہو گئے اور جن لوگوں نے حج کا یا حج اور عمرہ کا (ملا کے) احرام باندھا تھا وہ نحر کے دن تک حلال نہیں ہوئے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۴۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عمرہ سے حج کی طرف فائدہ اُٹھایا (یعنے) اول عمرہ کا احرام باندھا اور پھر حج کا احرام باندھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

دوسری فصل

(۷۵۰) حضرت زید بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اپنے احرام باندھنے کے لئے ننگے[1] ہو کر غسل کیا تھا۔ یہ روایت ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۵۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (احرام کی وجہ سے) اپنے سر کے بال ایسی چیز سے چپکائے تھے کہ جس سے سر دھویا جاتا ہے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۵۲) خلاد بن سائب نے اپنے والد سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھ سے یہ فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کو اہلال[2] یا تلبیہ باآواز بلند کہنے کے حکم کر دوں۔ یہ حدیث امام مالک اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے

(۷۵۳) حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی مسلمان آدمی لبیک کہتا ہے تو اُس کے دائیں بائیں پتھر ہو یا درخت ہو یا ڈھیلہ ہو (تمام چیزیں اُسکے ساتھ) لبیک کہتی ہیں یہاں تک کہ اِسطرف اور اُس طرف سے ساری زمین[3] ختم ہو جاتی ہے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۷۵۴) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں پھر اونٹنی پر سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو لیکر کھڑی ہو گئی تو مسجد ذوالحلیفہ ہی کے پاس یہ کلمے

---

[1] یعنے سیئے ہوئے کپڑے اوتار ڈالے اور لنگی باندھی اور اوڑھ لی کیونکہ حالت احرام میں یہی دو کپڑے بے سیئے پہنے جاتے ہیں اور سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے ۱۲ [2] یہ راوی کا شک ہے کہ آنحضرت نے دونوں لفظوں میں سے کونسا لفظ فرمایا اور یہاں دونوں کے معنے ایک ہیں یعنے لبیک کہنا مرد لبیک پکار کر کہے اور عورت آہستہ کہے تاکہ اُس کی کوئی آواز نہ سنے ۱۲ [3] یعنے [illegible] کے ساتھ لبیک کہتے ہیں ۱۲

پکار کے کہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ (ترجمہ) میں حاضر ہوں یا الٰہی میں تیری خدمت میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور نیکبختی حاصل کرتا ہوں اور سب بھلائی تیری مٹھی میں ہے میں حاضر ہوں اور (ہماری) رغبت تیری ہی طرف ہے اور کل عمل تیرے ہی لئے ہیں) یہ روایت متفق علیہ ہے اور ان لفظوں سے مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۵۵) عمارہ بن خزیمہ بن ثابت اپنے والد سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ جب لبیک کہنے سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اور بہشت کا اُس سے سوال کرتے تھے اور اسی کی رحمت کے وسیلے سے (دوزخ کی) آگ سے معافی چاہتے تھے یہ روایت امام شافعی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۷۵۶) حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا تو سب لوگوں کو خبر کردی (چنانچہ) سب جمع ہوگئے اور جب آپ میدان بیدا میں پہونچے تو آپ نے احرام باندھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۵۷) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مشرک لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے یہ کہا کرتے تھے لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ (ترجمہ) میں تیری خدمت میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہاں ایک وہ شریک جسکا تو ہی مالک ہے اور وہ مالک نہیں) (جب انہوں نے اتنا کہا لبیک لاشریک لک) تو آنحضور نے فرمایا تمہارا ناس ہو بس بس (اتنا ہی رہنے دو شرک کا کلمہ نہ کہو) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

باب حجۃ الوداع کے قصہ کا

پہلی فصل (۷۵۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم) مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے) نو سال مدینہ منورہ میں رہے اور کوئی حج نہیں کیا بعد اس کے دسویں سال میں لوگوں کو خبر دی (کہ امسال) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حج کرینگے چنانچہ مدینہ منورہ

---

۵۵ اور علماء نے کہا ہے کہ لبیک سے فارغ ہونے کے بعد آپ سے درود پڑھنی بھی مستحب ہے ۱۲ ۵۶ یعنی عرب کے مشرک لوگ خانہ کعبہ کا حج اور عمرہ اور طواف وغیرہ سب کرتے تھے اور خانہ کعبہ کی تعظیم بھی کرتے تھے لیکن شرک کی وجہ سے اپنے بتوں کو لبیک پکارنے میں شریک کر دیتے تھے ۱۲ ۵۸ وداع فتح واو کے ساتھ بمعنے رخصت ہے اور اس حج کو حجۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ اس حج میں آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو احکام حج سکھا کر رخصت کر دیا تھا اور اپنی وفات کی خبر دیدی تھی یہ حج فرض ہونے کے بعد دسویں سال ہجری میں ہوا ہے ۱۲

میں (حج کے ارادہ سے) بہت سے لوگ آگئے اور ہم آنحضور کی ہمراہ (حج کرنے کے لئے) چلے جب ہم ذوالحلیفہ
میں آئے تو عمیس کی بیٹی اسماء کے ہاں (لڑکا یعنی) محمد بن ابوبکر پیدا ہوا اُس نے آنحضور کی خدمت میں (پوچھنے
کے لئے کسی کو) بھیجا کہ اب میں کیا کروں (میرے بچہ پیدا ہوگیا) آپنے فرمایا تو غسل کرلے اور پھر ایک چیتھڑے
کی لنگوٹی باندھ کر احرام باندھ لے بعد ازاں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (ذوالحلیفہ کی) مسجد میں نماز
پڑھ کر پھر (اپنی اونٹنی) قصواء پر سوار ہوئے جب آپکی اونٹنی آپ کو لیکر بیداء (کے میدان) میں کھڑی ہوئی
تو آپنے پکار کر اللہ کی وحدانیت (جتانے کے لئے یہ) پڑھا لبیک اللّٰھم لبیک لبیک لا شریک لک
لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک جابر کہتے ہیں کہ (اسوقت) ہماری حج کرنیکی
نیت تھی (بلکہ) ہم تو عمرہ کو (ان دنوں میں) کرنا جانتے بھی نہ تھے یہانتک کہ جب ہم آپ کی ہمراہ خانہ کعبہ
میں پہونچے تو آپنے حجر اسود کو بوسہ دیا اور تین پھیرے (اُسکے گرد) آپنے اکڑ کئے اور چار پھیرے اپنی چال
کے موافق کئے۔ پھر آپ مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اور (یہ آیت) واتخذوا من مقام ابراھیم
مصلّٰی (ترجمہ) کہ تم مقام ابراہیم (کے قریب) نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ) پڑھی اور مقام ابراہیم کو اپنے اور خانہ کعبہ
کے درمیان کیا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپنے (وہاں) دو رکعتوں میں قل ھو اللہ احد اور
قل یا ایھا الکٰفرون پڑھیں پھر آپ حجر اسود کی طرف واپس آئے اور اُسکا بوسہ لیا بعد اسکے (مسجد کے
دروازہ سے (یعنی باب الصفا سے) نکلکر آپ صفا کی طرف گئے اور جب صفا کے نزدیک پہونچے تو
آپنے یہ آیت پڑھی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (ترجمہ بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے
ہیں اور (فرمایا) میں (بھی) اسی سے شروع کرتا ہوں جس سے اللہ نے (آیت) شروع کی ہے (یعنی) اول
آپ صفا پر چڑھے اور جب وہ جگہ کہ خانہ کعبہ دکھائی دینے لگا تو آپنے قبلہ کی طرف مونہہ کیا اور اللہ کی توحید
اور بڑائی بیان کرکے یہ پڑھا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علےٰ
کل شیء قدیر لا الٰہ الا اللہ وحدہ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

ـــہ بعضوں نے کہا ہے کہ اس حج میں آپ کے ساتھ نوے ہزار آدمی تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک سو تیس ہزار تھے
ـــہ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں یہ معمول تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے اور
آنحضور نے اسے رد فرمایا یعنی عمرہ کرنے کا حکم کیا ۱۲ ـــہ اُس زمانہ میں خانہ کعبہ صفا سے معلوم ہوتا تھا لیکن اب چونکہ مسجد
حرام کی عمارت اونچی ہوگئی ہے اس لئے معلوم نہیں ہوتا اور صفا اور مروہ وہاں دو پہاڑیاں ہیں ۱۲

(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے نہ اُسکا کوئی شریک ہے اُسی کی (سب جگہ) بادشاہت ہے اُسی کے واسطے سب تعریفیں ہیں وہی ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس نے (جو اسلام کے بول بالا کرنے کا) وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا اور اپنے بندے (یعنے میری) مدد کی اور اکیلے نے (کافروں کی) جماعت کو شکست دی) آپنے تین بار اسی طرح پڑھ کر انکے درمیان دعا کی۔ پھر (صفا سے) اُترے اور مروہ کی طرف چلے یہانتک کہ جب بطن[۱] وادی میں آ گئے تو پھر دوڑ کر چڑھے اور مروہ پر پہونچکر اپنی چال چلے اور جس طرح (دعا وغیرہ) صفا پر کی تھی اُسی طرح مروہ پر کی اور جب آپکا آخر طواف مروہ پر ہوا تو آپنے مروہ ہی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو پکارا کیونکہ لوگ آپ کے نیچے تھے فرمایا اگر میں یہ بات پہلے سے جانتا جو مجھے پیچھے معلوم ہوئی ہے تو میں اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا اور اس حج کو عمرہ کر لیتا (خیر) اب تم میں سے جسکے پاس ہدی نہ ہو وہ حلال ہو جائے اور اس حج کو عمرہ کر ڈالے جبھی سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوئے اور پوچھا یا رسول اللہ (حج کے دنوں میں عمرہ کر لینا) یہ ہمارے واسطے اسی سال میں ہے یا ہمیشہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں دیکر دو بار فرمایا نہیں بلکہ عمرہ حج میں (اسطرح) ابدالاباد تک (یعنے ہمیشہ کو) داخل ہو گیا ہے (اسی وقت) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ملک یمن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لیکر آ گئے (یہ وہاں حاکم ہو کر گئے تھے) آنحضور نے اُن سے پوچھا کہ تم نے احرام باندھنے کے وقت کیا نیت کی تھی وہ بولے میں نے یہ کہہ لیا تھا کہ الٰہی جس چیز کا تیرے رسول نے احرام باندھا ہو اُسی کا میں بھی احرام باندھتا ہوں) آپنے فرمایا کہ میرے ساتھ تو ہدی[۲] تھی (لہذا میں احرام سے نہیں نکل سکتا اور تم بھی احرام سے نہ نکلنا حضرت جابر کہتے ہیں کہ کل اونٹ جو حضرت علی یمن سے لیکر آئے تھے اور جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ہمراہ لائے ہوئے تھے اور کہتے ہیں کہ لوگ سب کے سب حلال ہو گئے اور بال کتروا لئے سوا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یا اور جنکے ساتھ ہدی تھے (وہ حلال نہیں ہوئے) جب یوم الترویہ (یعنے آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کا دن) ہوا تو (جو لوگ پہلے حلال ہو گئے تھے) انہوں نے

[۱] بطن وادی صفا مروہ کے درمیان اُس وقت ایک نشیب میدان تھا اب بھرتی ہو گئی ہے وہ نشیب نہیں رہا۔ علامت اور سنت ادا کرنے کے لئے وہاں نشان لگا رکھے ہیں۔ [۲] یعنے اگرچہ تم نے یہ نیت کی ہے تو میں عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہوں اور میرے ساتھ ہدی ہے میں جب تک عمرہ اور حج سے فارغ نہ ہوں احرام سے نہیں نکل سکتا لہذا تم بھی احرام سے نہ نکلو ۱۲ [۳] یعنے جن کے ساتھ ہدی نہ تھی اور احرام فقط عمرہ کا باندھا تھا وہ عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد احرام سے نکل آئے ۱۲۔

پھر حج کا احرام باندھا اور منا چلے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہو گئے اور (منا میں پہونچکر وہاں کی
مسجد خیف میں) ظہر عصر مغرب عشا فجر کی نماز پڑھی پھر کچھ دیر ٹھیرے رہے یہانتک کہ سورج نکل آیا اور
آنحضور نے ایک چھوٹے خیمہ کے لئے حکم دیا کہ وادی نمرہ میں کھڑا کر دیا جائے اور رسول خدا صلعم (منا سے
عرفات کو) روانہ ہو گئے اور قریش یہی خیال کرتے رہے کہ آنحضور (حج کرنے کے ارادہ سے) مشعر حرام
کے پاس کھڑے ہونگے جیسا کہ جاہلیت کے زمانہ میں قریش یہی کرتے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
(مشعر حرام یعنے مزدلفہ کو ہو کر) میدان عرفات میں پہنچ گئے (وہاں) آپنے اپنا خیمہ پایا (کیونکہ وہاں بھی ایک چھوٹا سا
خیمہ آپ کے لئے کھڑا کر دیا گیا تھا آپ اسمیں اترے رہے یہانتک کہ جسوقت سورج ڈھل گیا تو آپنے (اپنی
اونٹنی) قصوا[۱] (پر زین کھینچنے) کا حکم دیا اسپر زین کھینچی گئی آپ (اسپر سوار ہو کے) بطن وادی میں آئے
اور لوگوں کو خطبہ سنایا اور فرمایا کہ تمہارے خون[۲] اور تمہارے مال ایک دوسرے پر ایسے حرام ہیں جیسے اس
مہینہ اور اس شہر میں تم اسدن کی حرمت[۳] سمجھتے ہو اور یاد رکھو کہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے قدموں کے
نیچے پڑی ہوئی ہیں (یعنے سب پائمال اور موقوف ہوئیں) اور جاہلیت کے خون سب معاف ہیں
اور اول خون جو میں معاف کرتا ہوں ابن ربیعہ بن[۴] حارث کا خون ہے جو قبیلہ بنی سعد میں دودھ
پیتا تھا اور ہذیل نے اُسے مار ڈالا تھا (وہ بدلہ یعنے اب معاف کر دیا ہے) اور جاہلیت کے سود بھی سب
موقوف (یعنے آیندہ اب کوئی سود کا لین دین نہ کرے) اور میں جو اول سود معاف کرتا ہوں وہ عباس
بن عبدالمطلب کا سود ہے اب وہ بالکل موقوف کیا گیا اور تم عورتوں کے حق کی بابت بھی اللہ سے ڈرتے
رہنا کیونکہ تم نے انہیں اللہ کے وعدہ اور امان پر لیا ہے (اللہ کے وعدہ کا خیال کر کے انکے حقوق پورے
ادا کرنا) اور تم نے انکے شرمگاہوں کو بحکم خداوندی (یعنے فَانْكِحُوهُنَّ) کے حلال کر رکھا ہے۔
(لہٰذا اسکے احسانمند رہنا) اور تمہارا انکے ذمہ یہ حق ہے کہ وہ بغیر تمہاری مرضی کے کسی آدمی کو تمہارے
بستر پر نہ آنے دیا کریں اور اگر وہ ایسا کریں تو تم بغیر زیادتی اور سختی کے انہیں مار لیا کرو اور ان کا حق

[۱] قصوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام تھا یعنے اپنی اونٹنی منگائی ۱۲ [۲] یعنے آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانا
اور نہ کوئی ہیر پھیر دغابازی سے کسی کا مال کھا جانا ۱۲ [۳] یعنے جیسے تم مال لینے کو اور خون کرنیکو اس دن میں اور اس مہینے
یعنے ذی الحجہ میں اور اس شہر یعنے مکہ میں حرام جانتے ہو ایسے ہی ہر جگہ خون کرنا اور ناحق کسی کا مال لینا آپس میں حرام ہے ۱۲ [۴] حارث
بن عبدالمطلب کے بیٹے آنحضرت کے چچا تھے انکا بیٹا ربیعہ اور ربیعہ کا بیٹا ایاس اسی قبیلہ بنی سعد میں پرورش کے لئے دیدیا گیا تھا اور
اسوقت قبیلہ بنی سعد اور ہذیل کی لڑائی تھی ہذیل کے کسی آدمی نے ایاس کے پتھر مارا وہ مر گیا پس ایاس حضرت کے چچا کے
پوتے تھے اسلئے انکے خون لینے کا حضرت کو حق تھا لیکن آپنے معاف کر دیا ۱۲

تمہارے ذمہ بقدر طاقت کھانا و کپڑا دینا لازم ہے اور میں تمہارے اندر ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم مضبوطی کے ساتھ اُسپر عمل کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوگے (اور وہ چیز) اللہ کی کتاب (یعنے قرآن شریف) ہے اور میرے (احکام پہونچانے کی) بابت تم سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا اب بتاؤ کہ تم (اسوقت) کیا کہوگے سب صحابہ نے عرض کیا کہ ہم گواہی دینگے کہ تم نے (احکام خداوندی خوب) پہنچا دیئے تھے اور امانت اور حقوق (خوب) ادا کیے تھے اور خوب نصیحت کی تھی آپنے اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا (یعنے) آسمان کی طرف اٹھاکر لوگوں کی طرف جھکائی اور تین مرتبہ یہ کہا اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ (ترجمہ) یا الٰہی تو گواہ[a] یا الٰہی تو گواہ رہ پھر حضرت بلال نے اذان دی اور تکبیر کہی آپنے ظہر کی نماز پڑھی بعد اسکے حضرت بلال نے تکبیر کہی اور عصر کی نماز پڑھی[b] اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (سنت وغیرہ) نہیں پڑھی پھر آپ سوار ہوئے عرفات میں آئے اور اپنی اونٹنی قصواء کا مُنہہ پتھروں کی طرف کیا اور جبل مشات[c] کو اپنے سامنے کیا اور قبلہ کی طرف مونہہ کرکے آپ کھڑے رہے یہانتک کہ سورج غروب ہوگیا اور اسکی زردی جاتی رہی اور جسوقت سورج غروب ہوگیا (تب آپ سوار ہوئے) اور اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھا کر روانہ ہوئے یہانتک کہ مزدلفہ[d] میں آئے۔ (وہاں آکر) ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور اُنکے بیچ میں نفل بالکل نہیں پڑھے پھر آپ لیٹ گئے یہانتک کہ صبح صادق ہوگئی اور جسوقت خوب صبح صادق ہوگئی تو آپنے ایک اذان ایک تکبیر کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر قصواء پر سوار ہوکے مشعر الحرام[e] میں آئے اور قبلہ کی طرف مونہہ کرکے (واسطے) دعا کی اور اُس کی بڑائی بیان کی اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ آخر تک پڑھا پھر وہیں کھڑے رہے۔ حتے کہ خوب چاندنا ہوگیا۔ پھر آپ سورج کے نکلنے سے پہلے روانہ ہوئے اور فضل بن عباس کو اپنے پیچھے بٹھایا وہاں سے بطن محسر میں آئے اور سواری کو ذرا تیز کیا پھر اُس درمیانی راستہ کو چلے جو جمرہ کبرے پر (جاکر) نکلتا ہے اور اُس جمرہ کے پاس آئے جو درخت کے پاس ہے اور سات کنکریاں[f] ایسی جو دو انگلیوں سے پھینکی جاتی ہیں نالہ میں سے اُٹھاکر اُس جمرہ پر ماریں اور ہر تکبیر کے ساتھ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے پھر لوٹ کر آپ

---

[a] اور بیٹے کو مکان دینا ہی بیکے حکم میں ہے ۱۲ [illegible] یعنے ... [illegible] ... اقرار کیا ہے [illegible] ظہر و عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں ملاکے پڑھ لیا اسے جمع تقدیم کہتے ہیں ... [illegible] ... پڑھ لیتے ہیں اور دونوں کے درمیان سنت و نوافل نہیں پڑھتے ... [illegible] ... ہے ۱۲ [c] جبل مشاط ایک جگہ کا نام ہے ۱۲ [d] مزدلفہ منا اور عرفات کے درمیان ایک جگہ ہے ۱۲ [e] مشعر الحرام مزدلفہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے ۱۲ [illegible] مزدلفہ اور منا کے درمیان ایک جگہ ہے ۱۲ [illegible] جمرہ منارے کو کہتے ہیں ۱۲ [f] اس سے کنکریوں کی مقدار بیان کرنی مقصود ہے یعنے چھوٹی چھوٹی اتنی بڑی ہوں جتنی کہ ... [illegible] ... ۱۲

کرنے کی جگہ (یعنے منا میں) آئے اور تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیدئے باقی اونٹوں کو انہوں نے ذبح کیا اور آپنے انہیں ہدی میں شریک کرلیا تھا[ل] پھر آپنے سب اونٹوں میں سے قدرے قدرے گوشت (پکوانے کے لئے) ارشاد فرمایا چنانچہ ہنڈیوں میں چڑھا دیا گیا (جب) پک گیا تو آنحضور نے اور حضرت علی رضہ دونوں نے کچھ گوشت کھا کر شوربا پیا پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر خانہ کعبہ آئے اور طواف[ل] افاضہ کر کے مکہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر عبدالمطلب کی اولاد کے پاس آئے وہ زمزم پر کھڑے ہوئے پانی پلا رہے تھے آپنے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب پانی کھینچے جاؤ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا (کہ میری سنت کا خیال کر کے) لوگ تمہیں پھر کھینچنے نہیں دینگے تو میں خود بھی کھینچتا اولاد عبدالمطلب نے آپ کو پانی کا ڈول بھر کر دیا اپنے پی لیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۵۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے اور ہم میں بعضوں نے فقط عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا اور بعضوں نے حج[ل] ہی کا احرام باندھا تھا جب ہم مکہ میں پہونچے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فقط عمرہ ہی کا احرام باندھا ہے اور وہ ہدی نہیں لایا تو وہ حلال ہو جائے اور جسنے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور ساتھ ہدی بھی لایا ہے تو وہ حج اور عمرہ کو ملا کر احرام باندھے (یعنے قران کرے) اور جبتک حج و عمرہ دونوں سے فارغ نہ ہو تو وہ حلال نہ ہوئے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جبتک اپنی ہدی ذبح نہ کرے اسنے حلال نہ ہوئے اور جس نے حج ہی کا احرام باندھا تھا وہ اپنا حج پورا کرلے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ مجھے (حیض) ناپاکی آگئی اور میںنے نہ طواف بیت اللہ کا کیا تھا اور نہ صفا مروہ کا طواف کیا تھا میں ناپاکی ہی سے رہی یہانتک کہ عرفہ کا دن ہوگیا اور میںنے احرام فقط عمرہ ہی کا باندھا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تو اپنا سر کھولکر کنگھی کرلے اور عمرہ کو چھوڑ کر اب حج کا احرام باندھ لے

ل یعنے حضرت نے انہیں کچھ اونٹ دیدیئے تھے تاکہ وہ اپنی طرف سے ذبح کریں ۱۲ ل اس سے معلوم ہوا کہ اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا مستحب ہے ۱۲ ل اس طواف کو طواف رکن بھی کہتے ہیں یہ بھی حج کا ایک رکن ہے اور حج اسپر تمام ہو جاتا ہے اور یہ طواف قربانی کے دن کرنا افضل ہے اور جائز بعد میں بھی ہے ۱۲ ل حج تین طرح پر ہوتا ہے ایک فقط حج اور دوسرا حج معہ عمرے کے لیکن بیچ میں حلال ہو جائیں یعنے اول عمرے کا احرام باندھیں اور افعال عمرہ سے فارغ ہو کر پھر حج کا احرام باندھیں اسے تمتع کہتے ہیں اور تیسرا قران کہ حج اور عمرہ ایک ہی مرتبہ دونوں کا احرام باندھ لیں اور درمیان میں حلال نہ ہوئیں اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حج فرض ہونیکے بعد فقط ایک حج یعنے حجۃ الوداع کیا ہے اور اسی میں اختلاف ہے کہ فقط حج تھا یا تمتع یا قران اسی اختلاف کی وجہ سے بعض آئمہ فقط حج کرنیکو افضل کہتے ہیں کہ آپنے بھی حج ہی کیا تھا اور بعضے آئمہ فرماتے ہیں کہ آپنے تمتع کیا تھا لہذا تمتع افضل ہے اور بعضے فرماتے ہیں کہ آپنے قران کیا تھا لہذا قران

چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور جب میں حج ادا کر چکی تو آنحضور نے (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے ساتھ کیا اور مجھے یہ حکم کیا کہ اپنے (اُس) عمرہ (رہتے ہوئے کی جگہ تنعیم[1] سے احرام باندھ کر) عمرہ کر آؤ اور فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے فقط عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا وہ تو بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر کے حلال ہوگئے اور منا سے لوٹنے کے بعد انہوں نے پھر ایک طواف کیا اور جن لوگوں نے حج اور عمرہ کو ملا کے احرام باندھا تھا انہوں نے فقط ایک ہی طواف کیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۶۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے ساتھ حج کا فائدہ[2] اٹھایا آپ اپنے ساتھ ذو الحلیفہ سے ہدی بھی لے گئے تھے اور آپنے (اسطرح) شروع کیا کہ اول عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھ لیا۔ اور لوگوں نے (بھی) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ سے حج کا فائدہ اُٹھایا اور لوگوں[3] میں بعض ایسے تھے جو ہدی لیگئے تھے اور بعض اُن میں سے ہدی نہیں لیگئے تھے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں پہنچے تو لوگوں سے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص ہدی لایا ہو تو اسپر جو چیزیں (حج کی وجہ سے) حرام کی گئی ہیں اُن میں سے کوئی چیز حلال[4] نہیں ہے یہاں تک کہ وہ اپنا حج پورا کرے اور جو تم میں سے ہدی نہ لایا ہو وہ بیت اللہ اور صفا مروہ کا طواف کر کے اپنے بال کتروا لے اور حلال[5] ہو جائے اور پھر حج کا احرام باندھے اور ہدی ذبح کرے اور جسے ہدی میسر نہو وہ تین روزے (اب) حج کے دنوں میں رکھے اور سات روزے جب اپنے گھر جاوے (وہاں جائے) رکھے پھر جسوقت آنحضور مکہ میں آئے تو (خانہ کعبہ کا) طواف کیا اور سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا اور (طواف) کے تین پھیرے آپنے دوڑ کر کئے اور چار پھیروں میں اپنی چال چلے اور جسوقت بیت اللہ کا طواف کر چکے تو مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کے دو رکعتیں پڑھیں اور سلام پھیر کر واپس ہوئے اور صفا پر آکے صفا مروہ کے طواف کے سات پھیرے کئے اور جو چیزیں آپ پر حرام تھیں اسوقت تک کوئی چیز حلال نہیں سمجھی یہانتک کہ اپنا حج پورا کیا اور قربانی کے دن اپنی ہدی[6] قربانی کی اور (عرفات) واپس ہو کر پھر بیت اللہ کا[7] طواف کیا پھر جو چیزیں آپ پر حرام تھیں وہ سب

---

[1] تنعیم حد حرم سے خارج یعنے حل میں مکہ معظمہ سے تین کوس کی جگہ ہے ۱۲ [2] یعنے اول عمرہ کا احرام باندھا اور پھر حج کا ۱۲ [3] یعنے جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا ۱۲ [4] یعنے وہ شخص حلال نہیں ہوا لہذا احرام سے نہ نکلے ۱۲ [5] یعنے جو چیزیں احرام میں منع تھیں وہ اب مباح ہوگئیں پھر زمین حرم سے حج کا احرام باندھے ۱۲ [6] یعنے نحر کے دن یہی چار کے بعد سر منڈانے سے پہلے ذبح کرلے یہ بوجہ شکر گذاری اس نعمت کے کہ عمرہ اور حج ادا کرنے کی توفیق ہوئی متمتع پر واجب ہے ۱۲ [7] افضل یہ ہے کہ ساتویں آٹھویں نویں کو رکھے ۱۲ [8] یعنے دسویں تاریخ ذی الحجہ کو ۱۲

حلال ہوگئیں اور جو لوگ اپنے ساتھ ہدی لے گئے تھے انہوں نے (بھی) ویسا ہی کیا جیسا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۶۱) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں) فرماتے تھے یہ عمرہ ہے ہم نے اس سے (حج کا) فائدہ اٹھایا ہے (یعنے اسکے بعد حج کرینگے) اور جس شخص کے پاس ہدی نہ ہو وہ بالکل حلال ہو جائے کیونکہ اب حج (کے مہینوں) میں عمرہ کرنا قیامت تک کو جائز ہو گیا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

تیسری فصل

(۷۶۲) عطا کہتے ہیں میں نے چند آدمیوں میں جو میرے ساتھ تھے جابر بن عبداللہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم نے (یعنے) محمدؐ کے صحابیوں نے فقط حج ہی کا احرام باندھا تھا عطا کہتے ہیں جابر کہنے لگے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم چوتھی تاریخ کی صبح کو (یعنے تیسری تاریخ ذی الحجہ کی گذر چکی تھی) آپ تشریف لائے اور ہمیں حلال ہونے کے لئے ارشاد فرمایا عطا، کہتے ہیں آنحضور نے یہ فرمایا تھا کہ تم حلال ہو کر اپنی عورتوں سے صحبت کر لو (یعنے بالکل حلال ہو جاؤ) کہتے ہیں آپ نے لوگوں پر صحبت کرنا واجب نہیں کر دیا تھا بلکہ عورتیں انکے لئے حلال کر دی تھیں۔ (اور ہماری سمجھ میں یہ بات نہ آئی) ہم نے یہ کہا کہ جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان کل پانچ ہی دن رہ گئے اور ہمیں یہ حکم کر دیا ہے کہ ہم اپنی عورتوں سے صحبت کر لیں تو کیا اب عرفہ میں ہم اپنے عضو مخصوصہ سے منی ٹپکاتے ہوئے جائینگے عطا کہتے ہیں کہ جابر جو ہاتھ ہلا ہلا کر کہتے تھے گویا ان کا ہاتھ ہلانا اب میری آنکھوں تلے پھر رہا ہے جابرؓ کہتے ہیں پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم جانتے ہو کہ میں تمہاری بہ نسبت اللہ سے بہت ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ سچا ہوں اور تم سب سے زیادہ نیک ہوں اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں (بھی تمہاری طرح) حلال ہو جاتا (یعنے جس طرح تم حلال ہوتے ہو) اور اگر جو بات مجھے پیچھے معلوم ہوئی ہے پہلے سے معلوم ہو جاتی تو میں ہدی بھی نہ لاتا اب تم حلال ہو جاؤ (تمہارا حلال ہونا بہتر ہے کہتے ہیں) پھر ہم حلال ہو گئے اور آپ کے ارشاد کو سنا اور ہم نے مان لیا۔ عطا کہتے ہیں جابر کہنے لگے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے کام پر سے (یعنے یمن سے لوٹ کر) آ گئے آنحضور نے پوچھا تم نے کا ہے کا احرام باندھا تھا انہوں نے عرض کیا

ملہ یعنے اب صحبت کرنا بھی حلال ہو گیا ۱۲ ﷺ یعنے حلال ہونے کا امر تو وجوب کے لئے تھا لیکن صحبت کرنے کا امر وجوب کے لئے نہ تھا بلکہ اباحت کے لئے تھا ۱۲ ﷺ یعنے اور تعجب ہم نے یہ کہا تھا ۱۲ ﷺ یعنے قریب صحبت کے ہوئے ہوں گے اور جاہلیت میں اسے عیب گنتے تھے بلکہ حج میں باعث نقصان سمجھتے تھے ۱۲ ﷺ کہ تمہیں احرام سے نکلنا بہت ہی مشکل معلوم ہوتا ہے تو میں بھی ہدی ساتھ نہ لا کر تمہارے ساتھ احرام سے نکل جاتا ۱۲

کہ جس کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہو آنحضور نے اُن سے فرمایا کہ تم بھی) ہدی ذبح کرنا اور محرم ہی رہنا کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ آپ کے واسطے ہدی بھی لائے تھے پھر سُراقہ بن مالک بن جعشم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ (حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا) ہمارے اسی سال کے لئے ہے یا کہ ہمیشہ کو آپنے فرمایا ہمیشہ کے واسطے ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۶۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ذی الحجہ کے چار یا پانچ دن گذر چکے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پھر غصہ میں بھرے ہوئے میرے پاس آئے مینے پوچھا یا رسول اللہ آپ کو کس نے ناراض کر دیا ہے خدا اُسے دوزخ میں ڈالے آپنے فرمایا کیا تجھے خبر نہیں کہ مینے لوگوں کو ایک باتؐ کا حکم کیا تھا اب وہ اُس میں تردد کرتے ہیں اور اگر مجھے یہ بات پہلے سے معلوم ہو جاتی جو پیچھے معلوم ہوئی ہے تو میں (بھی) اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا بلکہ (مکہ ہی سے) خرید لیتا پھر جیسے وہ حلال ہوتے ہیں میں بھی حلال ہو جاتا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

باب مکہ میں داخل ہونے اور طواف کرنے کا بیان

پہلی فصل (۷۶۴) حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر جب مکہ میں آتے تو ذی طُویؐ میں صبح تک ضرور ہی ٹھیرتے (وہاں) غسل کرکے اور نماز پڑھ کے پھر دن کو مکہ میں جاتے تھے اور جب مکہ سے واپس ہوتے تب بھی ذی طوی کو آتے اور صبح تک وہاں رہتے اور یہ ذکر کرتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۶۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (حجۃ الوداع میں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو مکہ میں اُسکی بلندی کی طرف سے آپ داخل ہوئے اور نشیب کی طرف سے نکلے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۶۶) حضرت عُروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (جو) حج کیا تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ جسوقت آنحضور مکہ معظمہ میں آئے تو اول سب سے پہلے آپنے وضو کیا اور خانہ کعبہ کا

؎۱ یعنی جیسے اب مینے کیا ہے ۱۲ ؎۲ بات یہ تھی کہ وہ لوگ حج کا احرام توڑ کر پھر عمرہ کا باندھیں ۱۲ ؎۳ ذی طُوی حرم کے اندر مکہ کے قریب جگہ ہے جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لاتے تو آپ استراحت کے لئے رات کو ذی طوے میں ٹھیرتے اور صبح کو غسل کرکے نماز پڑھ کر مکہ معظمہ تشریف لیجاتے ۱۲ ؎۴ اس سے معلوم ہوا کہ مکہ میں دن کو جانا مستحب ہے تاکہ کعبہ کو دیکھے اور دعا کرے ۱۲ ؎۵ مکہ معظمہ کے ایک طرف کچھ بلندی ہے اور ایک طرف کچھ نشیب ہے اور بلندی ہی کی طرف ذی طوی ہے ۱۲

طواف کے پیچھے عمرہ نہیں ہوا پھر حضرت ابوبکرؓ نے حج کیا (انہوں نے بھی) سب سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف ہی کیا اور عمرہ نہیں کیا پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے اسی طرح کیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۶۷) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حج میں یا عمرہ میں طواف کیا تو اول کے تین پھیرے دوڑ کر کئے اور باقی چار پھیروں میں اپنی چال چلے بعد اسکے دو رکعتیں پڑھیں پھر صفا مروہ کے درمیان طواف کیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۶۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں (کہ طواف میں) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین پھیرے دوڑ کر کئے اور چار پھیروں میں اپنی چال چلے اور جب آپ صفا مروہ کے درمیان طواف کرتے تھے بطن مسیل سے دوڑتے تھے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۶۹) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ میں آئے تو آپ نے آکر حجر اسود کو بوسہ دیا پھر اپنی داہنی طرف سے (طواف شروع کیا) تین پھیروں میں دوڑ کر (شانے ہلاتے ہوئے) چلے اور چار پھیروں میں اپنی چال چلے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۷۰) زبیر بن عربی کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت ابن عمرؓ سے حجر اسود کو بوسہ دینے کی بابت پوچھا انہوں نے فرمایا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اسے ہاتھ لگا کے چومتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۷۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خانہ کعبہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سوائے دو رکنوں یمانیوں کے اور کسی چیز کا بوسہ لیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۷۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے طواف کرتے تھے اور اپنی لکڑی سے حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

ف پہلی حدیثوں سے معلوم ہو گیا تھا کہ حضرتؐ نے اور صحابہؓ نے مکہ میں آنے کے بعد عمرہ کیا شاید اس سے مراد یہ ہے کہ حج کو فسخ کر کے پھر عمرہ نہیں ہوا ۱۲ ف یعنے جیسے کہ پہلوان چلتے ہیں اور اسکا سبب یہ تھا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضا کے لئے مکہ میں آئے تو مشرکوں نے طعن کے طور سے یہ کہا تھا کہ تپ یثرب یعنے مدینہ کے بخار نے انہیں لاغر اور سست کر دیا ہے اسلئے آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ تم اس طرح چلکر اظہار قوت کرو اور اب بھی بعد دور ہونے علت کے بھی یہی حکم باقی ہے ۱۲ ف خانہ کعبہ کے چار کونے ہیں ایک کونے میں حجر اسود اور اسکے سامنے دوسرے کونے میں رکن یمانی در حقیقت یہ دو رکن یمانی ہیں لیکن تغلیباً ان دونوں کو رکن یمانی کہا جاتا ہے اور ایک کونے میں رکن عراقی ہے اور دوسرے میں شامی اور ان دونوں ... کو شامی کہتے ہیں ۱۲

(۷۷۳) ابن عباسؓ ہی روایت کرتے ہیں (حجۃ الوداع) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کا طواف اونٹ پر بیٹھے ہوئے کرتے تھے جب حجر اسود کے پاس آتے تھے تو آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی اس سے حجر اسود کی طرف (بوسہ کے لئے) اشارہ کر دیتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۷۷۴) حضرت ابو طفیلؓ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ بیت اللہ (یعنی خانہ کعبہ) طواف کرتے تھے اور آپ کے پاس جو لکڑی تھی اُسے حجر اسود پر لگا کر چوم لیتے تھے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۷۷۵) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں (کہ حجۃ الوداع میں) ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے اور ہم فقط حج ہی کا حج پکارتے تھے جب ہم سرفؓ میں پہنچے تو میں ایام سے ہوگئی (اس رنج میں) رو رہی تھی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور (دیکھتے) پوچھا شاید تم ایام سے ہوگئی ہو میں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا یہ تو ایک ایسی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی تمام بیٹیوں پر لکھ دی (لہذا یہ رنج کی بات نہیں ہے بلکہ) جیسے اور حاجی کرینگے تم بھی کرتی رہیو۔ ہاں جبتک تم پاک نہ ہو خانہ کعبہ کا طواف نہ کرنا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۷۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے پہلے اس سال حج میں کہ پیغمبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو حاکم بنایا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چند آدمیوں کے ساتھ مجھے یہ حکم دیکر بھیجا کہ لوگوں کو خبر کر دیں کہ [illegible] اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ کوئی ننگا خانہ کعبہ کا طواف کر سکے گا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۷۷۷) حضرت مہاجر مکی کہتے ہیں کہ حضرت جابرؓ سے کسی نے اس آدمی کی بابت پوچھا جو خانہ کعبہ کو دیکھ کر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے حضرت جابر کہنے لگے کہ ہم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا ہے ہم نے تو ایسا نہیں کیا تھا یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۷۸) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (حج کرنے کے لئے) چلے تو مکہ میں پہونچکر حجر اسود کی طرف گئے اور اُسے بوسہ دیا پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر صفا پر آئے اور اُس پر چڑھے

سنہ حرف [illegible] ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرائض میں مشغول ہو سکے سبب حج کو نہ جا سکے حضرت ابو بکرؓ کو امیر بنا کر بھیجا اور یہ حج حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے ہوا حضرت [illegible] ایک جماعت کو کہ جس میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی تھے بھیجا اور حکم کیا کہ لوگوں میں اطلاع کر دیں کہ اس سال کے بعد لوگوں کا حج [illegible] کوئی مشرک حج [illegible] ننگا [illegible] کو دیکھ کر دعا کے لئے ہاتھ [illegible]

جب خانہ کعبہ معلوم ہونے لگا تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر جسقدر چاہا اللہ کا ذکر کیا اور دعا کی۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۷۹) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خانہ کعبہ کا طواف نماز جیسا[۱] ہے اور طواف کرتے ہوئے تم بولتے ہو لہذا جو شخص اُس میں بولے تو سوائے بھلائی کے نہ بولا کرے یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے چند آدمی ایسے ذکر کئے ہیں جنہوں نے یہ حدیث ابن عباس ہی پر موقوف کی ہے۔

(۷۸۰) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حجر اسود بہشت سے اُترا ہے اور یہ (جب وقت اُترا) دودھ سے بھی زیادہ سپید تھا اولاد آدم کے گناہوں نے اُسے سیاہ کر دیا[۲] ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۷۸۱) حضرت ابن عباسؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حجر اسود کی بابت فرماتے تھے قسم ہے خدا کی قیامت کے دن حجر اسود کی دو آنکھیں ہونگی جنسے دیکھے گا اور زبان بھی ہو گی جس سے بولیگا اور جن لوگوں نے اُسے صدق دل اور ایمان سے چوما ہوگا اُنکی گواہی دیگا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۸۲) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم بہشت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے نور کو دور کر دیا[۳] ہے اگر وہ دونوں کے نور کو دور نہ کرتا تو یہ مشرق و مغرب کے درمیانی سب چیزوں کو روشن کر دیتے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۸۳) حضرت عبید بن عمیرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر حجر اسود اور رُکن یمانی کے بوسہ لینے[۴] پر لوگوں سے ایسی مزاحمت کرتے تھے کہ مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے کسی کو (بھی) ایسی مزاحمت کرتے ہوئے نہیں دیکھا (اور یہ) کہتے تھے کہ اگر میں اسپر (مزاحمت) کرتا ہوں (تو تم مجھ پر انکار نہ کرو) کیونکہ میں نے خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ان دونوں کو چھونا تمام گناہوں کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے اور مینے آپ سے (یہ بھی) سُنا ہے فرماتے تھے کہ جو شخص خانہ کعبہ کا اچھی طرح[۵] سات بار طواف کرلے

---

[۱] یعنے ثواب میں ... نماز ... کرنے سے فاسد ہو جاتی ہے اور طواف فاسد نہیں ہوتا ۱۲ [۲] خیال کرنا چاہئیے کہ جب پتھروں میں ... کا یہ اثر ہو تو اُن لوگوں کے دلوں کا کیا کچھ حال ہو گا معاذ اللہ منہ ۱۲ [۳] شاید اس کے نور دور کرنے میں یہ حکمت ہے تاکہ مخلوق کا ایمان بالغیب رہے اور مراتب زیادہ ہوں ۱۲ [۴] یعنے حجر اسود پر ہاتھ لگانے سے ... لوگوں کو ہٹا ... کر وہاں پہونچتے لیکن ... کہ لوگوں کو ایذا نہ ہوتی ۱۲ [۵] یعنے اُس کے سنن اور واجبات اور آداب بجا لائے ۱۲

تو اُسے ایک غلام آزاد کرنے کی برابر ثواب ملے گا اور مینے آپ سے (یہ بھی) سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص (طواف کرنے میں) ایک قدم رکھتا ہے اور دوسرا اُٹھاتا ہے تو اُسکے ایک قدم کے عوض اللہ تعالیٰ ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور اُسی کے عوض اُس کے لئے ایک نیکی لکھدیتا ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۸۴) حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ آیت پڑھتے ہوئے سُنی رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (ترجمہ) اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کر اور (دوزخ کی) آگ سے بچا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۸۵) شیبہ کی بیٹی صَفِیَّہ کہتی ہیں مجھسے ابو تُجراۃ کی بیٹی نے بیان کیا وہ کہتی تھی میں قریش کی چند بیبیوں کے ہمراہ آل ابوحسین کے گھر میں گئی تا کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں[۵۱] اور آپ (اُسوقت) صفا مروہ کے درمیان دوڑ رہے تھے مینے خود آنحضور کو دوڑتے ہوئے دیکھا کہ زیادہ دوڑنے کی وجہ سے آپ کا تہبند (آپکے پاؤں پر) گھوم رہا تھا اور مینے آپ سے (یہ بھی) سُنا (صحابہ سے) فرماتے تھے دوڑو اللہ تعالیٰ نے تم پر دوڑنا فرض کر دیا ہے۔ یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے اور امام احمد نے کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کی ہے۔

(۷۸) حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار کہتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو صفا مروہ کے درمیان اونٹ پر سعی[۵۲] کرتے ہوئے دیکھا کہ نہ مارتا تھا اور نہ ہانکتا تھا اور نہ (کوئی یہ کہتا تھا کہ) ایک طرف ہو جاؤ ایک طرف ہو جاؤ۔ یہ روایت شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۷۸) حضرت یعلےٰ بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک سبز چادر کو اضطباع[۵۳] کئے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے

(۷۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے جِعرانہ[۵۴] سے عمرہ کیا تھا اور خانہ کعبہ کے تین طواف دوڑ کر کئے تھے اور ان طوافوں میں انہوں نے اپنی چادریں بغلوں کے نیچے سے لاکر اپنے بائیں مونڈوں پر ڈال رکھی تھیں۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

---

[۵۱] یعنے تاکہ انکے جمال باکمال سے مشرف ہوں اور انکے علم و برکت سے مستفید ہوں ۱۲ [۵۲] پہلی روایتوں میں یہ تھا کہ آپ نے پیادہ پا سعی کی لہذا تطبیق اس طرح ہو گی کہ کچھ آپنے پیادہ پا کی اور کچھ تعلیم کے لئے یا کسی عذر کی وجہ سے سوار ہو کر کی ۱۲۔ [۵۳] اضطباع اسے کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائیں کندھے پر ڈال لیتے ہیں اور یہ بھی اظہار قوت کے لئے ہوتا ہے ۱۲ [۵۴] جِعرانہ مکہ معظمہ سے آٹھ کوس پر ایک جگہ ہے ۱۲۔

تیسری فصل (۷۸۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں رکنوں (یعنی رکن یمانی اور حجر اسود) کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے ہم نے کبھی بھیڑ یا چھیڑ میں بھی اُن کا بوسہ دینا نہیں چھوڑا یہ روایت متفق علیہ ہے اور بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے نافع فرماتے ہیں مینے حضرت ابن عمر کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو ہاتھ لگاتے تھے اور پھر ہاتھ کو چوم لیتے اور یہ فرماتے کہ جب سے مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو (اس طرح) کرتے ہوئے دیکھا تھا مینے اسے نہیں چھوڑا

(۷۹۰) حضرت اُم سلمہ فرماتی ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ گذارش کی کہ میں بیمار ہوں (لہٰذا پیادہ طواف نہیں کر سکتی) آپنے فرمایا لوگوں سے پرے پرے سوار ہو کر طواف کر لینا۔ چنانچہ مینے طواف کیا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے (اور نماز میں) سورۂ وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ پڑھتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۹۱) عابس بن ربیعہ کہتے ہیں مینے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حجر (اسود) کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے تھے بیشک میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو کوئی نفع دیسکے اور نہ کوئی ضرر دیسکے اگر میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو (تجھے) بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں کبھی تجھے بوسہ دیتا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۷۹۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اس پر یعنی رکن یمانی پر ستر فرشتے متعین ہیں جو شخص یہ پڑھتا ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ تو وہ سب کے سب آمین کہتے ہیں۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۹۳) حضرت ابو ہریرہ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرے اور سوائے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے اور کچھ کلام نہ کرے تو اُسکے دس گناہ مٹا دئے جاتے ہیں اور دس نیکیاں اُسکے عوض میں لکھدی جاتی ہیں اور دس درجے اُسکے بلند کردئے جاتے ہیں اور جو شخص طواف کرے اور اسی

ف ۱: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بسبب عذر کے سوار ہو کر طواف کرنا جائز ہے اور بلا عذر جائز نہیں ہے کیونکہ پیادہ طواف کرنا واجب ہے ۱۲ ف ۲: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لئے فرمایا تھا کہ نومسلم لوگ فتنہ میں نہ پڑ جائیں پتھر پوجنے نہ لگیں ۱۲ ف ۳: (ترجمہ) یا الٰہی میں تجھ سے گناہوں سے درگذر کرنے کا اور دنیا و آخرت کی عافیت کا سوال کرتا ہوں اے پروردگار ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کر اور دوزخ کی آگ سے بچا ۱۲

حالت (طواف) میں (ان کلمات مذکورہ کو) پڑھے تو وہ رحمت (کے دریا) میں اپنے دونوں پاؤں سے اس طرح گھس جاتا ہے جیسے کوئی پانی میں اپنے دونوں پاؤں سے گھس جاتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

باب (میدان) عرفہ[۱] میں ٹھیرنے کا بیان

پہلی فصل (۷۹۴) محمد بن ابوبکر ثقفی روایت کرتے ہیں (کہ میں اور انس بن مالک) دونوں صبح کے وقت منا سے عرفہ کو جاتے تھے میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اُس دن میں کس طرح کرتے تھے اُنہوں نے فرمایا کہ ہم میں سے بعض آدمی لبیک کہنے والا لبیک کہتا تھا اُس پر (بھی) کوئی انکار نہیں کرتا تھا اور بعض تکبیر پڑھنے والا تکبیر پڑھتا تھا اُس پر بھی کوئی انکار نہیں کرتا تھا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۷۹۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں) فرماتے تھے میں نے (منا میں) اسجگہ قربانی[۲] کی ہے اور منا سب کی سب قربانی کی جگہ ہے لہذا تم اپنے ڈیروں ہی میں قربانی کرلیا کرو اور میں نے (عرفہ میں) اسجگہ وقوف کیا ہے اور عرفات سب کی سب وقوف کی جگہ ہے اور (مزدلفہ میں) میں نے اسجگہ وقوف کیا ہے اور مزدلفہ سب کا سب وقوف کی جگہ ہے (جہاں[۳] چاہو وقوف کیا کرو) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۷۹۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عرفہ کے دن سے بڑھ کر ایسا کوئی دن نہیں[۴] ہے جسمیں اللہ تعالے اپنے زیادہ بندوں کو آگ سے چھوڑتا ہو اور وہ بہت ہی قریب ہوکے پھر فرشتوں سے فخر کرتا ہے یہ لوگ کیا چاہتے ہیں (میں انہیں دونگا) یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

دوسری فصل (۷۹۷) عمرو بن عبداللہ بن صفوان نے اپنے ماموں سے جسے یزید بن شیبان کہتے تھے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم عرفہ میں اپنے ٹھیرنے کی جگہ پر تھے (راوی کہتے ہیں کہ) عمرو اُس جگہ کو امام کے ٹھیرنے کی جگہ سے بہت دور بتاتے تھے (یزید کہنے لگے کہ) ہمارے پاس مربع انصاری کے بیٹے آئے اور کہنے لگے کہ میں تمہارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایلچی ہوکر آیا ہوں آنحضور نے تم سے یہ فرمایا ہے

---

[۱] عرفہ ایک خاص جگہ کا نام ہے اور یہ نام اسلئے رکھا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا میں جنت سے اُترنے کے بعد اسجگہ آکر تعارف ہوا تھا یعنے ایک نے دوسرے کو پہچانا تھا اور یہاں ٹھیرنا یعنے وقوف عرفہ حج کے دو رکنوں میں سے ایک رکن اعظم ہے ۱۲ [۲] یعنے آپنے اس معین جگہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا جہاں آپنے قربانی کی تھی اور یہ جگہ اب بھی معلوم اور معروف ہے اسکو منحر النبی کہتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے سوا وادی محسر کے اور اسمیں شک نہیں کہ حضرت کے وقوف کی جگہ افضل ہے ۱۲ [۴] یعنے اس عرفہ کے دن عرفات میں سب دنوں سے زیادہ اللہ تعالے اپنے بندوں کو آگ سے چھڑاتا ہے ۱۲

کہ تم اپنی عبادت کرنے کی جگہ ٹھیرے رہنا[1] کیونکہ تم اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کے وراثت (یعنے قدیمی جگہ) پر ہو۔ یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۹۸) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (میدان)[2] عرفہ سب کا سب ٹھیرنے کی جگہ ہے اور منیٰ سب کی سب قربانی کرنے کی جگہ ہے اور مزدلفہ سب کا سب ٹھیرنے کی جگہ ہے اور مکہ معظمہ کے سب راستے راستے (بھی) ہیں اور قربانی کرنے کی جگہ (بھی) ہیں یہ حدیث ابو داؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۷۹۹) حضرت خالدؓ بن ھوذہ کہتے ہیں میں نے عرفہ کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اونٹ پر دونوں رکابوں میں پاؤں رکھکر کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ سناتے ہوئے دیکھا ہے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۰۰) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سب دعاؤں میں بہتر عرفہ کے دن کی دعا ہے اور جو کچھ میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے (کوئی وظیفہ) بتایا ہے سب میں بہتر یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور امام مالکؒ نے طلحہ بن عبید اللہ سے لَا شَرِيْكَ لَهٗ تک نقل کی ہے۔

(۸۰۱) حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریزؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے شیطان نے ایسا کوئی دن نہیں دیکھا کہ جسمیں وہ زیادہ ذلیل اور زیادہ راندہ درگاہ اور زیادہ حقیر اور زیادہ غصہ میں جلا ہوا ہوتا ہو (جیسا کہ عرفہ کے دن میں ہوتا ہے اور یہ فقط اسلئے ہے کہ وہ (اسدن) نزول رحمت خداوندی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے گناہوں کے معاف کرنے کو دیکھتا ہے سوائے ایک دن (جنگ) بدر کے (کہ اُس میں اور بھی زیادہ ذلیل ہوا ہے) کیونکہ (اُس دن) اُس نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرشتوں کی جماعت ترتیب دیتے ہوئے[3] دیکھا تھا۔ یہ روایت امام مالکؒ نے بطریق ارسال نقل کی ہے اور شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ کے مطابق نقل کی ہے۔

(۸۰۲) حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ

---

[1] حاصل یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں عرفات میں عرب کے ہر قوم و قبیلہ کی ایک جگہ معین تھی وہ وہیں ٹھیرتے تھے اور قبیلہ یزید بن شیبان کی جگہ حضرت کے ٹھیرنے کی جگہ سے جسے موقف امام کہتے ہیں بہت دور تھی اسلئے انہوں نے یہ چاہا تھا کہ ہم حضرت سے عرض کرکے آپکے قریب جا ٹھیریں اس لئے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لئے یہ کہلا بھیجا کہ تم وہیں رہنا تاکہ آپس میں اختلاف و نزاع واقع نہ ہو ۱۲ [2] یعنے ان تینوں جگہوں میں یہ تینوں افعال جہاں چاہو کرو جائز ہے ۱۲ [3] یعنے اونچے ہونے کے لئے تاکہ سب لوگ سن لیں ۱۲ [4] یعنے مشرکوں سے لڑائی کرنے کے لئے ۱۲۔

آسمان دنیا کی طرف اتر آتا[1] ہے اور فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے تم میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ میرے پاس کیسے پراگندہ بال اور غبار آلودہ ہوکے دور دراز کے راستوں سے چیختے ہوئے آئے ہیں میں تمہیں اس بات پر گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخشدیا فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار ان میں فلاں آدمی تو گنہگار مشہور ہے اور فلاں اور فلانی عورت بھی ایسے ہی ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ میں نے انہیں بھی بخشدیا پھر آپ نے فرمایا کہ عرفہ کے دن سے بڑھکر اور کوئی ایسا دن نہیں جس میں آدمی آگ سے زیادہ چھوٹتے ہوں یہ

تیسری فصل (۸۰۳) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جاہلیت میں قریش اور جو لوگ انکے دین پر تھے مزدلفہ میں ٹھیرتے تھے اور حمس[2] کے نام سے مشہور تھے اور باقی عرب کے لوگ عرفہ کے میدان میں ٹھیرتے تھے اور جب اسلام آگیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عرفات[3] میں آنے کے لئے حکم کیا چنانچہ آپ عرفات میں ٹھیرے اور پھر وہاں سے واپس ہوئے اور اللہ بزرگ و برتر کے اس قول ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ سے یہی مراد ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۰۴) حضرت عباس بن مرداس کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ عرفہ کی شام کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے دعاء مغفرت کی چنانچہ یہ دعا مقبول ہوگئی کہ میں سوا ایک ظلم کے حقوق کے سب گناہوں کو بخشدوں گا (اور بندوں کا حق دبانا ظلم ہے) اور مظلوم کا بدلہ ظالم سے ضرور لوں گا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اے پروردگار اگر تو چاہے تو مظلوم کو کچھ بہشت (کی نعمتیں) دیدے اور ظالم کو بخشدے یہ دعا شام تک مقبول نہ ہوئی جب صبح کو آپ مزدلفہ میں گئے تو پھر یہی دعا کی (اسوقت) جسقدر دعا مانگی سب مقبول ہوگئی راوی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے یا کہا کہ آپ نے تبسم فرمایا حضرت ابوبکر رضی اور حضرت عمر نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں اسوقت تو آپ کبھی نہیں ہنسا کرتے تھے (آج اسوقت) کس نے ہنسا دیا خدا تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آپ نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ میری دعا ضرور قبول کریگا اور میری امت کو بخشدیگا تو اس نے رنج کے مارے مٹی لے کر اپنے سر پر ڈال لی اور یہ پکارنے لگا ہائے میرا ناس ہوگیا اسلئے مجھے اس کی پریشانی دیکھنے نے ہنسا دیا

---

[1] یعنے رحمت و احسان اور کرم کے ساتھ قریب ہوتا ہے ۱۲ [2] حمس شجاع کو کہتے ہیں ۱۲ [3] عرفات حل میں ہے اور مزدلفہ حرم میں اور قریش اور جو لوگ انکے دین کے تھے اپنی بڑائی اور ترفع کی وجہ سے مزدلفہ میں ٹھیرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ لوگ ہیں لہذا ہم حرم سے باہر نہیں نکلنے کے اور سوائے قریش کے اور سب لوگ عرفات میں ٹھیرتے تھے جب اسلام آیا تو قریش اس سے منع کردئے گئے اور حکم ہوا کہ تم بھی اور لوگوں کی طرح عرفات میں ٹھیرا کرو ۱۲۔

یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور بیہقی نے کتاب بعث ونشور میں نقل کی ہے۔

باب عرفات اور مزدلفہ سے واپس ہونے کا (بیان)

پہلی فصل (۸۰۵) ہشام عروہ کے بیٹے نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں اسامہ بن زید سے کسی نے پوچھا کہ حجۃ الوداع میں (عرفات سے) واپس ہو کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح چلتے تھے انہوں نے فرمایا کہ جلدی جلدی چلتے تھے اور جب کشادہ راستہ پاتے تو سواری دوڑا دیتے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۰۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں عرفہ کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (عرفات سے) واپس ہوا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سے زور سے دھمکانے اور اونٹوں کو مارنے کی آواز سنی تب آپ نے اپنے کوڑے سے اُن لوگوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اے لوگو آرام سے چلو کیونکہ سواریوں کا دوڑانا بھی بھلائی نہیں[1] ہے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۰۷) حضرت ابن عباس ہی فرماتے ہیں (کہ حجۃ الوداع میں) عرفہ سے مزدلفہ تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ردیف اسامہ بن زید رہے اور مزدلفہ سے منا تک فضل ردیف رہے اور یہ دونوں کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے تک برابر لبیک کہتے رہے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۰۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مزدلفہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشا کی ملا کر نماز پڑھی تھی اور ہر ایک کے لئے جُدی جُدی تکبیر کہتے تھے اور ان دونوں کے درمیان یا دونوں میں سے کسی کے پیچھے نفل بالکل نہیں پڑھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

(۸۰۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بیوقت نماز پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا ہاں دو نمازیں مزدلفہ میں (یعنے) مغرب اور عشا کی نماز بیوقت پڑھتے ہوئے دیکھا اور صبح کی نماز (بھی) اس روز وقت سے پہلے[2] پڑھی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] کوڑے سے اسلئے اشارہ کیا تاکہ لوگ حضرت کی طرف متوجہ ہوں اور آپ کی بات سنیں ۱۲ [1] بلکہ بھلائی یہ ہے کہ افعال حج ادا کریں اور ممنوعات سے بچیں خلاصہ مطلب یہ ہے کہ نیکیوں کی طرف جلد جانا بہتر ہوتی ہے لیکن اچھا نہیں کہ مکروہات تک نوبت پہونچ جائے جس سے گناہ مرتب ہوا۔ اب پہلی حدیث میں اور اس میں تعارض نہیں ہونے کا ۱۲۔

[2] یعنے معمولی وقت سے جو جاڑے میں پڑھتے تھے اُس سے کچھ پہلے پڑھی اور یہ مراد نہیں کہ فجر سے پہلے پڑھی کیونکہ کسی کے نزدیک فجر سے پہلے فجر کی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے ۱۲

(۸۱۰) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میں اُن ضعیفوں[۱] کی جماعت میں تھا جنہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ کی رات کو آگے بھیج دیا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۱۱) حضرت ابن عباس رضی (اپنے بھائی) فضل بن عباس سے روایت کرتے ہیں اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ردیف تھے کہ آنحضور نے عرفہ کی شام کو اور مزدلفہ کی صبح کو جسوقت لوگ (مزدلفہ سے منا کو پھر اور) سواریاں تیز کیں یہ فرمایا کہ تم آہستگی سے چلو اور آپ (بھی) اپنی اُونٹنی کو تھام کر چلاتے تھے یہانتک کہ آپ (میدان) محسّر میں پہونچ گئے اور محسّر (بھی) منا میں ہے فرمایا تم اس میدان میں سے) ایسی کنکریاں اٹھالو جو جمرہ پر دو انگلیوں سے ماری جائینگی اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جمرہ پر کنکریاں مارنے تک برابر لبیک کہتے رہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۱۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (کہ جسوقت) نبی صلے اللہ علیہ وسلم مزدلفہ سے چلے تو آپ آہستہ سے چل رہے تھے اور لوگوں کو (بھی) آہستگی سے چلنے کے لئے ارشاد فرمایا اور محسّر کے میدان میں آپنے سواری تیز کی اور لوگوں کو دو اُنگلیوں میں کنکریاں پھینکنے کی مقدار کنکریاں مارنے کے لئے حکم دیا اور یہ فرمادیا کہ شاید میں اپنے اس سال کے بعد تمہیں نہ دیکھ سکوں (یعنی آئندہ سال میں میرا انتقال ہو جائے گا۔[۲]

مصنف مشکوٰۃ شریف کہتے ہیں) مجھے یہ حدیث صحیحین میں نہیں ملی سوائے جامع ترمذی کے (وہ بھی) کچھ تقدیم تاخیر کے ساتھ) ملی ہے۔

(دوسری فصل)

(۸۱۳) حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ کہتے ہیں (کہ حجۃ الوداع میں) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ اہل جاہلیت عرفات سے سورج چھپنے سے پہلے ایسے وقت واپس ہوتے تھے کہ سورج ایسا ہوتا تھا گویا وہ آدمیوں کے چہروں پر پگڑیاں[۳] ہیں اور مزدلفہ سے سورج کے نکلنے سے پہلے ایسے وقت واپس ہوتے تھے کہ سورج ایسا ہوتا تھا گویا وہ آدمیوں کے چہروں پر پگڑیاں ہیں اور ہم عرفات سے سورج چھپنے سے پہلے نہیں واپس ہونگے اور (ایسے ہی) مزدلفہ سے سورج کے نکلنے سے پہلے نہیں واپس ہونگے (کیونکہ) ہمارا طریقہ بتوں کے پوجنے والوں اور شرک کرنے والوں سے مخالف ہے یہ روایت

---

[۱] ضعیفوں سے مراد عورتیں اور بچے ہیں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں منا کو پہلے روانہ کر دیا تھا تاکہ بسبب اژدحام کے انہیں تکلیف نہو انہیں میں ابن عباس بھی تھے ۱۲ [۲] لہٰذا تم مجھ سے احکام حج وغیرہ سیکھ لو۔ اور دوسرے سال یعنی سنہ ۱۱ھ کے ربیع الاول میں آنحضور کا وصال ہو گیا ۱۲ [۳] یعنی آدھا آفتاب باہر ہوتا اور آدھا غروب ہوتا اور پگڑی کی مشابہت اسلئے دی کہ آدھا دائرہ پگڑی کی شکل ہوتا ہے ۱۲

بیہقی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ ہمیں خطبہ سنایا اور باقی حدیث اس طرح بیان کی۔

(۸۱۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مزدلفہ کی رات ہمیں (یعنی) عبدالمطلب کے چند لڑکوں کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں پر سوار کرکے آگے بھیجدیا اور (محبت کی وجہ سے) ہماری رانیں تھپک کر یہ فرمایا کہ اے میرے بچو سورج کے نکلنے تک تم جمرہ پر کنکریاں نہ مارنا۔ یہ روایت ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۸۱۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قربانی کی رات کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ سے حضرت ام سلمہ کو بھیجدیا انہوں نے فجر سے پہلے جمرہ (عقبہ) پر کنکریاں ماریں پھر وہاں سے چلکر (طواف) افاضہ کیا اور یہ وہی دن تھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس تھے (یعنی اُن کی نوبت کا دن تھا) یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۱۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں (کہ کوئی مکہ کا) رہنے والا ہو یا عمرہ کرنیوالا ہو حجر اسود کو بوسہ دینے تک لبیک کہتا رہے یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عباس سے موقوفاً روایت کی گئی ہے۔

تیسری فصل

(۸۱۷) یعقوب (تابعی) بن عاصم بن عروہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے شرید (صحابی) سے سُنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف افاضہ کیا اور (عرفات سے چل کے) مزدلفہ آنے تک آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں زمین پر (بھی) نہیں لگے (یعنی آپ اس سارے راستہ سوار ہی رہے) یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۱۸) ابن شہاب کہتے ہیں مجھ سے سالم نے یہ بیان کیا کہ جس سال حجاج بن یوسف نے حضرت ابن زبیر کو شہید کیا تو حضرت عبداللہ (ابن عمر) سے پوچھنے لگا کہ تم عرفہ کے دن (ظہر و عصر کی نماز کو) موقف میں کس طرح پڑھتے تھے سالم کہتے ہیں (میں نے کہا) اگر تو سنت (کی پیروی) چاہتا ہے تو (ظہر کی) نماز عرفہ کے دن سویرے ہی پڑھ لینا حضرت عبداللہ بن عمر نے (میری بات سنکر) فرمایا کہ سالم نے سچ کہا کیونکہ صحابہ سنت کے ادا کرنے کے لیے ظہر و عصر کو ملا کر پڑھتے تھے (ابن شہاب کہتے ہیں) میں نے سالم سے پوچھا کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ رات کو رمی جمار یعنی جمروں پر کنکریاں مارنی جائز نہیں ہیں ۱۲ ۔ یعنے جو باہر کا عمرہ کرنے آیا ہو اور مقصود یہ ہے کہ عمرے میں حجر اسود کے چومنے کے وقت لبیک موقوف کیجائے جیسے حج میں جمرہ عقبہ پہ رمی کرنے پر موقوف کرتے ہیں ۱۲ ۔ حجاج بن یوسف ظالم مشہور ہے جس نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی باندھکر قتل کئے تھے یہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے مکہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی آیا تھا اور انہیں اس ظالم نے سولی پر کھینچا ۱۲ ۔ یعنے وقوف سے پہلے یا وقوف کے

یہ کیا ہے۔ معلوم ہوئے کہ صحابہ اس طرح سنت ہی کا اتباع کرتے ہیں یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

باب منارون پر کنکریان پھینکنے کا بیان

(۸۱۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ سواری پر بیٹھے ہوئے کنکریان پھینک رہے تھے اور فرماتے تھے کہ تم اپنے حج کے احکام (آداب) مجھ سے سیکھ لو کیونکہ مجھے معلوم نہیں شاید میں اپنے اس حج کرنے کے بعد پھر حج نہ کر سکوں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۲۰) حضرت جابرؓ ہی فرماتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حذف[1] جیسی کنکریان جمرہ پر پھینکتے ہوئے دیکھا ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۲۱) حضرت جابرؓ ہی فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن دوپہر کے وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جمرہ پر کنکریاں پھینکی تھیں اور دونوں بعد کے جب سورج ڈھل[2] چکا (یعنے) تب کنکریاں ماریں (یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۲۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ جمرہ کبریٰ پر پہنچ کر خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف کیا اور منا کو اپنے دائیں طرف کیا اور سات کنکریاں پھینکیں ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے پھر اُسی طرح اس جمرہ پر کہ جس پر آنحضورؐ پر سورۃ البقر نازل ہوئی تھی (کنکریاں پھینکیں) یہ روایت متفق علیہ ہے

(۸۲۳) حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ استنجا (یعنے استنجے کے لئے ڈھیلے لینے) طاق[3] چاہئیں اور جمرون پر کنکریاں پھینکنی (بھی) طاق چاہئیں اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنا (بھی) طاق چاہئے اور (خانہ کعبہ کا) طواف (بھی) طاق چاہئے (یعنے سات پھیرے ہوں) اور جب کوئی تم میں سے دھونی لیوے تو اسے (بھی) طاق مرتبہ دھونی لینی چاہئے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۸۲۴) حضرت قدامہؓ بن عبداللہ بن عمار کہتے ہیں میں نے قربانی کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صہبا[4] (اونٹنی پر سوار ہوئے) جمرہ (عقبہ) پر کنکریاں پھینک رہے تھے نہ وہاں مارنا تھا اور نہ ہانکنا تھا اور نہ کوئی یہ کہتا تھا کہ ایک طرف[5] ہو جاؤ ایک طرف ہو جاؤ۔ یہ روایت امام شافعی اور ترمذی

---

[1] حذف کے یہ معنے ہیں کہ شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے سروں سے کنکریاں پکڑ کر یعنے چٹکی میں رکھ کر پھینکے اور اب بھی رواج اسی طرح ہے ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ دسویں تاریخ کو کنکریاں پھینکنے کا وقت بعد زوال کے ہوتا ہے اور اسی طرح تیرھویں تاریخ ۱۲ [3] یعنے چھوٹے استنجے کے لئے ایک ڈھیلا اور بڑے کے لئے تین یا پانچ طاق ایسے ہی عدد کو کہتے ہیں ۱۲ [4] صہبا اس اونٹنی کو کہتے ہیں کہ اسکی سپیدی میں کچھ سرخی کی ملاوٹ ہو یعنے بالوں کی نوکیں سرخ ہوں اور بال اندر سے سپید ہوں ۱۲ [5] یعنے جیسے کہ آج کل امیروں کی سواری کے آگے چوبدار وغیرہ ہٹو بڑھو کہکر ہٹاتے ہیں آنحضرت کے آگے یہ معمول نہ تھا ۱۲

اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۸۲۵) حضرت عائشہ صدیقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپ فرماتے تھے کہ جمروں پر کنکریاں مارنا اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنا فقط یاد الٰہی کے قایم کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے یہ حدیث ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۸۲۶) حضرت عائشہ صدیقہ ہی فرماتی ہیں ہم نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپکے لیئے منا میں ایک ایسا مکان نہ بنوا دیں جو آپ کو سایہ کا آرام دے آپنے فرمایا نہیں منا تو انہیں لوگوں کی ٹھیرنے کی جگہ ہے جو پہلے پہونچ جائیں یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۸۲۷) حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ پہلے دو جمروں کے پاس کھڑے ہوئے بہت دیر تک اَللّٰہُ اَکْبَر اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھتے رہے اور اللہ سے دعا کرتے رہے اور جمرہ عقبہ کے پاس نہیں کھڑے ہوئے یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

باب ہدیؑ کے (بیان میں)

پہلی فصل (۸۲۸) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ذوالحلیفہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اونٹنی منگا کر اسکے کوہان میں داہنی جانب زخم کیا اور اسکے خون کو پونچھ دیا اور اسکے گلے میں دو جوتیوںؑ کا ہار ڈال دیا پھر اپنی سواری پر سوار ہوگئے جب آپ کی سواری بیداء کے میدان میں پہونچی تو آپنے حج کی لبیک کہی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۲۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بکریاں ہدی بنا کر خانہ کعبہ بھیجی تھیں اور انکے گلے میں ہار ڈال دیا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

ملہ یعنے ایسی جگہ ہے کہ اسمیں کسی کی خصوصیت نہیں منا میں جس جگہ کوئی پہلے پہونچے وہی اُس جگہ کا مستحق ہے ۱۲ ؁ یعنے جمرہ اولے اور جمرہ وسطے ۱۲ ؁ ہدی اُن چارپایوں کو کہتے ہیں جو طلب ثواب کے لئے حرم میں ذبح کئے جاتے ہیں خواہ بکریاں دنبہ وغیرہ ہو خواہ بیل یا اونٹ وغیرہ ہوں اور عمر وغیرہ جو قربانی میں شرط ہے سو ہی اُس میں ہے ۱۲ ؁ یہ جانور ہدی ہونے کی علامت کے لیئے ڈال دیتے تھے اس علامت سے ڈاکو اور کفار تک بھی ان جانوروں سے تعرض نہیں کرتے تھے اور یہ عادت اہل جاہلیت کی تھی آنحضورؐ نے بھی اسی کو روا رکھا ۱۲

(۸۳۱) حضرت جابرؓ ہی فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی تھی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۳۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے ہار میں نے اپنے ہاتھ سے بٹے تھے پھر آنحضور اُن ہاروں کو اُنکے گلے میں ڈالکر اور اُن (کے کوہان) کو زخمی کر کے ہدی بناکر (خانہ کعبہ کو) بھیجدیا کرتے تھے اور آپ کے لئے جو چیزیں حلال ہوتیں (انکے صرف بھیجنے سے) کوئی چیز آپ پر حرام نہیں ہو جاتی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۳۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی فرماتی ہیں میں نے اپنے پاس سے اون لے کر اونٹوں کے ہار بٹے تھے پھر آنحضور نے میرے والد کی ہمراہ انہیں (خانہ کعبہ) بھیج دیا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۳۴) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اونٹ کو ہانکتا تھا آپنے فرمایا تو اسپر سوار ہو جا وہ بولا کہ یہ تو ہدی ہے آپنے فرمایا اگرچہ یہ ہدی ہے تو اسپر سوار ہو جا اُسنے پھر وہی کہا کہ یہ تو ہدی ہے آپنے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا تیرا ناس ہو تو اسپر سوار ہو جا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۸۳۵) حضرت ابوزبیرؓ کہتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا (اور) اُنسے کسی نے ہدی پر سوار ہونے کی بابت پوچھا تھا انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جسوقت سواری کی نہایت ہی ضرورت ہو تو اس طرح سوار ہو جائے کہ اُسے تکلیف نہو یہانتک کہ جب دوسری مل جائے (تو اس پر سے) اُتر جائے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۳۶) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ساتھ سولہ اونٹ بھیجے تھے اور اُسے اُن پر نگہبان مقرر کر دیا تھا اُس نے پوچھا یا رسول اللہ اگر کوئی ان میں سے تھک جائے اور نہ چل سکے تو میں کیا کروں آپنے فرمایا اُسے ذبح کر دینا اور اسکے دونوں پاپوشوں کو (جنکا گلے میں ہار پڑا ہوا ہے) اسکے خون میں رنگ کر اسکے کوہان کے کنارے پر چھاپے کی طرح لگا دینا اور تو اور تیرا کوئی ساتھی اُس میں سے نہ کھائے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

سلہ یعنے میں تو کہہ رہا ہوں کہ سوار ہو جا اور تو عذر کرتا ہے ۱۲ سلہ یعنے اگر یہ شخص مضطر ہوئے تو ہدی پر اس طرح سوار ہو کہ اُسے ضرر نہ پہونچے ۱۲ سلہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے چھاپہ دینے کو اسلئے فرمایا تاکہ راہ گیر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہدی ہے پھر اُس میں سے فقیر لوگ کھالیں اور غنی لوگ نہ کھائیں کیونکہ غنی پر اسکا کھانا حرام ہے ۱۲ سلہ انہیں اسلئے منع فرمایا تاکہ کہیں یہ ماندگی کا حیلہ کر کے اپنے ہی کھانے کے لئے نہ ذبح کر لیں یہ ایک توجیہ ہے ورنہ اسکو خدا ہی جانے ۱۲

(۸۳۷) حضرت جابر فرماتے ہیں ہم نے حدیبیہ کے سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات ہی آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی تھی یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۸۳۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ ایک شخص کے پاس آئے اور وہ اپنے اونٹ کو بٹھا کر نحر[1] کرتا تھا۔ انہوں نے اُس سے فرمایا کہ اسے اُٹھا اور پاؤں باندھ کر کھڑا کر (کے نحر کر) اے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی پیروی کر۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۳۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ میں اونٹوں کی خوگیر اور اُنکے گوشت اور اُن کی کھالوں اور اُن کی جھولوں کو صدقہ کر دوں اور قصاب کو اُن میں سے نہ دوں آنحضورؐ نے فرمایا تھا کہ اُسے ہم اپنے پاس سے دیدینگے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۴۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پہلے اپنی (قربانی کے) اونٹوں کے گوشت تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رخصت دیدی اور فرمایا کہ تم کھاؤ اور رکھ بھی چھوڑا کرو۔ چنانچہ ہم کھاتے (بھی) ہیں اور رکھ بھی چھوڑتے ہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۸۴۱) حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ[2] کے سال اپنے اونٹوں میں ابوجہل کا اونٹ (بھی) ہدی بنا کر بھیجدیا تھا جس کی ناک میں چاندی کی نتھنی پڑی ہوئی تھی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ نتھنی سونے کی تھی مشرک لوگ اُسکی وجہ سے جلتے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۸۴۲) حضرت ناجیہ خزاعی فرماتے ہیں میں نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ جو ہدی کے جانوروں میں سے کوئی تھک کر رہ جائے تو اُسے میں کیا کروں آپ نے فرمایا اُسے (وہیں) ذبح کر دینا پھر اس (کے گلے) کی جوتیوں کو اُسکے خون میں رنگ دینا اور پھر اُسے لوگوں میں چھوڑ دینا تاکہ وہ اُسے کھالیں۔ یہ روایت امام مالک اور ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابوداؤد اور دارمی نے ناجیہ اسلمی سے نقل کی ہے۔

(۸۴۳) حضرت عبداللہ بن قرطؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

---

[1] نحر کہتے ہیں اونٹ کے سینہ میں نیزہ مارنے کو اور ذبح کہتے ہیں چھری سے گائے وغیرہ کے گلا کاٹنے کو اور اُونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا افضل ہے ۱۲

[2] آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم چھٹے سال ہجری کو عمرہ کرنے کے لئے تشریف لیگئے تھے جب آپ حدیبیہ میں پہونچے تو آپ کو مشرکوں نے روک دیا اور مکہ تک نہ پہونچنے دیا اور اسی سفر میں جو ہدی کے لئے آنحضور اونٹ لے گئے تھے اُن میں ابوجہل کا بھی اونٹ تھا جو بدر کی لڑائی میں غنیمت میں آیا تھا اُسے آپ اس لئے لیگئے تاکہ مشرک دیکھکر جلیں اور رنجیدہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفار کو غمگین کرنا اور غصہ میں ڈالنا مستحب ہے ۱۲

کے نزدیک سب دنوں سے زیادہ عظمت والا یوم النحر (یعنی بقر عید کا دن) ہے پھر (دوسرے درجہ میں) قر کا دن ہے ثور (اسی حدیث کے راوی) کہتے ہیں کہ قر دوسرا دن ہے (یعنی گیارھویں تاریخ ذی الحجہ کی) اور کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ یا چھ اونٹ لائے گئے اور اونٹوں نے خود بخود آپکے پاس آنا شروع کیا کہ آپ اول کونسے کو ذبح کرینگے اور جب ذبح ہوگئے اور ان کی کروٹیں زمین پر گر گئیں تو آپ نے کوئی بات ہیچ کی کہی جسے میں نہ سمجھا میں نے (اپنے پاس کے آدمی سے) پوچھا کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا وہ بولا آنحضور نے فرمایا ہے کہ جو چاہے (ان ہدی میں سے) گوشت کاٹ کر لیجائے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے اور دو حدیثیں ایک ابن عباسؓ کی اور ایک جابرؓ کی باب الاضحیہ میں مذکور ہو چکی ہیں۔

تیسری فصل (۸۴۴) حضرت سلمہ بن اکوع کہتے ہیں (کہ پہلے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ایسا نہ ہونا چاہیئے (کہ قربانی کو) تین دن ہو جائیں اور تمہارے گھروں میں کچھ گوشت باقی رہے۔ بلکہ باقی سب تقسیم کر دینا چاہیئے) پھر جب سال آئندہ ہوا تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا اب کے بھی (ہم ویسا ہی کریں جیسے) گذشتہ سال کیا تھا آپنے فرمایا (نہیں بلکہ) کھاؤ کھلاؤ اور رکھ (بھی) چھوڑو کیونکہ اس سال لوگوں پر بہت تنگی تھی اسلئے میںنے یہ چاہا تھا کہ تم ان کی اعانت کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۴۵) حضرت نبیشہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہمنے تمہیں تین دن سے زیادہ گوشت کھانے کو اس لئے منع کیا تھا تا کہ تم میں وسعت ہو جائے (یعنے تمہارے فقراء کو پہنچ جائے) اور اب اللہ تعالے نے وسعت دیدی ہے لہذا کھاؤ اور رکھ چھوڑو اور (صدقہ میں دیکر) ثواب لو اور یاد رکھو کہ یہ دن کھانے اور پینے اور یاد الٰہی کے ہیں یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

باب سر منڈانے کا بیان

پہلی فصل (۸۴۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ میں سے بعض لوگوں نے سر منڈایا تھا اور بعض صحابہ نے بال کتروائے تھے یہ روایت متفق (۸۴۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت معاویہ مجھ سے فرماتے تھے کہ مروہ کے پاس ایک قینچی سے

لہ وجہ اس کی یہ تھی کہ ایک سال مدینہ میں بہت ہی قحط پڑا تھا اور باہر کے لوگوں سے مدینہ بھر گیا تھا اسلئے آنحضور نے حکم دے دیا تھا کہ سب گوشت تقسیم کر دینا چاہیئے اور جب دوسرے سال اسکی ضرورت نہ رہی تو آپ نے گوشت کے رکھنے کی اجازت دیدی ۱۲ لہ احرام سے نکلنے کے لئے بال کتروانے سے سر منڈانا افضل ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوائے حج اور عمرہ کے اور دنوں میں سر منڈانا ثابت نہیں ہوتا ۱۲

سے مینے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کترے[1] تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۴۸) حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یا الٰہی تو سر منڈوانے والوں پر رحم فرما صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر آپنے پھر یہی فرمایا یا الٰہی تو سر منڈانے والوں پر رحم فرما صحابہ نے (پھر) پوچھا یا رسول اللہ اور بال کتروانے والوں پر آپنے (تیسری مرتبہ میں) فرمایا اور کتروانے والوں[2] پر (بھی) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۴۹) یحییٰ بن حصین اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حجۃ الوداع کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آنحضورؐ نے سر منڈانے والوں کے لئے تین مرتبہ دعا کی اور بال کترانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا کی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۸۵۰) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم منا میں تشریف لائے اور (وہاں) آکر جمرہ (عقبہ) پر کنکریاں ماریں پھر منا میں اپنے مکان پر آئے اور قربانی کی اور سر مونڈنے والے کو بلایا (اول) اپنے سر کی داہنی طرف سر مونڈنے والے کے آگے کی اُس نے اُس طرف کے بال مونڈ دیئے۔ پھر آنحضورؐ نے ابو طلحہ انصاری کو بلا کر وہ بال (منڈے ہوئے) انہیں دیدیئے پھر آپنے سر کو بائیں طرف سے مونڈنے والے کے آگے کیا اور فرمایا مونڈ دے۔ چنانچہ اُس نے اس طرف سے (بھی) سر مونڈ دیا آنحضورؐ نے وہ منڈے ہوئے بال (بھی) ابو طلحہ کو دیدئے اور فرمایا کہ یہ بال لوگوں کو تقسیم کردے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۸۵۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ احرام باندھنے سے پہلے اور قربانی کے دن خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے پہلے میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک خوشبو لگا دیا کرتی تھی جسمیں کچھ مشک (بھی) ہوتا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۵۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قربانی کے دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ کیا پھر واپس ہوئے اور منا میں ظہر کی نماز پڑھی۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

دوسری فصل

(۸۵۳) حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ دونوں فرماتے

---

[1] یعنے عمرہ میں کہ قینچی وغیرہ کے پاس بال کترواتے عمرہ ہی تب ہوتے ہیں اور حج میں منا میں کترواتے ہیں ۱۲ [2] اس سے فضیلت سر منڈانے والوں کی نکلی کیونکہ اُن کے لئے آنحضورؐ نے کئی بار دعا کی اور بال کتروانے والوں کے لئے اخیر میں ایک دفعہ کی ۱۲ [3] اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانے میں دائیں طرف سے ابتداء کرنی سنت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دائیں طرف سر منڈانے والے کی معتبر ہے نہ مونڈنے والے کی ۱۲۔

ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنا سر مونڈنے سےؔ منع فرمایا ہے یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے

(۸۵۴) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عورتوں پر سر منڈوانا لازم نہیں ہے بلکہ عورتوں کو کترواؔنا لازم ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

اور اس باب میں تیسری فصل نہیں ہے۔

باب (پہلے بابوں کے متعلقات کے بیان میں)

پہلی فصل

(۸۵۵) عبد اللہ بن عمرو بن عاص روایت کرتے ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم منا میں (اس غرض سے) ٹھیر گئے کہ لوگ کچھ آپ سے پوچھنا چاہیں) پوچھ لیں ایک آدمی نے آکے آپ سے پوچھا مجھے معلوم نہ تھا میں نے قربانی کرنے سے پہلے سر منڈوالیا آپنے جوابدیا (تو اب) قربانی کر لے اور کچھ گناہ نہیں ہےؔ پھر ایک اور نے آکے کہا مجھے معلوم نہ تھا میں نے (مناروں پر کنکریاںؔ مارنے سے پہلے قربانی کر دی آپنے فرمایا تو کنکریاں اب ماردے اور کچھ گناہ نہیں ہے (خلاصہ یہ ہے کہ) آپ سے جو کچھ دریافت کیا گیا خواہ کوئی کام پہلے ہو گیا یا پیچھے ہو گیا تھا آپنے اُسکے جواب میں یہی کہا تو (اب) کر لے اور کچھ گناہ نہیں یہ روایت متفق علیہ ہے مسلم کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے آکے پوچھا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے ہی سر منڈوالیا آپنے فرمایا کچھ حرج نہیں کنکریاں (اب) ماردے پھر دوسرے (آدمی) نے آکے کہا میں نے فرضی طواف کنکریاں مارنے سے پہلے کر لیا آپنے فرمایا کچھ ڈر نہیں کنکریاں اب ماردے۔

(۸۵۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قربانی والے دن لوگ منا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے (کچھ کچھ) پوچھ رہے تھے۔ آپ (ہر ایک سے) فرماتے تھے کچھ ڈر نہیں۔ ایک آدمی نے آکے کہا۔ میں نے شام ہو جانے کے بعد (مناروں پر) کنکریاں ماری ہیں) آپنے فرمایا کچھ ڈر نہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

ؔ یعنے جسوقت کہ احرام سے نکلے یا یہ کہ مطلق مراد ہے کیونکہ عورتوں کو سر منڈانا حرام ہے جیسے کہ مردوں کو داڑھی منڈانی ہاں بوقت ضرورت جائز ہے ۱۲ ؔ آیہ کا ؔ میں اختلاف ہے کہ بال کس مقدار سے اور کتنے سر کے کتروانے چاہئیں ۱۲ ؔ یعنے حج میں کچھ نقصان نہیں ہو رہی یہ بات کہ ان کاموں کے آگے پیچھے ہو جانے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی لازم آتی ہے یا نہیں۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے بعضے اس حدیث کی وجہ سے کہتے ہیں کہ بکری وغیرہ ذبح کرنی لازم نہیں اور اکثر کا قول یہ ہے کہ بکری وغیرہ ضرور ذبح کرنی چاہیئے کیونکہ ابن عباس نے بھی جو اس حدیث کے راوی بھی ہیں بکری وغیرہ ذبح کرنی لازم بتائی ہے اس بنا پر اس حدیث کے معنے یہ ہوں گے کہ اُس پر بھول جانے کا کچھ گناہ نہیں ہے ۱۲ لمعات ؔ حضرت ابراہیمؑ کو جب شیطان نے یہ بہکایا کہ تم اپنے بیٹے کو کیوں ذبح کرتے ہو اُسوقت اُنہوں نے شیطان کے کنکریاں ماری تھیں اسواسطے

دوسری فصل (۸۵۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کسی نے آکے پوچھا یا رسول اللہ میں نے سر منڈوانے سے پہلے فرضی طواف کر لیا۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں تو سر اب منڈا لے ایک اور آدمی نے آکے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کردی آپ نے فرمایا کچھ ڈر نہیں تو کنکریاں اب مار لے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۸۵۸) حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کرنے کو روانہ ہوا۔ جب ہم مکہ شریف میں پہنچ گئے تو آپ آ کر لوگ پوچھنے لگے کوئی کہتا یا رسول اللہ میں طواف کرنے سے پہلے کوہ صفا اور مروہ کے درمیان[1] دوڑ لیا یا (کوئی کہتا) فلاں کام میں نے (آگے کا) پیچھے کر دیا یا (پیچھے کا) آگے کر دیا آپ (ہر ایک کو) جواب دیتے تھے کچھ ڈر نہیں ہے ہاں جو کوئی کسی مسلمان آدمی کی ناحق آبرو ریزی کرے گا وہ گنہگار ہوگا اور ہلاکت (کے گڑھے) میں پڑے گا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

باب قربانی کے دن خطبہ پڑھنے اور تکبیرات تشریق کے دنوں میں کنکریاں مارنے اور طواف رخصت کرنے کا بیان

پہلی فصل (۸۵۹) حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں نحر[2] یعنے قربانی کے دن نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ہمیں خطبہ سنایا۔ پھر فرمایا زمانہ اپنی اُس اصلی صورت[3] پر آگیا ہے جیسا کہ اُس روز تھا جس دن خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں اُن میں سے چار حرمت والے ہیں تین (یعنے) ذی قعدہ ذی الحجہ و محرم پے در پے ہیں اور چوتھا مہینہ مضر کا رجب ہے جو کہ جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے

---

[1] جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل اور اُن کی والدہ ہاجرہ کو میدان مکہ میں چھوڑ گئے اُسوقت وہاں پانی بالکل نہ تھا حضرت ہاجرہ بار بار پانی کی تلاش میں کبھی کوہ صفا پر جاتی تھیں اور کبھی مروہ پر جاتی تھیں اُس کی سنت اب تک چلی جاتی ہے کہ سب حاجی کوہ صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں ۱۲ [2] امام ابو حنیفہ کے نزدیک قربانی کے دن تین ہیں بعض کے نزدیک چار دن ہیں اور بعض لوگوں کے نزدیک چاند کی اخیر تاریخ تک ہیں یہاں تین دن ہی مراد ہیں ۱۲ [3] مشرکین عرب کا قاعدہ تھا کہ محرم کے چاند کو ہمیشہ آگے پیچھے کرتے رہتے تھے کبھی صفر کو محرم کر دیتے اور کبھی کسی دوسرے چاند کو محرم کر لیتے اسوجہ سے سارے چاند بدل جاتے تھے اور حج بھی بے وقت ہوتا تھا جس سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اُس سال محرم نہیں بدلا گیا تھا آپ نے فرمایا اسوقت زمانہ اپنی اصلی حالت پر ہے آیندہ نہیں بدلے گا یہ کافروں ہی کا کام تھا ۱۲ [4] مضر عرب کی ایک بڑی جماعت کا نام ہے۔ یہ لوگ چونکہ اس چاند کی بہت تعظیم کرتے تھے اس لئے مضر کا رجب کہدیا ۱۲۔

پھر آپنے (لوگوں سے) پوچھا (تم جانتے ہو) یہ کونسا چاند ہے ہم نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی خوب واقف ہیں آپ اتنی دیر تک خاموش رہے ہم نے خیال کیا کہ آپ اسکا کوئی اور نام رکھینگے پھر آپنے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ کا چاند نہیں ہے ہم نے کہا ہاں (ذی الحجہ ہی ہے) پھر آپنے پوچھا یہ کونسا شہر ہے ہمنے عرض کیا اللہ ورسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ اسقدر خاموش رہے کہ ہم نے جانا آپ اسکا نام اور کچھ رکھیں گے (لیکن) آپنے فرمایا کیا یہ شہر بلدہ[1] (یعنے مکہ) نہیں ہے ہم نے کہا ہاں (مکہ ہی ہے) پھر آپنے فرمایا یہ کیا دن ہے ہم نے کہا اللہ ورسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ اسقدر خاموش رہے ہم نے جانا کہ اسکا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپنے فرمایا کہ کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے۔ ہم نے کہا ہاں (قربانی کا دن ہے) اُس وقت آپنے فرمایا تمہیں ایک دوسرے کی جان اور مال اور آبرو کی اسقدر حرمت کرنی لازم ہے جیسے اس شہر میں اور اس چاند میں اس دن کی حرمت سمجھتے ہو اور اب تم جلدی اپنے پروردگار سے ملوگے اور وہ تم سے تمہارے عمل کو پوچھے گا (کہ تم نے کیا کیا عمل کئے) خبردار ہو میرے بعد گمراہ ہو کر ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگنا (پھر فرمایا) بتاؤ کیا مینے (تمہیں احکام خداوندی) پہونچا دیئے لوگوں نے کہا ہاں آپنے فرمایا اے اللہ تو گواہ رہیو (کہ یہ میری تبلیغ کا اقرار کر رہے ہیں) پھر فرمایا اے لوگو حاضرین کو چاہئے کہ جو موجود نہ ہوں اُنہیں یہ احکام اور خبریں پہونچا دیں کیونکہ بہت سے وہ لوگ جنہیں کوئی حکم پہونچایا جاوے سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے (اور سمجھ دار) ہوتے ہیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۶۰) وبرہ فرماتے ہیں مینے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کنکریاں میں کس وقت ماروں انہوں نے جوابدیا جس وقت تیرا امام[2] مارے اُسوقت تو بھی مار مینے یہ مسئلہ اُنسے دوبارہ پوچھا تو یہ جوابدیا کہ ہم انتظار کرتے رہتے تھے جسوقت سورج ڈھل جاتا تھا تو اُسوقت کنکریاں مارتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۸۶۱) سالم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر قریب کے منارہ پر سات کنکریاں مارتے تھے ہر کنکری کے بعد تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے تھے تاکہ نرم زمین پر (کھڑے) ہوجاویں اور دیر تک

---

[1] بلدہ ہر ایک شہر کو کہتے ہیں یہاں مکہ معظمہ مراد ہے کیونکہ قرآن شریف میں مکہ کا البلد[۳] میں بھی نام لیا گیا ہے ۱۲۔
[2] اول ابن عمر نے یہ فرمایا کہ امام کے ساتھ کنکریاں مارنی چاہئیں دوبارہ فرمایا کہ ہم سورج ڈھلے کنکریاں مارتے تھے سورج ڈھلنے سے پہلے مارنی مناسب نہیں۔ اور امام کے ساتھ مارنی بہتر ہیں ۱۲۔

قبلہ کی طرف مونہہ کرکے کھڑے رہتے تھے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔ پھر بیچ والے منارہ پر سات کنکریاں مارتے تھے جب ایک کنکری پھینکدیتے تو تکبیر پڑھتے تھے پھر بائیں طرف ہوجاتے تاکہ نرم زمین پر آجاویں۔ اور قبلہ کی طرف مونہہ کرکے کھڑے ہوتے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے اور بہت دیر تک کھڑے رہتے تھے پھر بطن وادی (یعنے نالے) کی طرف سے جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارتے تھے ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے اور وہاں (ذرا) نہیں ٹھیرتے تھے پھر واپس آتے اور فرماتے تھے اسی طرح میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۸۶۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عباس بن عبدالمطلب نے آب زمزم پلانے کی خدمت کی وجہ سے اس کی اجازت مانگی کہ اُن راتوں میں جن میں لوگ منا میں رہتے ہیں مجھے مکہ ہی میں رہنے کی اجازت دیدیجئے[۱] آپنے اجازت دیدی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۶۳) ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آب زمزم کی سبیل پر آکے پانی مانگا۔ (میرے والد) عباسؓ نے (بھائی فضل سے) کہا اے فضل اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اُس کے پاس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے پانی لے آو۔ آپنے فرمایا مجھے (یہی) پانی پلا دو وہ بولے یارسول اللہ لوگ اسمیں ہاتھ ڈالتے ہیں[۲] آپنے فرمایا (پھر کیا برائی ہے تم مجھے (یہی) پلا دو آپنے وہی پانی پیا پھر آب زمزم پر تشریف لائے تو دیکھا کہ اولاد عبدالمطلب پانی پلا رہے ہیں اور وہی اُس میں سے کھینچ رہے ہیں آپنے فرمایا تم (اپنا) کام کرے جاؤ۔ کیونکہ تم اچھے کام پر (مقرر) ہو۔ پھر اپنے مونڈھے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا (کہ لوگ میری سنت سمجھ کر) تم پر پانی کھینچنے میں غلبہ کرنے لگینگے[۳] تو میں اپنے اس مونڈھے پر رسی رکھتا اور (پانی خود کھینچتا) یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۸۶۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب

---

[۱] یعنے جن راتوں میں لوگ منا میں ٹھیرتے ہیں اُن راتوں میں بھی مجھے مکہ ہی میں رہنے کی اجازت دیدیجئے تاکہ صبح کو آب زمزم پلانے میں مجھے دیر نہ لگ جاوے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی ۱۲ منہ

[۲] یعنے یہ پانی مستعمل ہوجاتا ہے آپ اسلئے نہ پئیں تو بہتر ہے ۱۲ منہ [۳] یعنے مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر میں نے آب زمزم سے خود پانی کھینچ کر پیا تو اور لوگ سنت سمجھ کر پر دھکا پیل کریں گے اور سب یہی چاہیں گے کہ اپنے ہاتھ سے پانی کھینچیں۔ اور اُس وقت تمہارا زمزم کا پانی پلانا موقوف ہوجائے گا۔ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا تو میں زمزم کا پانی خود کھینچ کر پیتا ۱۲۔

اور عشا کی نماز پڑھی پھر تھوڑی دیر موضع مُحصّب[1] میں آرام فرمایا پھر سوار ہو کے بیت اللہ (یعنے کعبہ) کا طواف کیا۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۸۶۵) عبد العزیز بن رُفیع فرماتے ہیں کہ میں نے انس مالک سے پوچھا کہ تم مجھے ایسی بات بتاؤ جو تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یاد کر رکھی ہو (بھلا) آنحضرت نے یوم الترویہ[2] یعنے آٹھویں تاریخ کو ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی وہ بولے منا میں (پڑھی تھی) میں نے پھر پوچھا کہ واپس چلنے کے دن کہاں پڑھی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ موضع ابطح میں (پڑھی تھی) پھر حضرت انس نے فرمایا جس طرح تیرے سردار کریں اُسی طرح تو بھی کر یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۶۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ابطح[3] میں اُترنا سنت نہیں ہے آپ وہاں صرف اس وجہ سے اُترتے تھے کہ جب آپ (مدینہ) روانہ ہونا چاہتے تو وہاں سے روانہ ہونا بہت آسان[4] تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۶۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں میں نے موضع تنعیم سے اُس عمرہ کا احرام باندھا جو کہ مجھے ایام آنے کی وجہ سے رہگیا تھا) پھر میں مکہ شریف میں داخل ہوئی اور اپنا عمرہ ادا کیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے عمرہ سے فارغ ہونے تک موضع ابطح میں میرا انتظار کرتے رہے۔ پھر لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور خود (بھی) چلے اور مکہ شریف میں جاکے صبح کی نماز سے پہلے طواف کیا پھر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے (صاحب مشکوٰۃ کہتے ہیں) اس حدیث کو میں[5] شیخین (یعنے بخاری و مسلم) کی روایت میں نہیں پایا۔ بلکہ ابو داؤد کی روایت میں (لکھا) پایا ہے جسکے اخیر میں ذرا سا اختلاف ہے۔

---

[1] ابن عمر کا قول یہ ہے کہ محصب میں سونا سنت ہے اور ابن عباس نے کہا ہے محصب میں سونا سنت نہیں ہے ۱۲ک۔ ابورافع نے اتفاقیہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خیمہ وہیں کھڑا کردیا تھا۔ آنحضرتؐ نے نہیں فرمایا تھا خلاصہ یہ ہوا کہ محصب میں اُترنا بہتر ہے اگر نہ اُترے تو کچھ گناہ نہیں ہے ۱۲ لمعات

[2] آٹھویں تاریخ کو یوم الترویہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اُس دن قربانی کے اونٹوں کو پانی وغیرہ لے جاکر پلاتے ہیں۔ ترویہ کے معنے بھی سیراب کرنے کے ہیں ۱۲

[3] یعنے مدینہ جانا ابطح کی طرف سے آسان تھا اسوجہ سے آپ وہاں ٹھیر جاتے تھے کوئی مسنون بات نہیں ہے ۱۲

[4] کیونکہ آپ اسباب ابطح ہی میں رہنے دیتے تھے جب مکہ سے روانہ ہوتے تو ابطح میں آجاتے اور وہاں سے بآسانی مدینہ چلے جاتے ۱۲ ط ک

[5] یعنے صاحب مصابیح نے جو اس حدیث کو پہلی فصل میں لکھدیا ہے اس کی وجہ نہیں معلوم ہوتی بلکہ دوسرے فصل میں لکھنے کی تھی چونکہ مشکوٰۃ مصابیح کی ترتیب پر ہے اس واسطے اس میں بھی پہلی ہی فصل لکھی گئی ہے ۱۲۔

(۸۶۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ (حج سے واپس ہوتے وقت) ہر ایک طرف سے چل دیتے تھے (طواف رخصت نہیں کرتے تھے) بعدازاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی تم میں بیت اللہ کا اخیر طواف کئے بغیر نہ چل دیا کرے۔ رہی حائضہ عورت اُس پر یہ طواف معاف کر دیا گیا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۶۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (حج سے فارغ ہوکے) روانہ ہونے کے دن صفیہ رضؓ کو ایام آنے لگے اُنہوں نے (آنحضرت سے) عرض کیا میں خیال کرتی ہوں کہ میری وجہ سے آپ بھی رُکیں گے آپنے فرمایا تیری کونچیں کٹیں[۱] اور تیرا سر منڈے یا تیرا حلق دُکھے کیا تونے قربانی کے دن طواف کیا تھا (یا نہیں) وہ بولیں ہاں (کیا تھا) آپنے فرمایا (بس تو) چل (ٹھیرنے کی کچھ ضرورت نہیں) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۸۷۰) عمرو بن احوص کہتے ہیں مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں یہ سُنا کہ آپ فرما رہے تھے یہ کونسا دن ہے لوگوں نے جواب دیا یہ حج اکبر کا دن ہے آپنے فرمایا (یاد رکھو) کہ تمہارے خون اور مال اور آبروریزی ایک کی دوسرے پر ایسی حرام ہے جیسے اِسدن کی اس شہر میں حُرمت ہے خبردار! کوئی (دوسرے پر ظلم کرکے)[۲] اپنی جان پر ظلم نہ کرے خبردار! کوئی آدمی اپنی اولاد پر ظلم نہ کرے اور نہ اولاد ماں باپ پر ظلم کرے یاد رکھو شیطان ہمیشہ کے لئے اس شہر میں اپنی پرستش ہونے سے مایوس ہوگیا[۳] ولیکن تمہارے اُن (بُرے) کاموں میں جنہیں تم حقیر سمجھتے ہو شیطان کی تابعداری (اس شہر میں بھی) رہے گی اور شیطان اُن کاموں سے راضی ہوگا۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے

(۸۷۱) رافع بن عمرو مزنی کہتے ہیں مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دن چڑھے منا میں خطبہ سُناتے دیکھا آپ ایک خچر پر سوار تھے جس کی گردن کے بال سُرخ تھے اور باقی سفید تھے اور حضرت علیؓ آپکی باتیں

---

[۱] ان کلموں سے آپ کی غرض بددعا نہ تھی بلکہ جیسے ایک دوسرے کو پیار سے کہہ دیتے ہیں تیرا بُرا ہو یا کسی کو سر منڈی ناک کاٹی کہہ دیتے ہیں اور اسکے معنے مقصود نہیں ہوتے۔ ایسے ہی یہ لفظ ہیں یہاں مراد یہ ہے کہ تونے ایسی بات سنائی جو کہ لوگوں کی مرضی کے خلاف ہے ۱۲ مرقاۃ [۲] یعنے تم کسی پر ظلم نہ کرنا ورنہ اُس کا وبال تمہاری جانوں پر پڑے گا۔ اور دوسروں پر ظلم کرنے کی وجہ سے تم اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوجاؤ گے ۱۲ [۳] یعنے اب شیطان کو مکہ میں بتوں کی پرستش کی بالکل امید نہیں اتنا ضرور ہے کہ تم ایسے بُرے کام کروگے جن سے شیطان خوش ہوگا۔ اور تم اُنکی کچھ حقیقت نہ سمجھو گے ۱۲

اوروں کو سُنا اور سمجھا رہے تھے اور لوگ کچھ کھڑے اور کچھ بیٹھے تھے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے
(۲ ۸۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس دونوں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن طواف[1] زیارت میں رات تک تاخیر کی۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے +

(۳ ۸۷) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کے ساتوں پھیروں میں رمل نہیں کیا (یعنے اکڑکے نہیں[2] چلے) یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۴ ۸۷) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے جمرہ عقبہ پر کنکریاں مار چکے تو اُسکے واسطے عورتوں (سے صحبت کرنے) کے علاوہ سب چیزیں (جو احرام کی وجہ سے منع تھیں) جائز ہو جاتی ہیں یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور امام احمد اور نسائی کی روایت میں جو ابن عباس سے منقول ہے (یہ ہے کہ) آپنے فرمایا جو کوئی جمرہ عقبہ پر کنکریاں مار چکا اُسے عورتوں کے علاوہ سب چیزیں (جو احرام کی وجہ سے حرام تھیں) حلال ہو جاویں گی۔

(۵ ۸۷) حضرت عائشہ صدیقہ ہی فرماتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھ کے اخیر وقت طواف زیارت کیا پھر منا میں چلے گئے اور ایام تشریق کی راتوں میں وہیں رہے سورج ڈھلے مناروں پر سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے تھے اور پہلے اور دوسرے منارے کے پاس ٹھیر جاتے اور دیر تک کھڑے رہکے گڑگڑا کر دعا مانگتے تھے۔ اور تیسرے منارے پر کنکریاں مار کے نہیں ٹھیرتے تھے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۶ ۸۷) ابو البداح بن عاصم بن عدی اپنے باپ (عاصم بن عدی) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو جو (کہ منا میں) رات کو نہیں رہ سکتے یہ اجازت دیدی تھی کہ قربانی والے دن کنکریاں مار لیا کرو۔ اور پھر ایام قربانی کے بعد دونوں کی کنکریاں ایک دن اکٹھی مار لیا کرو۔ یہ حدیث امام مالک اور ترمذی اور نسائی نے روایت کی ہے ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث

---

[1] یعنے طواف زیارت شام کے وقت ادا کیا ۱۲ [2] کفار نے باہم یہ ذکر کیا تھا کہ مسلمان مدینہ کے بخار سے لاغر ہو گئے ہیں ان میں کچھ طاقت نہیں رہی۔ اسلئے آنحضرت نے صحابہ کو فرمایا طواف کے تین پھیروں میں اکڑکر چلو تاکہ کفار معلوم کریں کہ مسلمان بودے نہیں ہیں اب ہمیشہ کے لئے یہ سنت ہو گیا۔ ہر طواف اس کی ضرورت نہیں ہے اسی وجہ سے آپ طواف زیارت میں اکڑکر نہیں چلتے تھے ۱۲۔

باب۔ مُحرم کو کن کن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے

پہلی فصل (۸۷۷) عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مُحرم کیسے کپڑے پہن سکتا ہے آپنے فرمایا تم (حالت احرام میں) کُرتے[۱] نہ پہنا کرو۔ اور نہ عمامے (باندھا کرو) اور نہ پاجامے پہنا کرو اور نہ باران کوٹ اور موزے پہنا کرو۔ ہاں جسے جوتیاں نہ میسر ہوں وہ موزے پہن لے اور ٹخنوں کے نیچے سے اُنہیں کاٹ ڈالے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جسے زعفران[۲] یا خوشبو لگی ہو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے بخاری کی ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ عورت نہ منہ پر نقاب ڈالے اور نہ (ہاتھوں میں) دستانے پہنے۔

(۸۷۸) ابن عباسؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ خُطبہ پڑھتے ہوئے فرما رہے تھے اگر محرم کو جوتی نہ ملے تو موزے پہن لے اور اگر تہبند نہ ملے تو پاجامہ[۳] ہی پہن لے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۷۹) یعلٰے بن اُمیہ فرماتے ہیں ہم جعرانہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس (بیٹھے) تھے کہ یکایک آپکے پاس ایک زمیندار آیا جو جُبہ پہنے ہوئے تھا اور وہ جُبہ خوشبو میں سنا ہوا تھا وہ بولا یا رسول اللہ میں نے اس جُبہ کو پہنے ہی پہنے احرام باندھ لیا۔ آپنے فرمایا اس خوشبو کو جو تیرے بدن پر ہے تین دفعہ دھو ڈال اور جُبہ کو اُتار دے اور پھر عمرہ میں تمام وہ افعال کر جو حج میں تو کرتا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۸۰) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُحرم نہ (اپنا) نکاح کرے اور نہ دوسرے کا نکاح کرائے اور نہ منگنی کا پیغام بھیجے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۸۸۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (بی بی) میمونہؓ سے حالت احرام میں نکاح کیا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] سایل نے تو آنحضرت سے یہ پوچھا تھا کہ کن کن چیزوں کا حالت احرام میں پہننا جائز ہے اور آپنے جواب میں وہ چیزیں بتائیں جو پہننی منع ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ اول تو سایل کی غرض یہی تھی دوسری یہ کہ آپنے فرما دیا ان چیزوں کے علاوہ اور کپڑے پہن لیا کرو صرف اتنی چیزیں حالت احرام میں منع ہیں ۱۲ لمعات [۲] یعنے جو کپڑا زعفران وغیرہ میں رنگا ہوا ہو یا اسپر زعفران لگی ہوئی ہو ۱۲ [۳] امام شافعی کہتے ہیں یہ مطلقاً جائز ہے امام ابو حنیفہ کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ اُسے پھاڑ کر تہبند بنا کر لے جیسے کہ دوسری حدیث میں موزوں کی نسبت فرمایا ہے کہ اگر جوتیاں نہوں تو موزے ہی پہن لے اور ٹخنوں کے پاس سے

(۸۸۲) یزید بن اصم حضرت میمونہ کے بھانجے (اپنی خالہ) حضرت میمونہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت میمونہ سے نکاح کیا تو آپ حلال (یعنے محرم نہ) تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے شیخ امام محی السنۃ رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ اکثر آدمی اسی طرف ہیں کہ آپنے حضرت میمونہ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا تھا اور اُن سے نکاح کرنے کا حال اُسوقت ظاہر ہوا جب آپ محرم تھے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حلال ہونے کے بعد موضع سرف میں جو کہ مکہ کے راستہ میں (واقع) ہے اُسنے زفاف کیا۔

(۸۸۳) ابو ایوب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں[1] اپنا سر دھو لیا کرتے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۸۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں پچھنے لگوائے تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۸۵) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُس آدمی کے حق میں جسکی آنکھیں دُکھ رہی تھیں اور وہ محرم تھا رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ آپنے آنکھیں دُکھنے والے کی آنکھوں پر ایلوے کا لیپ کرایا تھا۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۸۸۶) اُم حصین فرماتی ہیں میں نے اُسامہ اور بلال کو دیکھا کہ ان میں سے ایک آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور دوسرا اپنا کپڑا[2] اُٹھائے ہوئے رسول اللہ کو (دھوپ کی) گرمی سے بچا رہا تھا یہانتک کہ آپنے جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۸۸۷) کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ جب یہ موضع حدیبیہ میں (ٹھیرے ہوئے تھے اور ابھی) مکہ میں داخل نہیں ہوئے تھے (مگر) احرام باندھ چکے تھے (اُسوقت) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انکے پاس گزر ہوا تو یہ ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور انکے سر کی جوئیں انکے منھ پر گر رہی تھیں فرمایا اے کعب! کیا تجھے تیرے سر کے کیڑے (یعنے جوئیں) ایذا دیتی ہیں یہ بولے ہاں آپنے فرمایا تو اپنا سر منڈا ڈال اور ایک[3] فرق کھانا چھہ مسکینوں کو کھلا دے فرق تین صاع (یعنے بارہ سیر) کا ہوتا ہے یا تین روزے رکھدے یا ایک قربانی

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ محرم کو سر دھونا جائز ہے ۱۲ [2] یعنے آپ پر اپنے کپڑے کا سایہ کئے ہوئے تھا ۱۲ [3] یعنے سر منڈا ڈال اور اسکے بدلے بارہ سیر کھانا چھہ مسکینوں کو کھلا دے یا تین روزے رکھ دے یا ایک قربانی کر دے ۱۲۔

کردے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۸۸۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ عورتوں کو حالت احرام میں دستانے اور نقاب اور اُن کپڑوں کے پہننے سے منع کرتے تھے جنپر خوشبو یا زعفران لگی ہو (اور فرماتے تھے) کہ اسکے بعد جس[۱] رنگ کے کپڑے یا زیور یا پاجامے یا کرتے یا موزے پسند ہوں پہن لو۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۸۸۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جبکہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ احرام باندھے ہوئے ہوتے اور قافلہ والے ہمارے پاس سے نکلتے تو ہم گھونگٹ نکال لیتے تھے جب سوار ہمارے پاس سے نکلجاتے تو ہم اپنا موںہہ کھول لیتے تھے یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے بالمعنی نقل کیا ہے۔

(۸۹۰) حضرت ابن عمر رض روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں زیتون کا تیل لگا لیا کرتے تھے جو مُقَتَّت یعنے خوشبو دار نہ ہوتا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۸۹۱) نافع سے روایت ہے کہ (حج میں) حضرت ابن عمرؓ کو سردی معلوم ہوئی تو آپنے فرمایا کہ اے نافع مجھ پر کپڑا ڈالدے میں نے اُنپر بارانی کوٹ ڈال دیا تو وہ بولے کیا تو مجھے یہ کپڑا پہناتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں اسکے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۸۹۲) عبداللہ بن مالک بن بُحینہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے موضع لحی جمل میں حج مکہ کے راستہ میں ہے اپنے سر کے وسط (یعنے تالو) میں پچھنے لگوائے تھے[۲] حالانکہ آپ مُحرم تھے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۹۳) حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حالت احرام میں اپنے پیر کے درد کی وجہ سے پیر کی پشت پر پچھنے لگوائے تھے[۳]۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۸۹۴) ابو رافع فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا تو آپ حلال (یعنے احرام باندھے ہوئے نہ) تھے۔ اور اُسکے زفاف بھی حلال ہونے کی حالت میں کیا تھا۔ اور میں ہی اُن

---

[۱] یعنے جب حج سے فارغ ہوچکے اُسکے بعد عورت چاہے جس رنگ کے کپڑے پہنے اور جو کچھ زینت چاہے سو کرے۔ واضح ہو کہ حالت احرام میں جو مرد و عورتوں کو زینت کی چیزوں سے منع کیا گیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جب آدمی حج کو جاوے تو اسی صورت بنانا چاہیئے جیسے کہ کوئی عاشق کسی اپنے محبوب کی تلاش میں نکلتا ہے نہ اُسکا عمدہ لباس پہننے کو دل چاہتا ہے نہ سر میں کنگھی وغیرہ کرتا ہے اسی طرح حاجیونکو بھی چاہیئے کہ برہنہ سر ننگے پاؤں بن سلے کپڑے پہنے ہوئی فانہ حقا ملیع ہیں ۱۲ [۲] اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت موںہہ پر نقاب ڈالنا درست ہے [۳] اس سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں پچھنے لگوانے درست ہیں ۱۲

دونوں کے درمیان (نکاح کا) پیام پہونچانے والا تھا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

باب محرم کو شکار کرنے سے بچنا چاہیئے

پہلی فصل (۵۹۵) صعب بن جثامہ سے روایت ہے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گورخر (شکار کرکے) بطور تحفہ لائے اُسوقت آپ مقام ابواء[1] یا ودان میں تھے آپنے وہ گورخر واپس دیا جب آپنے اُسکے چہرہ پر کچھ (رنج کی) علامت دیکھی تو آپنے فرمایا مینے صرف اسوجہ سے تیرا تحفہ رد کر دیا ہے کہ میں محرم ہوں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۵۹۶) ابو قتادہ سے روایت ہے کہ یہ (حدیبیہ کے سال) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آنحضرت سے پیچھے رہگئے[2] انکے سب ساتھی محرم تھے اور ابو قتادہ محرم نہ تھے۔ اُن لوگوں نے ابو قتادہ کے دیکھنے سے پہلے ایک گورخر دیکھا جب اُنہوں نے گورخر کو دیکھا تو (کچھ خیال نہ کیا) یونہی رہنے دیا بعد ازاں ابو قتادہ نے بھی دیکھ لیا اور (فوراً چابک لئے بغیر) اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ پھر اپنے ان ساتھیوں سے کوڑا مانگا۔ اُنہوں نے کوڑا دینے سے انکار کیا۔[3] ابو قتادہ نے کوڑا خود لے لیا اور اُس گورخر پر جھپٹے اور اُسکی کونچیں کاٹ دیں (یعنے اُسے مار ڈالا) بعد ازاں اُسے ابو قتادہ اور سب ساتھیوں نے کھایا پھر وہ لوگ (کھاکر) پچتائے کہ ہائے ہم نے حالت احرام میں شکار کا گوشت کیوں کھالیا) اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچے تو آپ سے یہ مسئلہ پوچھا آپنے فرمایا کیا تمہارے پاس اُسکا کچھ گوشت (باقی) ہے وہ بولے ہاں، ہمارے پاس اُسکا پاؤں (یعنے ران) باقی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ ران لے کر (پکاکے) کھالی[4]۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔ اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپنے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے اس گورخر پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا یا اُسکی طرف اشارہ کیا تھا وہ بولے نہیں۔ آپنے فرمایا جو کچھ اُسکا گوشت باقی رہا ہو کھالو (کچھ خوف نہیں ہے)۔

[1] ابواء اور ودان دو جگہوں کا نام ہے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہیں ۱۲ [2] یعنے ابو قتادہ اور انکے چند یار آنحضرت سے پیچھے رہگئے ۱۲ [3] انہوں نے خیال کیا کہ اگر ہم کوڑا دینگے تو شکار کرنے میں مددگار ہو جاینگے اور ہم پر قربانی کرنی لازم ہو جانے کی ۱۲ [4] آپکا کھالینا سائل کا جواب ہو گیا۔ یعنے آپنے کھاکر یہ بات جتا دی کہ اسطرح کھانے میں کچھ ڈر نہیں یعنے جب شکاری کی مدد وغیرہ نہ کی ہو ۱۲

(۸۹۷) حضرت ابن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں کہ اگر انہیں کوئی محرم حالت احرام میں مار ڈالے تو کچھ گناہ نہیں ہے۔[۵۱] (وہ یہ ہیں) چوہا۔ کوا۔ چیل۔ بچھو کٹکھنا کتا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۸۹۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آپنے فرمایا پانچ جانور موذی جن کا حل اور حرم میں قتل کرنا جائز ہے۔ سانپ اور وہ کوا جو سفید و سیاہ ہو اور چوہا اور کٹکھنا کتا اور چیل[۵۲]۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(دوسری فصل)

(۸۹۹) حضرت جابر روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حالت احرام میں شکار کا گوشت (کھانا) تمہیں جائز ہے بشرطیکہ تم نے خود شکار نہ کیا اور نہ کسی نے تمہارے ہی واسطے[۵۳] شکار کیا ہو۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۰) حضرت ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اپنے فرمایا ٹڈی بھی دریائی شکار کی طرح (حلال) ہے یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۱) ابو سعید خدری نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا محرم حملہ کرنیوالے درندے کو مار ڈالے (تو اسپر کچھ گناہ نہیں ہے) یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۹۰۲) عبدالرحمٰن بن ابی عمار فرماتے ہیں میںنے جابر بن عبد اللہ سے پوچھا کہ کیا کفتار بھی شکاری جانور ہے وہ بولے ہاں۔ پھر مینے پوچھا کیا اسکا کھانا جائز ہے وہ بولے ہاں۔ مینے پوچھا (یہ) کیا تم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے انہوں نے کہا ہاں[۵۴]۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور امام شافعی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۹۰۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کفتار کا حال پوچھا اپنے فرمایا وہ شکاری جانور ہے اور اگر محرم اسے مار ڈالے تو ایک مینڈھا (ذبح) کرے یہ حدیث ابو داؤد

---

[۵۱] کیونکہ یہ جانور آدمیونکو ایذا پہونچاتے ہیں اسواسطے انکا ہر حال میں مار ڈالنا بہتر ہے تاکہ یہ لوگونکو ایذا نہ پہونچا سکیں ۱۲

[۵۲] چیل اور چوہا اسوجہ سے موذی ہیں کہ یہ دونوں مال کا نقصان کرتے ہیں۔ چوہے تو کپڑے وغیرہ کتر ڈالتے ہیں اور چیل کھانے کی چیزیں گوشت بھی وغیرہ اچک لے جاتی ہے ۱۲ [۵۳] یعنے اگر تمہارے ہی لئے شکار کیا گیا ہو تو مت کھاؤ۔ اور اگر شکاری نے خود شکار کیا ہو اور تمہیں ہدیۃً بھیجدے تو شوق سے کھاؤ کچھ ڈر نہیں ہے ۱۲ [۵۴] یہ حدیث خزیمہ کی حدیث سے جو ایک حدیث کے بعد ہے منسوخ ہے ۱۲

اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۹۰۴) خزیمہ بن جزی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کفتار کو کھانے کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کیا کوئی کفتار کو بھی کھاتا ہے پھر میں نے آپ سے بھیڑیئے کے کھانے کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کیا کوئی ایسا بھی ہے جو بھیڑیئے کو کھاتا ہو اور وہ آدمی اچھا بھی ہو (یعنے جو بھیڑیئے کو کھاتا ہے وہ متقی اور پرہیزگار نہیں ہوسکتا) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند[1] قوی نہیں ہے

تیسری فصل

(۹۰۵) عبدالرحمن بن عثمان تیمی فرماتے ہیں ہم احرام باندھے ہوئے طلحہ بن عبیداللہ کے ساتھ تھے کسی نے ایک پرند جانور (پکا ہوا) اُنکے واسطے ہدیتہً بھیجا طلحہ اُسوقت سوتے تھے بعضوں نے ہم میں سے کھایا اور بعض نے اُس سے پرہیز کیا جب طلحہ بیدار ہوئے تو اُنہوں نے بھی اُنہیں لوگوں کا ساتھ دیا جنہوں نے کھا[2] لیا تھا اور کہا کہ ہم نے رسول اللہ کے ہمراہ بھی کھایا تھا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

باب جو شخص کسی وجہ سے راستہ میں رک جاوے اور اُس کا حج فوت ہو جاوے (تو کیا حکم ہے)

پہلی فصل

(۹۰۶) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں (عمرہ حدیبیہ کے سال) مشرکین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو (عمرہ کرنے سے) روک دیا آپ نے اپنا سر منڈوالیا اور عورتوں سے صحبت بھی کر لی اور قربانی بھی کر دی پھر سال آیندہ میں (دوسرا) عمرہ[3] کر دیا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹۰۷) عبداللہ بن حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلے اللہ کے ہمراہ (عمرہ کرنے کے ارادہ سے) روانہ ہوئے خانہ کعبہ کے (اور ہمارے) درمیان کفار قریش حائل ہوگئے (یعنے ہمیں عمرہ نہ کرنے دیا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانیاں ذبح کر دیں اور حجامت بنوالی۔ اور آپکے ساتھیوں نے (بجاے سر منڈانیکے) بال کتروا لیے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۹۰۸) مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قربانی سر منڈوانے سے پہلے

---

[1] اگرچہ اسکی سند ضعیف ہے مگر دوسری روایت سے جو ابن ماجہ میں ہے اسکی تائید ہوتی ہے وہ یہ روایت ہے کہ آنحضرت نے کچلیوں والے جانوروں کے کھانے سے منع فرمایا ہے نیز یہ قاعدہ ہے کہ جب حلت و حرمت میں دو حدیثوں کا تعارض ہو تو حرمت کی حدیث پر عمل کیا جاتا ہے ۱۲ [2] اس سے معلوم ہوا کہ جس شکار میں محرم نے شکاری کی مدد نہ کی ہو اور نہ اُسے شکار کرنے کو کہا ہو اُسکا کھانا درست ہے ۱۲ [3] اس سے ثابت ہوا کہ اگر حاجی یا عمرہ کرنے والا کسی سبب سے راستہ میں رک جاوے خواہ بیماری کے سبب سے یا دشمنوں کی وجہ سے اُسے احرام سے باہر نکل جانا چاہیئے اور سال آیندہ کو حج یا عمرہ اسکے

کردی تھی اور یہی آپ نے صحابیوں کو حکم دیا تھا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹۰۹) ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کیا تمہیں رسول اللہ کی سنت کفایت نہیں کرتی کہ اگر کوئی حج سے روک دیا جاوے (یعنے حج ہو چکنے کے بعد۔ تا ہیں پہنچے یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے ارکان حج نہ ادا کر سکے) اُسے چاہئیے (کہ جو وقت پہونچے یا تندرست ہو) تو خانہ کعبہ اور صفا مروہ کے پھیری کر لے پھر تمام باتیں اُسے جائز ہو جائینگی بعد ازان سال آیندہ میں حج کر کے قربانی کر دے یا روزے رکھ دے اگر قربانی کی طاقت نہ ہو یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۹۱۰) حضرت عایشہ فرماتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ضباعہ دختر زبیر کے پاس تشریف لیگئے تو اس سے فرمایا شاید تیرا حج کو جانے کا ارادہ ہے وہ بولی خدا کی قسم (ارادہ تو تھا) مگر مجھے درد کی (بڑی) تکلیف ہے آپنے فرمایا تو حج کو چلی جا اور یہ نیت کر لے (یعنے) یہ کہہ لے کہ یا الٰہی میرے حلال ہونے کا مقام وہی ہے جہاں بیماری (وغیرہ) کی وجہ سے تو مجھے روکدیگا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۹۱۱) ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ عمرۃ القضا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو حکم دیا کہ اُن قربانیوں کے بدلے جو حدیبیہ کے سال ذبح کی تھیں (اور) قربانیاں کریں کیونکہ وہ حد حرم سے باہر ہوئی تھیں اسواسطے ناجائز ہیں یہ حدیث ۔۔۔۔۔۔ [۲] روایت کی ہے۔

(۹۱۲) حجاج بن عمرو انصاری کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکا (کوئی عضو) ٹوٹ جاوے یا وہ لنگڑا ہو جاوے وہ اپنا احرام کھولدے پھر اُسے آیندہ سال حج کرنا چاہئیے [۳] یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے اور ابو داؤد کی دوسری روایت میں زیادہ ہے یا کوئی بیمار ہو جاوے ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے اور مصابیح میں (لکھا) ہے ضعیف ہے۔

(۹۱۳) عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی کہتے ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ حج عرفات (میں ٹھیرنا) ہے جو کوئی طلوع فجر سے پہلے مزدلفہ کی رات عرفات [۴] میں ٹھیر لیا اُسکا حج ہو گیا اور منا میں ٹھیرنے

---

[۱] یعنے احرام پورا ہو جاویگا مگر حج ادا نہ ہوگا دوسرے سال حج کر کے قربانی کر دے ۱۲ [۲] اس مقام پر صاحب مشکوٰۃ نے سفیدی چھوڑ دی ہے جس سے اُنکی مراد یہ ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس حدیث کو صاحب مصابیح نے کونسی کتاب سے نقل کیا ہے مصنف مشکوٰۃ شریف دیباچہ میں یہ بیان بھی کر آئے ہیں کہ جسکے ناقل کا نام مجھے معلوم نہ ہوگا وہاں میں سفیدی چھوڑ دونگا ۱۲ [۳] یعنے جو کوئی ہاتھ پیر ٹوٹنے وغیرہ کی وجہ سے بیت اللہ تک نہ پہونچ سکے وہ احرام کھول دے اور دوسرے سال حج کرے ۱۲ [۴] یعنے عرفات میں ٹھیرنا حج کا بڑا رکن ہے جو عرفات میں ٹھیر لیا اُسکا حج ہو گیا ۱۲

کہ تین دن ہیں اور جو کوئی دو ہی دن ٹھیر کے (جلد) چلا جائے اُسکے ذمہ کچھ گناہ نہیں اور جو کوئی پیچھے تک ٹھیر رہے اسکے ذمہ بھی کچھ گناہ نہیں۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے

باب مکہ کے حرم کا بیان (ہر آفت سے خدا اُسے محفوظ رکھے)

پہلی فصل (۹۱۴) ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز فرمایا کہ اب ہجرت نہیں رہی ہاں جہاد کرنا اور نیت (نیک عمل کرنے کی باقی ہے) اور جب تم جہاد کے لئے بلائے جاؤ تو ضرور جہاد میں جاؤ اور فتح مکہ کے دن (یہ بھی) فرمایا کہ جس دن خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا اُسدن سے اس شہر کو حرمت والا کر دیا ہے (سو یاد رکھو) یہ شہر اللہ کے معزز کرنے کی وجہ سے روز قیامت تک بزرگی اور حرمت والا ہے اور مجھ سے پہلے کسی کے واسطے اس میں قتال کرنا درست نہ تھا اور مجھے بھی سارے دن میں صرف ایک گھڑی بھر کے سوا اجازت نہیں ملی تھی اب قیامت تک وہ اللہ کی بزرگی دینے کی وجہ سے حرمت والا شہر ہے نہ اُسکا کانٹا کوئی توڑے اور نہ اُس کے شکار کو کوئی ہنکا کے باہر لے جائے اور نہ یہاں کی گری ہوئی چیز کو کوئی اٹھائے ہاں جو کوئی اُس چیز کی شہرت دینی چاہے (اور اُسکے مالک کی تلاش کرے اُسکو اُٹھانا جائز ہے) اور نہ اُس کی گھاس کاٹی جائے حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ مگر اذخر کا کاٹنا (جائز رکھنا چاہیئے) آپ نے فرمایا ہاں اذخر (کا کاٹنا جائز ہے) کیونکہ وہ مکہ والوں کے اور لوہاروں سناروں (کے) اور گھروں (کی چھتوں) میں کام آتی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔ ابو ہریرہ رضی کی روایت میں ہے کہ اسکا درخت بھی نہ کاٹا جاوے اور نہ کوئی گری ہوئی چیز اُٹھاوے۔ ہاں جو کوئی اُس کے مالک کو تلاش کر کے دینا چاہے (اُسے اُٹھانا جائز ہے) دوسرے کو نہیں ہے۔

(۹۱۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی کو مکہ میں ہتھیار اُٹھانا درست نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۹۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں تشریف لے گئے تو آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے خود اُتار لیا تو ایک آدمی نے آ کے کہا کہ

لے اس خیال سے کہ حد حرم سے اسے باہر نکال کے شکار کریں۔ جو کوئی جانور حرم میں امن سے رہتا ہو اُسے نکالنا درست نہیں ہے ۱۲۔

کہ ابن خطل[1] کعبہ کے پردوں کو پکڑے ہوئے ہے۔ آپ نے فرمایا اُسے (وہیں) مار ڈال۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۱۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں احرام باندھے بغیر تشریف لے گئے[2] اور آپ کے (سر پر) سیاہ عمامہ بندھا ہوا تھا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی

(۹۱۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (آخر زمانہ میں) ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا اور جب بیدان میں پہنچیں گے تو سارا لشکر اول سے آخر تک دھنسا دیا جاوے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ لوگ اول سے آخر تک کیونکر دھنسا دیئے جاوینگے حالانکہ بعض اُن میں بازاری[3] لوگ ہونگے اور ایسے بھی ہونگے جو اُنکے (عملوں میں) شریک نہ ہونگے آپ نے جواب دیا دھنسا تو سب دیئے جاویں گے ولیکن قیامت کے دن) ہر ایک کو اُس کی نیت کے موافق اُٹھایا جاویگا یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۱۹) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کو ایک حبشی آدمی پتلی اور چھوٹی پنڈلیوں والا خراب کرے گا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۲۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا گویا کہ وہ (یعنی مکہ معظمہ کا خراب کرنے والا) جو کالا اور پنگا ہو گا میری آنکھوں[4] کے سامنے پھر رہا ہے کہ وہ کعبہ کی ایک ایک اینٹ اکھیڑیگا۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

دوسری فصل (۹۲۱) یعلے بن اُمیہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرم میں غلہ کا[5] روک لینا ایسا ہے جیسے حرم میں کجروی کرنا ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۹۲۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے (خطاب کر کے

---

[1] ابن خطل مسلمان ہو کر پھر گیا تھا اور اپنے مسلمان خادم کو مار ڈالا تھا اور ایک چھوکری رکھ چھوڑی تھی جو آنحضرت اور اپکے صحابہ کی ہجو کرتی تھی ان وجوہ سے اُسے مار دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی قتل و فساد کر کے حرم میں چلا جاوے تو اُس سے بدلہ لینا نہیں جاتا رہتا ۱۲ مرقاۃ [2] جیسے اُسدن آپ کو قتال کرنے کی خصوصاً اجازت ہو گئی تھی ایسے ہی یہ بھی آپ کی خصوصیت تھی اب بلا احرام جانا منع ہے ۱۲ [3] یعنے جو صرف اُنکے ساتھ ہونگے لڑنے کی غرض سے نہ آئے ہونگے ۱۲ [4] یہ آپ کی پیشین گوئی ہے کہ مکہ معظمہ اخیر زمانہ میں ایک حقیر کالے اور پنگے آدمی کے ہاتھ سے ویران ہوگا[5] یعنے مکہ شریف میں غلہ کو اس وجہ سے روکے رکھنا کہ جس وقت گراں ہوگا اُس وقت بیچیں گے ایسا ہے جیسے کہ مکہ میں کفر کے کام کئے۔ اور غلہ کا روکنا ہر جگہ منع ہے ۱۲

فرمایا تجھ سے زیادہ پاکیزہ کوئی شہر نہیں ہے اور نہ تجھ سے زیادہ کوئی شہر مجھے پسند ہے اگر مجھے میری قوم تجھ سے نہ نکالتی تو تیرے سوا (میں کسی شہر میں نہ بستا۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور کہا ہے یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن صحیح غریب ہے۔

(۹۲۳) عبداللہ بن عدی بن حمراء فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حزورہ پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ آپ (مکہ سے خطاب کرکے) فرمارہے ہیں اللہ کی قسم تو اللہ تعالیٰ کی ساری زمین سے بہتر ہے اور اللہ کو اپنی ساری زمینوں سے تو زیادہ محبوب ہے اور اگر مجھے[1] تجھ میں سے قریش نہ نکالتے تو میں ہرگز نہ نکلتا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل

(۹۲۴) ابو شریح عدوی سے روایت ہے اُنہوں نے عمرو بن سعید سے اُس وقت جبکہ وہ مکہ پر لشکر بھیج رہا تھا فرمایا اے امیر مجھے اجازت دے کہ میں تجھے ایک حدیث بیان کروں جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے روز کھڑے ہوکر فرمائی تھی جسے میرے کانوں نے سُنا اور دل نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے رسول اللہ کو یہ کلام کرتے وقت دیکھا تھا (اول) آپنے اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ نے مکہ کو حرم (یعنے حرمت والا) بنایا ہے اور آدمی اُسکی حرمت نہیں سمجھتے کسی مومن کو جو اللہ (کے معبود ہونے) اور قیامت کے (برحق ہونے) پر یقین رکھتا ہو اُسمیں خونریزی کرنی درست نہیں ہے اور نہ اُسکا درخت کاٹنا درست ہے۔ اگر کوئی اللہ کے رسول کے قتال کرنے کی وجہ سے اسمیں قتال کرنے کی اجازت نکالے[2] اُس سے کہدو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دیدی تھی اور تمہیں اجازت نہیں دی ہے اور مجھے بھی اس کی سارے دن میں ایک گھڑی بھر کیلئے اجازت دی تھی اور اب اُسکی حرمت ویسی پھر ہوگئی جیسے کل (یعنے سابق میں) تھی اور چاہیئے کہ جو (اسوقت) غائب (یعنے حاضر نہ) ہو اُسے حاضرین (یہ بات) پہونچادیں۔ کسی نے ابو شریح (راوی حدیث) سے پوچھا کہ عمرو (بن سعید) نے تمہیں اس حدیث کا کیا جواب دیا ابو شریح بولے اُسنے یہ جواب دیا کہ اے ابو شریح یہ بات میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں واقعی بات یہ ہے حرم گنہگار کو اور جو خون کرکے

---

[1] اگر کفار مجھے زبردستی سے نہ نکالتے تو اے شہر مکہ میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا ۱۲ [2] اگر کوئی یہ دلیل پیش کرے کہ جب آنحضرت نے باوجود پیغمبر خدا ہونے کے اُسمیں قتال کیا تو پھر ہمیں کیونکر ممانعت ہوسکتی ہے تو اُسے تم جواب دے دینا کہ بیشک آپ پیغمبر خدا تھے خدا نے آپ کو ایک گھڑی بھر کی اجازت دے دی تھی تمہیں کس نے اجازت دی ہے ۱۲

یا فساد کرکے بھاگے انہیں پناہ نہیں دیتا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور بخاری میں ہے کہ فساد سے خیانت مراد ہے

(۹۲۵) عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ امت اُسوقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک اس حرم کی پوری پوری تعظیم کرتی رہے گی جب اسے لوگ چھوڑ دینگے تو ہلاک ہو جاوینگے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب مدینہ کی حرم کا بیان۔ اللہ دشمنوں کی شر سے اُسے محفوظ رکھے

پہلی فصل

(۹۲۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے۔ ہم نے بجز قرآن اور اُن باتوں کے جو اس صحیفہ میں ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ سے (سنکر) کچھ نہیں لکھا۔ حضرت علی رضؓ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ جسقدر کوہ عیر اور کوہ ثور کے درمیان ہے حرام (یعنے حرمت والا) ہے جو کوئی اُس میں نئی بات نکالیگا یا بدعتی کو ٹھکانا دے گا۔ اُسپر خدا اور فرشتوں اور سارے آدمیوں کی پھٹکار ہے۔ اُس کے فرض اور نفل (ہرگز) مقبول نہ ہونگے عہد (یعنے کافروں کو امان دینے) میں سب مسلمان برابر ہیں ادنی مسلمان بھی اُسکی سعی کرسکتا ہے جو کوئی کسی مسلمان کا عہد توڑے (یعنے اُسکے امان دیئے ہوئے کو مار ڈالے یا اسکا مال لوٹ لے) اُسپر بھی خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت (و پھٹکار) ہے اُسکے نہ فرض مقبول ہونگے اور نہ نفل۔ اور جو کوئی اپنے دوستوں کی بے اجازت دوسری قوم سے دوستی کرے گا یا آزاد کیا ہوا غلام اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ اپنا آزاد کرنے والا اور کو بتائے گا) اُس پر بھی اللہ اور تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت و پھٹکار ہے اُسکے نہ فرض مقبول ہونگے اور نہ نفل (مقبول ہوں گے) یہ روایت متفق علیہ ہے بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے جو کوئی اپنے تئیں غیر باپ کی طرف نسبت کرے

لہ عمرو بن سعید کی مراد یہ تھی کہ عبد اللہ بن زبیر معنے ایسے ہیں انہیں حرم میں بھی قتل کرنا جائز ہے۔ نعوذ باللہ منہا عمرو بن سعید عبد الملک کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا اُسنے حضرت ابن زبیر پر اس غرض سے چڑھائی کی تھی ابن زبیر نے عبد الملک کی مخالفت کی تھی اور عمرو بن سعید عبد الملک کو خلیفہ جانتا تھا ۱۲ لہ یعنے ہم نے آنحضرت سے جو کچھ سنا وہ قرآن شریف میں موجود ہے اور چند باتیں میرے اس صحیفہ میں موجود ہیں جسمیں اونٹوں کی زکوٰۃ اور مدینہ کی حرمت وغیرہ کا ذکر بھی ہے۔

واضح ہو بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ حضرت علی کو بہت امور ایسے معلوم ہیں جو اور وں کو معلوم نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص انہیں کو بتائے ہیں ان لوگوں کے وہم اور غلطی مٹانے کیلئے حضرت علی نے یہ فرمایا کہ میرے پاس کوئی نئی بات نہیں ہے ۱۲ لہ یعنے اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے کا نام لے دے یا اپنی قوم کے بجائے دوسری قوم بتادے اسپر خدا کی لعنت ہو مثلاً قوم تو ہو مغل و پٹھان یا شیخ اور اپنے تئیں سید بتا دے یا کسی ادنے درجہ کے آدمی کا بیٹا ہو اور کسی عالم یا رئیس کا بیٹا بتا دے ۱۲

یا اپنے آزاد کرنے والے کے علاوہ دوسرے کو اپنا آزاد کرنے والا مشہور کرے اُسپر خدا اور اُسکے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت و پھٹکار ہے اُسکے نہ فرض مقبول ہونگے اور نہ نفل ہونگے۔

(۹۲۵) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مدینہ کو جتنا کہ وہ دونوں[۱] ریگستانوں کے بیچ میں ہے حرم بناتا ہوں نہ اُسکے کانٹے اور درخت کاٹے جاویں اور نہ اُس میں شکار کیا جاوے۔ پھر فرمایا کہ مدینہ (کا رہنا) لوگوں کو بہتر ہے اگر انہیں معلوم ہو۔ جو کوئی اُس سے اعراض کرکے اُسے چھوڑ دے گا تو اللہ تعالےٰ مدینہ میں اُس سے بہتر اُسکے بدلے (آباد) کردیگا اور جو کوئی اُسکی بھوک پیاس اور مشقتوں پر قائم رہے گا یعنے صبر کرے گا تو قیامت کے دن میں اُسکا سفارشی یا گواہ ہونگا یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی میرا اُمتی مدینہ کی بھوک پیاس اور مشقتوں پر صبر کرے گا اُس کا میں قیامت کے دن سفارشی ہوں گا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں تمام آدمیوں کا قاعدہ تھا کہ جب پہلے پہل تازہ پھل آتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں لاتے آپ جب اُسے لیتے تو فرماتے یا الٰہی تو ان پھلوں میں برکت دے اور ہمارے مدینہ میں ہمیں برکت دے اور ہمارے صاع اور مد میں برکت دے[۲] اے اللہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام تیرے بندہ اور تیرے دوست اور نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور نبی ہوں۔ ابراہیم نے مکہ کے واسطے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے واسطے دعا کرتا ہوں جیسی کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے واسطے کی تھی اور اسی قدر اُسکے ساتھ اور دعا کرتا ہوں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کسی چھوٹے سے بچے کو بلا کر پھل دیدیتے تھے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

[۱] اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا مدینہ منورہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے یا اس سے صرف تعظیم مدینہ مقصود ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ مدینہ بھی مکہ معظمہ کی طرح حرم ہے جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہوا اور بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس سے صرف تعظیم کرنی مقصود ہے۔ مدینہ مکہ کی طرح حرم نہیں ہے کیونکہ صحیح حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی کو عمیر نے لال پال رکھے تھے اور آنحضرت اُسسے پوچھا کرتے تھے (اے ابو عمیر تمہارا نغیر یعنے لال کیا ہوا) اور حرم میں جانور کو قید میں رکھنا منع ہے اگر مدینہ بھی حرم ہوتا تو حضرت لال پالنے سے انہیں منع کردیتے ۱۲ [۲] اس سے مراد یہ ہے کہ مدینہ کی روزی میں برکت دے صاع چار سیر کے پیمانہ کو اور مد سیر بھر پیمانہ کو کہتے ہیں صاع اور مد کی برکت سے اُس چیز کی برکت مراد ہے جو صاع اور مد میں پائی جاوے ۱۲۔

(۹۲۸) ابو سعیدؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے مکہ کی بزرگی (کی دعا) کرکے اُسے حرم بنا دیا ہے اور میں مدینہ کی حرمت (کی دعا) کرکے اُس کی دونوں طرفوں کے درمیان جو کچھ ہےؔ حرم بتاتا ہوں اور یہ (حکم کرتا ہون) کہ اُس میں نہ خونریزی کی جاوے اور نہ جنگ کے واسطے اُس میں ہتھیار اُٹھائے جاویں اور نہ اُس کے درخت کے پتے جھاڑیں جاویں۔ ہان چارہ کے واسطے (درست ہے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۲۹) عامر بن سعد روایت کرتے ہیں کہ سعد سوار ہوکر اپنے محل کی طرف جو موضع عقیق میں تھا روانہ ہوئے ایک غلام دیکھا کہ درخت کاٹ رہا ہے یا پتے جھاڑ رہا ہے سعد نے اُسکے کپڑے چھین لیئے جب سعد واپس آئے تو غلام کے مالک نے آکے کہا کہ جو کچھ اپنے غلام سے چھین لیا ہے وہ ہمیں یا غلام کو واپس دیدو سعد نے کہا کہ اس بات سے خدا کی پناہ مانگتا ہون۔ بھلا میں وہ چیز کیونکر پھیر دون جو مجھے رسول اللہ نے دلوائی ہے اور انہیں واپس دینے سے انکار کر دیا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۳۰) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو ابو بکرؓ اور بلال کو بخار آنے لگا میں نے آکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا آپنے دعا کی اے اللہ ہمیں مکہ کی محبت سے زیادہ یا اُس کے برابر مدینہ کی محبت دیدے اور ہمیں اُسکے صاع اور مد میں برکت دے اور اُسکے بخار کو لیجاکے جحفہ میں پہونچا دے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۳۱) عبداللہ بن عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خواب جو آپنے مدینہ میں دیکھا تھا نقل کرتے تھے (کہ آنحضرت فرماتے تھے) میں نے ایک کالی عورت پریشان بالوں والی کو دیکھا کہ مدینہ سے چلی گئی اور مہیعہ میں جا اتری میں نے اسکی یہ تعبیر لی کہ مدینہ کی وبا مہیعہ یعنے جحفہ میں چلی گئی۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۹۳۲) سفیان بن ابی زبیر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یمن فتح ہوگا ایک قوم ایسی آویگی کہ وہ اپنے گھر والوں اور متعلقین کو لیکر چل دیگی حالانکہ اگر انہیں سمجھ ہو تو مدینہ اُن کے

لہ یعنے جس قدر مدینہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان جگہ ہے اُس کی حرمت کی خدا سے دعا کرتا ہون ۱۲

لہ دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بخار میں اپنے اشعار پڑھتے تھے جس میں کہ معظمہ کا شوق تھا اور مدینہ کی آب وہوا کی شکایت تھی اسوجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی ۱۲

واسطے بہتر ہوگا اور ملک شام (بھی) فتح ہوگا تو ایک قوم ایسی آوے گی کہ وہ گھر والوں اور متعلقین کو لے کے مدینہ سے وہاں (چلی) جاوے گی حالانکہ اگر وہ سمجھ دار ہوتے تو مدینہ اُنکے حق میں بہتر ہوگا اور ملک عراق (بھی) فتح ہوگا تو ایک قوم ایسی ہوگی کہ اپنے گھر والوں اور متعلقین کو لیکر مدینہ سے وہاں چل دیگی اور اگر انہیں عقل وسمجھ ہو تو مدینہ ہی اُن کے واسطے بہتر ہوگا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۳۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مجھے ایسے قریہ (میں رہنے) کا حکم ہوا ہے جو تمام قریوں[1] کو کھا ئیگا لوگ اُسے یثرب کہتے ہیں اور وہی مدینہ ہے بُری لوگوں کو وہ اس طرح[2] نکال دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی بُرائی (یعنے زنگ) کو دور کردیتی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۳۴) جابر بن سمرہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ برتر نے مدینہ کا طابہ (یعنے پاکیزہ) نام رکھا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۳۵) جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک گنوار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مرید ہوا اُسے مدینہ میں بخار آنے لگا۔ اُس گنوار نے آکے آنحضرت سے عرض کیا اے محمد میری بیعت[3] توڑ دیجئے آپکو یہ بات بُری معلوم ہوئی اُس نے پھر آکے کہا میری بیعت توڑ دیجئے آپنے انکار کیا۔ اُس نے پھر آکے (یہی) کہا کہ میری بیعت توڑ دیجئے۔ آپنے انکار کیا۔ بعد ازاں وہ گنوار چل دیا آنحضرت نے فرمایا مدینہ مثل بھٹی کے ہے اپنی میل (یعنے بُرے آدمیوں کو) دور کرتا ہے اور اپنی اچھی چیز (یعنے نیک آدمی کو) خالص کرتا ہے (یعنے انہیں چھانٹ کے رہنے دیتا ہے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُسوقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جبتک مدینہ اپنے بُرے لوگوں کو اس طرح نہ نکال دے گا جیسے کہ بھٹی لوہے کی بُرائی (یعنے زنگ) کو دور[5] کردیتی ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ کی راہوں پر فرشتے (نگہبان) ہیں اُس میں نہ طاعون آسکیگا اور نہ دجال آئے گا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[1] یعنے سب طرف سے لوگ ہجرت کرکے اُس میں آبسیں گے ۱۲ [2] یعنے مدینہ میں رہکر آدمی پاک وصاف ہوجاتا ہے اور گناہوں سے بچنے کی اُسے توفیق ہو جاتی ہے ۱۲ [3] یعنے میں جو آپکا مرید ہوا ہوں مجھے اپنی مریدی سے نکال دیجئے آپنے اُس کی بات پر ذرا خیال نہ کیا ۱۲ [4] یعنے یہ گنوار بدبخت تھا اسوجہ سے وہ تھوڑی مدینہ میں نہیں رہ سکا ۱۲ [5] یعنے قرب قیامت کے وقت مدینہ میں کوئی گنہگار نہ رہے گا ۱۲۔

(۹۳۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شہر ایسا نہیں رہے گا جسے دجال پائمال نہ کریگا ہاں مکہ اور مدینہ اس سے محفوظ رہے گا اُسکا کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس پر فرشتے حفاظت کرنے کو صفیں باندھے ہوئے نہوں (دجال) شور زمین میں اُتریگا (جو مدینہ کے باہر واقع ہے) مدینہ والوں پر تین زلزلے ایسے آویں گے کہ سارے کافر اور منافق نکل کر دجال کے پاس چلے جاویں گے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۳۹) حضرت سعدؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ والوں پر کسی کا مکر نہ چلے گا (بلکہ) مکر اسطرح گھل جاویگا (یعنے اُسکا کچھ اثر نہ ہوگا) جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۴۰) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب سفر سے (واپس) آتے تھے تو مدینہ کی دیواروں کو دیکھ کے اپنی سواری کو دوڑاتے تھے اور اگر چوپائے (یعنے گھوڑے وغیرہ) پر سوار ہوتے تو اُسے مدینہ کی محبت کی وجہ سے تیز چلاتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۹۴۱) حضرت انسؓ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کوہ احد دکھائی دیا تو فرمانے لگے کہ یہ پہاڑ ہمیں چاہتا ہے[1] اور ہم اسے چاہتے ہیں یا الٰہی ابراہیم نے مکہ کو حرام بنایا اور میں مدینہ کی اُس قدر جگہ کو حرام کرتا ہوں جتنی دو سنگستانوں کے بیچ میں ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۴۲) سہل بن سعد کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوہ اُحد ایک پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اُس سے محبت کرتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۹۴۳) سلیمن بن ابو عبد اللہ فرماتے ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص کو دیکھا کہ انہوں نے ایک آدمی کو پکڑ رکھا تھا جو مدینہ کے حرم میں جسے رسول اللہ نے حرم بنایا ہے شکار کرتا تھا سعد نے اُس کے کپڑے چھین لئے اُسکے آقاؤں نے آکر سعد سے اُس (آدمی یعنی اپنے غلام) کے حق میں گفتگو کی۔ سعد نے جواب دیا کہ رسول اللہ

---

[1] تاکہ جہاں تک ہوسکے مدینہ میں جلد پہونچیں ۱۲ [2] پہاڑ کی محبت سے مراد یہ ہے کہ اس کے رہنے والے ہمیں چاہتے ہیں اور ہم انہیں چاہتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ پہاڑ کی ذات مراد ہے یعنے پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم پہاڑ سے محبت کرتے ہیں اور یہ بات ممکن ہے کیونکہ آپ جس ستون سے ٹیکی لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب آپ منبر پر خطبہ پڑھنے لگے اور اُس ستون کے پاس کھڑا ہونا چھوڑ دیا تو وہ ستون رویا تھا جو حدیثوں سے ثابت ہے اور یہی درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ آپنے ایک اور پہاڑ کی نسبت فرمایا ہے یہ ہم سے عداوت رکھتا ہے اور ہم اس سے عداوت رکھتے ہیں اگر یہاں بھی رہنے والے مراد لئے جاویں تو معنے درست نہیں ہوسکتے کیونکہ وہاں نصاری لوگ بستے تھے ۱۲

صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حرم کو حرام فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی یہاں کسی کو شکار کرتے پکڑ لے تو اُسکے کپڑے چھین لے میں ہرگز تمہیں وہ کھانا (یعنے عطیہ) واپس نہ دونگا جو مجھے رسول اللہ نے دلوایا ہے ولیکن اگر تم چاہو گے تو اُس کی قیمت تمہیں دیدوں گا۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۴۴) صالح سعد کے آزاد کئے ہوئے غلام سے روایت ہے کہ سعد نے مدینہ کے چند غلاموں کو دیکھا کہ مدینہ کے درخت کاٹ رہے ہیں سعد نے اُن کا اسباب چھین لیا اور اُنکے آزاد کرنے والوں سے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ مدینہ کے درخت وغیرہ کے کاٹنے سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے جو کوئی مدینہ کے درختوں میں سے کچھ کاٹ لے اُس شخص کا اسباب اُس سے لے لینا درست ہے[1] جو اُسے پکڑ لے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۹۴۵) زبیر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وج میں شکار کرنا اور اُسکے درخت کاٹنے بموجب حکم الٰہی منع ہیں یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے محی السنہ کہتے ہیں بیان گیا گیا ہے کہ وج اطراف طائف میں ہے اور خطابی نے بجائے انہا ضمیر مؤنث کے نہ مذکر کی ضمیر کہی ہے جسکا مرجع وج ہے

(۹۴۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے یہ ہو سکے[2] کہ وہ مدینہ میں مرے تو وہ مدینہ میں مر(نیکی کوشش کرے) کیونکہ میں اُن لوگوں کی جو اُسمیں مرینگے سفارش کرونگا یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن صحیح

(۹۴۷) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ مسلمانوں کے شہروں میں سب سے پیچھے خراب ہوگا۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۹۴۸) جریر بن عبداللہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا تحقیق اللہ تعالےٰ نے مجھے بذریعہ وحی فرمایا ہے کہ (اے محمدؐ) ان تین شہروں میں سے جس شہر میں تو ٹھیر جاوے وہی تیرا ہجرت کا گھر ہے (وہ یہ ہیں) مدینہ یا بحرین[3] یا قنسرین[4]۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۹۴۹) ابو بکرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپنے فرمایا مدینہ میں مسیح[5] دجال کا رعب

---

[1] یعنی اسواسطے میں نے اب انہیں پکڑ کے ان کا اسباب چھین لیا ہے اب میں ہرگز واپس نہ کروں گا ۱۲ [2] مراد یہ ہے کہ مدینہ کی سکونت اختیار کرنے ۱۲ [3] بحرین دریائے عمان میں ایک جزیرہ ہے اور [4] قنسرین ملک شام میں ایک شہر ہے ۱۲ [5] دجال کو مسیح اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اُس کی ایک ہی آنکھ ہوگی۔ دوسری آنکھ کا نشان تک نہ ہوگا ۱۲

و وحشت تک نہ آنے پائے گا[۵۰] (اُسکا خود آنا تو درکنار ہے) اُس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر دو فرشتے ہونگے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۹۵۰) حضرت انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ یہ دعا کرتے تھے یاالٰہی مدینہ میں اُس سے دُگنی برکت کر دے جتنی کہ تو نے مکہ میں برکت دی ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۵۱) آل خطاب کا آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی ارادہ کر کے میری زیارت کو آئے گا قیامت کے دن میرے ہمسایہ میں ہوگا[۵۱]۔ اور جو کوئی مدینہ میں رہیگا اور اُسکی آفتوں پر صبر کرے گا۔ قیامت کے دن میں اُسکا گواہ اور سفارشی ہونگا اور جو کوئی دونوں حرموں میں سے ایک حرم میں مریگا قیامت کے دن خدا اُسے امن والوں میں اُٹھاوے گا۔

(۹۵۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچا کر روایت کرتے ہیں جس نے حج کیا اور میرے مرنے کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسے کہ اُس نے میری زندگی میں زیارت کی۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہیں۔

(۹۵۳) یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (قبرستان میں) جا رہے تھے ایک آدمی نے قبر میں جھانک کے کہا یہ مسلمان کی بُری[۵۲] خوابگاہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بولے کہ تو نے مونھہ سے یہ بُری بات کہی وہ بولا میری یہ مراد نہیں ہے بلکہ میری یہ مراد ہے کہ قتل فی سبیل اللہ (بستر پر مرنے سے) بہتر ہے آپ نے فرمایا بیشک مدینہ میں بھی مرنا راہ خدا میں مارے جانے کے برابر[۵۳] نہیں ہو سکتا (ولیکن) زمین پر کوئی جگہ مجھے مدینہ سے زیادہ پسند نہیں ہے جسمیں میں اپنی قبر ہونی پسند کروں (یہ آپنے) تین بار فرمایا۔ یہ حدیث امام مالک نے مرسل نقل کی ہے۔

(۹۵۴) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ وادی عقیق میں تھے آپ یہ فرما رہے تھے آج کی رات ایک (فرشتہ

---

[۵۰] اُس کا مدینہ میں تو آنا بہت محال ہے ۱۲ [۵۱] اس حدیث سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور زیارت کے واسطے ارادہ کر کے جانے کا ثبوت ہوتا ہے ۱۲ [۵۲] یعنے جو کوئی مکہ یا مدینہ میں مریگا اُسے قیامت کے دن کچھ ڈر و خوف نہ ہوگا [۵۳] طیبی کہتے ہیں اس کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مدینہ میں مرنا راہ خدا میں مارے جانے سے بھی افضل ہے۔ ع یا دونوں برابر کیونکر ہو سکتے ہیں ۱۲ لمعات۔

نے آکے مجھ سے کہا تو اس مبارک جنگل میں نماز پڑھو اور کہدے (کہ یہاں نماز پڑھنا ایسا ہے جیسے) حج کے ساتھ عمرہ کرنا ہے ایک روایت میں ہے کہدے (یہ نماز) حج وعمرہ کے برابر[2] ہے یہہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

کتاب خرید وفروخت کا بیان

باب مزدوری کرنے اور حلال روزی طلب کرنیکی فضیلت کے بیان میں

پہلی فصل (۹۵۵) مقدام بن معدیکرب کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس آدمی سے بہتر کوئی اچھا کھانا نہیں کھا سکتا جو اپنے ہاتھ کی مزدوری کرکے کھانا کھاتا ہے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کرکے کھاتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۹۵۶) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چونکہ خدا تعالے پاک ہے لہذا وہ کوئی چیز پاک چیز کے سوا قبول نہیں کرتا اور خداوند تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی ارشاد فرمایا ہے جو کچھ پیغمبروں کو فرمایا ہے (پیغمبروں کو اس طرح) فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا (ترجمہ) اے پیغمبرو پاک روزی کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔ اور (مومنوں کو اس طرح) ارشاد فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (ترجمہ) اے ایمان والو ہماری پاک روزی دی ہوئی کھاؤ۔ پھر آنحضرت نے اُس آدمی کا ذکر کیا جسنے بڑا سفر کیا ہو پریشان[3] حال گرد وغبار اُسپر بہت ہو اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے پھر یارب یارب کہہ کے چلائے حالانکہ اُس کا کھانا پینا لباس سب کچھ حرام کا ہو اور حرام ہی اُس کی غذا (یعنے جزو بدن) ہو بھلا ایسے آدمی کی دعا کیونکر مقبول ہو سکتی ہے

(۹۵۷) حضرت ابوہریرہ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا

ف۱ یعنے اس جگہ نماز پڑھنے کی بزرگی ہے ۱۲ ف۲ یعنے اپنے ہاتھ کی کمائی کرکے کھانا افضل ہے حضرت داؤد علیہ السلام زرہیں بناتے تھے ۱۲ ف۳ یعنے اگرچہ کوئی بڑا دور دراز کا سفر کرے اور بہت کچھ تکلیف اُٹھائے اور وہ خدا سے دعا کرے تو اُس شخص کی دعا ہرگز قبول نہ ہوگی جب تک کہ اس کی غذا اور لباس حلال کا نہ ہو ۱۲

کہ آدمی کو جو کچھ مل جاویگا وہ اس کی کچھ پرواہ نہ کرے گا کہ یہ حلال چیز ہے یا حرام ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۹۵۰) نعمان بن بشیر کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حلال اور حرام کھلا ہوئے (اور ظاہر) ہیں اور ان دونوں کے درمیان بعض مشتبہ چیزیں ہیں کہ اُنہیں بہت لوگ نہیں جانتے جو کوئی مشتبہات سے بچا رہا اُس نے اپنے دین کو اور آبرو کو محفوظ رکھا اور جو کوئی مشتبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں گر پڑا جیسے کہ چرواہا[1] کھیت کے ڈول کے گرد چراتا ہو قریب ہے کہ جانور اُس میں چرنے لگیں یاد رکھو کہ ہر بادشاہ کے ڈول ہوتی ہے اور اللہ کے ڈول اُس کی حرام[2] کی ہوئی چیزیں ہیں۔ یاد رکھو کہ آدمی کے جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے اگر وہ سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاوے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے یاد رکھو وہ (گوشت کا ٹکڑہ) دل ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۵۹) رافع بن خدیج کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُتے کی قیمت ناپاک ہے اور زنا کی خرچی ناپاک ہے اور پچھنے لگانے والے کی کمائی ناپاک ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶۰) ابو مسعود انصاری روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کُتے کی قیمت اور زنا کی خرچی (کھانے) اور کاہن (یعنے نجومی وغیرہ) کی مزدوری (کھانے) سے منع فرماتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۶۱) ابو جحیفہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خون اور کُتے کی قیمت اور زنا کی خرچی (کھانے) سے منع فرماتے تھے اور بیاج کھانے والے اور کھلانے والے اور گودنے[3] والی اور گدوانے والی اور مصور پر لعنت کرتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۹۶۲) جابرؓ سے روایت ہے اُنہوں نے فتح مکہ کے برس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ (آپ فرمارہے تھے) اللہ ورسول نے شراب اور مردار اور سُور اور بتوں کے بیچنے کو حرام کر دیا ہے۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ مردار کی چربی کا حال بتائیے (آیا اُس کا بیچنا جائز ہے یا نہیں) کیونکہ مردار کی چربی کشتیوں پر ملی جاتی ہے اور کھالیں اُس سے چکنی کی جاتی ہیں اور لوگ اُسے چراغ میں جلاتے ہیں آپ نے فرمایا یہ بھی درست نہیں وہ بھی حرام ہے پھر فرمایا اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے کہ جب اللہ تعالےٰ نے

[1] کھیت کے گرد جو حدیں بنا دیتے ہیں اُسے عربی میں حمی اور اردو میں ڈول کہتے ہیں ایسی جگہ جو کوئی جانور وہاں کو چرائیگا تو یہ خوف ہے کہ کہیں جانور کھیت میں نہ گھس جائیں اور پھر کھیت والا اُسے پکڑ لے ۱۲ [2] جو کوئی اُن میں پڑ گیا اُس کی خرابی آگئی ۱۲ [3] اُس کا امور خیر میں صرف کرنا اور کھانا حرام ہے ۱۲ [4] جیسے چماریاں وغیرہ گودنا ڈال دیتی ہیں ۱۲

نے اُن پر مردار کی چربی حرام کی تو اُسے پگلا پگلا کر بیچنے لگے اور اُس کی قیمت[۱] لیکر کھانے لگے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۶۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے کہ اُن پر چربیان حرام ہوئیں تو اُنھوں نے اُنہیں پگلا پگلا کر بیچ ڈالا یہ روایت متفق علیہ ہے

(۹۶۳) جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کتے اور بلی کی قیمت[۲] (لینے) سے منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۶۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ابو طیبہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پچھنے لگائے تو آپنے اُسے ایک صاع بھر کھجوریں دینے کا حکم دیا۔ اور اُس کے مالکوں کو حکم کیا کہ اُس سے خراج (یعنے کمائی) لینے میں کچھ کمی کر دو[۳]۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۹۶۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیشک سب سے بہتر تمہارا کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی کر کے کھاؤ اور تمہاری اولاد کی کمائی بھی تمہاری کمائی ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ابو داؤد اور دارمی کی روایت میں ہے کہ سب سے زیادہ پاکیزہ چیز جو آدمی کھائے وہ ہے جو اُس کی اپنی کمائی کا ہو۔ اور اُس کی اولاد (کی کمائی) بھی اُسی کی کمائی ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۹۶۶) عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے جو کوئی مومن بندہ حرام کمائی کر کے صدقہ دیتا ہے اُسکا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور جو کوئی اُسے اپنے خرچ میں لاتا ہے اُسمیں برکت نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی پیٹھ پیچھے (یعنے مرنیکے بعد) چھوڑ جاتا ہے وہ اُس کے واسطے دوزخ کا توشہ ہو جاتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ بُرائی سے بُرائی[۴] نہیں مٹاتا ہاں نیکی (کرنے) کے بدلے

---

[۱] اس سے معلوم ہوتا ہے جس چیز کا کھانا پینا استعمال کرنا منع ہے اُسکا بیچنا خریدنا اور اسکی قیمت کھانی بھی منع ہے ۱۲

[۲] طیبی کہتے ہیں بلی کا بیچنا مکروہ تنزیہی ہے اور بلی کو مانگے دینا یا ہبہ کر دینا درست ہے ۱۲ طیبی [۳] اس حدیث سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں اول یہ کہ پچھنے لگانے والے کی کمائی ناپاک نہیں ورنہ رسول اللہ اُسے اُجرت نہ دیتے بلکہ اوروں سے لینے کو بھی منع کر دیتے دوسری یہ کہ علاج کرنا جائز ہے تیسری معالج کو اجرت دینا بھی درست ہے چوتھے یہ کہ مالک کو غلام سے مزدوری کرانی درست ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے واسطے حق والوں اور قرضخواہوں سے سفارش کرنی منع نہیں ہے جیسا کہ آنحضرت نے ابو طیبہ کے مالکوں سے سفارش کر دی کہ تم اُس کی مزدوری میں سے جو کچھ روز لیا کرتے ہو کچھ کم لیا کرو ۱۲ [۴] یعنے حرام مال خیرات کرنے سے گناہ معاف نہیں ہوتے ۱۲

بُرائی مٹا دیتا ہے تحقیق ناپاک مال (خیرات کرنا) بُرائیوں کو نہیں مٹا سکتا۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور اسی طرح شرح السنہ میں منقول ہے۔

(۹۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے وہ گوشت جنت میں ہرگز نہ جاویگا جو حرام (کھانے) سے پیدا ہوگا اور جتنا گوشت حرام (کھانے) سے پیدا ہوگا دوزخ کی آگ اُس سے بہت نزدیک ہوگی۔ یہ حدیث امام احمد اور دارمی نے نیز شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے

(۹۶۸) حضرت امام حسنؓ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیٹے فرماتے ہیں مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث یاد کی ہے (کہ آپ فرماتے تھے) اُس چیز کو جو تجھے شک میں ڈالے چھوڑ کر اُسکی طرف ہو جایا کر جو تجھے شک میں نہ ڈالتی ہو کیونکہ سچ بولنا اطمینان (دل) کا سبب ہے اور جھوٹ بولنا شک و تردد میں ڈالنے کا سبب ہے۔ یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے نقل کی ہے اور دارمی نے (صرف) پہلے جملہ کو نقل کیا ہے

(۹۶۹) وابصہ بن معبدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا اے وابصہ (کیا) تو مجھ سے نیکی اور گناہ کی باتیں پوچھنے آیا ہے مینے عرض کیا جی ہاں۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہؐ اپنی اُنگلیاں ملا کر وابصہ کے سینہ پر ماریں پھر (تین بار یہ) فرمایا تو اپنے جی سے پوچھ لیا کر۔ اپنے ہی دل سے پوچھ لیا کر (پھر فرمایا) نیکی وہ چیز ہے جس سے تجھے اطمینان ہو اور اُس سے تیرے دل کو آرام آوے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور سینہ میں تردد پیدا کرے اگرچہ لوگ تجھے (جواز کا) فتویٰ دیں یہ حدیث امام احمد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۹۷۰) عطیہ سعدی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بندہ متقیوں کے درجہ پر اُسوقت تک نہیں پہنچ جبتک اُن باتوں کو جنمیں کچھ بُرائی نہو اُن باتوں کے خوف سے جن میں بُرائی ہے نہ چھوڑدے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

لہ یعنے جس میں شک ہو اُسے نہ کیا کر اور جسپر شک نہ ہو اُس پر چلا کر ۱۲ سلہ کیونکہ مسلمان کے دل کو بُری بات سے اطمینان نہیں ہو سکتا۔ یہ بات جب ہے کہ قرآن کی آیتوں اور حدیثوں اور علماء کے قولوں میں تعارض ہو اُسوقت اپنے جی سے سوال کیجیے۔ عام لوگوں کے برتاوے پر خیال نہ کرے ۱۲

سلہ یعنے جبتک آدمی ایسا نہو جاوے کہ مباح باتوں کو بُری باتوں کے خیال سے چھوڑدے اُسوقت تک متقی نہیں ہو سکتا ۱۲

(۷۹۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شراب کے بارے میں ان دس آدمیوں یعنے نچوڑنے والے اور نچڑوانے والے اور پینے والے اور اُٹھانے والے اور جسکے واسطے اُٹھائی گئی ہو اور پلانیوالے اور بیچنے والے اور شراب کی قیمت کھانے والے اور تجارت کی غرض سے خریدنے والے اور جسکے واسطے خریدی کی جاوے (سب) پر لعنت کرتے تھے۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۷۹۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ شراب اور شراب پینے والے اور پلانے والے اور بیچنے والے اور خریدنے والے اور نچوڑنے والے اور نچڑوانے والے اور اُٹھانیوالے اور اُٹھوانیوالے پر لعنت کرتا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۷۹۳) مُحیصہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پچھنے لگانے کی مزدوری (کھانے) لینے کی اجازت مانگی آپنے اُس (مزدوری کے کھانے) سے منع فرمایا محیصہ آپ سے برابر اجازت مانگتے رہے۔ اخیر آپنے یہ فرمادیا کہ اُس (مال) کی تو اپنے اونٹوں کو گھانس وغیرہ کھلا دیا کرو اور اپنے لونڈی[1] غلاموں کو کھلا دیا کرو۔ یہ حدیث امام مالک اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۷۹۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کُتے کی قیمت اور گانے بجانے[2] والے کی کمائی (کا مال کھانے) سے منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۷۹۵) ابو امامہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے گانے والی لونڈیوں کو نہ تم بیچا کرو اور نہ انہیں خریدا کرو اور نہ اُنہیں (گانا) سکھایا کرو۔ اور اُن کی قیمت حرام ہے اور ایسی ہی باتوں میں یہ آیت اُتری ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ (ترجمہ) بعض لوگ ایسے ہیں کہ مول لیتے ہیں کھیل کی باتیں۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے اور علی بن زید راوی حدیث ضعیف ہے اور جابر کی یہ حدیث کہ رسول اللہ نے بلی کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ عنقریب خدا چاہے تو ہم اس باب میں ذکر کرینگے جسمیں اُن چیزوں کا بیان ہے جن کا کھانا حلال ہے۔

---

[1] اس سے نہی تنزیہی مراد ہے کیونکہ ناپاک کمائی لونڈی غلاموں کو کھلانی درست نہیں ہے ۱۲ اسلئے یہ لفظ زمارہ کا ترجمہ ہے بعض نے کہا ہے زمارہ کی بجائے رمازہ ہے جسکے معنے اشارے کرنیوالی کے ہیں۔ یعنے اُن دونوں کی کمائی بھی حرام ہے ۱۲

تیسری فصل

(۹۷۶) عبداللہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے فرضوں کے بعد حلال[۵۱] کمائی کا طلب کرنا بھی فرض ہے۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۹۷۷) ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی نے اُن سے قرآن لکھنے کی اُجرت کی بابت دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا کچھ ڈر نہیں ہے وہ تو نقش[۵۲] بنانیوالے ہیں اور وہ محض اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے ہیں۔ یہ حدیث رزین نے روایت کی ہے۔

(۹۷۸) رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسی کمائی اچھی ہے آپنے فرمایا۔ جو آدمی[۵۳] اپنے ہاتھ سے کام کرے اور جو خرید و فروخت خلاف شرع نہو۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۹۷۹) ابوبکر بن ابومریم فرماتے ہیں مقدام بن معدیکرب کی ایک لونڈی دودھ بیچتی تھی اور مقدام اُس کی قیمت لے لیتے تھے کسی نے اُس سے کہا سبحان[۵۴] اللہ کیا تمہاری لونڈی دودھ بیچتی ہے اور تم اُس کی قیمت لے لیتے ہو (حالانکہ وہ فقرا کو دینا مناسب ہے) اُنہوں نے جواب دیا ہاں (یونہی ہے) اور اسکا کچھ ڈر نہیں ہے بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ انہیں دینار اور درہم کے علاوہ کوئی چیز اُسوقت نفع نہ دے گی۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۹۸۰) نافع کہتے ہیں میں ملک شام اور مصر کی طرف سامان تجارت بیچا کرتا تھا (ایک دفعہ) میں نے عراق کی طرف سوداگری کا مال لیکر بیچنے کی تیاری کی پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں جا کر میں نے عرض کیا اے ام المؤمنین میں ملک شام کی طرف سامان تجارت بیچا کرتا تھا اب میں نے عراق کی طرف بیچنے کی تیاری کی ہے وہ بولیں (اے نافع) یہ نہ کر تو اپنی (اصلی) سوداگری کی جگہ کیوں چھوڑتا ہے (کیونکہ) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جب خداتعالیٰ تم میں سے کسی کے واسطے روزی کا کوئی سبب نکالدے تو اُسے (ہرگز) نہ چھوڑے جب تک وہ سبب خود بخود بدل جاوے یا اُس میں نقصان ہوجائے

---

[۵۱] یعنے دینی کاموں کے بعد حلال کمائی کا درجہ ہے مگر فرضوں کی بجا آوری میں حلال کمائی مقدم ہے جس کا کھانا پینا اور لباس حرام کمائی کا ہوگا اُسکے فرض بھی مقبول نہ ہونگے ۱۲ [۵۲] یعنے کاتبوں کو قرآن و دینیات کی کتابیں لکھنے کی اُجرت لینی درست ہے ۱۲ [۵۳] یعنے اپنے ہاتھ کی کمائی اور اُس تجارت کا نفع جو موافق شرع ہو اچھی کمائی ہے ۱۲ [۵۴] یہ تعجب کا کلمہ ہے لوگوں نے اُنسے کہا کہ دودھ کا خیرات کرنا بہتر ہے اور تم بکوا کر اُسکی قیمت کھاتے ہو اُنہوں نے جواب دیا آپ فرماتے تھے اس میں کچھ حرج نہیں ہے میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ اخیر زمانہ میں ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگ روپیہ پیسہ والے کی عزت کرینگے اور سوداگروں کی کچھ حقیقت نہ سمجھیں گے حالانکہ تجارت کرنی بہت بہتر ہے +

یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۹۸۱) حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ کا ایک غلام تھا جو انہیں خراج (یعنی اپنی مزدوری کا کچھ حصہ) دیا تھا اور حضرت ابوبکرؓ اُسمیں سے کھاتے تھے ایک دن وہ کچھ لے کر آیا تو حضرت ابوبکر نے بھی اُسمیں سے کھایا (جب کھا چکے تو) غلام بولا تمہیں معلوم ہے یہ کیا چیز تھی۔ ابوبکرؓ نے پوچھا کیا چیز تھی۔ اُسنے جواب دیا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی کو غیب کی بات بتائی تھی۔ حالانکہ میں اچھی طرح بتانا نہ جانتا تھا میں نے اُسے صرف دھوکا دیا تھا اب وہ آدمی مجھ سے ملا تو اُس نے مجھے اُس بات بتانے کے بدلے یہ دیا تھا۔ اور وہی تم نے کھایا ہے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں حضرت ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ حلق میں ڈال کر جو کچھ پیٹ میں تھا قے کرکے سب نکال دیا۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۹۸۲) حضرت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جسم جنت میں ہرگز نہ جاوے گا جسنے حرام غذا کھائی ہوگی۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کی ہے۔

(۹۸۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کوئی ایک کپڑہ دس درہم کو خریدے اور اُنمیں ایک درہم حرام کا ہو اللہ اُس بندہ کی نماز قبول نہیں کرتا جب تک وہ کپڑا پہنے رہے پھر اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں رکھ کر کہا اگر میںنے یہ بات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہ سُنی ہو تو یہ دونوں کان بہرے ہوجاویں یہ حدیث امام احمد نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے اور کہا ہے اس کی سند ضعیف ہے۔

باب معاملات میں نرمی کرنے (کی فضیلت کا) بیان

پہلی فصل (۹۸۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ تعالے اُس آدمی پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نرمی کرتا ہے یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

(۹۸۵) حضرت حذیفہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اُن لوگوں میں سے جو تم سے پہلے تھے ایک آدمی کے پاس فرشتہ روح قبض کرنے کو آیا تو اُس آدمی سے پوچھا گیا تونے کوئی نیک عمل کیا ہے وہ بولا مجھے تو معلوم نہیں (ہوتا) پھر اُس سے کہا گیا تو خیال کر (شاید کوئی نیک عمل ہو) اُس نے جواب دیا مجھے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں میں دنیا میں لوگوں سے بیچتا یا کوئی معاملہ کرتا تھا تو دولتمند کو میں مہلت دیتا تھا اور مفلس کو معاف کردیتا تھا (اللہ نے اُسے (اس عمل کے بدلے) جنت میں بھیجدیا

یہ روایت متفق علیہ ہے اور اسی طرح مسلم کی ایک روایت میں ہے جو عقبہ بن عامر اور ابو سعید انصاری سے منقول ہے پھر اللہ تعالیٰ نے کہا اے بندہ تجھ سے[1] زیادہ مجھے معاف کرنا زیبا ہے (اے فرشتو) میرے بندے سے درگذر کرو۔

(۹۸۴) ابو قتادہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم خرید و فروخت میں قسم کھانے سے بچتے رہا کرو کیونکہ قسم کھانا چیز کو بکوا[2] تو دیتا ہے مگر اُسمیں برکت نہیں ہوتی۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۹۸۷) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے قسم کھانے سے بیچنے کی چیز نکل[3] جاتی ہے (مگر) اُس کی برکت جاتی رہتی ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۹۸۸) ابو ذر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں آپ فرماتے تھے قیامت کے دن خدا تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ بات کریگا اور نہ اُن کی طرف نظر رحمت کریگا اور نہ اُنہیں پاک کرے[4] گا اور اُنہیں دردناک عذاب ہوگا ابو ذر بولے وہ لوگ تو محروم ہوئے اور نقصان میں پڑ گئے۔ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا (وہ یہ لوگ ہیں) ایک تو ازار[5] (یعنی تہبند یا پاجامہ) ٹخنوں سے نیچے پہننے والا دوسرا (کچھ دیکے) احسان رکھنے والا تیسرا جھوٹی قسم کھا کے اپنی چیز کو بیچنے والا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۹۸۹) ابو سعید کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا امانت دار سوداگر[6] نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا یہ حدیث ترمذی اور دارمی اور دار قطنی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث غریب ہے

(۹۸۸) قیس بن ابی غرزہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہمارا نام دلال تھا (ایک دفعہ) ہمارے پاس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نکلے تو اس نام سے اچھا ہمارا نام رکھ کر فرمایا اے سوداگروں کی جماعت بیچنے کھوچنے کے وقت جو نکہ بیہودہ باتیں اور (جھوٹی) قسمیں بہت ہوتی ہیں لہذا تم اُسے صدقہ سے ملاتے رہا کرو (یعنی کچھ صدقہ بھی دیتے رہا کرو۔ تاکہ وہ

---

[1] یعنی چونکہ تو نے معافی کا پیشہ اختیار کر رکھا تھا اور بندوں کو معاف کر دیتا تھا اب مجھے تجھ سے زیادہ معاف کرنا سزاوار ہے یعنی میں بھی تیرے گناہ معاف کر دیئے ۱۲

[2] یعنی قسم کی نسبت مال بکتا تو جلدی ہے لیکن اُس مال میں برکت نہیں ہوتی ۱۲

[3] یعنی اگر قسم کھا کر کسی چیز کو بیچڈالے تو وہ قسم کی وجہ سے بک تو جاوے گی مگر اُسکی قیمت میں برکت نہیں ہوگی ۱۲

[4] اُنکے گناہ نہیں بخشیگا

[5] یعنی ان تین آدمیوں پر خدا نظر شفقت سے نہیں دیکھے گا ایک ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننے والا دوسرا احسان جتانیوالا تیسرا بیچتے وقت جھوٹی قسمیں کھانیوالا ۱۲

[6] یعنی جو سوداگر سچا اور امانت دار رہیگا اُسکو قیامت کے دن نبیوں کا ساتھ ہوگا ۱۲

لغو باتیں وغیرہ اس صدقہ کے سبب سے معاف ہو جاویں) یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۹۹۱) عبید بن رفاعہ اپنے باپ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت فرماتے تھے قیامت کے دن سوداگر فاجر ہو کے اٹھائے جائینگے ہاں جو (سوداگر) پرہیزگاری کرے اور نیکی کرے اور سچ بولے (اُسے کچھ خوف نہیں) یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں براء سے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے

باب خیار (یعنی بیع کے رکھنے یا فسخ کرنے کے اختیار) کا بیان

پہلی فصل (۹۹۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خرید و فروخت کرنے والے دونوں کو ایک دوسرے پر (بیع کے قائم رکھنے یا فسخ کر دینے کا) اختیار ہے جبتک جدا نہ ہوئے ہوں مگر جس بیع میں (تین دن تک کا) اختیار ہو (اُس میں جدا ہو نیکے بعد بھی) اختیار باقی رہتا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں ہے جب بیچنے والا اور خریدنے والا سوداگر چکیں ہر ایک کو اپنی بیع کے رکھنے یا توڑ دینے کا اختیار ہے۔ جبتک جدا نہ ہوئے ہوں یا بیع بالخیار ہو جب دونوں کے درمیان بیع اختیار پر ہوگی تو اختیار واجب ہوگا اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ دونوں کو اختیار ہے جبتک جدا نہ ہوں یا اختیار کریں اور (بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت میں بجائے (ویختار کے (یقول احدھما لصاحبہ اختر) ہے۔

(۹۹۳) حکیم بن حزام کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والے اور خریدنے والے جبتک جدا نہ ہوں (سودا پھیرنے کے) مختار ہیں اگر وہ دونوں سچ بولینگے اور (صاف صاف) بیان کر دینگے تو انہیں اپنے سودے میں برکت ہوگی اور اگر عیب چھپا دینگے اور جھوٹ بولینگے تو انکے سودے کی برکت جاتی رہے گی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

سلہ یعنے اُن کا ایسی حالت پر حشر ہوگا جیسے بدکار و نکا ہوگا ۱۲ سلہ یعنی جبتک ایک جگہ ہوں اُسوقت تک دونوں کو اختیار ہے چاہے سودا رکھیں چاہے فسخ کر دیں ۱۲ سلہ او یختار کے معنے یہ ہوئے کہ یا جدا ہونیسے پہلے اختیار کریں کہ یہ معاملہ ہو گیا دوسرے جملہ کے معنے یہ ہوئے کہ ایک آدمی اپنے ساتھی سے کہے تجھے اختیار ہے دونوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب کوئی کہدے کہ میں نے چیز لی یا دوسرے سے کہدے تجھے اختیار ہے اسکے بعد اُسے فسخ کرنے نہ کرنیکا اختیار نہیں ہوگا ۱۲ سلہ جو کچھ اُس چیز میں برائی ہو تو بیچنے والا بیان کرے اور اگر قیمت میں کھوٹ ہو تو لینے والا کھولدے ورنہ اس سودے میں برکت نہ ہوگی ۱۲

(۹۹۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ مجھے خرید و فروخت میں لوگ دھوکا دیتے ہیں آپ نے فرمایا جب تو سودا کیا کرے تو کہدیا کر اس میں دھوکا نہ ہو وہ آدمی یہ کہدیا کرتا تھا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۹۹۳) عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خرید و فروخت کرنے والے جبتک جدا نہ ہوں انہیں (چیز کے لینے کا) اختیار ہے ہاں اگر اختیار کا سودا ہو (تو اس میں جدا ہونے کے بعد بھی اختیار رہتا ہے) اور کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے ساتھی سے اس خوف سے جدا ہو جاوے کہ کہیں یہ بیع کو کہیں لوٹا نہ دے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۹۹۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے دونوں سوداگر نیوالے ایک دوسرے کی رضامندی بغیر جدا نہ ہوں۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے

تیسری فصل (۹۹۵) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو بیچنے کے بعد اختیار دیدیا تھا۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

باب سود (کھانے کھلانے والے کی برائی) کا بیان

پہلی فصل (۹۹۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سود کھانیوالے اور کھلانے والے پر اور اسکے لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت کرتے تھے اور کہتے تھے یہ سب برابر ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۹۹۷) عبادہ بن صامت کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا بدلے سونے کے اور چاندی بدلے چاندی کے اور گیہوں بدلے گیہوں کے اور جو بدلے جو کے اور کھجورین بدلے کھجوروں کے اور نمک بدلے نمک کے جبکہ ایک جنس ہوں تو برابر دست بدست (بیچنا) چاہیئے۔ اور جب یہ قسمیں مختلف ہوں تو انہیں جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ دست بدست ہوں یہ حدیث مسلم نے

ف۱ یعنے جو کوئی اس ڈر سے جلد اٹھ کھڑا ہو کہ دوسرے کو بیع فسخ کرنے کا حق نہ رہے یہ منع ہے ۱۲ ف۲ یعنے اگر جنس بدل جاوے تو جائز ہے مگر قرض نہ ہو ۱۲۔

نقل کی ہے +

(۹۹۸) ابو سعید خدری کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونے کو بدلے سونے کے نہ بیچا کرو۔ ہاں اگر برابر سرابر ہو (تو جائز ہے) اور کسی سونے پر دوسرے سونے کو زیادتی نہ دیا کرو اور نہ چاندی کو چاندی کے بدلے بیچا کرو جب تک برابر سرابر نہ ہو اور ایک کو دوسری چاندی پر بیچ نہ دیا کرو اور نہ تا چاندی اُدھار بیچا کرو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ سونا بدلے سونے کے اور چاندی بدلے چاندی کے برابر سرابر ہی بیچا کرو۔

(۹۹۹) ابو سعید خدری ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سونا بدلے سونے کے اور چاندی بدلے چاندی کے اور گیہوں بدلے گیہوں کے اور جو بدلے جو کے اور کھجوریں بدلے کھجوروں کے اور نمک بدلے نمک کے جبکہ ایک جنس ہوں برابر سرابر ہاتھ بہ ہاتھ (بیچنی) چاہئیں جس نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اُسنے سود لیا اُسمیں لینے والا اور دینے والا برابر ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۰) معمر بن عبداللہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا آپ فرماتے تھے غلہ بدلے غلہ کے برابر سرابر (بیچنا) چاہیئے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سونا بدلے سونے کے بیچنا سود (میں داخل) ہے مگر جب ہاتھ بہ ہاتھ ہو (تو سود نہیں) اور چاندی کا بدلے چاندی کے بیچنا بیاج (میں داخل) ہے ہاں اگر ہاتھ بہ ہاتھ ہو (تو نہیں ہے) اور گیہوں کا بدلے گیہوں کے بیچنا جب ہاتھ بہ ہاتھ نہ ہو تو بیاج (میں داخل) ہے اور جَو کا بدلے جَو کے بیچنا بھی جبکہ ہاتھ بہ ہاتھ نہ ہو بیاج (میں داخل) ہے اور کھجوروں کا بدلے کھجوروں کے بیچنا بھی جب ہاتھ بہ ہاتھ نہ ہو بیاج (میں داخل) ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۰۲) ابو سعید اور ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو خیبر پر عامل

سلہ یعنی یہ نہ بیچا کرو کہ سونا چاندی اچھا ہے اس سے برا چاندی سونا زیادہ دے کر خریدنا درست ہے ۱۲ سلہ یعنی نقد انقد سودا ہو تو جائز ہے اور قرض ہو تو منع ہے واضح ہو کہ زمانہ حال میں جو چاندی کا بھاؤ سستا ہے کہ روپیہ تولہ سے زیادہ بک رہی ہے اور کبھی روپیہ تولہ تک کی بھی ہو جاتی ہے یہ بھی بیاج میں داخل ہے اس صورت میں جیسے چاندی خریدنی ضرور ہو تو سونے یعنے اشرفیوں کے بدلے یا پیسوں کے بدلے خریدے یا روپیہ پیسہ ملا کر خریدے تو اس گناہ سے بچ سکتا ہے ۱۲

مقرر کیا وہ آپ کے پاس اچھی کھجوریں لیکے آیا۔ آنحضرت نے اس سے دریافت کیا کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں وہ بولا نہیں۔ یا رسول اللہ خدا کی قسم ہم ان کھجوروں کا ایک صاع اور کھجوروں کے دو صاع کے بدلے خریدتے ہیں اور انکے دو صاع اور ونکے تین صاع کے بدلے لیتے ہیں آپنے فرمایا یہ نہ کیا کرو (کیونکہ یہ حرام ہے) ملی جلی کھجوروں کو روپوں کے بدلے بیچا کر پھر عمدہ کھجوریں روپوں کی خرید لیا کرو اور (جو چیزیں ترازو میں تلکر بکتی ہیں اُن کا بھی) یہی حکم ہے یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۰۳) ابو سعید فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بلال عمدہ کھجوریں لائے آپنے بلال سے پوچھا (اے بلال) یہ کہاں سے لائے وہ بولے ہمارے پاس خراب کھجوریں تھیں اُسکے دو صاع کے بدلے مینے ایک صاع خرید لیا آپنے فرمایا ہائے افسوس ایسا نہ کیا کر یہ تو ٹھیٹ سود ہے لیکن جب تو (عمدہ) کھجوریں خریدنی چاہے تو (خراب) کھجوروں کو الگ بیچا کر پھر اُس (قیمت) کے بدلے اور کھجوریں خرید لیا کر۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۰۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک غلام نے آکے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ہجرت پر بیعت کی آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اُسکا مالک غلام کو تلاش کرتا ہوا آیا آنحضرت نے فرمایا اس غلام کو میرے ہاتھ بیچدے بعد ازاں آپنے اُسے دو سیاہ غلاموں کے بدلے خرید لیا۔ اسکے بعد آپ جسے مرید کرتے پہلے یہ پوچھ لیتے کہ یہ غلام ہے یا آزاد ہے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۱۰۰۵) حضرت جابر ہی فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم اُن کھجوروں کے ڈھیر کو جنکا اندازہ معلوم نہ ہو اندازہ مقرر کی ہوئی کھجوروں کے بدلے بیچنے سے منع فرماتے تھے یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۱۰۰۶) فضالہ بن عبید فرماتے ہیں جنگ خیبر کے دن مینے ایک ہار بارہ دینار کو خریدا اسمیں سونا اور نگینے تھے مینے اُسے الگ الگ کیا تو اُس میں بارہ دینار سے زیادہ کا سونا نکلا۔ یہ ذکر مینے نبی صلے اللہ علیہ سلم سے کیا تو آپنے فرمایا ایسی چیزیں جدا جدا کئے بغیر نہ بیچا کرو یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل

(۱۰۰۷) حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ کوئی آدمی ایسا نہ رہیگا جو سود نہ کھاتا ہو۔ اگر سود نہ کھاتا

ف انہیں بھی تولکر بیچا کر پھر اس کی قیمت سے اچھی چیز لیا کر ۱۲ ف اس سے معلوم ہوا کہ ایک غلام کو دو غلاموں کے بدلے خریدنا سود میں داخل نہیں ہے ۱۲ ف کیونکہ اس میں سود ہو جاتا ہے ہاں اگر سونا روپیہ کے بدلے خریدا جاوے تو سود نہیں ہے ۱۲۔

ہوگا تو اُسے اُسکا اثر تو ضرور پہنچے گا (یعنے اُس معاملہ میں تو ضرور شریک ہوگا) اور ایک روایت میں ہے اُسکا غبار تو ضرور پہنچے گا) یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۰۸) عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے سونا سونے کے بدلے نہ بیچا کرو اور نہ چاندی بدلے چاندی کے اور نہ گیہوں بدلے گیہوں کے اور نہ جَو بدلے جَو کے اور نہ کھجوریں بدلے کھجوروں کے اور نہ نمک بدلے نمک کے بیچا کرو۔ ہاں برابر سرابر لقد ہاتھ بہ ہاتھ بیچنا درست ہے اور سونا چاندی کے بدلے اور چاندی سونے کے بدلے اور گیہوں جَو کے بدلے اور جَو گیہوں کے بدلے اور کھجوریں نمک کے بدلے اور نمک کھجوروں کے بدلے جس طرح چاہو بیچا کرو (بشرطیکہ ہاتھ بہ ہاتھ ہو ادھار نہ ہو)۔ یہ حدیث امام شافعی نے روایت کی ہے۔

(۱۰۰۹) سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کسی نے آپ سے تر کھجوروں کے بدلے خشک[۱] کھجوروں کے خریدنے کو پوچھا آپ نے فرمایا کیا تر کھجوریں خشک ہو کر کم ہو جاتی ہیں اُس نے جواب دیا جی ہاں۔ آنحضرت نے اُسے اس سے منع کر دیا۔ یہ حدیث امام مالک اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۰) سعید بن مسیب مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جانور کے بدلے گوشت بیچنے[۲] سے منع کرتے تھے۔ سعید کہتے ہیں اس طرح بیچنا جاہلیت کا جُوا[۳] تھا۔ یہ حدیث شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔

(۱۰۱۱) سمرہ بن جندب روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جانور کو جانور کے بدلے اُدھار بیچنے سے منع کرتے تھے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۲) عمرو بن عاص کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں لشکر کی درستی کرنے کا حکم دیا (درستی لشکر میں) اُونٹ[۴] تھڑ گئے۔ آنحضرت نے اُسے ارشاد فرمایا کہ صدقہ

---

[۱] اگر سود لیتا نہ ہوگا تو دیتا ہوگا یا گواہ ہوگا یا کاتب ہوگا ۱۲ [۲] کہ تر کھجوروں کے بدلے خشک کھجوریں بیچنی جائز ہیں یا نہیں ۱۲ [۳] بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے گوشت کے بدلے جانور کا بیچنا اور خریدنا درست نہیں ہے بعض کہتے ہیں یہ جائز ہے کیونکہ گوشت تلکر بکتا ہے اور جانور تل کر نہیں بکتا اسواسطے اُن کا بدلنا درست ہے ۱۲ [۴] جیسے جوئے سے مال مفت ہاتھ لگ جاتا ہے اسی طرح اس میں ہے کہ معاملہ کرکے مال مارتے ہیں ۱۲ [۵] یعنے بہت سے آدمی بے سواری کے رہ گئے +

کے اونٹوں پر[۱] (قرض) لیلے۔ چنانچہ عبداللہ نے صدقہ کے اُونٹ آینگے وعدے پہ ایک ایک اُونٹ دو دو اونٹوں کے بدلے لیلئے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۰۱۳) اُسامہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے بیاج[۲] وعدے (پر لینے) میں ہے اور ایک روایت میں ہے جس میں چیز ہاتھ بہ ہاتھ ہو اُس میں سود نہیں ہوتا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۱۴) عبداللہ بن حنظلہ جنہیں (شہید ہونے کے بعد) فرشتوں نے نہلایا تھا کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو آدمی ایک درہم سود کا کھالے اور اُسے معلوم ہو (کہ یہ سود کا درہم ہے) یہ گناہ میں چھتیس (مرتبہ) زنا کرنے سے زیادہ ہے۔ یہ حدیث امام احمد اور دار قطنی نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کی ہے اور کہا ہے جو گوشت حرام مال (یعنے سودی وغیرہ) سے پیدا ہوگا وہ زیادہ دوزخ کے لایق ہے۔

(۱۰۱۵) ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے بیاج[۳] (کے گناہ) کے ستر حصے ہیں سب سے ادنےٰ اُن میں سے یہ ہے کہ مرد اپنی ماں سے صحبت کرے۔

(۱۰۱۶) ابن مسعود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سودی مال اگرچہ بہت ہو (مگر) انجام کار کم ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں حدیثیں ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہیں اور امام احمد نے پہلی حدیث نقل کی ہے۔

(۱۰۱۷) ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس رات مجھے (آسمانوں وغیرہ کی) سیر کرائی گئی (یعنے معراج کی رات) میں ایک ایسی قوم کے پاس گذرا جنکے پیٹ مکانوں کی طرح تھے اُن میں سانپ تھے جو پیٹوں کے باہر دکھائی دیتے تھے میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں جبریل نے بتایا یہ لوگ بیاج کھانیوالے ہیں۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے

(۱۰۱۸) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا

---

[۱] یعنے اس وعدے پر اونٹ قرض لے لے کہ صدقہ کے اونٹ آوینگے تو ادا کردے جاوینگے چنانچہ انہوں نے دو دو اونٹوں کے وعدے پر ایک ایک اونٹ لے لیا یہ حکم سود کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے ۱۲ [۲] یعنے سونا چاندی گیہوں وغیرہ کے قرض لینے میں سود ہے نقد لینے میں سود نہیں ۱۲ [۳] یعنے بیاج کا سب سے ادنےٰ گناہ یہ ہے کہ بیاج کھانا اپنے ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے ۱۲

آپ سود لینے والے اور دینے والے اور اُسکے لکھنے والے[۵۱] اور صدقہ نہ دینے والے پر لعنت کررہے تھے اور آپ نوحہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۹) حضرت عمر بن الخطاب نقل کرتے ہیں کہ سود (حرام ہونے) کی آیت سب (احکام کی آیتوں) سے پیچھے اُتری ہے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سے پہلے ہی وفات ہوگئی کہ آپ ہمیں اُس کا حکم کھولکر بتاتے (اے لوگو) تم سود اور شک کی باتوں کو چھوڑ دو۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۱۰۲۰) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی قرض لے پھر اُس (قرض دینے والے) کے پاس کچھ سوغات بھیجے یا اُسے چوپائے پر سوار کرے تو اُسے چاہیئے کہ نہ اُسکے جانور پر سوار ہو اور نہ اُسکی سوغات[۵۲] لیوے ہاں اگر اِسکے اور اُسکے درمیان پہلے سے یہ بات جاری تھی (تو کچھ ڈر نہیں) یہ حدیث ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۱) حضرت انس رضؓ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا جب ایک آدمی دوسرے کو قرض دے تو اُسکا تحفہ نہ لیوے (ورنہ یہ تحفہ سود میں شمار ہو جاویگا) یہ حدیث بخاری نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے اور منتقی میں بھی اسی طرح ہے۔

(۱۰۲۲) ابو موسےٰ کے بیٹے ابو بردہ کہتے ہیں میں مدینہ آیا تو عبداللہ بن سلام سے میری ملاقات ہوئی اُنہوں نے فرمایا (اے ابو بردہ) تم ایسی سرزمین میں ہو جہاں سود کا بہت رواج ہے اگر تیرا کسی پر کچھ لینا ہو اور وہ تیرے پاس بھس[۵۳] کا یا جو کا بوجھ یا گھانس کا گٹھا تحفۃً بھیجے تو (ہرگز) نہ لیجیو (ورنہ سود خواروں میں تو بھی داخل ہو جاوے گا) کیونکہ یہ بھی سود (میں داخل) ہے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

باب اُن بیعوں کا بیان جو منع ہیں

پہلی فصل (۱۰۲۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیع مزابنہ

---

۵۱ یعنی سود کا لینے والا اور دینے والا اور کاتب و گواہ سب برابر ہیں اُن پر اور صدقہ نہ دینے والے پر آنحضرت نے لعنت کی ہے ۱۲ ۵۲ کیونکہ کسی کو قرض دے تو اُس سے کسی طرح کا فائدہ نہ لے ورنہ سود میں داخل ہو جاویگا ۵۳ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی قسم کا فائدہ قرض دار سے نہ لے ورنہ وہ فائدہ سود ہو جاوے گا ۱۲

سے منع فرماتے تھے (اور وہ یہ ہے) کہ آدمی اپنے باغ کے پھل بیچ ڈالے اگر پھل کھجوریں ہوں تو خشک کھجوروں کے بدلے پیمانے سے بیچے اور اگر انگور ہوں تو انہیں خشک انگوروں کے بدلے پیمانے سے بیچے (جو موجود ہوں[۵۱]) یا ہونگے مسلم کی روایت میں ہے اگر وہ کھیتی ہو تو اُسے معین غلہ کے بدلے بیچے ان سب باتوں سے آنحضرت نے منع فرمایا ہے یہ روایت متفق علیہ ہے اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے آنحضور نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا ہے راوی کہتے ہیں مزابنہ اُسکا نام ہے کہ جو کچھ پھل درختوں پر لگا ہوں انہیں خشک کھجوروں کے بدلے معین پیمانے پر بیچے (اور یہ کہدے) کہ اگر یہ پھل زیادہ ہوں تو میرے ہیں اگر کم ہوں تو میں ذمہ دار ہوں۔۱

(۱۰۲۴) حضرت جابر فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیع مخابرہ اور محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرماتے تھے محاقلہ کی صورت یہ ہے کہ (مثلاً) کوئی آدمی اپنی کھیتی کو سو فرق (یعنے ۲۰ من) گیہوں کے بدلے بیچ ڈالے۔ اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجوروں کو درختوں پر[۵۲] سو فرق (یعنے ۲۰ من کھجوروں) کے بدلے بیچدے) اور مخابرہ تہائی یا چوتھائی غلہ پر زمین بوئی کیلئے[۵۳] دینے کو کہتے ہیں۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۲۵) حضرت جابر ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیع محاقلہ اور مزابنہ اور مخابرہ اور معاومہ اور ثنیا سے منع فرماتے تھے اور عرایا (یعنے فقراء کے مال) میں اس کی اجازت دے دی تھی۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۲۶) سہل بن ابی حثمہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (درختوں کے) میوے کو (خشک میوے کے بدلے بیچنے سے منع کرتے تھے مگر عریہ کی اجازت دیدی تھی کہ اُس کی کھجوریں اندازہ کرکے بیچ ڈالیں (کہ خشک ہوکر کتنی رہیں گی) تاکہ وہ لوگ تازی کھجوریں کھالیں۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

۵۱ یعنے جو درختوں پر لگے ہیں یا اب لگیں گے ۱۲ ۵۲ یہ سب بیع مزابنہ کی صورتیں ہیں مزابنہ زبن سے مشتق ہے زبن کے معنے دفع کرنے کے ہیں چونکہ ایسی بیع میں جھگڑا ضرور نکلتا ہے اور ہر ایک دوسرے کے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے اسلئے اُسے مزابنہ کہتے ہیں ۱۲ ۵۳ یہ مثال فرضیہ بتایا ہے بیس من کی کوئی خصوصیت نہیں ۱۲ ۵۴ بعض علماء کے نزدیک زمین کا کرایہ پر دینا جائز ہے کیونکہ لوگوں کو اس کی بہت ضرورت پڑتی ہے ۱۲ ۵۵ ایک سال یا دو سال تک درختوں کے میوے بیچنے کو معاومہ کہتے ہیں جیسے آج کل ٹھیکہ دیدیتے ہیں اس سے آنحضرت نے منع فرمایا ہے ۱۲ ۵۶ عرایا اسے کہتے ہیں کہ فقراء کو لوگ کھجوریں اس طرح خیرات دیتے ہیں کہ وہ درختوں پر لگی ہوئی ہوتی ہیں اُسوقت فقیروں کو ان کا توڑوا کر بیچنا دشوار ہوتا ہے اس لئے انہیں اجازت دیدی کہ فقیر درختوں ہی پر بیچ ڈالا کریں ۱۲

(۱۰۲۷) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس مال کو جو فقرا کو بطور خیرات دیا جاتا ہے خشک کھجوروں کے بدلے اندازاً بیچنے کی اجازت دی ہے جو کہ پانچ وسق سے کم یا پانچ وسق ہو۔ یہ داؤد بن حصین راوی نے شک کیا ہے (کہ پانچ وسق[1] یا پانچ سے کم ہیں) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۲۸) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پکنے سے پہلے پھلوں کے بیچنے کو منع کرتے تھے۔ بیچنے والے اور خریدنے والے (دونوں) کو منع فرماتے تھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کھجوروں کو سرخ و زرد ہونے (یعنے پکنے) سے پہلے بیچنے سے منع کرتے تھے اور اناج کے بالوں کے بیچنے سے بھی[2] منع فرماتے تھے جبتک سپید نہ ہوں اور آفتوں سے بےخوف نہ ہو جاویں۔

(۱۰۲۹) حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میوے کو پکنے سے پہلے بیچ دینے سے منع فرماتے تھے کسی نے پوچھا پکنے کی کیا نشانی ہے آپنے فرمایا جب سرخ ہو جاوے اور فرماتے تھے بتاؤ تو سہی اگر اللہ تعالیٰ پھل نہ پیدا[3] کرے تو تم اپنے بھائی مسلمان کا مال کس چیز کے بدلے لوگے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۳۰) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کئی برس کے پھل بیچنے (یعنے ٹھیکہ دینے) سے منع فرماتے تھے اور آفتوں کی وجہ سے (جو نقصان ہوا ہے) معاف کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۰۳۱) حضرت جابرؓ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اگر تو اپنے بھائی (مسلمان) کے ہاتھ میوہ بیچے اور اُسے کوئی ناگہانی آفت آپہونچے تو تجھے اُس سے کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے تو ناحق اپنے مسلمان بھائی کا مال کس چیز کے عوض لیگا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۳۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگ بازار میں غلہ مول لیکر اُسی جگہ پر اُسے

---

[1] ایک وسق ۶ من کو کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا تیس من یا تیس من سے زیادہ کھجوریں ہوں تو یہ جائز نہیں ۱۲

[2] یعنے اناج کی بالیں جب تک تیار نہ ہو جاویں اُنہیں بیچے نہیں ۱۲ [3] یعنے تو جو پھل پیدا ہونے سے پہلے قیمت لے لیتا ہو تو یہ کیونکہ جائز ہو سکتا ہے اس میں تو ممکن ہے کہ پھل ہوں ہی نہیں پھر تم مسلمان بھائی کا مال مفت کس حق سے لے سکتے ہو ۱۲۔

بیچ دیتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُسے اُسی جگہ بیچنے سے منع فرماتے تھے جبتک اُسے (وہاں سے) اُٹھا نہ لیں یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے (صاحب مشکوٰۃ کہتے ہیں) یہ حدیث مجھے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں نہیں ملی۔

(۱۰۳۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو کوئی غلہ مول لے اُسے قبضہ کرنے سے پہلے نہ بیچے۔ ابن عباس کی روایت میں ہے کہ اُسے ماپنے سے پہلے (نہ بیچے) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۳۴) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جن چیزوں (کے بیچنے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے غلہ کا قبضہ کرنے سے پہلے بیچ ڈالنا بھی اُسی میں (داخل) ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میرا گمان یہی ہے کہ سب[۱] چیزوں کا یہی حال ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۳۵) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم لوگ (غلہ خریدنے کو قافلہ والوں[۲] سے نہ جا کر ملا کرو اور ایک دوسرے کے سودے پر بھاؤ نہ کیا کرو اور آپس ایک دوسرے کی قیمت سے زیادہ نہ بڑھا دیا کرو اور باہر والے کے واسطے شہر والا نہ بیچے[۳] اور اونٹوں اور بکریوں کے تھنوں میں (بیچتے وقت) دودھ نہ روک دیا کرو۔ جو کوئی اُس اونٹ یا بکری کو خرید لے اُسے دُھنے کے بعد دو باتوں میں سے جونسی بہتر معلوم ہو کرنی چاہئے۔ (یعنے) اگر وہ جانور اُسے پسند ہو تو رہنے دے اور اگر پسند نہ ہو تو ایک صاع کھجور[۴] کے ساتھ اُسے پھیر دے یہ روایت متفق علیہ ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے جو کوئی ایسی بکری خریدے جسکے تھنوں میں (بیچنے والے نے دھوکا دینے کی غرض سے) دودھ روک رکھا ہو اُسے تین دن تک اختیار ہے اگر پھیرے تو اُسکے ساتھ چار سیر اناج بھی پھیرے وہ اناج گیہوں نہ ہوں۔

(۱۰۳۶) حضرت ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تم غلہ لانیوالوں سے جا کر نہ ملا کرو جو کوئی اُنسے ملکر (باہر کے باہر) خرید لے پھر اُن کا سردار بازار میں آوے (اور اُسے

---

[۱] کہ جس چیز کو خریدے پہلے اُسپر قبضہ کرے پھر اُسے بیچے ۱۲ [۲] یعنے باہر کے باہر جا کر نہ خرید لیا کرو کیونکہ انھیں شہر کا بھاؤ معلوم نہیں ہونے پاتا کہ تم جا کر خرید لیتے ہو وہ دھوکے میں آ کر تمہارے ہاتھ بیچ دیتے ہیں ۱۲ [۳] یعنے کوئی دلالی نہ کرے ۱۲ [۴] بعض لوگ کہتے ہیں یہ بات سود حرام ہونے سے پہلے کی ہے۔ اب چار سیر کھجوریں دینی جائز نہیں ہیں ۱۲

معلوم ہو کہ ہم نے بازار کے بھاؤ سے سستا دیدیا) تو اُسے اختیار ہے (چاہے بیع رکھے یا فسخ کردے)
یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم اسباب (والوں) سے نہ جاکر ملا کرو جب تک اسباب بازار میں نہ لایا جاوے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۳۸) حضرت ابن عمرؓ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کے سودے پر بھاؤ نہ کرے اور نہ اپنے مسلمان بھائی کے نکاح کے پیغام پر اپنا پیغام بھیجے ہاں اگر وہ خود اجازت دیدے (تو جائز ہے) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۳۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کی بھاؤ پر (بڑھا کر) بھاؤ نہ کرے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۴۰) حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ شہری آدمی باہر والے کے واسطے خرید و فروخت نہ کرے (یعنے دلال نہ بنیں) لوگوں کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالی ایک کو دوسرے سے روزی دلواتا ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۱) ابو سعید خدری فرماتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو طرح کے لباس اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع کرتے تھے۔ خرید و فروخت میں تو بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرماتے تھے۔ ملامسہ یہ ہے کہ ایک آدمی دن کو یا رات کو دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے اور اسکے علاوہ اُسے اُلٹ پلٹ کر نہ دیکھے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکدے اور دوسرا آدمی اپنا کپڑا پھینکدے اور بن دیکھے اور رضامند ہوئے ہی بیع ہو جاوے اور وہ دونوں لباس (جن سے آپنے منع کیا ہے) یہ ہیں ایک اشتمال صماء۔ اور اشتمال صماء کے معنے یہ ہیں کہ آدمی کپڑے کو ایک مونڈھے پر ڈال لے اور دوسری طرف کھلی رہے کہ اُسپر کپڑا ہو ہی نہیں۔ دوسرا لباس یہ ہے کہ اپنے کپڑے کو لپیٹے ہوئے اس طرح اکڑوں بیٹھے کہ شرمگاہ پر ذرا سا بھی کپڑا نہ ہو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۴۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُس بیع سے منع کرتے تھے

سلہ حالانکہ لازم یہ ہے کہ خوب اُلٹ پلٹ کر دیکھے ۱۲۔

جسمیں کنکر مارکر سودا۵۱ ہو یا جس میں مبیع نہ معلوم ہو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۳) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حمل کا حمل۵۲ بیچنے سے منع فرماتے تھے اور یہ بھی ایک طرح کی بیع تھی کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس طرح کرتے تھے کہ ایک آدمی اونٹ کو اس وعدے پر خریدتا تھا کہ یہ اونٹنی بچہ جنے پھر اسکے پیٹ والی کے ہاں بچہ ہو (اسوقت اسکی قیمت دیجاوے گی) یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۴۴) حضرت ابن عمرؓ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نر (گھوڑے وغیرہ) کو (مادہ پر) کدوانے۵۳ (کی مزدوری لینے) سے منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۵) حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اونٹ کو مادہ پر کدوانے اور کھیتی کرنے کے واسطے پانی اور زمین کے بیچنے سے منع کرتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۴۶) حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بچے ہوئے پانی کے بیچنے سے منع کرتے تھے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۰۴۷) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی آدمی پانی کو نہ بیچے تاکہ اسکی وجہ سے گھانس۵۴ بچی جاوے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۰۴۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا غلہ کے ایک ڈھیر پر گذر ہوا تو آپنے اُس میں ہاتھ ڈالا۔ آپ کی انگلیاں تر ہوگئیں آپنے پوچھا اے مالک غلہ یہ کیا بات ہے وہ بولا یا رسول اللہ اسپر کچھ مینہہ کی بوندیاں پڑ گئی ہیں آپنے فرمایا پھر تونے اسے غلہ کے اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ (خریدتے وقت) اسے دیکھ لیں (یاد رکھ) جو کوئی دھوکا دے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

---

۵۱ یہ بھی جہالت کی بیع تھی کہ بیچنے والا یہ کہتا تھا جس چیز پر تیری کنکری پڑ جاوے وہ تیری ہوئی خواہ وہ قیمت سے کم ہو یا زیادہ ۱۲ ۵۲ اس سے مراد یہ ہے کہ جانور کو اس وعدے پر بیچے کہ جب اس اونٹنی کے پیٹ والے بچے کے ہاں بچہ پیدا ہوگا اُس وقت قیمت دونگا ۱۲ ۵۳ یعنے اپنے نر جانور کو کسی کی مادہ کا جفت کرانے پر قیمت لینی منع ہے کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ اس جفتی سے مادہ کو پیٹ رہے یا نہ رہے ہاں اگر مقرر کئے بغیر کوئی کچھ دیدے تو لینا درست ہے ۱۲ ۵۴ یعنے گھانس کا بچنا منع ہے اور لوگ اگر پانی کے قریب چراتے ہیں۔ جب کوئی پانی مفت نہ پینے دیگا تو وہ بیچارہ مجبوراً گھانس اور پانی کو خریدے گا ۱۲

دوسری فصل (۱۰۴۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بیع ثنیا[۵۱] سے منع فرماتے تھے ہاں اگر استثنا کی ہوئی چیز معلوم ہو تو جائز ہے) یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۰۵۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم انگور کے بیچنے سے جب تک سیاہ نہ ہو جاوے اور غلہ کے بیچنے سے جب تک سخت نہ ہو جاوے منع فرماتے تھے اسیطرح یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے حضرت انس سے روایت کی ہے اور مصابیح میں جو زیادتی ہے۔ یعنے انس کا یہ قول کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھجور کے بیچنے سے جب تک سرخ نہ ہو جاویں منع فرماتے تھے"۔ ترمذی، ابو داؤد میں صرف ابن عمر کی روایت سے ثابت ہے (حضرت انس کی روایت میں نہیں ہے) ابن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے بیچنے سے جبتک کہ پک نہ جاویں منع فرماتے تھے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۰۵۱) حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس چیز کی جو موجود نہ ہو ایسی چیز کے بدلے جو وہ بھی موجود نہ ہو بیع[۵۲] کرنے سے منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث دارقطنی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۲) عمرو بن شعیب اپنے باپ شعیب سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیعانہ دینے کو منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث امام مالک اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۰۵۳) حضرت علیؓ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم حاجتمند کی چیز (سستی) خریدنے سے منع فرماتے تھے اور مجہول چیز کے بیچنے خریدنے سے اور دیکھنے سے پہلے میوہ بیچنے سے بھی منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے

(۱۰۵۴) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ قبیلۂ کلاب کے ایک آدمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مادہ پر نر کے کدانے کی اُجرت لینے کی بابت سوال کیا آپنے اُسے منع کر دیا وہ بولا یا رسول اللہ ہم نر کو کدا تے ہیں اور لوگ ہمیں بطور ہدیہ کے کچھ دیتے ہیں آپنے بطور ہدیہ لینے کی اجازت دیدی یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے

(۱۰۵۵) حکیم بن حزام فرماتے ہیں ہیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایسی چیز کے بیچنے کو منع فرماتے تھے جو میرے پاس (موجود) نہ ہو۔ اس حدیث کو ترمذی نے اپنی ایک روایت میں نقل کیا ہے اور ابو داؤد

---

[۵۱] ثنیا کی یہ مثال ہے کہ کسی چیز کے بیچتے وقت کہدے، اسمیں سے میں بعض چیز نہیں بیچتا اس میں چونکہ مبیع مجہول ہو جاتی ہے اسواسطے جائز نہیں ہاں اگر صاف صاف بیان کر دے کہ اتنی بیچتا ہوں اور اتنی نہیں بیچتا تو بلا شبہ درست ہے ۱۲۔

[۵۲] یعنے ناپید چیز کے بدلے ناپید چیز کے بیچنے سے منع فرماتے تھے کیونکہ اس میں قیمت اور مبیع دونوں مجہول ہیں حالانکہ ایک بھی مجہول ہو تو بیع نہیں ہوتی ۱۲۔

اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ حکیم کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کوئی آدمی آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنی چاہتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی تو میں اُسے بازار سے خرید کر لا دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہ ہو اُسے نہ بیچا کر۔

(۱۰۵۶) ابوہریرہؓ فرماتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک معاملہ میں دو بیعیں کرنے سے منع فرماتے تھے۔ یہ حدیث امام مالک اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائیؒ نے روایت کی ہے۔

(۱۰۵۷) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک معاملہ میں دو سودے کرنے سے منع کرتے تھے یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے

(۱۰۵۸) شعیب کے دادا ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قرض کرنا اور بیچنا اور ایک معاملہ میں دو شرطیں کرنی بھی درست نہیں اور جب تک (قبضہ کرکے) ضامن نہ ہو جاوے اُسوقت تک نفع (کا مستحق) نہیں ہو سکتا اور جو چیز تیرے پاس موجود نہ ہو اُسے بیچنا نہ چاہیئے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائیؒ نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔

(۱۰۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں موضع نقیع میں دیناروں کے بدلے اونٹ بیچا کرتا تھا اور اُنکے بدلے درہم لے لیتا تھا بعد ازاں درہموں کو بیچ کر دینار لیتا تھا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاکے یہ عرض کیا آپ نے جواب دیا اگر تم اُس دن کے بھاؤ کے موافق لوگے تو کچھ ڈر نہیں بشرطیکہ تم نے جدا ہونے سے پہلے مبیع اور قیمت پر قبضہ کر لیا ہو یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائیؒ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۰) حضرت عداء بن خالد بن ہوذہ سے روایت ہے اُنہوں نے ایک رقعہ نکالا (جس میں لکھا تھا) یہ اُس بابت رقعہ ہے کہ عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

لے کیونکہ اُسی چیز کا سودا کرنا چاہیئے جو موجود ہو معدوم چیز کا حال کیا معلوم ہے کہ کتنے کو ملے گی اور کیسی ہوگی ۱۲

لے اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے ہاتھ ایک چیز اس شرط پر بیچے کہ تو میرے ہاتھ فلاں چیز بیچ یہ بھی منع ہے ۱۲ ؎ یعنے اس شرط پر کچھ بیچنا کہ تو مجھے اتنے روپیہ قرض دے جب میں یہ چیز بیچتا ہوں یہ درست نہیں یا یہ مقصود ہے کہ قرض لینے والا قرضدار کے ہاتھ کوئی چیز زیادہ قیمت پر بیچے تو درست نہیں کیونکہ یہ بیاج میں داخل ہے ۱۲

؎ یعنے جب تک چیز پر قبضہ کرکے اُس کا ذمہ وار نہ بنجاوے کہ اگر یہ چیز ضائع ہو جاوے تو خریدار کا نقصان ہو۔ اُس وقت تک اُس سے نفع حاصل کرنے کا مستحق نہیں ہو سکتا ۱۲

ایک غلام یا ایک لونڈی[۱] خریدی ہے نہ وہ[۲] بیمار ہے نہ وہ بدکار ہے نہ (اس میں) کوئی برائی ہے (اس طرح خریدی ہے) جیسے مسلمان مسلمان سے خریدتا ہے۔ یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۱۰۶۱) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ فروخت (کرنے کا ارادہ) کیا (صحابہؓ) پوچھا کوئی اس ٹاٹ اور پیالہ کو خریدتا ہے ایک شخص بولا میں ان دونوں کو ایک درہم سے لیتا ہوں آنحضور نے پوچھا کوئی ایک درہم سے زیادہ دیتا ہے ایک اور شخص نے دو[۳] درہم دیدئے۔ آنحضور نے وہ دونوں چیزیں اُسکے ہاتھ فروخت کردیں۔ یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۰۶۲) حضرت واثلہ بن اسقع کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے کوئی عیبدار چیز بیچی اور خریدنے والے کو (اس عیب کی) خبر نہ کی تو ہمیشہ اللہ کے غصہ میں رہے گا یا فرمایا کہ اُس پر ہمیشہ فرشتے لعنت کرتے رہیں گے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے

باب (پہلے باب کے متعلقات کے بیان میں)

(۱۰۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص کھجوروں کو پیوند[۴] لگنے کے بعد خریدے تو اُسکا (یہ پہلا) پھل بیچنے والے کا رہے گا ہاں اگر خریدنے والا اس پھل کی شرط کرلے (تو اُسی کا ہوجائے گا) اور جو شخص کوئی غلام خریدے اور غلام کے پاس مال (بھی) ہے تو یہ مال بیچنے والے کا رہے گا ہاں اگر خریدنے والا اس مال (کے لینے) کی شرط کرلے (تو اُسے مل جائیگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری نے فقط پہلا جملہ ہی نقل کیا ہے۔

(۱۰۶۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک تھکے ہوئے اونٹ پر سوار ہو کر (مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ) جارہا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جو گذرا تو آپ نے اُس کے (کچھ) مارا

---

[۱] یہ کسی راوی کو شک ہے کہ غلام لکھا تھا یا کہ لونڈی ۱۲ [۲] حاصل یہ ہے کہ یہ غلام اچھا ہے اور اسکے بیچنے میں طرفین سے کچھ دغا اور فریب نہیں ہے ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ بیع میں خریدنے والے کا قیمت دیدینا اور بیچنے والے کا وہ چیز دے دینا کافی ہے یعنے یہ معاملہ پورا ہو جاوے گا اگرچہ مُونہہ سے کچھ نہ کہیں ۱۲ [۴] کھجوروں میں پیوند اس طرح لگاتے ہیں کہ نر کھجور کے درخت کا پھول لے کر مادہ درخت کھجور کے پھول میں رکھ دیتے ہیں جس میں قدرت الٰہی سے پھل زیادہ آنے لگتا ہے ۱۲۔

پھر وہ ایسا چلنے لگا کہ ایسا[۱] کبھی نہیں چلتا تھا بعدازاں آنحضور نے (مجھے) فرمایا کہ تم یہ اونٹ بقیمت چالیس درہم کے میرے ہاتھ بیچدو۔ جابر کہتے ہیں مینے وہ اونٹ بیچ دیا اور مینے یہ شرط کر لی کہ میں اپنے گھر تک اس پر سوار رہوں گا چنانچہ جب میں مدینہ پہونچ گیا تو میں اونٹ کو آنحضور کے پاس لے گیا آپنے اُسکی قیمت نقد مجھے دیدی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپنے مجھے اُس کی قیمت دی اور وہ اونٹ (بھی مجھے ہی) دیدیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضور نے حضرت بلال سے فرمایا کہ انہیں قیمت دیدو اور کچھ زیادہ دے دینا (چنانچہ) بلال نے اُس کی قیمت دی اور ایک قیراط[۲] اور زیادہ دیا۔

(۱۰۶۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ بریرہ[۳] (میرے پاس) آئی اور کہنے لگی کہ مینے (اپنے مالکوں سے) نو اوقیوں (یعنے تین سو ساٹھ درہم) پر اپنی کتابت[۴] کرلی ہے (اور یہ قسط ٹھیری ہے کہ) ہر سال میں چالیس درہم (ادا کرتی) رہوں لہٰذا کچھ تم بھی میری مدد کرو۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا اگر تیرے مالک یہ بات پسند کریں کہ میں ساری قیمت ایک ہی مرتبہ انہیں گن دوں اور حق آزادی میرا ہو جائے تو میں کر سکتی ہوں۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس (پوچھنے کے لئے) گئی اُنہوں نے انکار کر دیا ہاں (اس شرط پر راضی رہے کہ) حق آزادی انہیں کا رہے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) یہ فرمایا کہ تم اسے خرید لو اور آزاد کر دو۔ پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور (اول) اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا بعد اسکے واضح ہو لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں مذکور نہیں جو شرط ایسی ہوگی کہ وہ اللہ کی کتاب میں نہو تو وہ شرط کرنی باطل ہے اگرچہ وہ سو شرطیں کیوں نہ ہوں بس اللہ تعالیٰ کا حکم (عمل کرنے کے) زیادہ لائق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی شرط کی ہوئی مضبوط ہوتی ہے اور یاد رکھو حق آزادی اسی شخص کا ہے جو (غلام ولونڈی کو) آزاد کرے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

---

[۱] یعنے دست مبارک کی برکت سے ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ پہلے ویسا نہ تھا ۱۲ [۲] قیراط درہم کے چھٹے حصّہ کا نام ہے ۱۲
[۳] یہ بریرہ حضرت عائشہؓ کی لونڈی کا نام ہے پہلے یہ ایک یہودی کی لونڈی تھیں پھر اس قصہ مذکورہ کے بعد حضرت عائشہ نے انہیں خرید لیا تھا ۱۲ [۴] کتابت اسے کہتے ہیں کہ مالک اپنے غلام کو اس شرط پر آزاد کرے کہ اس قدر روپیہ مجھے دیدینا اور وہ قبول کرلے۔ اگر غلام نے وہ روپیہ ادا کر دیا تو آزاد ہو جائے گا ورنہ ویسا ہی اُس کے ملک میں رہے گا ۱۲

(۱۰۶۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حق ولاء[۵۱] کے بیچنے اور اُس کے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل (۱۰۶۷) مخلد بن خفاف کہتے ہیں میں نے ایک غلام خرید کر اُس سے مزدوری کرائی۔ پھر مجھے اُسکا ایک عیب (پہلا بیچنے والے کے ہاں کا) معلوم ہوا میں نے عمر بن[۵۲] عبدالعزیز کے ہاں اس کی درخواست دی انہوں نے مجھے غلام اور اُس کی مزدوری پھیر دینے کے لئے حکم دیا (چنانچہ میں نے دونوں کو واپس کردیا) پھر میں حضرت عروہ کے پاس آیا اور (سب قصہ) اُنسے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ میں ابھی شام کے وقت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤں گا اور اُنہیں بتادونگا کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے مجھے بیان کیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی قصہ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ نفع (ایک چیز کا اُسکی) ذمہ داری کے بدلے[۵۳] ہوجاتا ہے (چنانچہ) پھر عروہ شام کو اُنکے پاس گئے اور اُنہیں یہ حدیث سنائی) انہوں نے (سنکر یہ) فیصلہ کیا کہ جو مزدوری غلام کی (خود) حکم کرکے مجھ سے دلائی تھی وہ مجھ سے واپس لینے کے لئے حکم کردیا۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے۔

(۱۰۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کسی بات[۵۴] میں) جھگڑیں تو قول بیچنے والے کا معتبر ہوگا) اور خریدنے والیکو اختیار ہے (خواہ چیز رکھے یا واپس کردے) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور ابن ماجہ اور دارمی کی ایک روایت میں ہے آنحضور نے فرمایا کہ جب بیچنے اور خریدنے والے دونوں جھگڑیں اور وہ چیز بعینہٖ موجود ہو اور دونوں کے پاس کوئی شاہد نہ ہو تو کہنا وہی معتبر[۵۵] ہوگا جو بیچنے والا کہے یا وہ دونوں معاملہ کو توڑ دیں

(۱۰۶۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کسی مسلمان سے معاملہ پھیر لے (جیسے وہ خود پھیرتا ہو تو اُسکے بدلہ) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسکے

---

[۵۱] اس مسئلہ میں سب علماء بھی متفق ہیں کہ جس شخص کو غلام آزاد کرنے کی وجہ سے حق آزادی پہونچا تو چونکہ یہ حق مال یا اسباب نہیں ہے لہذا اُس کا فروخت کرنا یا کسی کو بخش دینا درست نہیں ہے ۱۲ [۵۲] کیونکہ عمر بن عبدالعزیز اُس وقت خلیفہ تھے ۱۲ [۵۳] یعنے جب خریدنے والے نے کوئی چیز یا جانور خرید لیا تو وہ اُسکا ذمہ دار ہوگیا اب اگر اس میں کچھ نقصان آگیا یا کوئی جانور تھا وہ مرگیا تو اس خریدنے والیکا نقصان ہوگا لہذا جو خریدنے کے بعد منفعت ہو تو وہ بھی مول لینے والے ہی کی ہونی چاہیئے ۱۲ مرقات [۵۴] یعنے قدر قیمت میں یا مدت ادائیگی قیمت میں یا شروط خیار میں یا اور کسی شرط میں ۱۲- [۵۵] یعنے قسم کے ساتھ بیچنے والا قسم کھائے کہ میں نے اس طرح معاملہ کیا تھا اب خریدنے والے کو اختیار ہے خواہ اُس کی قسم کے موافق راضی ہوجاوے ورنہ وہ چیز واپس کردے ۱۲ +

گناہ بخش دے گا۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں موافق الفاظ مصابیح کے شریح شامی سے ارسال کے طور پر نقل کی گئی ہے۔[1]

تیسری فصل (۱۰۷۰) حضرت ابو ہریرہ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے زمین خریدی اور جس نے زمین خریدی تھی اُسے اُسی زمین میں سے ایک ٹھلیا سونے کی بھری ہوئی ملی اُسنے جس شخص سے وہ زمین خریدی تھی اُس سے کہا کہ مجھ سے تو اپنا سونا لیلے کیونکہ مینے تو زمین ہی خریدی تھی تجھ سے مینے سونا نہیں خریدا۔ زمین بیچنے والے نے کہا کہ میں تو زمین اور جو کچھ اُس میں تھا سب تیرے ہاتھ بیچ چکا (لہذا اب میں نہیں لے سکتا) پھر یہ دونوں ایک شخص[2] کے پاس فیصلہ کرانیکے لئے گئے اور جس کے پاس یہ دونوں فیصلہ کے لئے گئے تھے اُس نے پوچھا کہ تم دونوں کی کچھ اولاد ہے ایک نے اُن میں سے کہا کہ ہاں میرے ایک لڑکا ہے۔ اور دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے اُس نے کہا تم لڑکے اور لڑکی کا نکاح کردو اور اس مال میں سے اُن پر خرچ کرکے باقی للہ دے دو۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

باب بیع سلم[3] اور گروی رکھنے کا (بیان)

پہلی فصل (۱۰۷۱) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں (کہ جب) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ کے لوگ ایک سال دو سال تین سال تک پھلوں کا ٹھیکہ لے لیا کرتے تھے آنحضور نے (یہ حال دیکھ کر) فرمایا کہ جو شخص کسی چیز کا ٹھیکہ لینا چاہے تو اُس چیز کا پیمانہ (اگر وہ ناپنے کی ہے) اور (اگر وہ تُل کر بکتی ہے تو) اُس کا وزن مقرر کرکے ایک مدت معین تک ہونی چاہئیے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۷۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے (ادائیگی قیمت کا) ایک مدت (معین) تک (کا وعدہ کرکے) کچھ غلہ خریدا تھا اور لوہے کی

---

[1] اس سے صاحب مشکوٰۃ کا مقصود مصنف مصابیح پر اعتراض کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ انہوں نے مرسل حدیث نقل کی ہے اور سند چھوڑ دی ۱۲ لمعات [2] بعض نے لکھا ہے کہ یہ شخص فیصلہ کرنیوالے حضرت داؤد علیہ السلام تھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنا مستحب ہے ۱۲ [3] بیع سلم اُسے کہتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص کسیکو ایک روپیہ یا دو روپیہ دے اور یہ کہدے کہ میں ایک مہینے میں یا اور جتنی مدت پر راضی ہوں تجھ سے فی روپیہ دو من گیہوں لوں گا اسے عربی میں سلم اور سلف کہتے ہیں اور ہندی میں دھنی کہتے ہیں ۱۲

ایک زرہ اُس کے پاس گروی[۵۱] رکھ دی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۷۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جسوقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس[۵۲] صاع جو کے عوض گروی پڑی ہوئی تھی یہ روایت بخاریؒ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی سواری کا جانور گروی رکھا جائے تو اُسپر خرچ کرنیکے عوض اُس سے سواری لی جائے اور جسوقت کوئی دودھ کا جانور گروی ہو تو اُسپر[۵۳] خرچ کرنے کے عوض (بھی) اُسکا دودھ پی لیا جائے اور جو شخص سواری لے اور دودھ پئے خرچ اُسی کے ذمہ ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۰۷۷) حضرت سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کوئی چیز گروی رکھی ہے تو یہ گروی رکھنا اُس چیز کو اُس کی ملک سے نہیں نکال دیتا مالک ہی کے لئے اُس کا فائدہ[۵۴] ہوگا اور اُسپر اُسکا تاوان[۵۵] رہے گا یہ حدیث امام شافعی نے ارسال کے طور نقل کی ہے اور اسی کے لفظوں جیسی یا اسکے معنے جیسی سعید بن مسیب نے ابوہریرہ سے اتصال کے طور پر (بھی) نقل کی ہے وہ (بھی) اسکے مخالف نہیں ہے۔

(۱۰۷۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (حقوق شرعیہ[۵۶] میں معتبر) پیمانہ مدینہ والوں کا پیمانہ ہے اور (معتبر) تول مکہ والوں کی ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۷۹) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ماپنے اور تولنے والوں سے فرمایا کہ تم وہ ایسے دو کاموں کے مالک بنائے گئے ہو کہ جنہیں تم سے پہلی امتیں[۵۷] برباد ہو چکی ہیں یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے

---

۵۱ اس سے معلوم ہوا کہ قرض کے بدلے کچھ گرو رکھ دینا جائز ہے ۱۲ ۵۲ ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے یعنی تیس صاع سیری جو کے عوض آپ کی زرہ گروی پڑی تھی ۱۲ ۵۳ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جس کے پاس کوئی چیز رہن رکھی ہے اُسکا اُس سے نفع اٹھانا جائز ہے مگر علماء سب اس حدیث کے خلاف ہیں اور آئندہ حدیث اسے منسوخ سمجھتے ہیں بلا اسکا خرچ اور فائدہ دونوں مالک کے ذمہ ہیں گروی رکھنے والا نہ خرچ کا ذمہ دار ہے نہ کچھ نفع اٹھا سکتا ہے ۱۲ ۵۴ یعنی گروی چیز کا کرایہ لینا یا گروی جانور پر سوار ہونا یا اُس کے بچے وغیرہ ہونا سب مالک ہی کے لئے ہے ۱۲ ۵۵ یعنی اگر گروی چیز مرتہن کے پاس ہلاک ہو جاوے تو تاوان راہن کے ذمہ ہے مرتہن کے حق میں سے کچھ ساقط نہیں ہوگا راہن کو سب قرضہ دینا پڑے گا ۱۲ ۵۶ یعنی زکوٰۃ وغیرہ میں مدینہ والوں کے پیمانوں کا اعتبار ہے کیونکہ مدینہ والے اہل زراعت لوگ ہیں وہ پیمانوں کا حال خوب جانتے ہیں اور مکہ والے تاجر لوگ ہیں لہذا وہ لوگ تولوں کا حال خوب جانتے ہیں ۱۲ ۵۷ یعنی قوم شعیب وغیرہ اسلئے برباد ہوئے ہیں کہ وہ لوگوں سے پورا لیتے تھے اور خود کم دیتے تھے لہذا تم کم ماپنے یا کم تولنے سے نہایت ہی پرہیز رکھنا ۱۲ منہ

تیسری فصل (١٠٦٨) حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرے تو وہ اپنا قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور کی طرف نہ پھیر دے۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

باب اِحتکار[١] کا بیان

پہلی فصل (١٠٦٩) حضرت معمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص احتکار کرے وہ گنہگار ہے یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے اور حضرت عمرؓ کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے) [illegible] الحدیث ہم انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب باب فی میں ذکر کرینگے۔

دوسری فصل (١٠٧٠) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ غلہ کی تجارت میں) سوداگر کو رزق ملتا ہے اور محتکر ملعون ہوتا ہے۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے

(١٠٧١) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (ایک مرتبہ) غلہ کا نرخ گران ہوگیا صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمارے لئے ایک نرخ معین کر دیجئے (تاکہ سب لوگ اُسی نرخ سے غلہ بیچا کریں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نرخ مقرر کرنے والا اور کم کرنیوالا اور فراخ کرنیوالا اور رزق دینیوالا اللہ ہی ہے اور میں اس بات کا امیدوار ہوں (کہ جب) میں اپنے پروردگار سے ملوں تو تم میں سے کوئی اپنے حق خون یا حق مال کے ظلم کا طالب نہو۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے

تیسری فصل (١٠٧٢) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص مسلمانوں سے غلہ کو روک کر بیچے تو اُس پر اللہ تعالیٰ جذام[٤] اور کنگالی کو مقرر کر دیتا ہے یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور رزین نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔

---

[١] یعنے کسی اور کے ہاتھ نہ بیچے ١٢ [٢] احتکار شرع میں اسے کہتے ہیں کہ غلہ کو گرانی میں اس نیت سے روک کر رکھے کہ جس وقت وہ زیادہ گران ہوگا تب فروخت کروں گا حالانکہ لوگوں کو اسوقت ضرورت ہے تو یہ حرام ہے اگر کسی نے ارزانی میں خریدلیا اور اتفاق سے بغیر نیت مذکورہ کے گرانی میں بیچدیا تو یہ حرام نہیں ١٢ [٣] محتکر اسی شخص کو کہتے ہیں جو غلہ کو اس نیت سے روکنے والا ہو ١٢ [٤] اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مسلمانوں کو ضرر پہونچانے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے بلاء بدنی اور مالی دونوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور جو کوئی نفع پہونچانا چاہتا ہے تو اللہ اُسکے مال و جان میں برکت دیتا ہے ١٢

(۱۰۸۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص غلہ مہنگا ہوجانے کے ارادہ سے چالیس روز غلہ کو روکے تو وہ اللہ سے بیزار ہے اور اللہ اس سے بیزار ہے یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۴) حضرت معاذ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ایسا آدمی غلہ کو روکنے والا بُرا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نرخوں کو سستا کردے تو اُسے رنج ہو اور اگر اُنہیں مہنگا کردے تو اُسے خوشی ہو۔ یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں اور رزین نے اپنی کتاب میں نقل کی ہے۔

(۱۰۸۵) حضرت ابو امامہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص چالیس روز غلہ کو مہنگا بیچنے کے لئے روک لے اور پھر اسے للہ دیدے۔ تو بھی یہ اُس کے گناہ کا کفارہ نہیں ہوگا۔ یہ حدیث رزین نے نقل کی ہے۔

باب مفلسی اور معاملہ میں مہلت دینے کا بیان

پہلی فصل (۱۰۸۶) حضرت ابو ہریرہ رضہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص مفلس ہوجائے اور ایک شخص اپنا مال بعینہ (اسکے پاس) دیکھے تو یہ اس مال کا اوروں سے زیادہ حقدار ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۰۸۷) حضرت ابو سعید رضہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک آدمی نے کچھ پھل خریدے تھے اُن میں (ہوا وغیرہ کی وجہ سے) نقصان آگیا (جس سبب سے اُسکے ذمہ) بہت قرضہ ہوگیا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمایا کہ تم اسے صدقہ دو۔ چنانچہ لوگوں نے اسے صدقہ بھی دیا لیکن یہ مال صدقہ اُسکے قرض کی مقدار کو نہ پہنچ سکا (کیونکہ قرض زیادہ تھا) پھر آنحضرت نے اُسکے قرضخواہوں سے فرمایا کہ جو تمہیں ملے لیلو اسکے سوا اور تمہارے واسطے نہیں ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸۸) حضرت ابو ہریرہ رضہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (کہ پہلے زمانہ میں)

---

۵۱ یعنے مخلوق پر جو شفقت کرنے کا اُس سے عہد ہے وہ اُسنے توڑدیا اور اللہ تعالےٰ کی بیزاری یہ کہ اُس نے اپنی حفظ و عنایت اُس سے اُٹھالی ۱۲ ۵۲ یعنے اگر کسی پر اسکا حق ہے اور وہ مفلس ہوگیا بالکل ادا نہیں کرسکتا تو [illegible] ۱۲ ۵۳ یعنے جب پھلوں میں نقصان ہوگیا اور بیچنے والوں نے قیمت [illegible] اس لئے بہت سا قرض دینا ہوگیا ۱۲ ۵۵ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] تب تک وہی اُسے مہلت دینی چاہیئے ورنہ ان کا باقی قرضہ ساقط نہیں ہوسکتا ۱۲ +

ایک آدمی لوگوں سے قرض کا لین دین کیا کرتا تھا اور اپنے ملازم سے کہا کرتا کہ جب تم (تقاضہ کے لئے) کسی تنگدست کے پاس جاؤ تو اس سے درگذر کیا کرو شاید اللہ تعالیٰ[۱] (ہمارے گناہوں کی بابت) ہم سے درگذر کرے فرمایا (کہ جب اُس کا انتقال ہوگیا) اور وہ اللہ تعالیٰ سے ملا تو اللہ تعالیٰ نے (بھی) اُس سے[۵۱] درگذر کیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۰۸۹) حضرت ابو قتادہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کو یہ بات خوش لگے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے سختیوں سے نجات دے تو اُسے چاہیئے (کہ قرض طلب کرنے میں) تنگدست کو مہلت دیا کرے یا اُسے[۵۲] معاف کردے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹۰) حضرت ابو قتادہؓ ہی کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی تنگدست کو مہلت دیدے یا اُسے معاف کردے تو اللہ قیامت کے دن کی سختیوں سے اُسے نجات دیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹۱) حضرت ابو الیسرؓ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کسی تنگدست کو (اپنے قرض کی بابت) مہلت دیدے یا اُسے معاف کردے (تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے اپنی (عنایت کے) سایہ میں[۵۳] جگہ دیگا) یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۹۲) حضرت ابو رافعؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان اونٹ قرض لیا تھا پھر آپکے پاس زکوٰۃ کے اُونٹ آگئے۔ ابو رافع کہتے ہیں آنحضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں اُس آدمی کو اُسکے اُونٹ جیسا دیدوں میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ یہ) سب اُونٹ تو عمدہ سات برس کی عمر کے ہیں (اُن میں اُسکے دینے قابل) مجھے کوئی نہیں معلوم ہوتا آنحضورؐ نے فرمایا کہ اُسے اچھا ہی اُونٹ دیدے کیونکہ سب سے اچھا آدمی وہی ہے جو (قرض کے) ادا کرنے میں اچھا[۵۴] ہو۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے

(۱۰۹۳) حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی[۵۵] نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر تقاضا کیا

---

۵۱ یعنے اُس سے گناہوں پر مواخذہ نہیں کیا ۱۲ ۵۲ یعنے اپنا سارا حق معاف کردے یا اُس میں سے کچھ معاف کردے ۱۲ ۵۳ یعنے روز قیامت کی گرمی سے محفوظ رکھیگا اور اُس کی شدت اُس پر آسان کردیگا ۱۲ ۵۴ اس سے معلوم ہوا کہ قرض میں جو چیز لی ہو اُس کی بہ نسبت اچھی چیز قرض میں دنی مستحب ہے لیکن تب ہی کہ اصل عقد میں اس کی شرط نہ کی ہو اور بعض آئمہ کے نزدیک حیوان کا قرض لینا جائز نہیں وہ اس حدیث کو منسوخ فرماتے ہیں چنانچہ اور روایتیں انکے مذہب کے مطابق بھی موجود ہیں ۱۲ ۵۵ یہ آدمی یا تو یہود وغیرہ میں سے کافر تھا یا کوئی دیہاتی تھا جو آپ کو سخت کہا ۱۲ ✣

اور آپ کو بہت کچھ سخت کہا آپکے صحابہ نے (اُسے پیٹنے کا) ارادہ کیا آپنے فرمایا اسے چھوڑ دو (جانے دو) کیونکہ حقدار کو کہنے کی جگہ ہوتی ہے اور تم اسکے لئے ایک اُونٹ خرید کر اسے دیدو اُنہوں نے عرض کیا کہ اسکے اُونٹ سے باعتبار عمر کے سب بہتر ہی ملتے ہیں اسکے اُونٹ جیسا کوئی نہیں ملتا آپنے فرمایا وہ بہتر ہی خرید کر دیدو کیونکہ تم میں اچھا وہی ہے جو (قرض) ادا کرنے میں اچھا ہو یہ روایت متفق

(۱۰۹۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (قرض وغیرہ ادا کرنے میں) غنی کا دیر لگانا ظلم ہے اور جب کوئی (تمہارا قرضدار تمہارے قرض کو) کسی امیر کے حوالہ کردے تو تمہیں مان لینا چاہئے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۰۹۵) حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابن ابی حدرد کے ذمہ ان کا قرض تھا انہوں نے مسجد میں اس پر تقاضا کیا (اس نے کچھ انکار کیا) اسلئے دونوں کی آوازیں اس قدر بلند ہوئیں کہ آنحضورؐ نے اپنے مکان میں سے وہ آواز سُنی۔ اور آپ اُن کے پاس تشریف لانا چاہا جسوقت آپنے حجرہ کا پردہ کھولکر کعب بن مالک کو پکار کر فرمایا اے کعب کعب بولے یارسول اللہ میں حاضر ہوں (فرمایئے) آنحضورؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا کہ اپنے قرض میں سے نصف معاف کردے کعب بولے بہت اچھا یارسول اللہ میں نے معاف کردیا آپنے ابن حدرد کو فرمایا کھڑا ہو اور اب ادا کردے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۰۹۸) حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے یکایک (وہاں) ایک جنازہ آیا صحابہ نے عرض کیا آپ اس کی نماز پڑھ لیجئے آپنے پوچھا کیا اسکے ذمہ قرض تھا اُنہوں نے عرض کیا نہیں آپنے اُس کی نماز پڑھ لی۔ پھر ایک دوسرا جنازہ آیا آپنے پوچھا کیا اسکے ذمہ قرض ہے کسی نے کہا ہاں آپنے پوچھا کیا اس نے کوئی چیز چھوڑی ہے اُنہوں نے عرض کیا (ہاں) تین اشرفیاں چھوڑی ہیں آپنے اسکی (بھی) نماز پڑھ لی۔ پھر ایک تیسرا جنازہ آیا آپنے پوچھا کیا اسپر قرض ہے صحابہ نے عرض کیا تین اشرفیاں قرض ہیں آپنے پوچھا کیا یہ کچھ چھوڑ مرا ہے صحابہ نے عرض کیا نہیں آپنے فرمایا اس اپنے دوست کی تم ہی نماز پڑھ لو۔ ابو قتادہ بولے یارسول اللہ آپ اس کی نماز پڑھ لیجئے۔

ل یعنے جس آدمی کو قرض ادا کرنے کی مقدور ہو یا کوئی چیز خریدی تھی اور اُسکے مول دینے کی اُسے مقدور ہے تو اُسے کا تاخیر کرکے دینا ظلم ہے بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ ایسا آدمی فاسق ہے اس کی گواہی بھی معتبر نہیں ہوگی ۱۲ ملا اس سے حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض کا مسجد میں تقاضا کرنا درست ہے ۱۲ ملا آنحضورؐ اس میت کی نماز پڑھنے سے شاید اسلئے بچے تاکہ لوگوں کو قرض کے دینے کی تنبیہ ہو جسے درپی ادا کردیا کریں اور یا اس لئے کہ قرض دار آدمی نا آدمی قرض چونکہ معلق رہتا ہے اس لئے

اس کا قرض میرے ذمہ ہے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵۹) حضرت ابوہریرہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے جو شخص لوگوں کا مال ادا کرنے کے ارادہ سے قرض لے اللہ تعالیٰ اُس سے ادا کرا دے گا اور جو شخص تلف کرنے کے ارادے سے لیگا تو اللہ تعالیٰ اُس سے اُسے تلف ہی کرا دیگا یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۰) حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ بتائیے اگر میں راہ خدا میں اس طرح مارا جاؤں کہ صبر کرنیوالا ہوں ثواب سمجھنے والا ہوں آگے بڑھنے والا ہوں پیچھے ہٹنے والا نہوں تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دیگا آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جب وہ پشت پھیر کے چلا آپ نے بلایا اور فرمایا ہاں سوائے قرض کے (سب گناہ معاف ہونگے) حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسی طرح بتایا ہے۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۱) حضرت عبداللہ بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ شہید کے سب گناہ سوائے قرض کے بخش دیئے جاتے ہیں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۰۶۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے آدمی کا جنازہ لایا جاتا جسکے ذمہ قرض ہوتا تو آنحضور یہ پوچھتے اسنے اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے کچھ چھوڑا ہے اگر کوئی یہ بیان کر دیتا یا اسقدر مال چھوڑ مرا ہے جسمیں قرض ادا ہو جائے گا تو آپ (اُسکے جنازہ کی) نماز پڑھ لیتے ورنہ مسلمانوں سے فرما دیتے کہ اپنے یار کی تم ہی نماز پڑھ لو اور جب کثرت سے فتوحات ہو گئیں تو آپ نے کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ میں مسلمانوں کے لئے اُن کی جانوں سے (بھی) زیادہ حقدار ہوں لہٰذا جو مسلمانوں میں مرے اور وہ (کچھ اپنے ذمہ) قرض چھوڑے تو اُسکا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ کر مرے تو وہ اُس کے وارثوں کے لئے ہے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

ف۱ اس سے معلوم ہوا کہ بندوں کے حقوق میں نہایت ہی تنگی اور دشواری ہے بغیر ادائیگی یا خود مالک کے معاف کر دینے کے معاف نہیں ہوتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن کے کچھ باتیں اور بھی کہہ جاتے تھے ۱۲ ف۲ یعنے گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں اور قرض سے مراد بندوں کے حقوق ہیں یعنے کسی کا مال ذمہ ہو یا کسی کا خون کیا ہو یا کسی کی آبروریزی یا کسی کو بُرا کہا ہو معاف نہیں ہوتے ۱۲ ف۳ لہٰذا اب مسلمانوں کو واجب ہے کہ اپنی جان سے بھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو محبوب سمجھیں اور حضور کے ارشاد کو اور آپ کے حق کو اپنے نفسوں کی خواہشوں پر مقدم رکھیں ۱۲۔

دوسری فصل (۱۰۱۱) ابو خلدہ زرقی کہتے ہیں اپنے ملک کی بابت جو مفلس ہو گیا تھا حضرت ابو ہریرہ کے پاس دریافت کرنے کے لئے آئے انہوں نے فرمایا کہ ایسے شخص کی بابت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما چکے ہیں کہ جو مرجائے یا مفلس ہو جائے (اور اسکے پاس لوگوں کا اسباب ہو تو مالک اسباب جب اسے بعینہ پائے تو یہ اسکا اوروں کی بہ نسبت) زیادہ حقدار ہے۔ یہ روایت امام شافعیؒ اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۲) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مسلمان کی روح اسکے قرض کے بدلہ (یعنی جو قرضہ اسکے ذمہ ہو اس کی وجہ سے معلقؒ رہتی ہے یہانتک کہ کوئی اسکی طرف سے قرض ادا کر دے۔ یہ حدیث امام شافعی اور امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۱۳) حضرت براء بن عازب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن قرضدار آدمی اپنے قرض کے بدلے (تنہا) قیدؒ کر دیا جائے گا اور وہ اپنے اکیلے پن کی اپنے رب سے شکایت کرے گا۔ یہ حدیث شرح السنہ میں نقل کی ہے اور رسالہ کے طور پر یہ بھی مروی ہے کہ حضرت معاذ قرض لیا کرتے تھے (ایک مرتبہ) انکے قرض خواہ (تقاضہ کے لئے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے قرض میں ان کا کل اسباب فروخت کر دیا۔ یہانتک کہ معاذ خالی کھڑے رہ گئے (مصنف مشکوٰۃ کہتے ہیں) یہ لفظ مصابیح کے ہیں اور یہ روایت سوائے منتقیؒ کے اصولوں میں نہیں ملی اور عبدالرحمن بن کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل (بہت بڑے) سخی جوان تھے اور کوئی چیز اپنے پاس نہیں رکھتے تھے بلکہ ہمیشہ قرض لیا کرتے تھے یہانتک کہ انہوں نے اپنا کل مال قرض میں کھو دیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے کچھ (قرض چھوڑ دینے کی بابت گفتگو کی تاکہ آپ انکے قرض خواہوں سے (کچھ کمی کرنے کو کہیں (چنانچہ آپ نے کہا) اور وہ اگر کسی کو کچھ چھوڑتے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر حضرت معاذ کا قرضہ ضرور چھوڑ دیتے مگر انہوں نے کچھ نہ چھوڑا۔ پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا کل مال ان کی وجہ سے فروخت کر دیا۔ یہانتک کہ بیچارے معاذ خالی ہاتھ کھڑے رہ گئے۔ یہ روا

ملہ یعنی جنت میں داخل نہیں ہو سکتی ۱۲ ملہ یعنی صالحین کی جماعت میں شامل ہونے اور بہشت میں داخل ہونے سے کہیں تنہا روکدیا جائے گا۔ صالحین تو بہشت میں جائینگے اور یہ ان کے پاس جانے سے محروم رہے گا اور ان سے تنہائی سے چھٹنے والا کوئی غارتی نظر آئے گا یہانتک کہ وہ قرض ادا ہو جائے ۱۲ ملہ یعنی صحاح ستہ وغیرہ کتب ۱۲ +

سعید نے ارسال کے طور پر اپنی سُنن میں نقل کی ہے۔

(۱۰۴) حضرت شرید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ غنی کا (قرض کے ادا کرنے میں) دیر لگانا اُس کی آبروریزی) اور اُسے سزا دینے کو حلال کر دیتا ہے حضرت ابن المبارک (ان دونوں جملوں کی تفسیر میں) فرماتے ہیں کہ آبرو کو حلال کرتا ہے (یعنے) اُسے سخت کہا جائے اور اس کی سزا (یعنے) اُسے قید کر دیا جائے[۱]۔ یہ حدیث ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۰۵) حضرت ابو سعید خُدری فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ ایک جنازہ لائے تا کہ آپ اُسکی نماز پڑھ لیں آنحضور نے پوچھا کیا تمہارے اس ساتھی پر کچھ قرضہ ہے لوگوں نے عرض کیا ہاں آپنے فرمایا کیا بمقدار ادائیگی قرض یہ کچھ چھوڑ مرا ہے وہ بولے نہیں آپنے فرمایا تو اپنے یار کی تم ہی نماز پڑھ لو[۲]۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بولے یا رسول اسکا قرض میرے ذمہ ہے (میں) ادا کردوں گا آنحضور (یہ سنتے ہی) آگے بڑھے اور اُس جنازہ کی نماز پڑھلی اور ایک (اور) روایت اسی کے معنے میں ہے (یعنے اُسکے لفظ اس جیسے نہیں ہیں اور اُس میں یہ زیادہ ہے) کہ آنحضور نے (حضرت علی سے) فرمایا خدا تعالیٰ تمہاری جان (دوزخ کی) آگ سے چھوڑائے جیسے تم نے اپنے بھائی مسلمان کی جان چھوڑادی ہے (اور) جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کی طرف سے اُسکا قرضہ ادا کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے ضرور ہی چھوڑ دے گا۔ یہ روایت شرح السنۃ میں نقل کی ہے۔ اور ترمذی نے

(۱۰۶) حضرت ثوبانؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص تکبری اور خیانت اور قرض سے بری ہو اور مر جائے تو وہ بہشت میں جائے گا[۳]۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نقل کی ہے۔

(۱۰۷) حضرت ابو موسےٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا اُن گناہوں میں سے جنہیں بندہ لے کر مرے اُن کبیرہ گناہوں کے بعد[۴] جنسے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے سب سے بڑا گناہ

---

[۱] یعنے اُسے حاکم قید کر دے کیونکہ اسکا دیر کرنا ظلم ہے ۱۲ [۲] یعنے میں نہیں پڑھنے کا۔ اور اسکا سبب پیچھے حاشیہ میں مذکور ہو چکا ہے ۱۲ [۳] یعنے مقبول بندوں کے ساتھ شامل ہو کے بہشت میں جائیگا ۱۲ [۴] آنحضور نے کبیرہ گناہوں کے بعد اس لیئے فرمایا ہے کہ قرض لینا کبیرہ گناہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے چنانچہ آپنے بھی لیا ہے لیکن اُس کی ادائیگی کی صورت ضرور ہونی چاہیئے ورنہ کبیرہ سے بھی زیادہ اسکا گناہ بڑھ جاتا ہے ۱۲

اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ آدمی اپنے ذمہ قرض لے کر مرجائے اور اسکے ادائیگی کی کوئی صورت نہ چھوڑے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۰۸) عمرو بن عوف مزنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ مسلمانوں کو آپس میں صلح کر نی جائز ہے ہاں وہ صلح جو حلال چیز کو حرام کرائے یا حرام کو حلال کرائے اور مسلمان اپنی شرطوں پر رہیں سوائے اس شرط کے جسنے حلال کو حرام کرایا ہو یا حرام کو حلال کرایا ہو۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔ اور ابو داؤد کی روایت یہیں تک ہے کہ مسلمان اپنی شرطوں پر رہیں +

تیسری فصل (۱۰۹) حضرت سوید بن قیس فرماتے ہیں میں اور مخرفہ عبدی ہجر سے تجارت کے لئے کپڑا لے کر مکہ معظمہ میں اُتے لائے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پیادہ پا تشریف لائے اور ہم سے ایک پایجامہ چکایا اور ہم نے وہ آپکے ہاتھ بیچدیا اور وہیں پر ایک آدمی مزدوری پر تول رہا تھا آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ تو جھکتا تول۔ یہ روایت امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے ترمذی نے کہاہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۱۱۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پہ میرا قرضہ تھا آنحضور نے وہ ادا کر دیا (بلکہ) مجھے اور زیادہ دیا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۱) حضرت عبد اللہ بن ابو ربیعہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چالیس ہزار (درہم) قرض لئے تھے۔ جب آپکے پاس مال آیا تو آپنے وہ مجھے دیدیا اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تیرے گھر میں اور مال میں تجھے برکت دے بیشک قرض کا بدلہ شکرگذاری اور ادا کرنا ہی ہوتا ہے یہ روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۱۲) حضرت عمران بن حصین کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص کا کسی کے پاس کچھ حق ہو اور وہ دیر کرے تو اُسے ہر دن صدقہ (کا ثواب) ہوگا۔ یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

لہ جیسے کوئی اپنی ایک بی بی سے اس بات پر صلح کرے کہ میں تیری سوکن سے صحبت نہیں کرنے کا لہذا یہ صلح حرام ہے کیونکہ اسمیں حلال چیز کو حرام کرنا ہے یا جیسے کوئی سور کے کھانے یا شراب کے پینے پر صلح کرے یہ بھی درست نہیں ۱۲ لہ یعنے جو شرطیں آپسمیں صلح اور جنگ میں ہوں ۱۲ لہ ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قرض میں کچھ اپنی طرف سے زیادہ دیدینا درست ہے یہ سود نہیں ہوتا لیکن تب ہی کہ یہ شرط سے درمیان میں نہ ہوئی ہو ورنہ سود ہو جائیگا لہ یعنے یہ شخص دینے والا اپنا حق مانگنے میں دیر کرے تو اُسے ثواب صدقہ ہوگا ۱۲ +

(۲۳ ۱۱۱) حضرت سعد بن اطول فرماتے ہیں کہ میرے بھائی مرے اور اُنھوں نے تین سو اشرفیاں اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے مینے وہ مال اُن پر خرچ کرنا چاہا آنحضور نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا بھائی قرض کی وجہ سے (عالم برزخ میں) قید کر دیا گیا ہے لہٰذا تم اُسکی طرف سے وہ ادا کرو کہتے ہیں میں گیا اور اُسکی طرف سے ادا کر دیا پھر مینے آکر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ مینے اُس کی طرف سے ادا کر دیا ہے اب کوئی قرضخواہ باقی نہیں رہا سوائے ایک عورت کے کہ وہ دو اشرفیوں کا دعوٰی کرتی ہے اور اُس کا کوئی گواہ نہیں آپ نے فرمایا اُسے (بھی) دیدو۔ وہ (بھی) سچی ہے۔ یہ روایت امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۲۴ ۱۱۱) حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش فرماتے ہیں کہ ہم مسجد کے صحن[۱] میں جس جگہ جنازے رکھے جاتے تھے بیٹھے ہوئے تھے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (بھی) ہمارے بیچ میں بیٹھے تھے آنحضور نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی۔ پھر نیچی نگاہ کرکے اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھکر (تعجب سے) فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ کسقدر سختی اُتری ہے راوی کہتے ہیں کہ اُس[۲] دن اور رات ہم (انتظار میں) خاموش رہے (آپ سے کچھ نہیں پوچھا) جب صبح تک سوائے خیریت کے ہمیں کچھ نہ معلوم ہوا محمد (بن عبداللہ حدیث) کہتے ہیں پھر مینے ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (کہ حضرت) وہ کونسی سختی اُتری تھی آنحضور نے فرمایا کہ قرض کی بابت (سختی اُتری ہے) قسم ہے اُس ذات کی جس کی مُٹھی میں محمد کی جان ہے کہ اگر آدمی راہ خدا میں شہید ہو جائے پھر وہ زندہ ہو پھر راہ خدا میں شہید ہو پھر وہ زندہ ہو پھر راہ خدا میں شہید ہو جائے اور اُسپر قرض ہو تو جبتک یہ قرض اُسکا ادا نہ کیا جائے گا تو یہ بہشت نہیں داخل ہو گا۔ یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے اور شرح السنہ میں (بھی) اسی طرح ہے

باب شرکت اور وکالت کا بیان

پہلی فصل (۱۱۱۵) زہرہ بن معبد روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے دادا عبداللہ بن ہشام بازار

---

[۱] یہ قرض یا تو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بغیر وحی معلوم ہوا ہوا اسلئے آپ نے اُس کے ادا کرنے کا حکم کر دیا کیونکہ حاکم کو اپنے علم سے بھی حکم کر دینا جایز ہے اور یا یہ کہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرض کا ادا کرنا میراث پر مقدم ہے ۱۲ [۲] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب جنازوں کی نماز مسجد میں نہیں پڑھتے تھے بلکہ مسجد کے باہر ایک چبوترا بنا ہوا تھا وہاں پڑھتے تھے ۱۲ [۳] یعنے ہم نے یہ خیال کیا کہ یہ سختی عذاب کی بالفعل ہی نازل ہو گی اسلئے ہم انتظار کرتے رہے ۱۲ +

بازار میں لیجایا کرتے اور وہاں سے غلہ خریدتے پھر انہیں (اکثر) ابن عمر اور ابن زبیر ملجاتے تو دونوں کہتے کہ تم (اپنی تجارت میں) ہمیں بھی شریک کرلو کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے واسطے واقعی دعا برکت کی تھی وہ اُنہیں شریک[۵۱] کرلیتے۔ اور اکثر انہیں ایک اُونٹ کا بوجھ پورا کا پورا ہی نفع میں بچ جاتا تھا اُسے یہ گھر بھیج دیتے تھے اور عبداللہ بن ھشام (دعا کا قصہ یوں) کہا کرتے تھے کہ مجھے میری[۵۲] والدہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیگئیں آنحضور نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی میرے لئے دعا کی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۶۶) حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ انصاری لوگوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض[۵۳] کیا کہ آپ ہمارے اور ہمارے بھائیوں (مہاجروں) کے درمیان کھجوروں کے باغ تقسیم کر دیجئے آنحضور نے فرمایا (تقسیم کرنے کی کچھ ضرورت) نہیں (بلکہ) ہماری طرف سے (بھی) (تم ہی) محنت کرتے رہو اور پھلوں میں ہم تمہارے شریک[۵۴] رہینگے۔ اُنہوں نے عرض کیا (بہت اچھا) ہم نے سُن لیا اور مان لیا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۷۰) حضرت عروہ بن ابو جعد بارقی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں دو اشرفیاں دیں تاکہ وہ آپکے[۵۵] لئے ایک بکری خرید لائیں (وہ گئے اور دو اشرفیوں کی) آپکے لئے دو بکریاں خریدلیں۔ پھر ایک اُن میں سے ایک اشرفی کی بیچدی اور ایک بکری اور ایک اشرفی آپ کی خدمت میں پیش کیں۔ اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے بیچنے میں برکت کی دعا کی۔ پھر اُن کا یہ حال تھا کہ اگر مٹی بھی خرید لیتے تو اُس میں (بھی) نفع ہوتا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے

دوسری فصل (۱۱۷۸) حضرت ابوہریرہ رضؓ نے یہ حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچائی ہے آنحضور نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے دو شریکوں[۵۶] کے ساتھ میں تیسرا (اُنکی محافظت وغیرہ کے لئے) رہتا ہوں جبتک کہ ایک اُن دونوں میں سے اپنے شریک کی خیانت نہ کرے اور جب

---

[۵۱] اس سے معلوم ہوا کہ عقود میں شرکت کرنی جایز ہے ۱۲ [۵۲] ان کا نام زینب تھا ۱۲ [۵۳] یعنے جب مہاجر لوگ مدینہ منورہ میں ہجرت کرکے آئے اور اپنا مال واسباب مکہ وغیرہ میں چھوڑ آئے تو اسوقت انصار نے یہ عرض کیا کہ کھجوروں کے باغ اپنے تقسیم کر دیجئے ۱۲ [۵۴] اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان بھائیوں کی مدد کرنی اور اُنکے مشقت کا دور کردینا مستحب ہے صحت شرکت بھی اس سے معلوم ہوئی ۱۲ [۵۵] اس سے معلوم ہوا کہ معاملات میں اور جن چیزوں میں نیابت جاری ہوتی ہے وکیل کرنا جایز ہے ۱۲ [۵۶] اس سے معلوم ہوا کہ شرکت کرنی مستحب ہے کیونکہ اسمیں اللہ کی طرف سے برکت

کوئی خیانت کرتا ہے تو میں اُس سے علیٰحدہ ہو جاتا ہوں۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے اور رزین نے دیہ، زیادہ بیان کیا ہے (کہ میں علیحدہ ہو جاتا ہوں) اور شیطان آجاتا ہے۔

(۱۱۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور نے (مجھ سے) فرمایا جو شخص تمہارے پاس امانت رکھے تو تم اسکی امانت دید یا کرو۔ اور جو تمہاری کرے تم اسکی (بھی) خیانت نہ کیا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۰) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں میں مقام خیبر کی طرف جانا چاہتا تھا اسلئے میں (رخصت ہونے کے لئے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ کو سلام کرکے یہ عرض کیا کہ میں خیبر جانا چاہتا ہوں آنحضور نے فرمایا (اچھا) جب تم (وہاں) ہمارے وکیلؓ کے پاس پہونچو تو اُن سے پندرہ وسق (کھجوروں کے) لے لینا اور اگر وہ تم سے نشانی طلب کریں تو اپنا ہاتھ اُنکے حلق پر رکھ دینا یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

تیسری فصل (۱۱۲۱) حضرت صہیب کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزوں میں برکت ہے (ایک تو) بیچنا ایک مدتؓ تک (دوسرے) مضاربتؓ کرنی (تیسرے گھر کے خرچ کے لئے) جو گیہوں ملا لینے نہ تجارت کے لئے۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۲) حضرت حکیم بن حزام سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک اشرفی دیکر بھیجا تاکہ وہ آپکے لئے ایک جانور قربانی کا خرید لائیں اُنہوں نے اشرفی کا مینڈھا خریدا اور دو اشرفی میں اُسے بیچ دیا پھر گئے اور ایک اشرفی میں ایک جانور قربانی کا خرید کے یہ جانور اور وہ اشرفی جو دوسرے میں بچ گئی تھی آنحضور کی خدمت میں لے کر آئے اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ اشرفی خیرات کر دی اور اُن کے لئے اُن کی تجارت میں برکت ہونے کی آپنے دعا کی۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

لہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے وکیل سے پہلے ہی فرمادیا ہوگا کہ اگر میری طرف سے کوئی چیز تم سے مانگے تو اُس سے نشانی طلب کرکے دینا اور نشانی یہ ہے کہ جو تیرے حلق پر ہاتھ رکھدے اُسے دیدیجیو ۱۲ ؏ یعنی خریدنے والے کو قیمت ادا کرنے میں ایک مدت تک مہلت دیدینی ۱۲ ؏ مضاربت اُسے کہتے ہیں کہ ایک شخص اپنا مال تجارت کے لئے کسی کو دیدے محنت خرید و فروخت کی وہ کرتا رہے اور اصل مال اُس کا رہے اور نفع آپس میں آدھوں آدھ یا جس طرح پر دونوں راضی ہوں ٹھیرالیں ۱۲

باب (کسی چیز کے) غصبؔ کر لینے اور عاریۃً لینے کے (بیان میں)

پہلی فصل (۱۱۲۳) حضرت سعید بن زید کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص ایک بالشت زمین ظلماً (کسی کی) لیلے تو قیامت کے دن اُتنی زمین ساتوں زمینوں میں سے لیکر بطور طوق کے اُس کی گردن میں ڈالی جائے گی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۲۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی کسی کے جانور کا دودھ اُسکی اجازت بغیر نہ دوہا کرے کیا کوئی تم میں سے یہ بات پسند کرتا ہے کہ کوئی اُسکے خزانہ پر آئے اور اُسکے خزانہ کو توڑ دے تاکہ سارا کھانا (وغیرہ) گر جائے اور یاد رکھو کہ جانوروں کے تھن اُنکے کھانوں کے لئے خزانہ ہی ہوتے ہیں یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

(۱۱۲۵) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی کسی بی بی (یعنے حضرت عائشہ صدیقہؓ) کے پاس تھے اور بی بیوں میں سے کسی نے ایک رکابی (آپکے پاس) بھیجی جسمیں کچھ کھانا تھا آنحضور جس بی بی کے گھر تھے اُنہوں نے خادم کے ہاتھ پر (ایسا) کچھ مارا کہ رکابی گر کے ٹوٹ گئی پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے رکابی کے ٹکڑے جمع کئے اور جو کھانا اُس میں تھا اُسی میں اکٹھا کیا اور فرمایا کہ تمہاری ماں (یعنے حضرت عائشہ) کو غیرت آگئی (جس لئے اُنھوں نے رکابی توڑ دی) پھر آپنے اُسی خادم کو ٹھیرائے رکھا یہانتک کہ جنکے گھر یہ رکابی ٹوٹی تھی وہی (اچھی) رکابی اپنے پاس سے لائیں آپنے یہ ثابت رکابی اُنکے پاس بھجوادی جن کی رکابی ٹوٹ گئی تھی اور وہ ٹوٹی ہوئی اُنہیں کے ہاں رہنے دی جنکے ہاں ٹوٹی تھی۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۶) حضرت عبداللہ بن یزید نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور نے لوٹنے سے اور مُثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

سلہ غصب مال کو بغیر چوری کے چھین لینے کو کہتے ہیں ۱۲ سلہ یعنے اتنا ہی ٹکڑا زمین کا ساتوں طبق زمین سے لے کر اُس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا ۱۲ سلہ خادم لونڈی کو بھی کہتے ہیں اور غلام کو بھی یہاں مراد لونڈی ہے آپکے کھانا اکٹھا کر دینے سے معلوم ہوا کہ آپکی بیبیوں کے ساتھ نہایت تحمل اور تواضع کے ساتھ گذرانی تھی اور تعلیم نعمت پر مدد گاری آپ نہایت ہی کرتے تھے ۱۲ سلہ مثلہ ناک اور کانوں وغیرہ کے کاٹنے کو کہتے ہیں اور مسلمان کا مال لوٹنا حرام ہے ۱۲

جس روز آنحضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا سورج گہن ہوا تھا آپ نے چار سجدوں (یعنے دو رکعت نماز) کو چھ[۱] رکوع کے ساتھ پڑھایا اور (جب نماز سے) آپ فارغ ہوئے تو سورج بالکل کھل گیا تھا اور آپ نے فرمایا کہ جن چیزوں[۲] کا تم سے وعدہ ہے وہ تمام مینے اپنی اس نماز میں دیکھ لی ہیں (اور میرے سامنے) دوزخ لائی گئی تھی اور یہ جسوقت کہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تھا اس اندیشہ سے کہ مجھے اس کی گرمی نہ پہونچ جائے اور مینے اُسمیں ایک آدمی مڑی ہوئی لاٹھی والا دیکھا وہ آگ ہی میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا اور (اُسے یہ سزا ملنے کی وجہ یہ تھی کہ) وہ اس لاٹھی سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا اگر کسی نے اُسے دیکھ لیا تو کہدیتا کہ یہ چیز میری لاٹھی میں خود اٹک گئی تھی اور اگر کوئی غافل رہا تو یہ لے بھاگا اور وہیں مینے ایک عورت بلی والی دیکھی جسنے اُسے باندھ کے کھانے کو نہ دیا اور نہ اُسے چھوڑا تاکہ وہ زمین کے جانور (چوہے وغیرہ) خود کھالیتی یہانتک کہ وہ بھوکی مرگئی پھر (میرے سامنے) بہشت کی گئی اور یہ جسوقت کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا تھا یہانتک کہ (پھر) میں اپنی اسی جگہ آکر کھڑا ہوگیا اور واقعی مینے اپنا ہاتھ اسلئے بڑھایا تھا میں یہ چاہتا تھا کہ اس کے کچھ پھل توڑوں تاکہ تم انہیں دیکھو۔ پھر میری سمجھ میں آیا کہ میں ایسا نہ کروں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۲۸) قتادہ کہتے ہیں نے حضرت انسؓ سے سُنا۔ وہ فرماتے تھے (کہ ایک مرتبہ) مدینہ منورہ میں (اس اندیشہ سے کہ لشکر کفار چڑھا آرہا ہے) گھبراہٹ ہورہی تھی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ سے گھوڑا اُدھار لیا جسے مندوب کہتے تھے اور اُسپر سوار ہوکے (مدینہ سے باہر) تشریف لیگئے اور جب آپ واپس ہوئے تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا ہاں گھوڑے کو (چلنے میں) بیشک دریا کی طرح پایا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

دوسری فصل

(۱۱۲۹) حضرت سعید بن زید نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

---

[۱] یہ مسئلہ ائمہ میں مختلف ہے کیونکہ بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ نے دو ہی رکوع کئے تھے بلکہ اس تشبیہ سے کہ جیسے صبح کی نماز ہوتی ہے ۱۲

[۲] یعنے بہشت و دوزخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہشت و دوزخ پیدا ہوچکی ہیں اور موجود ہیں۔ مذہب تمام اہل سنت کا یہی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عذاب اور ہلاکت کی جگہ سے ہٹ جانا سنت ہے ۱۲۔

آنحضور نے فرمایا جو شخص کسی ویران زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ہے اور رگ ظالم کا اسمیں کچھ حق نہیں ہے یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور امام مالک نے ارسال کے طور پر حضرت عروہ سے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۱۳۰) ابو حرۃ رقاشی نے اپنے چچا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خبردار تم (کسی پر) ظلم نہ کیا کرو اور یاد رکھو کہ کسی شخص کا مال بغیر اس کی خوشی کے (دوسرے کے لئے) ہرگز حلال نہیں ہے یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں اور دارقطنی نے مجتبیٰ میں نقل کی ہے

(۱۱۳۱) حضرت عمران بن حصین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے۔ اسلام میں نہ جلب[۲] ہے نہ جنب ہے نہ شغار[۳] ہے اور جو شخص لوٹ ڈالے وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۱۳۲) سائب بن یزید نے اپنے والد سے اور انہوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے کوئی کسی کی لاٹھی (بھی) کھیلتے ہوئے (چوری کے) ارادہ سے نہ لیا کرے واگر کوئی لیلے تو وہ مالک کو دیدیا کرے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے اور ابو داؤد کی روایت (میں) یہین تک ہے کہ ارادہ سے نہ لیا کرے۔

(۱۱۳۳) حضرت سمرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ جو شخص اپنا مال بعینہ کسی آدمی کے پاس دیکھے تو اس مال کا وہی حقدار ہے اور خریدنے والا بیچنے والے کا پیچھا لے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے

(۱۱۳۴) حضرت سمرہ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ

---

[۱] لیکن یہ شرط ہے کہ وہ جگہ کسی مسلمان کی ملک نہ ہو اور نہ شہر کی مصلحت کے کام اسکے ساتھ متعلق ہوں۔ جیسے کہ مویشی وغیرہ کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے ۱۲ [۲] جلب اور جنب ایک تو گھوڑوں کی گھوڑ دوڑ میں ہوتی ہے۔ جس میں جلب کے یہ معنے ہیں کہ گھوڑا دوڑانے والا اپنے پیچھے ایک آدمی کو رکھے تاکہ وہ گھوڑے کو ہانکتا جائے اور اس میں جنب یہ ہے کہ ایک اور گھوڑا اپنے ساتھ رکھے کہ اگر سواری کا گھوڑا تھک جائے تو اسپر سوار ہو جائے اور جلب جنب زکوٰۃ میں بھی ہوتی ہے جلب یہ کہ زکوٰۃ وصول کرنیوالا کہیں دور ٹھیر کر زکوٰۃ دینے والوں کو وہیں بلائے اور خود نہ آئے اور جنب یہ کہ زکوٰۃ دینے والا کہیں بھاگ جائے اور وصول کرنیوالے کو وہیں جانے کی تکلیف دے ان دونوں سے آنحضور نے منع فرمایا ہے ۱۲ [۳] شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کسی سے اس شرط پر کرے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس سے کردے اور اسکے سوا مہر کچھ نہ ہو بلکہ یہی مہر کی جگہ ہو جسے ہندی میں آنٹا سانٹا کہتے ہیں ۱۲

جو ہاتھ (والا یعنی انسان) کچھ (کسی کی چیز) لیلے تو اسی (کے ذمہ) پر ہے یہاں تک کہ ادا کر دے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۵ ۱۳۱) حضرت حرام بن سعد بن محیصہ روایت کرتے ہیں کہ براء بن عازب کی اونٹنی ایک باغ میں گھس گئی اور اُسے خراب کر دیا۔ پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کیا کہ دن میں باغوں کی حفاظت باغوں والوں کے ذمہ ہے اور جو جانور رات کو نقصان کر جائیں تو اُس کے جانوروں والے ضامن ہونگے۔ یہ روایت امام مالک اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۶ ۱۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانور کی لات (مار دینی) معاف ہے اور فرمایا کہ آگ[1] (بھی) معاف ہے۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۷ ۱۳۱) حسنؒ حضرت سمرہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی تم میں سے کسی (دودھ کے) جانور کے پاس آئے تو اگر اسکا مالک وہاں موجود ہو تو اُس سے اجازت لیلے واگر وہاں نہ ہو تو تین مرتبہ آواز دے اگر کوئی اُس کا جواب دے تو اُس سے اجازت لیلے واگر کوئی جواب نہ دے تو دودھ[2] دھکر پی لے لیکن (دودھ) اُٹھا کر نہ لیجائے۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے

(۸ ۱۱۳) حضرت ابن عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فرمایا جو شخص کسی باغ میں جائے تو (اُس میں سے پھل) کھالے اور اپنی جھولی میں نہ لے یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۹ ۱۳۱) اُمیّہ بن صَفوان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے دن اُن سے زرہیں مانگی اُنہوں نے پوچھا اے محمد کیا زبردستی سے لیتے ہو آپنے فرمایا نہیں بلکہ مانگ کے جو پھر دیدی جائینگی۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۴۰ ۱) حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ

---

[1] یعنی اگر کسی نے اپنے کسی فائدہ کے لئے آگ جلائی تھی اُس میں سے کوئی چنگاری ہوا وغیرہ کی وجہ سے دوسرے کے اسباب پر جا پڑی اور اسباب جل گیا تو اُس کا وہ شخص ضامن نہیں ہوگا لیکن اتنی شرط ہے کہ آگ جلانے کے بعد میں ہوا چلی ہو اگر اُس وقت بھی ہوا تھی تو یہ ضامن ہوگا ۱۲ [2] یہ حکم اُسی وقت کے لئے ہے کہ آدمی بھوک کی وجہ سے مرا جاتا ہو یا کہ وہاں کے لوگوں کی یہ عادت ہو کہ دودھ سے ایسے موقع پر منع کرتے ہوں ۱۲

کہ مانگی ہوئی چیز (پھر مالک کے تئیں) دیدینی چاہیئے۔ اور منحہ[1] پھیر دینی چاہیئے اور قرض ادا کرنا چاہیئے اور ضامن تاوان بھرنے والا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۴۱) حضرت رافع بن عمرو غفاری کہتے ہیں میں لڑکپن میں انصار کی کھجوروں پر پتھر پھینکا کرتا تھا پھر مجھے کوئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا آنحضور نے فرمایا اے لڑکے تو کھجوروں پر پتھر کیوں پھینکتا ہے مینے عرض کیا میں (کھجوریں توڑ کر) کھایا کرتا ہوں آپنے فرمایا پتھر نہ پھینکا کر جو نیچے گری ہوئی ہو اُس میں سے کھالیا کر پھر آپنے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر یہ دعا کی یا آلہی اس کا پیٹ بھر دے۔ یہ روایت ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔ اور عمرو بن شعیب کی حدیث ہم انشاء اللہ باب لقطہ میں ذکر کرینگے۔

تیسری فصل

(۱۴۲) حضرت سالم نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص بغیر اپنے حق کے کچھ زمین لیلے تو قیامت کے دن اُسے ساتوں زمینوں تک دھنسایا جائیگا۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۴۳) حضرت یعلے بن مُرہ کہتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص کچھ زمین ناحق لیلے تو محشر میں اُس زمین کی (ساری) مٹی اُٹھانے کی اسے تکلیف[2] دیجائیگی یہ حدیث امام احمد نے نقل کی ہے۔

(۱۴۴) حضرت یعلے ہی کہتے ہیں مینے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے جو شخص ایک بالشت بھر زمین ظلماً دبالے تو اللہ تعالیٰ اُسکے کھودنے کی مشقت دیگا۔ یہانتک کہ جب وہ ساتویں زمین کے آخر تک پہونچ جائے گا تو پھر قیامت کے دن تک بطور طوق کے اُسکے گلے میں ڈالے رکھیگا۔ جب تک کہ لوگوں میں فیصلہ ہو۔ یہ حدیث امام احمد نے روایت کی ہے۔

باب شفعہ[3] کا بیان

پہلی فصل

(۱۴۵) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا اُس زمین وغیرہ میں

---

[1] منحہ بکسر میم اُس چیز کو کہتے ہیں جو فقط نفع اٹھانے کے لئے دیدیجائے یعنی جسنے وہ چیز دی ہے وہ فقط نفع کا مالک ہوتا ہے اور اصل چیز دینے والے کی رہتی ہے جیسے کوئی بکری وغیرہ دودھ پینے کو یا باغ وغیرہ پھل کھانے کو دیدے بعد نفع اٹھانے کے اُسکا واپس کر دینا ضروری ہے [2] اسلیئے حکم کیا جائیگا کہ ساری مٹی سر پر اٹھا غرضکہ جو لوگ غیروں کی زمینیں ظلماً دبا لیتے ہیں اُنہیں طرح طرح کے عذاب ہونگے [3] شفعہ کے معنے ملانیکے ہیں چونکہ شفیع اپنے اس حق کیوجہ سے دوسری زمین [illegible]

[illegible]

حکم کیا ہے جو بٹی نہ ہوں اور جب اُن کی حدیں معین ہو گئیں اور راستے علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو پھر شفعہ ثابت[۱] نہیں ہوتا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۶) حضرت جابرؓ ہی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین مشترکہ میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شفعہ کا حکم کیا ہے مکان ہو یا باغ ہو مالک کو بیچنا جائز[۲] نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے شریک کو خبر نہ کر دے۔ اگر وہ چاہے لیلے ورنہ چھوڑ دے اگر اُسے بغیر خبر کئے بیچدے تو وہ اُسکا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۴۷) حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہمسایہ بسبب نزدیک ہونیکے اور وں سے زیادہ[۳] حقدار ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۴۸) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں ایک لکڑی گاڑنے سے نہ منع کیا کرے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۴۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب تم راستے (کے چھوڑنے[۴]) میں جھگڑا کرو تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دیا کرو۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

دوسری فصل (۱۵۰) حضرت سعیدؓ بن حریث کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص مکان یا زمین بیچے تو اُسکے لئے اُس کی قیمت میں برکت نہ[۵] ہوگی ہاں اگر اس قیمت کو ایسی ہی جگہ میں صرف کر دے۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے۔

(۱۵۱) حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہمسایہ شفعہ کا بہت بڑا حقدار ہے اور جس وقت دونوں شریکوں کا راستہ ایک ہے تو اگر ایک غائب بھی ہو تب بھی اُسکا انتظار کیا جائے۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور

---

[۱] اس حدیث کے معنے بعض آئمہ یہ کہتے ہیں کہ شفعہ جو شرکت کا تھا وہ نہیں رہتا باقی شفعہ ہمسایگی کا رہتا ہے جیسے کہ اور حدیثوں میں اور ان میں تعارض نہ ہے ۱۲ [۲] اس سے معلوم ہوا کہ جب کوئی اپنے مکان و زمین کو بیچنے کا ارادہ کرے تو اپنے شریک کو خبر کر دینی واجب ہے ۱۲ [۳] اس سے معلوم ہوا کہ ہمسایہ کے لئے بھی شفعہ ثابت ہوتا ہے ۱۲ [۴] یعنے کہیں [illegible] میں کو [illegible] نہ ہو اور وہاں لوگ عمارت بنانی چاہیں تو اگر خود ہی اتفاق کرکے راستہ چھوڑ دیں تو [illegible] ورنہ سات ہاتھ راستہ چھوڑ دیا کریں [۵] یعنے مکانات وغیرہ کو بلا ضرورت بیچنا اور اُسکی قیمت میں منقولی چیزیں خریدنی غیر مستوجب ہوا ۱۲

دارمی نے روایت کی ہے۔

(۱۱۵۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شریک شفیع ہے اور شفعہ (غیر منقولی) سب چیزوں میں ہوتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے یہی حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ارسال کے طور پر نقل کی ہے اور یہی صحیح ہے۔

(۱۱۵۳) حضرت عبد اللہ بن حبش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص نے بیری کا درخت کاٹ دیا تو اللہ تعالیٰ اُسے اوندھا سر کے بل دوزخ میں ڈالیگا یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث (یہاں) مختصر ہے یعنے (پوری حدیث اس طرح ہے کہ) جو شخص کسی جنگل میں) ازراہ ظلم و زیادتی بیری کے درخت کو کاٹ دے جس کے سایہ میں مسافر لوگ اور جانور آرام کرتے ہوں تو اللہ تعالےٰ اُسے دوزخ میں اوندھے مونہہ سر کے بل ڈالے گا۔

تیسری فصل (۱۱۵۴) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب زمین کی حدیں الگ الگ ہوگئیں تو پھر شفعہ کا حق) نہیں رہتا اور کنویں اور نر کھجور میں (بھی حق) شفعہ نہیں ہے یہ روایت امام مالک نے نقل کی ہے۔

باب مساقات[۱۵۲] اور مزارعت کا (بیان)

پہلی فصل (۱۱۵۵) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے (رہنے والے) یہودیوں کو خیبر کی کھجوریں اور وہاں کی زمین اس شرط پر دی تھی کہ وہ اپنے ہی روپیہ سے (اُن کی پرورش اور) ان میں محنت کریں اور ان کا نصف

---

۱۵۱ یعنے زمین و باغ وغیرہ میں ۱۲ ۱۵۲ اس میں اختلاف ہے کہ یہ حکم کونسی بیری کا ہے بعض کہتے ہیں کہ حرم مکہ کی بیری کا بعض کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی بیری کا بعض کہتے ہیں کہ جنگل کی بیری کا جس سے جانوروں کو آرام ملتا ہو بعض کہتے ہیں کہ جو کسی کی ظلماً کاٹ ڈالے اُس کے لئے وعید ہے ۱۲ ۱۵۲ مساقات اسے کہتے ہیں کہ اپنے درخت کسی باغبان کو پرورش کے لئے دو جس پرورش اُس کی ہو اور مال اُن کا اور نفع میں آدھوں آدھ یا جتنا حصہ آپس میں ٹھیرا اور اسی طرح زمین کو دے دینا مزارعت ہے غرضکہ مساقات درختوں میں ہے اور مزارعت زمین میں ہوتی ہے ۱۲

۱۵۳ خیبر مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ہے ۱۲

نصف پھل آنحضور کو دیتے رہیں۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے اور بخاری کی روایت میں یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر (کے درخت وغیرہ) یہود کو اس شرط پر دیئے کہ وہ اُس میں محنت کریں اور زراعت کریں اور جو کچھ اُسمیں پیداواری ہو انہیں اُسمیں سے نصف ملیگا

(۱۱۵۶) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم (آنحضور کے زمانہ میں) مخابرتؓ کے کرنے میں کچھ حرج نہیں سمجھتے تھے یہانتک کہ حضرت رافع بن خدیج نے یہ فرمایا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع فرمایا ہے اسلئے وہ ہم نے (بھی) چھوڑ دیا۔ یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۵۷) حضرت حنظلہؓ بن قیس نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے میرے چچاؤں نے یہ بیان کیا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زمینوں کو کرایہ پر دیتے تھے اور کرایہ یہ ہوتا کہ) جو اس کی نالیوں پر پیداواری ہو یا اور کوئی چیز جو مالک زمین نے اُس کی خاص جگہ کی پیداوار متعین کر لی (وہ مالک کو ملے) پھر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمادیا (حنظلہ کہتے ہیں) میں نے رافع بن خدیج سے پوچھا کہ زمین کو درہموں اور دیناروں پہ دینے کا کیا حکم ہے انہوں نے فرمایا کہ اس میں تو کچھ حرج نہیں کیونکہ جس سے آنحضور نے منع فرمایا ہے وہ یہی صورت ہے کہ اگر کوئی سمجھدار اسکی حلت و حرمت پر غور کرے تو اُسے خطرہ کی وجہ سے جائز نہ رکھے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۵۸) حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں سب لوگوں سے زیادہ کھیتی لیا کرتے تھے اور ہم میں کا ایک آدمی زمین کرایہ پر دیدیتا تھا اور کہدیتا کہ یہ قطعہ میرا ہے اور یہ تیرا اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ اسؓ ٹکڑے میں پیداواری ہوئی اور اُس میں نہیں ہوئی اسلئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو اُس سے منع فرمادیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۱۵۹) حضرت عمرو بن دینار تابعی فرماتے ہیں میں نے حضرت طاؤس (تابعی) سے کہا کہ اگر

لہ مخابرت مزارعت ہی کو کہتے ہیں اور یہ حدیث پہلی حدیث کے مخالف ہے اس کی وجہ سے بعض ائمہ مزارعت کو منع فرماتے ہیں لیکن ضرورت کی وجہ سے آج کل فتوےٰ علماء کا مزارعت کے جواز ہی پر ہے کیونکہ حدیثیں دونوں طرف ہیں واللہ اعلم ۱۲ ؎ کیونکہ اس میں اندیشہ ہے کہ نالیوں پر کچھ پیداواری ہو یا نہیں اور پھر بعد میں جھگڑا ہو ۱۲ ؎ یعنے زمین کے دونوں قطعہ میں سے ایک میں کھیتی ہوتی اور دوسری میں نہ ہوتی اور اسمیں ایک کو کل حاصل نہیں مل جاتا اور دوسرے کا حق بھی ضائع ہوجاتا اس لئے اس سے منع فرمادیا ۱۲

تم مزارعت کرنا چھوڑ ہی دیتے (تو بہتر تھا) اسلئے کہ علماء یہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمادیا ہے وہ بولے اے عمرؓ و واقعی میں لوگوں کو دبونے کے لئے زمین) دیتا ہوں اور ان کی مدد و دبی) کرتا ہوں کیونکہ بہت بڑے عالم یعنے ابن عباسؓ نے مجھ سے یہ بیان فرمایا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا ہاں بیشک فرمایا ہے کہ تمہارا اپنے بھائی (مسلمان) کو (بونیکے لئے زمین) دیدینا اس سے بہتر ہے کہ اُس سے کرایہ معین کرکے لے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

(۱۱۶۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس شخص کے پاس زمین ہو اُسے چاہیئے کہ یا تو اُس میں خود کھیتی کرے یا (کھیتی کرنیکے لئے) مُفت اپنے بھائی (مسلمان) کو دیدے اگر اسپر راضی نہ ہو تو اپنی زمین کو اپنے پاس رکھے[۱]۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے

(۱۱۶۱) حضرت ابو امامہؓ نے (ایک مکان میں) ایک ہل اور کھیتی کا کچھ سامان دیکھکر یہ فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جن لوگوں کے مکان میں یہ چیزیں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ وہاں ذلت[۲] کو ضرور بھیجدیتا ہے۔ یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۱۶۲) حضرت رافعؓ بن خدیج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضورؐ نے فرمایا ہے جو شخص لوگوں کی کسی زمین میں اُن کی بغیر اجازت کے کھیتی بوئے تو کھیتی میں اسکا کچھ حق نہیں ہے (وہ زمین والے کی ہوجائیگی فقط) اس کا خرچ اسے ملنا چاہیئے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے +

تیسری فصل (۱۱۶۳) حضرت قیس بن مسلم نے ابوجعفرؒ[۳] سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جسقدر گھر ہجرت کرنے والوں کے تھے تمام تہائی چوتھائی (کی بٹائی) پر کھیتی کیا کرتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سعدؓ بن مالک اور عبداللہ بن مسعود اور عمر بن عبدالعزیز اور قاسم اور عروہ اور اولاد ابوبکرؓ اور اولاد عمرؓ اور اولاد علیؓ اور ابن سیرین ان سبھوں نے

---

[۱] یہ امر توبیخ یعنے تنبیہ کے لئے ہے یعنے اگر کوئی دونوں طرح راضی نہ ہو تو وہ اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔ اور بعضوں نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ اگر لینے والا مزارعت کے لینے پر راضی نہ ہو تو دینے والا اپنی زمین اپنے پاس رکھے۔ اس صورت میں امر اباحت کے لئے ہوگا ۱۲ [۲] یہ وعید اُن لوگوں کے لئے تھا جو جہاد کو چھوڑکے کھیتی میں مشغول ہوتے تھے بظاہر یوں مفہوم ہوتا ہے کہ اور وں کے لئے یہ وعید نہیں ہے ۱۲ [۳] یہ ابوجعفر امام محمد باقر ہیں ۱۲ +

کھیتی کی ہے اور عبدالرحمٰن بن اسود کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن یزید کے ساتھ کھیتی میں شریک رہتا تھا اور حضرت عمرؓ نے لوگوں سے (اس طرح) معاملہ ٹھیرایا تھا کہ اگر عمر اپنے پاس سے بیج لائیں تو انہیں (کھیتی میں سے) نصف ملے گا اگر وہ اپنے پاس سے لائیں تو انہیں آنا ملے گا۔ یہ روایت امام بخاری نے نقل کی ہے۔

باب اجارہ (یعنے زمین کو کرایہ پر دینے کا بیان)

پہلی فصل (۱۱۶۴) حضرت عبداللہ بن معقل کہتے ہیں کہ ثابت بن ضحاک فرماتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا ہے اور کرایہ پر دینے کے لئے حکم کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے۔

(۱۱۶۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھری سینگیاں کھنچوائیں اور سینگیاں کھینچنے والے کو مزدوری دی تھی اور ناک میں بھی دوا ڈالی تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۶۶) حضرت ابوہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھیجے ہیں سبھوں نے بکریاں چرائی ہیں صحابیوں نے پوچھا (یارسول اللہ آپ نے بھی چرائی ہیں) فرمایا ہاں میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط پر چرایا کرتا تھا یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۶۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن میں تین آدمیوں سے جھگڑوں گا ایک وہ آدمی جس نے مجھ سے عہد کر کے پھر توڑ دیا دوسرا وہ آدمی جس نے آزاد آدمی کو بیچا اس کی قیمت کھالی۔ تیسرا وہ آدمی جس نے ایک مزدور ٹھیرایا اور اس نے اپنا پورا کام کرا کر (بھی) اس کی مزدوری نہیں دی۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔

---

۵۱ یعنی آدھا یا جسقدر معین ہوا ہو ۱۲ ۵۲ انبیاء علیہم السلام بکریاں اس لئے چرایا کرتے تھے تاکہ انہیں امت پر شفقت اور اس کی نگہبانی کی عادت ہو کیونکہ بادشاہ کو اپنی رعیت کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہے جیسی چرواہے کو بکریوں کے ساتھ ۱۲ ۵۳ یہ کھانے کی قید تنبیہ کے لئے ہے اگر نہ کھائے تب بھی اس وعید میں داخل رہے گا ۱۲

(۱۱۶۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کی ایک جماعت ایک بستی کے پاس سے گذری جس میں ایک آدمی لدیغ یا سلیم[ف۱] پڑا ہوا تھا وہاں سے ایک آدمی نمودار ہوا اور (آنکر) کہنے لگا کہ تم میں کوئی منتر کرنے والا ہو تو اس بستی میں ایک لدیغ یا سلیم آدمی پڑا ہوا ہے چنانچہ صحابیوں میں سے ایک آدمی گئے اور چند بکریاں ٹھیرا کے (اس پر) الحمد پڑھدی وہ اچھا ہو گیا اور یہ بکریاں لیکر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے انہوں نے اس طرح کے لینے کو برا سمجھا اور یہ کہنے لگے کہ تم نے اللہ کی کتاب پر مزدوری لی ہے اور جب مدینہ منورہ میں پہنچے تو آنحضور کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ انہوں نے اللہ کی کتاب پر مزدوری لی ہے۔ آنحضور نے فرمایا کہ جن چیزوں میں تم مزدوری لیتے ہو سب میں زیادہ مزدوری[ف۲] لینے کے لایق اللہ تعالی کی کتاب ہے یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے اور ایک روایت میں ہے آنحضور نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا (اب انہیں) تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ ہمارا[ف۳] حصہ بھی لگانا +

دوسری فصل (۱۱۶۹) حضرت خارجہ بن صلت نے اپنے چچا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے چلے اور قوم عرب کے ایک قبیلہ کے پاس گئے۔ ایک آدمی (ان میں سے آکر) کہنے لگا ہم نے یہ خبر سنی ہے کہ تم لوگ اس آدمی (یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس سے کچھ بھلائی سیکھ کر آئے ہو اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی دوا یا منتر ہو تو ہمارے ہاں (ایک آدمی) دیوانہ بیڑیوں میں (جکڑا) پڑا ہے (اسکا علاج کر دو) ہم نے کہا ہاں (ہم کر دینگے چنانچہ) وہی لوگ اسے بیڑیوں میں لیکر آئے (خارجہ کے چچا کہتے ہیں) میں تین روز صبح و شام الحمد پڑھ کے تھوک جمع کرتا رہا پھر اسکے اوپر تھوک دیا کہتے ہیں (اس کا اسپر ایسا اثر ہوا) گویا میں نے اسے بندھی ہوئی رسی سے کھول دیا پھر وہ مجھے مزدوری

ف۱ لدیغ بچھو کے کاٹے ہوئے کو کہتے ہیں اور سلیم سانپ کے ڈسے ہوئے کو کہتے ہیں اور یہ راوی کا شک ہے ۱۲
ف۲ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف کے اور ذکر اللہ کے ساتھ منتر کرنا اور اس پر مزدوری لینا جائز ہے اور قرآن شریف کے پڑھنے پر مزدوری لینا جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے اور وہ پہلی صورت عبادت نہیں ہے
ف۳ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا حصہ لگانے کو اس لئے فرمایا تاکہ وہ لوگ خوش ہو جائیں اور سمجھ لیں کہ یہ بے شک و شبہ درست ہے اور متاخرین علما نے اسی پر قیاس کر کے قرآن شریف کی تعلیم پر بھی بوجہ ضرورت کے اجرت لینے کو جائز کہا ہے ۱۲ ف۴ یعنے قرآن شریف اور دعائیں وغیرہ ۱۲ +

دینے لگے میں نے کہا میں جب تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہیں کر لوں گا نہیں لونگا (چنانچہ میں نے دریافت کیا) آنحضور نے فرمایا (لیکر) کھالو اور مجھے اپنی عمر[1] کی قسم ہے کہ جو شخص باطل[2] منتر پر لیکے کھاتا ہے تو وہ بُرا ہے) اور تم تو سچے منتر پر (لیکر) کھاؤگے۔ یہ روایت امام احمد اور ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۷۰۱) حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مزدور کی مزدوری اُسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی اُسے دیدیا کرو۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۱۷۱) حضرت حسین رضی بن علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مانگنے والے کا حق[3] ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہوکے آئے۔ یہ حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کی ہے اور مصابیح میں ارسال کے طور پر ہے۔

تیسری فصل (۲۷۱) حضرت عتبہ بن منذر کہتے ہیں ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپنے (سورہ قصص یعنی طسم[4]) پڑھی جب آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ تک پہونچے تو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ یا دس برس تک اپنی شرمگاہ کے بچانے اور اپنے پیٹ کو کھانا دینے کے لئے (آپنے آپ کو مزدوری میں دے رکھا۔ یہ حدیث امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔

(۳۷۱) حضرت عبادہ رضی بن صامت کہتے ہیں میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ ایک شخص کو میں نے کتاب اور قرآن شریف پڑھایا تھا اب اُسنے تحفۃً مجھے ایک کمان دی ہے اور وہ کچھ مال تو ہے نہیں میں راہ خدا میں اُس سے تیر اندازی کیا کروں گا۔ آنحضور نے فرمایا اگر تم آگ کا طوق پہننا پسند کرو تو اُسے لے لو۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

باب ویران زمین کو آباد کرنے اور (اُس میں) پانی دینے کا بیان)

پہلی فصل (۴۷۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں

[1] اس سے آنحضور کی مراد قسم کھانی نہیں تھی بلکہ عرب میں حسب عادت ایسے کلام بول دیتے ہیں ۱۲ [2] باطل منتر وہ ہیں جن میں اللہ کے سوا شیاطین اور ستاروں وغیرہ سے مدد مانگتے ہیں ۱۲ [3] یعنی جب اُس نے سوال کیا ہے تو اُسے خالی نہ پھیرنا چاہیئے ۱۲ [4] اس سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مدین جانے اور حضرت شعیب سے ملاقات کرنے اور اُنکی لڑکی سے شادی کی بنا پر اُنکا نکاح ہونے کا بیان ہے ۱۲

کہ آپنے فرمایا ہے جو شخص کسی ایسی زمین کو آباد کرے جو کسی کی نہیں تھی تو اُسکا وہی حقدار ہے عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں یہی[1] حکم کیا تھا۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۷۱۴) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ صعب بن جثامہ کہتے تھے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ رمنہ اللہ اور اسکے رسول ہی کی ہوتی ہے یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے

(۱۷۱۵) حضرت عروہؓ فرماتے ہیں کہ زمین سنگستان کی نالیوں میں (پانی کی بابت) حضرت زبیرؓ ایک آدمی سے جھگڑا ہو گیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے زبیر تم (اپنی زراعت میں) پانی دیکر پھر اپنے ہمسایہ کی زراعت کی طرف پانی چھوڑ دینا انصاری (یہ سنتے ہی غصہ میں ہو کے) بولا (یہ حکم آپنے اس لئے کیا ہے کہ) زبیر آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ آنحضور کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا اے زبیر جبتک (تمہارے کھیت کے) کنارہ تک پانی نہ پہنچ جائے تم روکے رکھنا پھر اپنے پاس والے کی طرف چھوڑنا (حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ) جسوقت اُس انصاری نے آپ کو ناراض کردیا تو آپنے صریح حکم میں حضرت زبیر کو ان کا پورا حق دلوایا اور آپنے پہلے دونوں کو اشارۃً[2] ایسی بات فرما دی تھی جس میں دونوں کے لئے وسعت تھی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۷۱۶) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تم زائد پانی سے لوگوں کو نہ روکا کرو تاکہ اُس کی وجہ سے گھاس سے (بھی) روکنے[3] لگو۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۷۱۷) حضرت ابو ہریرہؓ ہی کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے قیامت کے دن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کریگا اور نہ (رحمت کی نگاہ سے) انہیں دیکھے گا ایک تو وہ آدمی جو اپنے اسباب پر اسلئے قسم کھاتا ہے کہ جو قیمت اُسے ملتی تھی اُس سے (بھی) زیادہ ملجائے حالانکہ وہ قسم میں جھوٹا ہے دوسرا وہ آدمی جو مسلمان آدمی کے مال مارنیکے لئے بعد نماز عصر[4] کے جھوٹی قسم کھائے تیسرا وہ آدمی جو بچے ہوئے پانی (رکے لینے) سے لوگوں کو منع کرے (قیامت کے دن اس سے) اللہ تعالیٰ فرمائیگا

[1] اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم اُنکے زمانہ تک برابر جاری ہی رہا ۱۲ [2] یعنے حضرت زبیر کو آنحضورؐ نے اول یہ حکم کر دیا تھا کہ تم از راہ احسان اپنا کچھ حق اپنے ہمسایہ کی وجہ سے چھوڑ دینا اور یہ حکم آپنے انہیں اسطرح نہیں فرمایا تھا کہ ضروری تھا ... مگر جب انصاری نے اپنی جہالت سے یہ بھی قبول نہ کیا تو آپنے حضرت زبیر کو ان کا پورا حصہ لینے کے لئے فرما دیا ۱۲ [3] کیونکہ ... چرا کرتے ہیں جہاں پانی بھی ہو اور جب پانی سے روکوگے تو گھاس سے بھی رکینگے اور چونکہ گھاس کسی کی ملک نہیں ہے لہذا ... درست نہیں ہے ۱۲ [4] تخصیص عصر کے وقت کی اسلئے ہے کہ اکثر ایسی قسمیں اسی وقت کھائی جاتی ہیں یا ... کہ یہ وقت بزرگ ...

کہ آج میں اپنے فضل سے تجھے محروم رکھتا ہوں جیسے (دنیا میں) زائد پانی سے تو نے لوگوں کو روکا تھا (حالانکہ) وہ پانی تیرے ہاتھوں کا بنایا ہوا نہیں تھا یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت جابرؓ کی حدیث (جو مصابیح میں یہاں مذکور تھی) وہ باب المنہی عنہا من البیوع میں مذکور ہو چکی ہے۔

دوسری فصل (۷۰ ۱۱) حضرت حسنؓ سمرہؓ سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے جو شخص کسی (ویران) زمین میں احاطہ گھیر لیوے تو وہ اُسیکا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۷۹ ۱۱) حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کے درخت[1] زبیرؓ کی جاگیر کر دئے تھے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۸۰ ۱۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کو بقدر اُنکے گھوڑے کی دوڑ کے اُنہیں جاگیر دی تھی (چنانچہ) اُنہوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا جب گھوڑا کھڑا ہو گیا تو اُنہوں نے اپنا کوڑا پھینکدیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کہ جہاں تک ان کا کوڑا پہونچا ہے وہاں تک کی کھجوریں انہیں بطور جاگیر دیدو۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے

(۸۱ ۱۱) علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شہر حضر موتؔ کی زمین انہیں بطور جاگیر دیدی تھی کہتے ہیں پھر آنحضورؐ نے میرے ساتھ حضرت معاویہؓ کو بھیجا کہ تم وہ زمین انہیں حوالہ دینا۔ یہ روایت ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۸۲ ۱۱) حضرت ابیض بن حمال مآربی سے روایت ہے کہ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ مآرب[2] میں جو نمک کی کان ہے وہ مجھے بطور جاگیر دیدیجئے آنحضورؐ نے وہ انہیں جاگیر دیدی جب وہ واپس چلنے لگے تو ایک آدمی نے آنحضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اُسے تیار پانی بطور جاگیر کے دیدیا [illegible] آنحضورؐ نے وہ [illegible] کہ پیلو[3] [illegible] زمین کونسی گھیری جائے (یعنی کس جگہ سے ڈول بندی کیجائے) آپنے فرمایا جہاں اونٹوں کا قدم

---

[1] شاید یہ درخت یا تو خمس میں سے تھے یا ویران زمین میں جسے انہوں نے خود آباد کیا تھا [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

نہ پہونچتا ہو۔ یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۱۸۳) حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تین چیزوں میں سب مسلمان آپس میں شریک ہیں پانی میں اور گھاس اور آگ میں۔ یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۱۸۴) حضرت اسمر بن مضرس فرماتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپ سے بیعت کی۔ پھر آنحضور نے فرمایا کہ جو کسی ایسے پانی پر پہلے پہونچ جائے جس پر اُس سے پہلے کوئی نہیں گیا تھا۔ تو وہ اُسی کا ہے یہ حدیث ابو داؤد نے روایت کی ہے۔

(۱۱۸۵) حضرت طاؤس رضؓ ارسال کے طور پر روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص کسی ویران زمین کو آباد کرے تو وہ اُسی کی ہے اور قدیمی[۱] زمین اللہ اور اُسکے رسول کی ہے پھر وہ میری طرف سے تمہارے لئے ہے۔ یہ حدیث امام شافعیؒ نے روایت کی ہے اور شرح السنہ میں مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں چند مکانات حضرت عبداللہ بن مسعود کو جاگیر کر دیئے تھے اور وہ مکانات انصاریوں کی آبادی (یعنی اُنکے) مکانوں اور کھجوروں کے درمیان تھے اسلئے عبد بن زہیرہ کی اولاد نے (آنحضور کی خدمت میں) عرض کیا کہ اُمّ عبد کے بیٹے (یعنی عبداللہ بن مسعود) کو ہم سے علیحدہ رکھیئے آنحضور صلعم نے فرمایا (اگر تمہیں غریبوں[۲] سے ایسی نفرت ہے) تو مجھے اللہ تعالیٰ نے اسوقت کس لئے بھیجا ہے یاد رکھو بیشک اللہ تعالیٰ ایسی اُمت کو (گناہوں سے ہرگز) نہیں پاک کرتا کہ جس میں اُن میں کہ غریب[۳] آدمی کا حق اُن سے نہ لیا جائے۔

(۱۱۸۶) عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مہزور[۴] کے پانی کی بابت یہ حکم کیا کہ جب تک وہ ٹخنوں تک پہونچے تو اُسے روک رکھا جائے پھر اوپر کی (زراعت) والا نیچے والے کے لئے چھوڑ دے یہ روایت ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۱۸۷) حضرت سمرہ رضؓ بن جندب سے روایت ہے کہ اُنکے چند درخت کھجوروں کے ایک انصاری کے باغ میں تھے اور اُسکے گھر والے (بھی) اُسکے ساتھ (یعنی باغ ہی میں) رہتے تھے جب سمرہ وہاں جاتے تو (پردہ وغیرہ کی) اُنہیں اسسے تکلیف ہوتی اسلئے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ سب قصہ آپ سے

[۱] یعنے جو ویران زمین ہو اور اُسکا مالک نہ معلوم ہو ۱۲ [۲] یعنے عبداللہ بن مسعود تم میں غریب اور مسکین آدمی ہیں پہلا آپ کو اُن کی امداد کرنی لازم ہے ۱۲ [۳] .... [۴] مہزور ایک پانی کا نام ہے جو بنی قریظہ سے آکر ان کی کھیتوں میں جایا کرتا تھا اور اب یہی حکم اس پانی کا ہے جو خود جاری ہے ۱۲

ذکر کیا آنحضورؐ نے سمرہ کو آپنے پاس طلب کیا تاکہ وہ اپنی کھجوریں اس انصاری کے ہاتھ فروخت کریں انہوں نے انکار کر دیا پھر آپنے یہ چاہا کہ بدلہ کرے (انہوں نے (اسکا بھی) انکار کر دیا آنحضور نے فرمایا انہیں تم ویسے ہی بخشدو اور تمہیں (بہشت میں) اسقدر چیزیں ملیں گی (راوی کہتے ہیں کہ آنحضور نے انسے بہت رغیب کی باتیں فرمائیں (لیکن) انہوں نے پھر بھی انکار ہی کر دیا پھر آنحضور نے ایسے فرمایا تم بہت ضرر دینے والے ہو اور آپنے انصاری سے[۱۱] فرمایا تم جاؤ اور انکی کھجوریں کاٹ کر پھینکدو۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے اور حضرت جابر کی یہ حدیث کہ[۱۲] جو شخص زمین کو آباد کرے تو یہ بروایت سعید بن زید باب غصب میں گذر ہو چکی ہے اور ابو صرمہ کی یہ حدیث کہ جو شخص کسی کو ضرر دیگا تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرر دیگا) اسے ہم عنقریب جس باب میں آپس میں عداوت رکھنے سے منع کیا گیا ہے وہاں ذکر کرینگے۔

تیسری فصل (۱۰۸۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی سے روایت ہے کہ اُنہوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جسکا روکنا (یعنے سائل کو نہ دینا) درست نہیں ہے آنحضور نے فرمایا پانی اور نمک اور آگ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس پانی (کی احتیاج) کو ہم بھی جانتے ہیں لیکن نمک اور آگ میں کیا بات ہے (یہ تو حقیر چیزیں پانی کی برابر نہیں ہیں) آپنے فرمایا اے حمیرا[۱۳] (یاد رکھو کہ) جسنے کسیکو آگ دی ہے تو گویا جسقدر چیزیں اس آگ سے پکیں گی وہ سب اسی نے للہ دی ہیں اور جسنے کسی کو نمک دیدیا تو جسقدر کھانے اس نمک سے عمدہ ہونگے گویا وہ سب اسی نے للہ دیئے ہیں اور جس شخص نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلا دیا جہاں پانی ملتا ہو تو اُسنے گویا ایک غلام آزاد کر دیا اور جس شخص نے کسیکو ایسی جگہ پانی پلا دیا جہاں پانی نہیں ملتا تھا تو گویا اُس نے اُسے زندہ کر دیا۔ یہ روایت ابن ماجہ نے نقل کی ہے

باب بخششوں کا بیان

پہلی فصل (۱۰۸۹) حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں (کہ میرے والد حضرت) عمر کو خیبر میں کچھ زمین (غنیمت میں سے) ملی وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے کہ میرے نزدیک اس سے عمدہ دولت مجھے کبھی (دیھی) نہیں ملی تھی آپ اس کی بابت مجھے کیا حکم کرتے ہیں آنحضور نے فرمایا اگر تم چاہو تو اصل زمین کو وقف کردو

---

[۱۱] یعنے چونکہ اس انصاری کو تکلیف تھی اور رفع تکلیف ضروری ہے اس لئے آنحضور نے انکے درخت کھجوروں کے کٹوا دیئے ۱۲ [۱۲] یعنے جو مصابیح میں اسی جگہ مذکور تھی ہم وہاں ذکر کرینگے کیونکہ وہ وہاں کے زیادہ مناسب ہے ۱۲
[۱۳] چونکہ حضرت عائشہ صدیقہ کا رنگ سرخ گلاب کے پھول جیسا تھا اس لئے حمیرا اُن کا لقب تھا ۱۲ +

اور (جو اس سے حاصل ہو اُسے) للہ دیتے رہو (چنانچہ) حضرت عمرؓ نے وہ زمین اس شرط پر للہ دیدی کہ اصل زمین کو نہ کوئی بیچے! ورنہ ہبہ کرے اور نہ اسکا کوئی وارث ہو اور (جو اس سے حاصل ہو) وہ فقیروں اور رشتہ داروں میں اور غلاموں کے آزاد کرانے میں اور راہ خدا میں اور مسافروں میں اور مہمانوں میں للہ خرچ ہوتا رہے اور جو شخص اس کا متولی[1] ہو اُسے بقدر معروف (یعنے بقدر قوت) کھانے میں یا بغیر متولی کے (اپنے رشتہ داروں کو) کھلانے میں اسپر کچھ حرج نہیں۔ ابن سیرین فرماتے ہیں (بغیر متولی کے یہ معنے ہیں کہ اُس سے) مال نہ جمع کرنے لگے۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔

(۱۱۹۰) حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضورؐ نے فرمایا کہ عمریٰ[2] جائز ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے +

(۱۱۹۱) حضرت جابر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ عمریٰ (جس شخص کے لئے ہوا ہے) اُسکے گھر والوں کے لئے وہ میراث ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۹۲) حضرت جابرؓ ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس آدمی کے لئے کسی نے عمریٰ کیا تو وہ اُسکے اور اُسکے وارثوں کے لئے ہو جاتا ہے کیونکہ عمریٰ جس شخص کے واسطے کسی نے کر دیا تو پھر وہ اُس دینے والے کی طرف واپس نہیں ہوا کرتا اسلئے کہ دینے والے نے اس طرح پر دیا ہے کہ اُس میں وراثت جاری ہو گئی۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۱۹۳) حضرت جابرؓ ہی فرماتے ہیں کہ جس عمریٰ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جائز[3] کیا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کہے یہ چیز تمہاری اور تمہارے وارثوں کی ہے اور اگر کسی نے یہ کہا کہ جبتک تم زندہ ہے یہ چیز تمہاری ہی تو یہ (بعد انتقال اُس آدمی کے) دینوالے کی طرف واپس ہو جائیگی۔ یہ روایت متفق علیہ ہے

دوسری فصل

(۱۱۹۴) حضرت جابرؓ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے تھے تم لوگ رقبیٰ اور عمریٰ نہ کیا کرو جس شخص کے لئے کسی نے عمرہ یا رقبیٰ کسی چیز کو کر دیا تو وہ اسکے

---

[1] متولی وہ ہوتا ہے جو اس وقف شے کا بندوبست کرے اور جنکے حقوق ہیں انہیں پہنچا دے ۱۲

[2] عمریٰ اُسے کہتے ہیں کہ ایک شخص کسی کو اپنا مکان دے اور یہ کہدے کہ میں نے یہ مکان تمہاری ساری عمر تک کو تمہیں دیدیا تو جبتک یہ شخص زندہ رہے گا وہ اس سے مکان نہیں لے سکیگا رہی یہ بات کہ اسکے مرنیکے بعد میں دینے والے کو ملتا ہے یا اسکے وارثوں کو اس میں اختلاف ہے

[3] تمام علماء کا یہی مذہب ہے کہ عمرہ جسکے لئے ہوا ہے وہ اُسی کا ہو گیا یعنے اُسکے مرنیکے بعد اسکے وارثوں کا ملک ہو دینوالے کی طرف واپس نہیں ہوگا۔ اور اگلی حدیث جو حضرت جابرؓ کی اسکے مخالف ہے اس کی سب علما تاویل کرتے ہیں کہ حضرت جابرؓ نے اپنی رائے سے فرمایا اور حدیث مرفوع نہیں مرفوع شیخین اسکے خلاف ہیں ۱۲

وارثوں کی (بھی) ہوگی۔ یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۵) حضرت جابرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور فرماتے تھے عمری عمری والوں کے لئے جائز ہے اور رقبیٰ رقبیٰ والوں کے لئے جائز ہے یہ حدیث ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کی ہے

تیسری فصل (۱۱۹۶) حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے (تم لوگ) اپنے مالوں کو اپنے پاس رکھا کرو انہیں خراب نہ کیا کرو اسلئے کہ جس شخص نے عمری کر دیا تو جسکے لئے عمری کیا ہے اُسکی زندگی میں مرنے تک اُسکا رہیگا اور بعد میں اُسکے وارثوں کا ہو جائیگا۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے

باب (پہلے باب کے متعلقات کا بیان)

پہلی فصل (۱۱۹۷) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو کوئی خوشبو دار پھول دے تو اُسے واپس نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اسکا (باعتبار احسان کے) بوجھ کم ہے (اور) خوشبو عمدہ ہے۔ یہ حدیث مسلم نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۸) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خوشبو کو واپس نہیں کیا کرتے تھے۔ یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۱۹۹) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آپ نے ہبہ کو پھیر لینے والا آدمی اُس کتے جیسا ہے جو اپنی قے کو پھر کھالے ہماری اُمت کو ایسا فعل نہ چاہیئے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے

(۱۲۰۰) حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ اُنکے والد انہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیگئے اور آنحضور کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیدیا ہے آنحضور نے پوچھا کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی جیسا دیا ہے انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو اس سے (بھی) واپس کر لو اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضور نے (جواب میں) فرمایا کیا تمہیں یہ خوش لگتا ہے کہ (تمہارے) سب بیٹے تمہارے ساتھ احسان کرنے میں برابر رہیں انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا اسوقت تو برابر نہیں رہینگے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ نعمان بن بشیر کہتے ہیں مجھے میرے والد نے ایک چیز دی تو (میری والدہ یعنی) عمرہ رواحہ کی بیٹی بولیں کہ جب تک تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہیں

سلہ لہذا اگر کوئی شخص تحفہ میں تھوڑی سی چیز بھی بھیجے تو اُسے واپس نہ کرے تاکہ بھیجنے والے کو رنج نہ ہو ۱۲ سلہ یعنے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے سارے فرزند تمہارے ساتھ سلوک کریں اور تمہاری تعظیم اور فرمانبرداری کریں ۱۲ سلہ یعنے اگر چاہتے تو اکیلے ہی کو غلام نہ دو بلکہ سب کو برابر دینے چاہئیں اس سے معلوم ہوا کہ اپنی ساری اولاد کو برابر دینا چاہیے۔

کردو گے تو میں راضی نہیں ہونگی اسلئے میرے والد آنحضور کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
میں نے اپنے اس بیٹے کو جو عمرہ رواحہ کی بیٹی سے ہے کچھ چیز دی تھی اور اسکی والدہ نے اسپر مجھے آپکو گواہ کرنے
کے لئے کہا ہے آنحضور نے پوچھا کیا تم نے اپنے اور فرزندوں کو بھی) اسی کی برابر کچھ چیز دیدی ہے
انہوں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو کہتے ہیں کہ وہ
وہاں سے آئے اور اپنی دی ہوئی چیز واپس کرلی اور ایک روایت میں ہے آنحضور نے فرمایا کہ
میں ظلم پر گواہ نہیں ہوتا یہ روایت بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔ (دوسری فصل)

(۱۲۰۱) حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی آدمی اپنے
ہبہ کو واپس نہ کیا کرے ہاں باپ اپنے بیٹے سے واپس کرلیا کرے۔ یہ حدیث نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے

(۱۲۰۲) حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس دونوں روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ آدمی کو یہ درست نہیں ہے کہ کوئی چیز دیکے پھر لیلے ہاں باپ نے جو اپنے بیٹے کو کوئی چیز
دی ہو تو [illegible] جائز ہے اور جو کوئی کچھ چیز دیکے پھیر لیتا ہے تو وہ اس کتے جیسا ہے کہ خوب
کھایا پیا [illegible] قے کردی اور پھر قے کھالی۔ یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور
ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۱۲۰۳) حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دہقانی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں ایک جوان اونٹنی سوغات میں بھیجی آنحضور نے اسکے عوض چھ جوان اونٹنیاں اسکے پاس بھیجیں
پھر (بھی) وہ خفا ہی رہا اس خفگی کی خبر آنحضور کو بھی پہنچ گئی (آپ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اول
اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا کہ فلانے نے میرے پاس ایک اونٹنی سوغات میں بھیجی تھی اور میں نے
اسکے عوض میں چھ اونٹنیاں جوان اسکے پاس بھیجدیں (لیکن) وہ پھر (بھی) خفا ہی رہا اب میں نے یہ قصد
کرلیا ہے کہ سوائے قریشی یا انصاری یا ثقفی یا دوسی کے کسی کی سوغات نہیں لیا کرونگا۔ یہ حدیث
ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے۔

(۱۲۰۴) حضرت [illegible] سے [illegible] روایت ہے کہ آنحضور فرماتے تھے جس شخص کو
[illegible] کوئی چیز [illegible]

[illegible]
[illegible]

نہ ہو تو اُسے دینیوالے کی تعریف کرنی چاہیے کیونکہ جس نے تعریف کی تو اُس نے شکر کیا (اور اُسکے دیئے کو ظاہر کیا) اور جس نے اُسکے دیئے کو چھپایا تو اُس نے کفران نعمت کیا اور جس شخص نے اپنے آپ کو ایسی چیزوں سے آراستہ کیا جو (خدا کی طرف سے) اسے نہیں ملیں تو یہ جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے جیسا ہے۔ یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۵) حضرت اسامہؓ بن زید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص نے کسی کچھ احسان کیا اور اسنے (احسان) کرنیوالے کے لئے یہ کہدیا جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ط تو اُس نے پوری تعریف کردی۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۶) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص لوگوں کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ اللہ کا (بھی) شکر گذار نہیں ہوگا۔ یہ حدیث امام احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۰۷) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مہاجر لوگ آنحضورؐ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے یارسول اللہ جن لوگوں میں ہم آنکر اُترے ہیں ان سے زیادہ بہت سے مال میں سے خرچ کرنیوالا اور تھوڑے میں سے (بھی) مدد کرنیوالا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا انہوں نے ہمیں محنتوں سے چھڑا دیا اور منفعت میں ہمیں شریک رکھا یہانتک کہ ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ سارا ثواب یہی نہ لیجائیں آنحضورؐ نے فرمایا جبتک تم اُنکے لئے دعاء کرتے رہوگے اور انکی تعریف کرتے رہوگے تو سب ثواب یہ نہیں لیجائینگے (تمہیں بھی ثواب ہوتا رہے گا) یہ روایت ترمذی نے نقل کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔

(۱۲۰۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں آنحضورؐ فرماتے تھے کہ تم آپس میں تحفے بھیجتے رہا کرو کیونکہ تحفہ کینوں کو دور کرتا ہے یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے۔

(۱۲۰۹) حضرت ابوہریرہؓ حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا تم لوگ آپس میں تحفے بھیجتے رہا کیونکہ یہ سینہ (یعنے دل) کی کدورت کو کھو دیتا ہے اور کوئی ہمسایہ اپنے ہمسایہ کے لئے (ادنیٰ چیز بھیجنے کو بھی) حقیر نہ جانا کرے اگرچہ بکری کے کھر کا کوئی ٹکڑا ہی ہو۔

ؔ یعنے اسکے پیچھے نیکی کمال ہے یا دنیوی ایسا ظاہر کیا جو اسمیں نہیں تھا تو اسکی مثال اس آدمی جیسی ہے جو سر سے پاؤں تک جھوٹ کے کپڑے پہنے ہوئے ہے ؔ کیونکہ اسنے اُسکے احسان کا خود اپنی زبان سے اقرار کر لیا ۱۲ ؔ یعنے ایسے انہی کی مانند ہی کفران نعمت کی ہوجائیگی ۱۲ ؔ یعنے جس جیسے مقدور تھی بہ ہو اسنے مدد کی ۱۲

یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے ؎

(۱۲۱۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین چیزیں واپس نہیں کرنی چاہئیں تکیہ اور تیل اور دودھ۔ یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تیل سے آنحضور کی مراد خوشبو ہے۔

(۱۲۱۱) حضرت ابو عثمان نہدی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب تمہیں کسی کو کوئی پھول خوشبودار دیوے تو اُسے واپس نہیں کرنا چاہئیے کیونکہ یہ بہشت سے آیا ہے[1] یہ حدیث ترمذی نے ارسال کے طور پر نقل کی ہے۔

تیسری فصل (۱۲۱۲) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ حضرت بشیر (صحابی) کی بی بی نے اُنسے یہ کہا کہ تم اپنا غلام میرے بیٹے کو دیدو اور میرے (اطمینان کے) لئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو گواہ کردو (چنانچہ) وہ آنحضور کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ فلانے کی بیٹی (جو میری بی بی ہے اُس) نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ میں اُسکے بیٹے کو اپنا غلام دیدوں اور اُسنے یہ بھی کہا ہے کہ میں گواہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کردوں۔ آنحضور نے پوچھا کیا اُس (تمہارے بیٹے) کے اور بھی بھائی ہیں اُنہوں نے عرض کیا ہاں آپنے پوچھا کیا جیسا تم نے اُسے دیا ہے سبھوں کو ایسا ہی دیا ہے وہ بولے نہیں آنحضور نے فرمایا تو یہ درست نہیں اور میں تو حق بات پر گواہ ہوا کرتا ہوں یہ روایت مسلم نے نقل کی

(۱۲۱۳) حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے جب آپکے پاس کوئی نیا پھل لاتا تو آپ اُسے اپنی آنکھوں[2] اور منہ[3] پر لگاتے اور یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ (ترجمہ) یا الٰہی جیسا تو نے اس پھل کا شروع دکھایا ہے اُسکا آخر بھی دکھا پھر جو چھوٹے بچوں میں سے آپکے پاس ہوتا آپ اُسے ہی دیدیتے یہ روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں نقل کی ہے

باب لقطہ[4] کا بیان

پہلی فصل (۱۲۱۴) حضرت زید بن خالد فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی آیا اور آپ سے لقطہ کی بابت پوچھا آپنے فرمایا کہ اُسکے برتن اور اسکے سربند کو پہچان کے ایک سال

---

[1] یعنے اس میں سے بہشت کی خوشبو آتی ہے ۱۲ [2] اسلئے [3] چونکہ وہ اللہ کی دی ہوئی تازی نعمت ہوتی تھی اسلئے اسکی تعظیم کی وجہ سے آپ اُسے آنکھوں پر لگایا کرتے تھے ۱۲ [4] لقطہ اُسے کہتے ہیں جو پڑی ہوئی چیز پایا جاوے اور اسکا مالک نہ معلوم ہو اگر اُسکے ضائع ہونیکا اندیشہ ہو تو اُٹھا لینا واجب ہے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو مستحب ہے لیکن اُس کی تشہیر ضروری کرنی چاہیئے ۱۲

تک لوگوں کو معلوم کرتے رہو اگر اسکا مالک آجائے فبہا ورنہ پھر تم جانو اُسنے پوچھا کہ گم شدہ بکری کو کیا جائے آنحضور نے فرمایا اُسے خواہ تم لیلو یا اور کوئی تمہارا بھائی لے لیگا ورنہ بھیڑیا لیجائیگا اُسنے پوچھا اور گم شدہ اونٹ کو کیا کیا جائے آپنے فرمایا اُس سے تمہیں کیا لینا ہے اُسکی (پانی پینے کے لئے) مشک اور اُس کے موزے اُسکے ساتھ ہیں پانی پر جائے پانی پی لیگا اور درخت (کے پتے) کھاتا رہیگا یہانتک کہ اُسکا مالک اُسے آکر پکڑ لیگا یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ آنحضور نے فرمایا ایک سال تک اسکی تشہیر کر پھر اُسکے سربند اور برتن کا (دھیان) خیال رکھ (اگر کوئی لینے والا نہ آئے) تو اُسے اپنے خرچ میں لا اگر اسکے بعد میں مالک آجائے تو اُسے اپنے پاس سے دے ◆

(۱۲۱۵) حضرت زید بن خالد جہنی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص کسی گم شدہ چیز کو اپنے پاس رکھے تو جبتک یہ لوگوں کو نہیں بتائیگا خود گمراہ ہے۔ یہ حدیث مسلم نے روایت کی ہے

(۱۲۱۶) حضرت عبد الرحمن بن عثمان تیمی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کا لقطہ لینے سے منع فرمایا ہے یہ روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

دوسری فصل (۱۲۱۷) عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضور سے کسی نے (درخت پر) پھل لٹکے ہوؤں کی بابت پوچھا آنحضور نے فرمایا اگر کوئی صاحب ضرورت اُمیں سے کچھ لیلے اور اپنی جھولی نہ بھرے تو اُسپر کچھ گناہ نہیں اور جو شخص وہاں سے کچھ لیکر نکلے تو اُسپر اُس سے دگنا تاوان اور سزا لازم ہے اور جو شخص اُنمیں سے کھلیان میں پہونچنے کے بعد بھی کچھ چرائے اور وہ بقدر ڈھال (کی قیمت) کو پہنچ جائے تو اُسکا ہاتھ کاٹ دینا لازم ہے اور راوی نے گم شدہ اونٹ اور بکری میں اسیطرح ذکر کیا جسطرح اوروں نے ذکر کیا ہے راوی کہتے ہیں آنحضور سے کسی نے لقطہ کی بابت بھی پوچھا آنحضور نے فرمایا جو لقطہ آمدورفت کی یا کسی بڑی بستی کے راستے میں سے ملے تو اُسکی ایک سال تک شہرت دینی چاہیئے اگر اُسکا مالک آجائے تو اُسے دیدینا ورنہ بعد سال کے تم ہی مالک ہو

ف یعنے اُسے چھوڑ دو اُسکے پکڑنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ضائع نہیں ہوسکتا اسلئے کہ اُسکا پیٹ مشک کی طرح ہے یعنے روزینک اُسے پانی کی ضرورت نہیں پڑتی اور اُسکے پاؤں بھی قوی ہیں کسی درندے کے قبضے میں نہیں آسکتا ۱۲ ف یعنے چاہیئے کہ جو چیز اُٹھائے اُسکی شہرت دے اگر بغیر لوگوں کے بتائے اپنے پاس رکھ چھوڑے تو چونکہ یہ خیانت ہے لہذا یہ گمراہ ہوگا ۱۲ ف حاصل یہ ہے کہ جو کوئی ضرورت کی وجہ سے باغ میں میوہ کھائے اور جھولی بھر کر نہ لیجائے تو اُسپر کوئی گناہ نہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ حکم ابتدا اسلام کا تھا پھر منسوخ ہوگیا یا کہ نہ پھل کھانا اگرچہ جائز ہے لیکن اُسکی قیمت دینی ضروری ہے ۱۲ ف وجہ اسکی یہ ہے چونکہ وہ راستہ زیادہ آمدورفت کا ہے لہذا احتمال ہے کہ شاید یہ چیز کسی مسلمان کی نہ ہو ۱۲

اور جو کسی قدیمی ویران زمین میں سے کچھ ملے تو اسمیں اور گڑے ہوئے مال میں (جو پایا جاوے) پانچواں حصہ (اللہ واسطے) دینا لازم ہے یہ حدیث نسائی نے روایت کی ہے اور ابو داؤد نے عمرو کے اس قول سے کہ آنحضور سے کسی نے لقطہ کی بابت پوچھا لے کر آخر حدیث تک نقل کی ہے۔

(۱۲۱۸) حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابو طالب کو ایک اشرفی پائی وہ اُسے لیکے حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکی بابت پوچھا آنحضور نے فرمایا یہ اللہ کا دیا رزق ہے (چنانچہ) آپنے (بھی) اُس میں سے کھایا اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے بھی کھایا پھر بعد اسکے جب ایک عورت اشرفی ڈھونڈھتی ہوئی آئی تو آنحضور نے فرمایا اے علی تم ایک اشرفی اسے دیدینا۔ یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۱۹) حضرت جارود کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسلمان کی گم شدہ چیز آگ کا شعلہ ہے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۰) حضرت عیاض بن حمار کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب شخص لوگو! لقطہ پا جائے تو اُسے چاہیے کہ ایک یا دو منصف گواہ کرلے نہ اُسے چھپائے نہ کہیں غائب کر ڈالے اگر اسکا مالک مل جائے تو اُسے دیدے ورنہ وہ اللہ کا مال ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے یہ حدیث امام احمد و ابو داؤد اور نسائی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۱) حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لاٹھی اور کوڑے اور رسّی اور ایسی ہی چیزوں میں اجازت دیدی تھی (یعنے اگر) کسی آدمی کو انمیں سے پا جائے تو اُسے نفع اٹھانا جائز ہے یہ روایت ابو داؤد نے نقل کی ہے اور مقدام بن معدیکرب کی حدیث جسکا شروع یہ ہے) الا لا یحل یہ باب اعتصام میں کہ ہو چکی ہے

باب فرائض کا بیان

پہلی فصل

(۱۲۲۲) حضرت ابو ہریرہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ فرماتے تھے کہ میں مسلمانوں کے لئے اُنکی جانوں سے (بھی) زیادہ اُنکا خیر خواہ ہوں لہذا جو شخص مر جائے اور اسکے ذمہ قرض ہو اور اُسنے مقدار ادائیگی کے مال نہ چھوڑا ہو تو اُسکا ادا کرنا مجھ پر ہے اور جو شخص مال چھوڑ مرے

ف یعنی اگر کوئی اس ارادہ سے چیز اُٹھائے کہ میں ہی اسکا مالک ہونگا اور اُس میں احکام شرعیہ کی رعایت نہ کرے یعنے اسکی تشہیر نہ کرے تو یہی چیز اسے دوزخ کی آگ میں پہونچا دے گی ۱۲ منہ اس امر کو بعض آئمہ استحباب کے لئے کہتے ہیں اور بعضے وجوب کے لئے اور حکمت گواہ کرنے میں یہ ہے کہ اگر یہ شخص مر جائے تو اسکے بعد وارث بھی اس چیز کو ادا کر دینگے اور یہی حکمت ہے بعد گواہ ہونے یہ چیز خواہ مخواہ دینی ہی پڑے گی چھپانے کی جرأت نہیں ہوگی ۱۲ منہ یعنے جو حصے قرآن یا حدیث سے

تو وہ اُسکے وارثوں کا ہے اور ایک روایت میں ہے آنحضور نے فرمایا کہ جو شخص قرض چھوڑے یا کنبہ قبیلہ چھوڑے تو وہ میرے پاس آجائیں میں ان کا سب سے زیادہ ذمہ دار ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کچھ مال چھوڑے تو وہ اُسکے وارثوں کا ہے اور جو کوئی اپنے اوپر اکیہ بوجھ چھوڑے تو وہ ہمارے پاس چلا آئے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲۳) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم وراثت میں حصہ داروں کے حصے دیدیا کرو اور جو کچھ بچ جائے تو جو مرد قریب کا رشتہ دار ہو تو وہ اسکا ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲۴) حضرت اُسامہ بن زید کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ نہ کافر مسلمان کا وارث ہوتا ہے اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۱۲۲۵) حضرت انسؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آنحضور فرماتے تھے کہ مولیٰ قوم کا اسی قوم میں سے ہے یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۶) حضرت انس ہی کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بھانجا قوم کا اُنہیں میں سے ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے اور حضرت عائشہ کی حدیث (جسکا شروع یہ ہے کہ انما الولاء) ایک باب میں ہے جو بدھنی کے باب سے پہلے ہے وہاں مذکور ہو چکی ہے اور حضرت براء کی حدیث کہ خالہ بمنزلہ والدہ کے ہے اُس باب میں جس میں بچہ کے بالغ ہونے اور اُس کی پرورش کا بیان ہے ہم انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی وہاں ذکر کرینگے۔

دوسری فصل (۱۲۲۷) حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دو آدمی مختلف مذہبوں والے آپس میں وارث نہیں ہوتے یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے اور ترمذی نے حضرت جابر سے روایت کی ہے۔

---

۱ یعنے کنبہ قبیلہ ہو یا کہ قرض ہو ۱۲ ۲ یعنے بلا واسطہ عورت کے اُسکا رشتہ جیسے چچا بھائی وغیرہ انہیں کو عصبہ کہتے ہیں ۱۲ ۳ یعنے جس غلام کو اسنے آزاد کیا ہے اگر اسکا کوئی عصبہ نسبتی نہیں یہ آزاد کرنے والا اُنہیں میں سے ہے یعنے ان کی جگہ وارث ہو جائے گا ۱۲ ۴ یعنے ماموں کا وارث اُسکا بھانجہ ہو جائیگا اگر اسکے کوئی ذوی الفروض یا عصبہ نہ ہو کیونکہ بھانجہ ذوی الارحام میں ہے اور تقسیم وراثت کا قاعدہ ہے کہ اول ذوی الفروض کو ملتا ہے اگر ذوی الفروض ہوں یا ہوں لیکن کچھ انکے حصہ سے باقی رہجائے تو وہ عصبہ کو ملے گا اگر عصبہ بھی نہ ہو یا کچھ باقی رہے تو وہ ذوی الارحام کو ملتا ہے اور ان تینوں قسموں کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے ۱۲ ۵ یعنے ایک کافر ہو اور ایک مسلمان ہو تو یہ دونوں خواہ باپ بیٹے کیوں نہ ہوں آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہ ہونگے ۱۲

(۱۲۲۸) حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قاتل (کسی شخص کا) اُس کا وارث نہیں ہوتا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۲۲۹) حضرت [illegible] روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دادی نانی کیلئے جبکہ [illegible] (میراث کا) چھٹا حصہ معین کیا ہے۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۰) حضرت جابرؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب کوئی بچہ پیدا ہوتے وقت [illegible] جائے (یعنے اُس کی زندگی کی علامت معلوم ہوجائے تو اُسکے مرنیکے بعد) اُسکی نماز بھی پڑھی جائے اور اُسے میراث (بھی) دیجائے۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۱) کثیر عبداللہ کے بیٹے اپنے والد (عبداللہ) سے اور وہ اُنکے دادا (یعنے اپنے والد) سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مولے (آزاد) اُسی قوم میں سے ہے اور حلیف قوم کا اُسی قوم میں سے ہے اور بھانجہ قوم کا (بھی) اسی قوم میں سے ہے یہ حدیث دارمی نے نقل کی ہے

(۱۲۳۲) حضرت مقدام کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں ہر ایک مسلمان کا اُسکی جان سے (بھی) زیادہ خیر خواہ ہوں لہٰذا جو شخص (اپنے ذمہ) کچھ قرض چھوڑ مرے یا کنبہ یا قبیلہ چھوڑے تو وہ میرے ذمہ ہے اور جو شخص کچھ مال چھوڑے وہ اُسکے وارثوں کا ہے اور جس کا کوئی خبرگیران نہ ہو اُسکا میں خبرگیراں ہوں میں ہی اُسکے مال کا وارث ہونگا اور میں ہی اُسے عذاب سے چھوڑاؤنگا اور ماموں (بھی) وارث ہے جسکا کوئی اور وارث نہ ہو وہی اُسکے مال کا وارث ہوگا اور وہی اُسے عذاب سے بچائیگا اور ایک روایت میں (یہ ہے) آنحضور فرماتے ہیں کہ میں اُسکی (بھی) کا وارث ہونگا جسکا کوئی اور وارث نہ ہو اور اُسکی طرف سے مال دیت (بھی) میں ہی دوں گا اور ماموں اُس شخص کا وارث ہے جس کا کوئی اور وارث نہ ہو اور یہی اُسکی طرف سے دیت دیگا اور اُس کا وارث ہوگا۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے۔

(۱۲۳۳) حضرت واثلہ بن اسقعؓ کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ عورت تین

ؒ عرب میں قسم کھا کر [illegible] کرتے اور مطلب یہ ہوتا تھا کہ جس سے تمہاری صلح ہوگی اس سے میری بھی اور جس سے تمہاری لڑائی ہو اُسی سے میری بھی [illegible] یعنی ایک دوسرے کے حلیف ہوتے تھے پہلے انہیں بھی حصہ ملتا تھا جب میراث کی آیت اتری تو یہ حکم منسوخ ہوگیا ۱۲ ؒ یعنے اگر میت کے ذمہ قرض ہوگا یا کوئی اس نے خون کردیا ہو تو اُسکی وجہ سے اُسکے قید یا وبال واجب ہو جس کی وجہ سے یہ مقید اور معذب ہو تو یہ وارث اُس کا روپیہ خرچ کرکے اُسے چھڑا دینگے ۱۲

آدمیوں سے (ساری) وراثت لے لیتی ہے ایک اپنے آزاد کیئے ہوئے سے اور ایک بچہ سے اور ایک اُس بچہ کی جس سے اُس نے لعان[1] کیا ہو یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے

(۱۲۳۴) عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو آدمی کسی آزاد عورت یا لونڈی سے زنا کرے تو (جو لڑکا اُس سے پیدا ہو) وہ ولد الزنا ہے نہ وہ خود وارث ہو نہ اور کوئی اُس کا وارث ہو یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۲۳۵) حضرت عائشہ صدیقہ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک آزاد کیئے غلام کا انتقال ہو گیا اور کچھ چیز چھوڑی (لیکن) کوئی رشتہ دار یا لڑکا نہ چھوڑا پھر آنحضور صلعم نے یہ فرمایا کہ اسکی میراث اسکے گانوں والوں میں سے کسی آدمی کو دیدینا یہ روایت ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے

(۱۲۳۶) حضرت بُریدہ کہتے ہیں کہ قبیلہ خزاعہ کے ایک آدمی کا انتقال ہو گیا اور اُس کی میراث لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آنحضور نے فرمایا کہ اس کا کوئی وارث یا رشتہ دار تلاش کرو (چنانچہ انہوں نے تلاش کیا لیکن) نہ کوئی وارث ملا اور نہ کوئی رشتہ دار ملا پھر آنحضور نے فرمایا کہ یہ میراث قبیلہ خزاعہ کے کسی بڑے بوڑھے کو دے دو۔ یہ روایت ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ قبیلہ خزاعہ کا کوئی بڑا بوڑھا آدمی دیکھو ٭

(۱۲۳۷) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ یہ آیت مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ پڑھتے ہو (جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وصیت قرض سے مقدم ہے) اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم کیا ہے اور یہ (بھی حکم کیا ہے کہ) حقیقی بھائی وارث ہوتے ہیں نہ سوتیلے لہذا آدمی اپنے حقیقی بھائی کا وارث ہوگا نہ سوتیلے کا۔ یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور دارمی کی ایک روایت میں یہ ہے آنحضور نے فرمایا (کہ حقیقی) بھائی جو ماں میں (بھی) شریک ہوں (وہی) وارث ہونگے نہ وہ کہ جو باپ ہی میں شریک ہوں (باقی حدیث اُسی طرح) آخر تک ہے

(۱۲۳۸) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ سعد بن ربیع کی بی بی اپنی دو بیٹیوں کو لے کر جو سعد بن ربیع سے تھیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دونوں بیٹیاں

---

[1] یعنے اسے کہیں سے کوئی بچہ پا گیا اُس نے اُسے پرورش کیا بعد میں وہ مال چھوڑ مرا تو اُس کی یہی وارث ہوگی ۱۲ [2] لعان اُسے کہتے ہیں کہ مرد اپنی بیوی کو تہمت لگادے اگر جو بچہ اسکے پیدا ہوا ہے اُسے کہے کہ یہ میرا نہیں ہے اور پھر آپس میں ایک دوسرے کو لعنت کریں اور اس بچہ کا نسب باپ سے ثابت نہیں رہ کرتا اور نہ یہ آپس میں وارث ہوتے ہیں فقط ماں ہی اُس کی وارث ہوتی ہے ۱۲ ٭

سعد بن ربیع کی ہیں جو آپ کے ساتھ جنگ احد میں شہید ہوگئے اور انکے چچا نے کل مال لیا ہے انکے لئے بالکل نہیں چھوڑا اور اب بغیر مال کے انکا نکاح بھی نہیں ہو سکتا آنحضرت نے فرمایا ٹھہرو کرو اللہ تعالیٰ انکی بابت حکم کر دیگا چنانچہ آیت میراث نازل ہوئی آنحضرت نے انکے چچا کے پاس کسی کو بھیجا اور یہ فرمایا کہ سعد کے دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال اور انکی والدہ کو آٹھواں حصہ تم دیدو اور جو باقی بچے وہ مال تمہارا ہے یہ روایت امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۱۲۳۹) ہزیل شرحبیل کے بیٹے کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ سے کسی نے ایک بیٹی ایک پوتی ایک بہن کی بابت پوچھا کہ ہر ایک کو میراث میں کتنا کتنا حق ملنا چاہیئے؟ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی کو نصف اور بہن کو نصف (اور) پوتی محروم رہے گی) اور تم ابن مسعود کے پاس (بھی) جاؤ تو وہ بھی خدا چاہے میری ہی موافقت کرینگے چنانچہ اس ... ابن مسعود سے پوچھا اور ابو موسیٰ کا جواب (بھی) انسے بیان کر دیا ابن مسعود (یہ سنتے ہی) فرمانے لگے کہ میں (اگر یہ بتاؤں) تو ... وقت گمراہ ہونگا اور راہ راست پانیوالوں میں سے نہیں رہونگا میں اسکی بابت وہی حکم کرونگا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ... (وہ یہ کہ) بیٹی کو نصف اور پوتی کو چھٹا حصہ دو تہائی پورا کرنے کے لئے اور جو مال بچے وہ بہن کا (اراد) ہے ہیں۔ حضرت ابو موسےٰ پاس آئے اور حضرت ابن مسعود کا جواب انسے بیان کیا انہوں نے فرمایا جبتک تم میں یہ عالم (زندہ) ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو یہ روایت بخاری نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۰) حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پوتے کا انتقال ہوگیا اب مجھے اسکی میراث سے کیا ملیگا آپنے فرمایا تمہیں چھٹا حصہ ملیگا اور جب وہ واپس چلنے لگا تو آپنے بلایا اور فرمایا کہ ایک چھٹا حصہ تمہیں اور ... جب وہ چلنے لگا تو پھر بلا کر فرمایا کہ یہ دوسرا چھٹا تمہارے لئے رزق ہے۔ یہ حدیث امام احمد (اور ترمذی) اور ابو داؤد نے روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۲۴۱) ذویب کے بیٹے قبیصہ کہتے ہیں کہ ایک میت کی) جدہ حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں اپنی

ف ... مال کی ... حصے کرکے اسطرح تقسیم کرو کہ دو تہائی یعنی ہر ایک لڑکی کو ... اور بیوی کو تین سہام اور چچا کو پانچ سہام ہوجاویں ... کوئی شخص مرجاوے اور ... تین وارث ... اب ان میں سے ایک کا حصہ ... ہوگا ... یعنی یہ تمہیں دوسرا چھٹا حصہ بطریق عصبیت پہنچا ہے ... بطریق ذوی الفروض ... ملے گا ... جدہ دادی کو کہتے

میراث مانگنے کے لئے آئی اُنہوں نے فرمایا کہ تمہارے لئے قرآن شریف اور حدیث رسول اللہ میں کوئی حصہ مقرر نہیں ہے تم اب جاؤ تاکہ میں لوگوں سے دریافت کروں (شاید آنحضور نے کبھی کچھ دلایا ہو) چنانچہ انہوں نے لوگوں سے پوچھا اور مغیرہ بن شعبہ بولے کہ میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آنحضور نے جدہ کو چھٹا حصہ میراث کا دلایا تھا حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ (اسوقت) کوئی اور بھی تھا پھر محمد بن مسلمہ نے (بھی) ویسے ہی کہا جیسے مغیرہ نے کہا تھا پھر حضرت ابوبکرؓ نے جدہ کے لئے وہی حکم جاری کر دیا پھر دوسری جدہ حضرت عمرؓ کے پاس آکر وہ اپنی میراث مانگنے لگی اُنہوں نے فرمایا کہ وہی چھٹا حصہ ہے اگر تم دو ہو تو وہی چھٹا حصہ تم دونوں کو ملے گا اور جو اکیلی ہو تو اُسکو ملے گا۔ یہ روایت امام مالک اور امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے۔

(۱۲۴۴) حضرت ابن مسعود ایک دادی کی بابت جو مع اپنے بیٹے کے تھی یہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے پہلی یہ جدہ ہے جسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود اسکے بیٹے ہونے کے چھٹا [illegible] دلایا تھا (یعنی) اُسکا بیٹا زندہ تھا۔ یہ روایت ترمذی اور دارمی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے ضعیف کہا ہے [illegible] سفیان کے بیٹے حضرت ضحاک روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے [illegible] اشیم ضبابی کی بیوی اُن کے خاوند کی دیت میں سے تم ورثہ دے دینا۔ یہ روایت [illegible] اور ابوداؤد نے نقل کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱۲۴۶) حضرت تمیم داری کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایسے آدمی کی بابت شریعت کا کیا حکم ہے جو مشرک تھا اور ایک مسلمان آدمی کے ہاتھوں پر مسلمان ہوگیا (یعنے اُس کا وارث کون ہوگا) آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ہاتھوں پر یہ مسلمان ہوا تھا) وہی اس کی زندگی اور مرنے میں سب لوگوں سے زیادہ بہتر ہے۔ (یعنے وہی وارث ہوگا) یہ روایت ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے + + +

لہ پہلے جو جدہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں گئی تھی وہ اُس میت کی نانی تھی اور جو حضرت عمرؓ کی خدمت میں گئی وہ اُسی میت کی دادی ہے ۱۲ ہے یعنے ایک آدمی اپنے باپ اور دادی کو چھوڑ کے مرا تھا ۱۲ لہ اس حدیث پر کسی عالم کا عمل نہیں ہے۔ سب ہی فرماتے ہیں کہ میت کا باپ ہوتے دادی محروم ہوتی ہے اور اس حدیث میں جو بابت تو شاید آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے تبرعاً دلا دیا ہوگا کہ [illegible] اس کا حق نہیں تھا دوسرے یہ کہ یہ حدیث بھی ضعیف ہے یعنے قابل عمل نہیں ہے ۱۲ +

محمد قطب الدین

۱۲۸۸